ہیں حسین بن حسن سرف میں اس خوف سے ٹھیرا ہوا تھا کہ اگر وہ مکہ میں داخل
ہو گیا تو اس کی مزاحمت کی جائیگی اور لڑائی ہوگی مگر جب مکے کے بعض لوگوں
نے جو طالبیین کی جانب مائل تھے اور عباسیوں سے ڈرتے تھے اس
سے جاکر کہا کہ مکہ، منیٰ اور عرفہ سلطنت کے والیوں سے بالکل خالی
ہو گیا ہے وہ سب کے سب ان مقامات کو چھوڑ کر عراق چلے گئے
ہیں تو اب حسین بن حسن عرفہ کے دن مغرب سے پہلے مکہ میں داخل
ہوا اس وقت اس کے ہمراہ پورے دس آدمی بھی نہ تھے اس جماعت
نے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور
رات میں عرفہ چلے گئے وہاں کچھ رات گئے تک وقوف کیا پھر فردلفہ
آکر حسین نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس نے قزح پر وقوف کیا وہاں
سے وہ حاجیوں کو لیکر چلا آیا ایام حج میں اس نے منیٰ میں قیام کیا بلکہ
سنہ ۱۹۹ ہجری کے ختم ہونے تک وہ خود منیٰ ہی میں ٹھیرا رہا۔ محمد بن سلیمان
بن داؤد الطالبی بھی اس سال مدینے میں مقیم رہا اب تمام حاجی
اور وہ لوگ جو حج میں آئے تھے واپس چلے گئے اس مرتبہ اتنی بات
البتہ ہوئی تھی کہ حاجی عرفہ سے بغیر امام کے چلے آئے۔

جب ہرثمہ کو جو قریہ شاہی میں فروکش تھا خوف ہوا کہ اس سال دنعل
میں تو اس سال کا حج جاتا رہے گا اس نے ابوالسرایا اور اس کی فوج
پر اسی مقام میں جہاں زہیر اس سے لڑا تھا حملہ کر دیا دن کے ابتدائی
حصے میں ہرثمہ کو ہزیمت ہوئی مگر دن کے آخر میں ابوالسرایا کی فوج
نے شکست کھائی جب ہرثمہ نے محسوس کیا کہ وہ بات پوری نہ ہوسکی
جو وہ چاہتا تھا وہ قریہ شاہی میں رہ پڑا اس نے حاجیوں وغیرہ کو واپس بھیجدیا
منصور بن المہدی کو اپنے پاس قریہ شاہی میں بلا بھیجا اس کے
آنے کے بعد اس نے کوفے کے عمائد اور امرا سے مراسلت شروع کی
اور علی بن ابی سعید مدائن پر قبضہ کر کے واسط آیا اور اسے اپنے قبضہ
میں لیکر بصرہ کی طرف بڑھا مگر اس سال وہ اس پر قبضہ نہ کرسکا اور

سنہ ۱۹۹ ہجری ختم ہو گیا۔

سنہ ۲۰۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابو السرایا کوفے سے بھاگ گیا اور ہرثمہ وہاں داخل ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو السرایا اور اس کے ساتھی طالبیین اتوار کی رات جبکہ ماہ محرم سنہ ۲۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں ۱۴ راتیں باقی تھیں کوفے سے بھاگ کر قادسیہ آئے اس رات کی صبح کو منصور بن المہدی اور ہرثمہ کوفے میں داخل ہو گئے انھوں نے عام امان کا اعلان کر دیا کسی سے کوئی تعرض نہیں کیا اس دن عصر تک وہ کوفے میں ٹھیر کر پھر اپنی فرودگاہوں میں واپس آ گئے اور کوفے میں انھوں نے اپنے ایک شخص غسان بن ابی الفرج ابو ابراہیم بن غسان والی خراسان کی فوج خاصہ کے سردار کو اپنا جانشین بنا دیا یہ اس محل میں جس میں محمد بن محمد اور ابو السرایا تھے فرودکش ہو گیا۔ ابو السرایا اور اس کے ساتھی قادسیہ کو بھی چھوڑ کر واسط کی ایک سمت میں چلے آئے اس وقت علی بن ابی سعید واسط میں موجود تھا البتہ بصرہ اب تک علویوں کے قبضے میں تھا ابو السرایا واسط سے نیچے دجلہ کو عبور کر کے عبدسی آیا یہاں ان کو بہت سا مال جو اہواز سے آیا تھا ہاتھ لگ گیا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے چل کر سوس آیا یہاں اس نے اور اس کی جماعت نے پڑاؤ کیا چار دن وہ یہاں ٹھیرا وہ سوار کو ایک ہزار اور پیادے کو پانسو دینے لگا چوتھے دن حسن بن علی الباذغیسی جو ماموُنی کے نام سے مشہور ہے اس جماعت کے پاس آیا اور اس نے

ان کو کہلا بھیجا کہ میں تم سے لڑتا نہیں چاہتا جہاں تم چاہو چلے جاؤ جب تم میرے علاقے سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمھارا تعاقب بھی نہیں کروں گا مگر ابوالسرایا نے یہ بات نہ مانی اور لڑنے کے لئے اڑ گیا حسن نے ان سے جنگ کی ان کو مار بھگایا ان کی فرودگاہ کو بالکل تاخت و تاراج کردیا اس لڑائی میں ابوالسرایا بہت سخت زخمی ہوگیا تھا وہ بھاگا اور پھر وہ محمد بن محمد اور ابوالشوک اکٹھا ہو گئے ان کے دوسرے تمام ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو گئے صرف یہ تینوں جزیرہ کی راہ ابوالسرایا کے مکان راس العین آنے کے ارادہ سے روانہ ہو گئے یہ بھاگتے بھاگتے جلولا پہنچے تھے کہ ان کے گھوڑوں نے تھک کر ان کو گرا دیا حماد الکندغوش وہاں پہنچ گیا اور وہ ان کو گرفتار کر کے حسن بن سہل کے پاس جو نہروان میں حربیہ جماعت کا نکالا ہوا پڑا ہوا تھا لے آیا جس نے سب سے پہلے ۱۰ ربیع الاول جمعرات کے دن ابوالسرایا کی گردن ماردی۔
بیان کیا گیا ہے کہ اس کے قتل کے لئے ہارون بن محمد بن ابی خالد کو جو ابوالسرایا کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا تعین کیا گیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا۔

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ قتل کے وقت جس قدر جزع فزع ابوالسرایا نے کیا اس کی نظیر نہیں قتل کے وقت اس نے بہت ہی بیچینی سے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور چیخنے چلانے لگا اس کے سر میں رسی باندھی گئی اب بھی وہ بہت ہی چلاتا ہاتھ پاؤں مارتا اور پیچ و تاب کھا رہا تھا اسی حالت میں اس کو قتل کردیا گیا اس کے سر کو حسن بن سہل کی چھاؤنی میں پھرایا گیا اور اس کا جسم بغداد بھیجدیا گیا وہاں اسکے دو حصے کر کے پل کے دونوں سروں پر ایک ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا کوفے میں اس کے خروج اور پھر قتل میں دس ماہ کی مدت گزری تھی۔

جب ابوالسرایا نے دجلہ کو عبور کیا تھا علی بن ابی سعید

اسکی طرف بڑھا تھا مگر جب وہ اس کی دسترس سے نکل گیا تو علی بصرے آیا اس نے بصرے کو فتح کیا طالبیین میں سے بصرے میں زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب جسے زیدالنار کہتے ہیں اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا زیدالنار وہی کو اس لئے کہنے لگے کہ اس نے بنی عباس اور ان کے طرفداروں کے اکثر مکانات کو بصرہ میں جلا دیا تھا نیز موجودہ جماعت کا جو شخص اسکے پاس پیش کیا جاتا اس کو وہ یہی سزا دیتا کہ آگ میں جلا ڈالتا۔ ان لوگوں نے بصرہ میں بہت سی دولت زبردستی جمع کی تھی علی بن ابی سعید نے زیدالنار کو زندہ گرفتار کر لیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے علی سے امان کی درخواست کی اور علی نے اسے اماں دیدی اس کے بعد علی نے اپنے ساتھ کے سپہ سالاروں میں سے عیسیٰ بن یزید الجلودی، ورقاد بن جمیل، حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہارون بن المسیب کو مکے مدینے اور یمن روانہ کیا تاکہ وہ ان طالبیین سے جو وہاں ہیں لڑیں۔

ابو السرایا کو قتل کر کے حسن بن سہل نے محمد بن محمد کو مامون کے پاس خراسان بھیجدیا۔ اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے یمن میں خروج کیا۔

ابراہیم بن موسیٰ العلوی کا یمن میں خروج

یہ اپنے خاندان کے کچھ لوگوں کے ساتھ مکے میں رہا کرتا تھا جب اسے طالبیین کے لئے ابو السرایا کے عراق میں خروج کرنے کی جسے ہم بیان کر آئے ہیں اطلاع ہوئی یہ بھی اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکے سے یمن کے ارادے سے روانہ ہوا اس وقت مامون کی جانب سے اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ

بن عباس یمن کا والی تھا جب اسے ابراہیم کی یمن کی جانب پیشقدمی اور صنعا کے قریب آجانے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی تمام سوار اور پیدل فوج کو لیکر یمن کو ابراہیم کے لیئے خالی کر کے نجدیہ کی راہ پلٹ آیا اور اس نے ابراہیم کے مقابلے سے کنائی کاٹ لی اس کے اس طرز عمل کی بڑی وجہ اس کے چچا داؤد بن عیسیٰ کا حرمین سے بغیر مقابلہ چلے آنا ہوئی اور اس نے بھی اسی کی اقتدا کی یہ مکے کے ارادے سے مشاش آیا وہاں اس نے باقاعدہ چھاونی قایم کی اور اب مکے میں داخل ہونا چاہا مگر ان علویوں نے جو مکے میں تھے اسے روکدیا اس کی ماں مکے میں علویوں سے روپوش تھی وہ اس کی تلاش میں تھے اس وجہ سے وہ ان سے روپوش ہوگئی تھی اسحق بن موسیٰ بہت مدت تک مشاش میں فروکش رہا اس اثناء میں عباس کے جو طرفدار مکے میں چھپے ہوئے اقامت گزیں تھے وہ پہاڑوں کی چوٹی سے گزرتے ہوئے ایک ایک اس کے پاس آنے لگے اور اسی طرح خفیہ طور پر وہ اسحق کی ماں کو بھی اس کے بیٹے کے پاس لے آئے، اس ابراہیم بن موسیٰ کو جزار کہتے ہیں کیونکہ اس نے یمن میں ہزارہا آدمیوں کو قتل کیا تھا ان کو لونڈی غلام بنا لیا تھا اور ان کے مال کو غصب کرلیا تھا۔

اس سال کی پہلی محرم کو جب کہ حاجی مکے سے چلے گئے حسین بن حسن الافطس مقام کے عقب میں ایک گدے پر جسے دوہرا کر کے بچھایا گیا تھا بیٹھ گیا تھا اور اس نے غلاف کعبہ کے اوتارنے کا حکم دیا چنانچہ کعبہ پر جس قدر غلاف تھے وہ سب اوتار لئے گئے اور اب صرف ننگا پتھر رہ گیا اس کے بعد حسین نے دو وہ ریشمیں غلاف جن کو ابوالسرایا نے اس کے ہاتھ اسی لئے بھیجا تھا کعبہ پر چڑھا دئے ان پر مرقوم تھا "یہ اصغر بن الاصغر ابوالسرایا داعی آل محمد کے حکم سے بنائے گئے ہیں تاکہ بیت اللہ الحرام پر ڈالے جائیں اور عباسیوں کا سیاہ غلاف کعبہ سے اوتار دیا جائے تاکہ کعبہ ان کے غلاف سے پاک ہوجائے۔ یہ تحریر ۱۹۹ ہجری

میں لکھی گئی۔

جو غلاف اُتارے گئے تھے ان کو حسین نے اپنے ہمراہی علویوں اور اپنے پیروؤں میں ان کے مراتب کے مطابق تقسیم کرا دیا، کعبہ میں جس قدر روپیہ تھا اس سب پر قبضہ کرلیا جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس عباسیوں یا ان کے پیروؤں کی کوئی امانت ہے اس نے اچانک اسکے مکان پر دھاوا کردیا اگر وہاں کوئی شئے جس کی نشاندہی کی گئی تھی دستیاب ہوگئی حسین نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا اور راس امین کو کچھ سزا دیدی اور اگر کوئی چیز اس کے پاس سے برآمد نہ ہوئی تو حسین نے اسے قید کر کے سخت عذاب دینا شروع کیا البتہ جب اس نے اپنی مقدرت کے مطابق اپنی جان کا فدیہ ادا کردیا تو اس سے سب کے سامنے اس بات کا اقرار کرالیا کہ جو شئے اس کے ہاں سے ملی ہے، وہ اصل میں عباسیوں یا ان کے کسی دوسرے آدمی کی ہے اس قسم کی حرکت اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ کی۔

اس زبردستی تحصیل مال پر عذاب دینے کے لئے کوفے کا ایک شخص محمد بن مسلمہ حسین کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا یہ حنا طبیب کے محلہ میں خالصہ کے مکان میں قیام پذیر تھا اس کی وجہ سے اس مکان کو لوگ دار العذاب کہتے تھے، اس کے مظالم اور تشدد سے تنگ آکر اکثر خوشحال لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اس کی اس نے یہ سزا دی کہ ان کے مکان منہدم کرا دئیے اس طرح حرم کی اس بے حرمتی اور شرفازادوں کی اس دارو گیر سے ایک قیامت برپا ہوگئی حسین کے ساتھیوں نے مسجد کے ستونوں کے سروں پر سونے کا جو ہلکا پتر چڑھا ہوا تھا اسے نکالنا شروع کیا بڑی محنت و کاوش کے بعد بقدر ایک مثقال کے وہاں سے سونا دستیاب ہوتا تھا مسجد کے اکثر ستونوں کا سونا اسی طرح اوکھیڑ لیا گیا، انھوں نے زمزم کی جالیوں پر جو فولاد چڑھا ہوا تھا اسے بھی نکال لیا نیز ساگوان کی لکڑی بھی اوتاری، اور ان سب کو بہت ہی معمولی قیمت پر فروخت کردیا۔

جب حسین بن حسن اور اس کے ہمراہی علویوں نے محسوس کیا کہ ہمارے ان مظالم سے لوگ تنگ آکر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں اور ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوالسرایا قتل کر دیا گیا ہے اور کوفے، بصرے اور تمام صوبۂ عراق میں جس قدر طالبیین تھے وہ سب وہاں سے نکال دیے گئے اور اب پھر بنی عباس کی حکومت بحال ہو گئی ہے وہ سب کے سب محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالب کے پاس آئے، یہ ایک عابد و زاہد شیخ تھے سب ان کی عزت کرتے تھے وہ اپنے خاندان والوں کے برے چلن سے قطعی متنفر اور علیٰحدہ تھے وہ ایک بڑے عالم دین تھے جس کو وہ اپنے اگلوں سے روایت کرتے تھے اور پھر ان سے دوسرے لوگ ان باتوں کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے، حسین بن حسن اور اس کے دوسرے ہمراہی علویوں نے ان سے کہا کہ تمام لوگوں میں آپ کی جس قدر عظمت و وقعت ہے اس سے آپ واقف ہیں آپ برآمد ہوں ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس کے لئے آمادہ ہو گئے تو پھر کوئی شخص بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کرے گا، انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر ایک ان کے بیٹے علی بن محمد بن جعفر اور دوسرے حسین بن حسن الافطس نے اتنا اصرار کیا اور ان پر اسقدر دباؤ ڈالا کہ آخر کار وہ اپنے رائے کے خلاف ان کے کہنے میں آگئے اور خلافت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۶ ربیع الآخر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سب نے ان کو بیعت کے لئے کھڑا کیا پہلے ان سب نے ان کی بیعت کی پھر تمام اہل مکہ اور مجاورین حرم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طوعاً و کرہاً ان کی بیعت کی امیرالمومنین ان کو خطاب دیا، چند ماہ اس طرح گزرے برائے نام وہ امیرالمومنین تھے مگر در اصل ان کا بیٹا علی حسین بن حسن الافطس اور ان کے خاندان کی ایک جماعت جو نہایت ہی بد اخلاق ظالم اور بدکردار تھی حکمران تھی، ایک مرتبہ حسین بن حسن قریش کے خاندان بنی فہر کی ایک عورت پر جو ایک مخزومی کی بیوی اور نہایت ہی حسین و جمیل تھی فریفتہ ہو گیا اس نے اس کو بلا بھیجا مگر اس نے

آنے سے انکار کیا حسین نے اس کے شوہر کو دھمکی دی اور اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا وہ روپوش ہو گیا حسین نے رات کے وقت اپنی ایک جماعت اسکے گھر بھیجی وہ دروازہ توڑ کر اس کے گھر میں در آئے اور زبردستی اس عورت کو حسین کے پاس لے آئے یہ اس کے مکے سے چلے جانے کے قریب زمانے تک اس کے پاس رہی پھر موقع پا کر وہ بھاگی اور اپنے گھر چلی آئی یہ اس وقت ہوا جبکہ حسین وغیرہ مکے میں جنگ میں مصروف تھے۔

اسی طرح علی بن محمد بن جعفر ایک قریشی لڑکے پر جو قاضی مکہ کا نہایت ہی حسین وجمیل نوعمر لڑکا اسحٰق بن محمد تھا فریفتہ ہوا اور روز روشن میں خود اس کے مکان میں جو صفا پر واقع اور سعی کے منظر پر تھا گھس گیا اور پھر اپنے گھوڑے پر اس طرح اسے سوار کر کے کہ اسے تو اس نے زین پر بٹھایا اور خود اس کے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھ کر نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا بازاروں کو چیرتا ہوا بیئر میمون لے آیا یہ خود داؤد بن عیسیٰ کے محل میں جو منیٰ کی راہ میں واقع تھا رہتا تھا۔

ان ناشائستہ حرکتوں کو دیکھ کر تمام اہل مکہ اور مجاورین اپنے اپنے گھروں سے نکل کر مسجد حرام میں جمع ہوئے تمام دکانیں بند کر دی گئیں اور کعبہ کے گرد جو لوگ آباد ہیں وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر محمدؐ بن جعفر بن محمدؐ کے پاس جو اسوقت داؤد کے محل میں موجود تھے آئے اور کہا کہ اس بچے کو جسے تمھارے صاحبزادے علی الاعلان بھگا لے گئے ہیں اس کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ بخدا ہم تم کو خلافت سے علیحدہ کر دیں گے اور قتل کر دیں گے ان کے اس ہجوم سے ڈر کر انھوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور اس کھڑکی کی جالی سے جو مسجد کے راستے میں کھلتی تھی ان سے گفتگو کی اور کہا کہ بخدا میں اس واقعے سے قطعی ناواقف ہوں پھر انھوں نے حسین بن حسن کو بلا کر اس سے کہا کہ تم میرے بیٹے علی کے پاس ابھی جاؤ اور اس لڑکے کو جو اس کے پاس ہے لے آؤ حسین نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میری آپ کے بیٹے پر کچھ نہیں چلتی اگر میں اس کے پاس گیا بھی تو وہ اپنے آدمیوں سے میرا مقابلہ کرے گا اور مجھ سے لڑ پڑے گا۔

محمد نے اہل مکہ سے کہا آپ مجھے امان دیں میں خود اس کے پاس جاتا ہوں اور اس لڑکے کو چھڑا لاتا ہوں اہل مکہ نے ان کو جانے کی اجازت دی وہ خود سوار ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آئے اور اس لڑکے کو اس سے چھڑا کر اسے اسکے اولیا کے حوالے کر دیا۔

اس واقعے کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ العباسی یمن سے مکے آنے کے لئے مشاش آکر فروکش ہوا تمام علوی محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جمع ہوئے اور انھوں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین اسحٰق بن موسیٰ رسالہ اور پیدل کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ ہماری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ہماری یہ رائے ہے کہ ہم مکے کے بلند حصۂ شہر میں خندق تیار کر کے اس کا مقابلہ کریں آپ بھی ہمارے ساتھ برآمد ہوں تاکہ تمام لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں، اس کے علاوہ انھوں نے مکے کے قرب وجوار کے بدویوں کو جنگ کے لئے اپنے پاس بلا لیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور مکے کے آگے اسحٰق بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے خندق بنالی چند روز تک وہ ان سے لڑتا رہا مگر پھر وہ جنگ اور خونریزی کو برا سمجھ کر اپنے مقام کو خود چھوڑ کر عراق روانہ ہو گیا اثنائے راہ میں ورقا بن جمیل خود اپنی جمعیت اور جلودی کے ان سپاہیوں کے ساتھ جو اب اس کے ہمراہ تھے اسحٰق سے ملا ان سب نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مکے واپس چلو ہم تمھاری حمایت میں لڑتے ہیں، اس بھروسہ پر اب اسحٰق ان کے ساتھ پلٹ آیا اور مکے آکر ان سب نے پھر مشاش پر پڑاؤ کیا

شہر کے عوام، سیاہ کے حبشی اور تنخواہ دار بدوی محمد بن جعفر کے پاس جمع ہوئے انھوں نے بیر میمون پر ان کو جنگ کے لئے مرتب کیا اب اسحٰق بن موسیٰ اور ورقا بن جمیل اپنے دوسرے فوجی افسروں اور فوج کے ساتھ ان کے مقابل آئے بیر میمون پر فریقین میں لڑائی ہوئی جس میں ان کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور کام آئے اسحٰق اور ورقا اپنی فرودگاہوں کو واپس چلے گئے اس واقعہ کے ایک دن بعد وہ دونوں پھر لڑنے آئے لڑے

مگر اس مرتبہ محمد بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اس ناکامی پر محمد بن جعفر نے قریش کے عمائد کو جن میں قاضی مکہ بھی تھے فاتحین کے پاس اپنے سب کے لئے اس وعدہ پر کہ ہم مکہ چھوڑ کر جہاں جاہیں چلے جاتے ہیں امان کی درخواست کی اسحٰق اور ورقا نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور تین دن کی علویوں کو مہلت دی تیسرے دن جمادی الآخر میں وہ دونوں مکے میں داخل ہوئے ورقا جلودی کے نائب کی حیثیت سے والی مکہ تھا طالبیین نے مکہ چھوڑ دیا اور ہر جماعت اپنی اپنی راہ چلدی، محمد بن جعفر نے جدہ کی راہ لی وہاں سے وہ جحفہ جانے لگے محمد بن حکیم بن مروان نے جو بنی عباس کے موالیوں میں تھا جس کے مکان کو مکے میں طالبیین نے تاخت و تاراج کر دیا تھا جس پر نہایت سخت مظالم کئے تھے اور جو مکے میں بعض عباسیوں کی جائداد کا جو جعفر بن سلیمان کی اولاد میں تھے مختار تھا عباسیوں کے غلاموں کی شاگرد پیشہ جماعت کو اپنے ساتھ لیکر محمد بن جعفر کا تعاقب کیا اور جدہ اور عسفان کے درمیان ان کو ملا لیا جو کچھ وہ مکے سے لے کے نکلے تھے اس سب کو لوٹ لیا ان کے کپڑے تک اوتار لئے صرف ایک پائجامہ رہنے دیا وہ تو چاہتا تھا کہ قتل ہی کر دے مگر پھر کچھ سوچکر اس نے قمیص، عمامہ ردا اور معدودے چند درہم زاد راہ کے لئے ان کو بہت حقارت سے دیدئے محمد بن جعفر ساحل سمندر پر بلاد جھینہ میں چلے آئے وہ موسم حج کے گزرنے تک وہاں مقیم رہے اس دوران قیام میں انھوں نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا شجرہ وغیرہ کے قریب ان کے اور ہارون بن المسیب والی مدینہ کے درمیان کئی لڑائیاں اس وجہ سے ہوئیں کہ ہارون نے اپنے آدمی ان کی گرفتاری کے لئے بھیجے اس وجہ سے وہ اپنے ان لوگوں کے ساتھ جو وہاں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے ہارون کے مقابلے کے لئے بڑھ کر شجرہ آئے ہاروں نے ان کا مقابلہ کیا محمد بن جعفر کو شکست ہوئی تیر سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی ان کے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے میدان جنگ سے پلٹ کر پھر وہ اپنے سابقہ مقام میں آ گئے اور یہاں ٹھیر کر حج کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے مگر جنھوں نے ان کے پاس

آنے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہیں آیا اس بیوفائی کو انھوں نے محسوس کیا اور اسی وجہ سے جب حج کا زمانہ ختم ہو گیا انھوں نے جلودی اور فضل بن سہل کے چچیرے بھائی رجا سے امان کی درخواست کی رجا نے مامون اور فضل بن سہل کی جانب سے اس بات کی ان سے ضمانت کی کہ اب ان کو نہ ستایا جائے گا اور جو وعدہ امان ان سے لیا جاتا ہے اس کا ایفا کیا جائے گا محمد نے اس وعدہ کو مان لیا اور ان کو بالکل اطمینان ہو گیا اب نفر آخر کے آٹھ روز بعد اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں رجا ان کو مکے میں لایا عیسیٰ بن یزید الجلودی اور رجا بن ضحاک اور فضل بن سہل کے عمزاد بھائی نے رکن اور مقام کے درمیان اسی جگہ جہاں محمد بن جعفر کے لئے بیعت لی گئی تھی منبر رکھوایا تمام قریشی وغیرہ پہلے سے جمع تھے جلودی منبر کے سب سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ گیا اور محمد بن جعفر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوئے اس وقت وہ عباسیوں کا سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے قبا بھی سیاہ تھی ٹوپی بھی سیاہ تھی کوئی تلوار ان کے پاس نہ تھی تاکہ اب وہ خود اپنی خلافت سے علیحدگی کا اعلان کریں محمد نے کھڑے ہو کر کہا "حضرات جو مجھے پہلے سے پہچانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں خود بتاتا ہوں کہ میں محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں میں نے اپنی خوشی سے عبداللہ امیر المومنین کی اطاعت کا عہد و پیمان اپنے ذمے لیا تھا میں بھی ان لوگوں میں تھا جن کے سامنے ہارون الرشید نے اپنے دونوں بیٹے محمد معزول اور عبداللہ المامون امیر المومنین کی اپنے بعد جانشینی کے لئے کعبہ میں عہد نامے مرتب کئے تھے مگر بد قسمتی سے ایک ایسا فتنہ عام برپا ہو گیا کہ اس میں ہم اور دوسرے سب ہی شامل ہو گئے بات یہ ہوئی کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ امیر المومنین عبداللہ المامون کا انتقال ہو گیا ہے اس وجہ سے میں اس بات کے لئے آمادہ ہو گیا کہ خلافت کیلئے اپنے کو پیش کروں سب نے میری بیعت کر لی اور اسی وجہ سے کہ عبداللہ الامام المامون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا میں نے عہد واثق کیا تھا انکے مرنے کی خبر کے بعد میں نے اپنی بیعت کو جائز قرار دیا تم نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ بات مجھے صحیح طور پر معلوم ہوئی ہے کہ مامون

زندہ اور تندرست ہیں اب میں اللہ سے اپنی خلافت کی دعوت سے استغفار کرتا ہوں اور جو بیعت تم نے میری کی تھی اس سے اپنے کو اس طرح علیحدہ کرتا ہوں جس طرح کہ اس انگوٹھی کو میں اپنی انگلی سے اتار کر علیحدہ کر دیتا ہوں اب میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہوں اب میری بیعت کی ذمہ داری ان کی گردنوں پر نہیں رہی اور خود میں نے اپنے کو اس سے قطعی خارج کر لیا۔ اب اللہ نے امیر المومنین عبداللہ المامون کا حق ان کو واپس دیدیا ہے والحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمینَ والصّلوٰۃُ علیٰ محمّدٍ خاتمِ النبیینَ والسّلامُ علیکم ایُّھا المسلمونَ۔

اس تقریر کے بعد وہ منبر سے اتر گئے عیسیٰ بن یزید الجلودی ان کو لیکر عراق روانہ ہوا اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن عیسیٰ کو سنہ ۲۰۱ ہجری میں مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ عیسیٰ اور محمد بن جعفر عراق روانہ ہوئے عراق پہنچکر عیسیٰ نے ان کو حسن بن سہل کے حوالے کر دیا اس نے ان کو رجا بن ابی الضحاک کے ساتھ مامون کی خدمت میں مرو بھیجدیا۔

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطالبی نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ یمن سے مکے بھیجا تاکہ یہ ہی حج میں امارت کرے مگر اس عقیلی سے جنگ کی گئی جس میں اس نے شکست کھائی اور وہ مکے میں داخل ہی نہ ہونے پایا۔

ابراہیم اور عقیلی کی سرگزشت

بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۲۰۱ ہجری میں ابو اسحٰق بن ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ عراق سے مکے آیا اس کے ہمراہ اس سفر میں بہت سے امرائے عساکر تھے جن میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا جسے حسن بن سہل نے یمن کا والی مقرر کر کے بھیجا تھا یہ تمام جماعت مکے آئی

اس وقت جلودی اپنی فوج اور فوجی افسروں کے ساتھ وہاں موجود تھا ابراہیم
بن موسیٰ بن جعفر بن محمدؒ العلوی نے عقیلؒ بن ابی طالب کی اولاد میں سے
ایک شخص کو یمن سے مکے بھیجا تاکہ اس سال اس کی امارت میں حج ادا ہو
جب یہ بستان ابن عامر آگیا اسے معلوم ہوا کہ اس سال تو ابو اسحٰق بن
ہارون الرشید امیر حج مقرر ہو کر آیا ہے اور اس کے ہمراہ اس قدر فوج اور
فوجی افسر ہیں کہ یہ ان میں سے کسی ایک کا بھی کامیابی سے مقابلہ نہیں کرسکتا
اس افتاد کو محسوس کر کے وہ بستان ابن عامر ہی میں ٹھیرا رہا وہاں سے حجاج
اور تاجروں کا ایک قافلہ گزرا اس میں خانہ کعبہ کا غلاف اور خوشبودار چیزیں
تھیں عقیلی نے تاجروں کے مال اور غلاف کعبہ وغیرہ ہر شے کو لوٹ لیا اور
اب حاجی اور تاجر لٹے لٹائے مکے پہنچے، ابو اسحٰق کو جو مکے میں شیش محل میں
مقیم تھا اس واقعے کی اطلاع ہوئی تمام امرا مشورے کے لئے اس کے پاس
آئے جلودی نے اس سے کہا یہ ترویہ سے دو یا تین دن پہلے کی بات ہے
کہ میں اس کی خبر لیتا ہوں آپ بالکل اطمینان رکھیں میں چاہتا ہوں کہ
پچاس منتخب شہ سوار میں اپنی فوج میں سے اور پچاس دوسرے تمام امرا
کی فوج میں سے منتخب کر کے لیجاؤں اور پھر اسے سزا دوں سب نے اس
مشورہ کو قبول کرلیا اب جلودی صرف سو سواروں کو لیکر چلا اور علی الصباح
اس نے بستان ابن عامر آکر عقیلی اور اس کی فوج پر چھاپہ مارا اور ہر طرف
سے ان کو گھیر لیا ان میں سے اکثر کو اس نے پکڑ لیا اور بہت سے اپنے پاؤں
بھاگ گئے اس نے پورے غلاف کعبہ پر قبضہ کرلیا البتہ اس میں سے ایک
آدھ چیز نہیں ملی کیونکہ اس واقعے سے ایک دن قبل کوئی شخص اسے لیکر بھاگ
گیا تھا نیز اس نے خوشبودار مسالوں اور تاجروں اور حاجیوں کے منصوبہ مال
پر بھی قبضہ کر کے اسے مکے بھیجدیا۔ اس کے بعد اس نے اسیران جنگ کو
طلب کر کے ہر شخص کے دس کوڑے لگوائے اور کہا کہ اے دوزخ کے کتّو
جہاں چاہو اپنا منہ کالا کرو نہ تمھارے قتل کرنے میں کچھ دشواری کہ مزا آئے
اور نہ تم کو قید کرنے میں کوئی خوبی، جلودی نے ان سب کو رہا کر دیا وہ راستے

میں بھیک مانگتے ہوئے یمن چلے مگر بہت سے تو بھوک اور مشقت سفر کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

اس سال ابن ابی سعید حسن بن سہل کا مخالف ہو گیا جب مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے اپنے خاص خدمت گار سراج کو عراق بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر علی حسن سے صلح صفائی کر لے یا چپکے سے مرو روانہ ہو جائے تو خیر ورنہ اسی وقت اس کی گردن مار دینا علی ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مرو چلا گیا۔ اس سال ماہ ربیع الاول میں ہرثمہ اپنی چھاؤنی سے مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مرو روانہ ہوا۔

ہرثمہ کا مامون کے پاس خراسان روانہ ہونا اور اس سفر کے واقعات

ابو السرایا اور محمد بن محمد العلوی کے قضیے سے فارغ ہو کر ہرثمہ کوفے آیا اور یہاں وہ اپنی چھاونی میں ربیع الاول تک مقیم رہا ربیع الاول کا چاند دیکھ کر وہ اپنے مقام سے روانہ ہوا اور نہر صرصر آیا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ یہ حسن بن سہل کے پاس مدائن جا رہا ہے مگر نہر صرصر پہنچکر وہ عقر قوف کی سمت ہو گیا وہاں سے بردان ہوتا ہوا نہروان آیا اور یہاں سے اس نے سیدھی خراسان کی راہ لی ایک سے زیادہ اس کے پڑاؤ میں مامون کے کئی خط اسے موصول ہوئے جن میں اس سے خواہش کی گئی تھی کہ وہ عراق واپس چلا جائے اور شام اور حجاز میں جس جگہ کو وہ پسند کرے وہاں کا والی مقرر کر دیا جائے مگر چونکہ ہرثمہ مامون اور ان کے آباء کا ہمیشہ سے سچا بہی خواہ رہا تھا اس وجہ سے اسے مامون پر ناز تھا اس نے ان کی بات نہ مانی اور کہنے لگا کہ اب جبتک

میں امیر المومنین سے مل نہ لوں گا واپس نہ جاؤں گا اور اس بات پر وہ اسلئے مصر تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ ان کے علم اور منشار کے بغیر فضل بن سہل جس طرح حکومت کر رہا ہے اور جس طرح وہ خبروں کو ان تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے ان کو آگاہ کرے اس کا ارادہ یہ بھی تھا کہ جب تک وہ مامون کو بغداد جو ان کے آبا و اجداد کا دار الخلافۃ اور دار السلطنت ہے لے نہ آئے گا تاکہ ان کی حکومت ایک وسطی مقام میں آجائے اور وہاں سے وہ تمام اطراف واکناف ملک پر آسانی سے نگرانی کر سکیں ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا،

فضل کو اس کے ارادے کا علم ہو گیا اس نے مامون سے ہرثمہ کی شکایت کی کہ اسی نے تمام ممالک اور رعایا میں آپ کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا ہے اس نے آپ کے مقابلے میں آپ کے دشمن کی مدد کی ہے اور یہ آپ کے دوستوں کا دشمن ہے اسی نے ابو السرایا کو شہ دیکر بغاوت پر آمادہ کیا وہ اسکے فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر ہرثمہ چاہتا تو اسے بغاوت ہی نہیں کرنے دیتا مگر جو کچھ ابو السرایا نے کیا ہے وہ سب اس کے اشارے سے کیا جناب والا نے اسے کئی خط بھی لکھے کہ وہ واپس چلا جائے اور اسے شام یا حجاز کی ولایت دیدی جاتی ہے مگر اس نے امیر المومنین کے حکم کو نہ مانا اور اب وہ امیر المومنین کی مرضی کے خلاف اور ان کے حکم کو پس پشت ڈالکر امیر المومنین کے آستانے پر آیا ہے وہ امیر المومنین کی شان میں بہت ہی بیہودہ الفاظ استعمال کرتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر اس کی بات نہ چلی تو عظیم الشان فتنہ برپا کردے گا، جناب والا اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس سے کوئی بازپرس نہ کی گئی تو وہ ضرور کسی دوسرے کی خلافت کے لئے بہت بڑا فتنہ کھڑا کردے گا۔

فضل کی اس گفتگو سے مامون کے دل میں ہرثمہ کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی ہرثمہ نے بھی آنے میں دیر کی اور وہ ماہ ذیقعدہ تک خراسان نہ پہنچا مرو پہنچکر اسے اندیشہ ہوا کہ مامون کو اس کے آنے کی اطلاع ہی نہ دی جائیگی اس نے اپنے وہاں پہنچنے کے اعلان کے لئے نقارے بجائے تاکہ مامون

بھی سن لیں، نقارے کی آواز پر مامون نے دریافت کیا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ہرثمہ اس جاہ و جلال کے ساتھ نقاروں کی آواز سے زمین و آسمان کو گونجتا ہوا آیا ہے، ہرثمہ کو اپنی جگہ یہ اعتماد تھا کہ جو بات وہ کہے گا مامون اُسے بالکل صحیح سمجھ کر مان لیں گے، مامون نے اس کی باریابی کا حکم دیا مگر ان کے قلب میں اس کی طرف سے پہلے ہی گرہ بیٹھ گئی تھی۔ کہنے لگے تو نے اہل کوفہ اور علویوں سے سازش کی تو نے ابوالسرایا کو بغاوت پر اغوا کیا اور تیرے ہی اشارے سے اس نے یہ سب حرکتیں کیں حالانکہ وہ تیری فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر تو چاہتا تو ان سب کو گرفتار کر لیتا مگر تو نے ارادتاً ان کو بغاوت کرنے کا موقع دیا اور ان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی۔

ہرثمہ ان الزاموں سے اپنی برات کرنے لگا مگر انھوں نے ایک نہ مانی اسے پٹوایا اس کی ناک پر گھونسے لگوائے اس کے پیٹ پر لوگوں کو کدوایا اور ان کے سامنے سے لوگ اسے گھسیٹ کرلے گئے اس کے لئے فضل نے چوبداروں وغیرہ کو پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ جب مامون حکم دیں تو تم خوب اسے مارنا اور ذلیل کرنا۔ اس مار کے بعد اسے قید کر دیا گیا چند ہی روز وہ قید رہا پھر اس کے مخالفوں نے خفیہ طور پر اسے قید میں قتل کرا دیا اور ظاہر یہ کر دیا کہ وہ اپنی موت مرا ہے۔

اس سال بغداد میں حربیہ اور حسن بن سہل کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوا اس کی تفصیل یہ ہے

بغداد کا ہنگامہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہرثمہ بغداد سے روانہ ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں مقیم تھا یہ بدستور یہیں مقیم تھا کہ اہل بغداد اور حربیہ کو

اس حرکت کا علم ہوا جو خراسان میں ہرثمہ کے ساتھ کی گئی اس سے ان میں بےچینی پیدا ہوئی حسن نے علی بن ہشام اپنے والی بغداد سے کہلا بھیجا کہ حربیہ اور بغدادیوں کی جو سپاہ ہے اسے تم کچھ نہ دو محض وعدے کرتے رہو حالانکہ اس سے پہلے حسن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی معاش ان کو دیدیگا ہرثمہ کے خراسان جاتے ہی حربیہ نے ہنگامہ برپا کردیا اور وہ کہنے لگے کہ تاوقتیکہ ہم حسن بن سہل کو بغداد سے نکال نہ دیں گے دم نہ لینگے اس وقت بغداد میں حسن کے عمالوں میں محمد بن ابی خالد اور اسد بن ابی الاسد موجود تھے حربیہ نے ان پر دھاوا کرکے ان کو بغداد سے نکال باہر کیا اور اسحٰق بن موسیٰ بن المہدی کو مامون کے خلیفہ کی حیثیت سے بغداد پر امیر بنالیا اس بات پر بغداد کے دونوں سمت کے باشندوں نے اتفاق کیا اور سب نے اسحٰق کو اس منصب کے لئے پسند کیا' حسن بن سہل نے اپنے جاسوس ان کے پاس بھیجے اور ان کے امراء سے ساز باز کی چنانچہ ان کی ایک جماعت عسکر مہدی کی سمت سے ان کا ساتھ چھوڑ کر علٰحدہ ہوگئی حسن اب فوج کو چھ ماہ کی تنخواہ باقساط ادا کرنے لگا حربیہ نے اسحٰق کو اپنے پاس منتقل کرکے اسے دجیل پر فروکش کیا۔

دوسری جانب سے زہیر بن المسیّب عسکر مہدی میں آکر فروکش ہوا' حسن نے علی بن ہشام کو بھی بغداد بھیجدیا یہ دوسرے جانب سے آکر نہر صرصر پر اتر پڑا پھر یہ محمد بن ابی خالد اور ان کے دوسرے سردار رات کے وقت بغداد میں در آئے علی بن ہشام ۸ شعبان کو عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث الخزاعی کے مکان میں باب المحول پر قیام پذیر ہوا' اس سے قبل کا یہ واقعہ ہوا کہ جب حربیہ کو معلوم ہوا کہ اہل کرخ زہیر اور علی بن ہشام کو اپنی سمت سے بغداد میں داخل کردینا چاہتے ہیں انھوں نے باب الکرخ پر حملہ کرکے اسے آگ لگادی اور منگل کے دن کرخ کو قصر الوضاح کی حد سے لیکر اندرون کرخ میں کاغذیوں تک کے علاقے کو تاخت و تاراج کردیا جس رات یہ واقعہ ہوا اس کی صبح کو علی بن ہشام بغداد میں گھس آیا۔

حربیہ تین دن تک اس سے صراۃ کے پرانے اور نئے پل اور پن چکیوں کے پاس لڑتے رہے اس کے بعد علی نے حربیہ سے وعدہ کیا کہ جب مالگزاری وصول ہوگی میں تم کو چھ ماہ کی معاش بحیثیت دیدوں گا انھوں نے کہا کہ چونکہ ماہ صیام سر پر آرہا ہے اس لئے اس کے خرچ کے لئے پچاس درہم فی کس فوراً دئے جائیں علی نے اس درخواست کو مان لیا اور اب وہ ان کو یہ رقم دینے لگا مگر ابھی تک وہ سب کو بے باق بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ زید بن موسیٰ بن محمدؒ بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے جو زید النار کے نام سے مشہور ہے بصرہ میں خروج کردیا یہ علی بن ابی سعید کی نگرانی میں قید تھا اس قید سے کسی طرح نکل کر اس نے علانیہ بغاوت کردی اس نے ذوالقعدہ سنہ ۲۰۰ ہجری میں انبار کی ایک سمت میں خروج کیا تھا ابوالسرایا کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا بغداد سے اس کی گرفتاری کے لئے فوجیں روانہ کی گئیں وہ اسے علی بن ہشام کے پاس پکڑ لائیں مگر علی صرف ایک جمعہ بغداد میں رہ سکا اس کے بعد وہ حربیہ کے پاس سے بھاگ کر نہر صرصر چلا آیا اس کے اس طرح بھاگ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک طرف تو اس نے پچاس درہم فی کس ادا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا اور اسی لیت ولعل میں رمضان گزر کر ذی الحجہ آگیا دوسرے یہ کہ اب حربیہ کو ہرثمہ کی اس درگت کی جو اس کے دشمنون نے خراسان میں اس کی بنائی اطلاع ہوئی اس جوش میں انھوں نے علی پر دھاوا کر کے اسے شہر سے نکالدیا اس وقت اس تحریک اور لڑائی کا اصلی کارکن محمدؒ ابی خالد تھا یہ اس لئے شریک ہوا تھا کہ بغداد میں آجانے کے بعد علی بن ہشام اس کی اس کے شایان شان تعظیم وتوقیر نہیں کرتا تھا جس کی بنا پر جب محمد بن ابی خالد اور زہیر بن المسیب میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تو زہیر کو یہ جسارت ہوئی کہ اس نے محمد کو مارنے کیلئے کوڑا اٹھایا محمدؒ کو اس پر بہت غصہ آیا وہ ذی قعدہ میں حربیہ کے ساتھ شامل ہوکر اپنے دشمنون سے لڑنے کے لئے باقاعدہ میدان جنگ میں آگیا ہزار رہا

آدمی اس کے ساتھ ہو گئے علی بن ہشام وغیرہ اس کا کچھ نہ کر سکے محمد نے ان کو نہ صرف بغداد سے خارج کر دیا بلکہ باہر نکل کر بھی اس کا تعاقب کیا اور نہر صرصر سے بھی ان کو مار بھگایا۔

اس سال مامون نے رجا بن ابی الضحاک اور اپنے خدمت گار فرناس کو خراسان سے اس لئے بھیجا کہ وہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد اور محمد بن جعفر کو ان کی خدمت میں لے کر آئیں۔ اس سال عباسؓ کی اولاد کا شمار کیا گیا ان کی تعداد ۳۳ ہزار ثابت ہوئی جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک تھے، اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ لیون کو جس نے سات سال چھ ماہ ان پر بادشاہت کی تھی قتل کر کے دوسری مرتبہ میخائیل بن جیور جیس کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو اس گستاخی کی پاداش میں کہ اس نے ان کے منہ پر ان کو امیر الکافرین کہا تھا اپنے سامنے قتل کرا دیا اس سال ابو اسحٰق بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۱ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل بغداد نے منصور بن المہدی کو خلافت قبول کرنے کے لئے بہت پھسلایا مگر اس نے نہ مانا جب خلیفہ بننے سے اس نے قطعی انکار کر دیا تو اب انھوں نے اس سے خواہش کی کہ آپ ہمارے امیر ہو جائیں اور خلیفہ مامون ہی کو تسلیم کریں اس تجویز کو البتہ اس نے مان لیا

اس کی تفصیل یہ ہے :-

منصور بن المہدی کی امارت بغداد

ہم اہل بغداد کے علی بن ہشام کو بغداد سے نکال لینے کا سبب بیان کر آئے ہیں جب حسن بن سہل کو جو اس وقت مدائن میں تھا اس واقعہ کی اطلاع ہوئی وہ خود بخود ڈر کر سنہ ۲۰۱ ہجری کے شروع میں مدائن سے پسپا ہو کر واسط چلا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے علی بن ہشام کو اس وجہ سے بغداد سے نکالا ہے کہ جب ابوالسرایا کے قتل کے بعد حسن بن سہل نے محمد بن ابی خالد المروروذی کو بغداد بھیجا محمد بن ابی خالد اس کا مخالف ہو گیا حسن نے علی بن ہشام کو بغداد کی جانب غربی کا اور زہیر بن المسیّب کو جانب شرقی کا والی مقرر کر دیا اور خود وہ خیزرانیہ میں مقیم رہا نیز اسی زمانے میں حسن نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو کوڑوں سے حد لگائی اس پر جماعت انبا بگڑ گئی اور ساری فوج میں ہلڑ مچ گیا حسن بھاگ کر برہخا آیا اور پھر باسلاما پہنچا اس نے حکم دیا کہ عسکر مہدی کے سپاہیوں کو تنخواہیں دیدی جائیں مگر اہل غربی کو نہ دی جائیں اس وجہ سے دونوں سمت والے لڑ پڑے محمد بن ابی خالد نے حربیہ جماعت کو بہت سا روپیہ دیکر اپنا کر لیا علی بن ہشام مقابلہ سے بھاگا اس کے بھاگنے کی وجہ سے خود حسن بن سہل بھی اپنے مقام سے بھاگ کر واسط چلا گیا محمد بن ابی خالد بن الہندوان نے اس کے علانیہ مخالف کی طرح اس کا تعاقب کیا اور اب یہی اس باغی جماعت کا سرغنہ اور کار فرما ہو گیا تھا اس نے سعید بن الحسن بن قحطبہ کو بغداد کی جانب غربی کا اور نصر بن حمزہ بن مالک کو جانب شرقی کا والی مقرر کیا منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع

بغداد میں اس کی حمایت کے لئے آمادہ ہوگئے۔
ان واقعات کے سلسلے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد جو طاہر بن الحسین کے ساتھ تھا رقہ سے عراق آیا اس نے اور اس کے باپ نے حسن سے لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ بغداد سے حربیہ اور اہل بغداد کی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر بڑھے اور واسط کے قریب ابو قریش کے قریہ تک پہنچ گئے ان کی شوکت کا یہ حال تھا کہ جس مقام پر حسن کی کوئی فوج متعین تھی اور یہ وہاں گئے اور ان سے اس سے جنگ ہوئی ہمیشہ حسن ہی کی فوج کو ہزیمت ہوئی، دیر عاقول پہنچکر محمد بن ابی خالد نے تین دن یہاں قیام کیا اس وقت زہیر بن المسیّب جو حسن کی طرف سے جوخی کا عامل تھا اپنے علاقے میں بنی الجنید کے اسکاف میں ٹھہرا ہوا تھا اور یہاں سے وہ بغداد کے امرا اور سرداروں سے خفیہ طور پر مراسلت کرتا تھا اس نے اپنے بیٹے ازہر کو بغداد بھیجا وہ اسکاف سے چلکر نہر نہرواں پہنچا تھا کہ یہاں محمد بن ابی خالد سے اس کا مقابلہ ہوگیا محمد اس کی طرف لپکا اور اس نے اسکاف جاکر اسے ہر طرف سے گھیر لیا پھر اسے امان دیکر قید کرلیا اور اسے اپنے دیر العاقول کے پڑاؤ میں لے آیا محمد نے اس کے تمام مال و متاع پر اور ہر اس تھوڑی بہت چیز پر جو زہیر کی اسے ملی تھی قبضہ کرلیا اس کے بعد وہ خود تو واسط کی سمت بڑھا اور زہیر کو اس نے بغداد بھیجکر اپنے جُنڈے بیٹے جعفر کے پاس قید کردیا۔

اب تک حسن جرجرایا میں ٹھیرا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ زہیر محمد بن ابی خالد کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا ہے وہ اپنے اس مقام سے اٹھ کر واسط آیا اور یہاں وہ صلح کے دہانے پر فروکش ہوا۔ محمد نے دیر العاقول سے اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجا یہاں سعید بن الساجور الکوفی موجود تھا ہارون نے اسے شکست دی اور اس کا تعاقب کرتا ہوا کوفے میں گھس گیا اور اس پر قابض ہوگیا، اسی زمانے میں عیسیٰ بن یزید الجلودی محمد بن جعفر کو لیکر مکے سے کوفے آیا تھا ہارون کے قابض ہوجانے کی وجہ سے اب یہ سب کے سب خنگی کے

راستے سے واسط چلے ہارون بھی اپنے باپ کے پاس پلٹ گیا اور وہ دونوں شہر واسط پر قبضہ کرنے کے لئے جہاں حسن بن سہل مقیم تھا قریۂ ابو قریش میں پھر اکٹھا ہو گئے ان کے مقابلے کے لئے خود حسن اپنے پڑاؤ سے چلکر واسط کے عقب میں اس کے اطراف میں کسی مقام پر فروکش ہوا، امین معزول کے قتل کے بعد سے فضل بن الربیع روپوش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی خالد واسط پہنچ گیا ہے اس نے محمدؔ سے امان کی درخواست کی محمد نے اسے امان دیدی اب وہ ظاہر ہو گیا،

اب محمد بن ابی خالد لڑائی کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا چنانچہ وہ اور اس کا بیٹا عیسیٰ اپنی فوجوں کو لیکر واسط سے صرف دو میل کے فاصلہ پر آگئے حسن نے اپنی فوج اور سرداروں کو ان کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھایا شہر واسط کے مکانات کے قریب فریقین میں نہایت ہی شدید خونریز لڑائی ہوئی عصر کے بعد غبار اور ہوا کا اسقدر شدید طوفان آیا کہ دونوں فریق ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے محمد بن ابی خالد کی فوج کو شکست ہوئی صرف وہ تنہا مقابلہ پر جما رہا جب بہت سخت زخمی ہو گیا تو وہ بھی بھاگا اور اب اس کی فوج کو نہایت بری طرح شکست ہوئی حسن کی فوج نے یہ شکست اسے اتوار کے دن جبکہ ربیع الاول سنہ ۲۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں دی۔

محمد بھاگ کر جب صلح کے دہانے پہنچا حسن کی فوج اس کے مقابلہ کے لئے چلی ان سے جنگ کرنے کے لئے محمد نے صف آراستہ کی مگر رات ہوتے ہی وہ اپنی فوج کو لیکر مقابلہ سے ہٹ گیا اور مبارک پہنچکر اس نے پڑاو کیا دوسرے دن صبح کو حسن کی فوجیں پھر سامنے آئیں محمد نے ان کا مقابلہ کیا اور تمام دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہی وہ یہاں سے بھی چلدیئے اور جبّل آئے یہاں محمد نے قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجدیا وہ نیل پہنچکر ٹھہر گیا اور خود محمد جرجرایا میں فروکش ہوا مگر جب اس کے زخم زیادہ خراب ہو گئے اس نے اپنے دوسرے سرداروں کو اپنے پڑاؤ میں چھوڑا اور اس کو اس کا بیٹا ابو زنبیل ۶ ربیع الآخر دو شنبہ کی رات کو بغداد میں لے آیا مگر اسی رات محمد بن ابی خالد

نے اپنے زخموں کی وجہ سے بغداد میں انتقال کیا اور وہ اپنے ہی گھر میں خفیہ
طور پر دفن کر دیا گیا زہیر بن المسیب جعفر بن محمد بن ابی خالد کے پاس قید
تھا بغداد آکر ابوزنبیل دو شنبہ کے دن ۸ ربیع الآخر کو خزیمہ بن خازم کے
پاس آیا اور اس سے اپنے باپ کا واقعہ بیان کیا خزیمہ نے بنی ہاشم اور
دوسرے امرا کو بلا کر اس کی اطلاع دی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا وہ خط
پڑھ کر سنایا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اب اپنے باپ کے بجائے میں آپ کی
حمایت میں آپ کے دشمنوں سے نبٹے لیتا ہوں، حاضرین نے اس کی امارت
پسند کر لی اور اب عیسیٰ اپنے باپ کی جگہ سپہ سالار ہو گیا ابوزنبیل خزیمہ
کے پاس سے پلٹ کر زہیر بن المسیّب کے پاس آیا اور اسے قید خانے
سے نکال کر قتل کر دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت ہی بے رحمی سے
اسے ذبح کر کے اس کے سر کو کاٹ کر عیسیٰ کے پاس اس کی فرودگاہ میں بھیجدیا
عیسیٰ نے اسے ایک بانس پر لٹکا دیا۔ لوگوں نے اس کے جسم کو لیکر اس کے
دونوں پاؤں میں رسّی باندھی اور پھر تمام بغداد میں اسے گشت کرایا خود اسکے
اور اس کے خاندان والوں کے مکانات پر جو باب الکوفہ میں تھے اسے
دکھانے کے لیے لائے پھر کرخ میں اسے گشت کیا جب شام ہوئی تو اسے
باب الشام واپس لے آئے اور اسی رات کو اس کے جسم کو دجلہ میں ڈالدیا
یہ واقعہ ۸ ربیع الآخر دو شنبہ کے دن ہوا اس کارروائی کے بعد ابوزنبیل
پھر اپنے بھائی عیسیٰ کے پاس چلا آیا عیسیٰ نے اسے صراۃ کے دہانے بھیجدیا
حسن بن سہل کو محمد بن ابی خالد کے مرنے کی اطلاع ہوئی وہ واسط سے چلکر
مبارک آیا اور یہاں ٹھہر گیا جمادی الآخر میں اس نے حمید بن عبد الحمید الطوسی
کو جس کے ہمراہ عرکو الاعرابی۔ سعید بن الساجور، ابو البط محمد بن ابراہیم الافریقی
اور دوسرے کئی نامی شہ سوار تھے ابوزنبیل سے لڑنے بھیجا صراۃ کے دہانے پر
اُن کی ابوزنبیل سے لڑائی ہوئی انھوں نے اسے شکست دی یہاں سے

ے! بجائے ۸ کے ۱ ربیع الآخر ہونا چاہئے مترجم۔

پسپا ہو کر وہ اپنے بھائی ہارون کے پاس نیل چلا آیا مگر یہاں بھی حسن کی فوجوں نے اُسے آلیا اور نیل کے گھروں کے قریب ہی فریقین میں لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر تک جم کر مقابلہ ہوتا رہا مگر پھر ہارون اور ابو زنبیل کی فوجوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگتے ہوئے مدائن آئے یہ جنگ دوشنبہ کے دن جبکہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں وقوع پذیر ہوئی حمید اور اس کے ساتھیوں نے نیل میں گھس کر تین دن مسلسل اسے خوب ہی لوٹا اہل نیل کے تمام مال و متاع پر انھوں نے قبضہ کر لیا نیز آس پاس کے گاؤں بھی تاراج کر دئے۔

محمد بن ابی خالد کے مرنے کے بعد بنو ہاشم اور امرائے بغداد نے خلافت کے مسئلہ پر بھی گفتگو کی تھی ان کی رائے تھی کہ ہمارے آپس ہی میں سے ہم کیوں نہ کسی شخص کو خلیفہ بنا لیں اور مامون کو خلافت سے علٰحدہ کر دیں ابھی وہ اس کے تصفیہ کے لئے ایک دوسرے کو تیار کر رہے تھے کہ ان کو ہارون اور ابو زنبیل کی شکست کی اطلاع ملی اب انھوں نے اس تصفیہ طلب کے تصفیہ کے لئے پیش از پیش جدوجہد شروع کی انھوں نے منصور بن المہدی کی بہت خوشامد کی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ اس نے اس سے انکار کر دیا مگر وہ لوگ برابر اس سے اصرار کرتے رہے آخر کار انھوں نے اسے بغداد اور عراق کا امیر مامون کے نائب کی حیثیت سے بنا ہی لیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ ہم مجوسی اور مجوسی زادے حسن بن سہل کی اطاعت ہرگز قبول نہیں کرتے ہم اسے یہاں سے نکالے دیتے ہیں وہ خراسان واپس جائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد والے حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کے ساتھ ہو گئے حسن بن سہل کو محسوس ہوا کہ وہ اب عیسیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے وہب بن سعید الکاتب کو عیسیٰ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ میں تمھارے ہاں رشتہ کرنے کے لئے تیار ہوں ایک لاکھ دینار دوں گا تم کو، تمھارے

خاندان والوں اور اہل بغداد کو امان دوں گا اور جہاں کی ولایت پسند کرو وہ تم کو دیدی جائے گی، عیسیٰ نے اس کے جواب میں یہ مطالبہ کیا کہ ان مواعید کے لئے مامون کا اپنا لکھا ہوا خط بھیجا جائے حسن نے وہب کو دوبارہ عیسیٰ کے پاس بھیجا اور اقرار کیا کہ میں تمھارے اس مطالبہ کو بھی تسلیم کرتا ہوں مگر وہب مبارک اور جبل کے درمیان ہی غرق ہو گیا اس کے بعد عیسیٰ نے اہل بغداد کو لکھا کہ جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے میں خراج وصول نہیں کر سکتا تم بنی ہاشم کے کسی شخص کو والی بنالو انھوں نے منصور بن المہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا اس نے کلواذی میں اپنی چھاؤنی ڈالی اہل بغداد نے تو اس سے یہ خواہش کی تھی کہ وہ خلافت قبول کرے مگر اسے اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں امیر المومنین کا محض اس وقت تک کیلئے نائب ہوں جب تک کہ وہ خود تشریف لائیں یا کسی کو والی مقرر کر کے بھیجیں، بنو ہاشم، امرا اور سپاہ اس بات ہی پر راضی ہو گئی اس تمام معاملہ کو خزیمہ بن خازم نے سرانجام دیا منصور نے ہر سمت اپنے عمال بھیجدیئے۔

عین اسی زمانے میں حمید الطوسی بنو محمد کی تلاش میں بغداد آتا ہوا مدائن پہنچا ایک دن وہاں قیام کر کے پھر وہ نیل کی طرف پلٹ گیا اس کی پیش قدمی کی اطلاع منصور کو ہوئی وہ بغداد سے چلکر کلواذی میں فروکش ہوا اور یحییٰ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان مدائن کی طرف بڑھا پھر منصور نے اسحٰق بن العباس بن محمد الہاشمی کو دوسری جانب سے روانہ کیا اس نے نہر صرصر پر پڑاؤ کیا اور غسان بن عباد بن ابی الفرج ابو ابراہیم بن غسان فرمانروائے خراسان کے صاحب حرس کو کوفے کی سمت روانہ کیا یہ وہاں سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ آکر وہاں مقیم ہو گیا جب اس کے آنے کی اطلاع حمید کو ہوئی اس نے دفعتہً غسان کی بے خبری میں وہاں پہنچکر قصر کا محاصرہ کر لیا غسان کو گرفتار کیا، اس کی فوج کی وردی اور اسلحہ لے لئے اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ یہ ۴ رجب دوشنبہ

کا واقعہ ہے ۔ اس کے بعد ہر جماعت اپنی اپنی فرودگاہ میں مقیم رہی کسی نے کوئی حرکت نہیں کی البتہ محمد بن یقطین بن موسیٰ جو اب تک حسن بن سہل کے ساتھ تھا اس کے پاس سے بھاگ کر عیسیٰ سے جا ملا عیسیٰ نے اسے منصور کے پاس بھیجدیا منصور نے اسے حمید کی سمت روانہ کردیا اس وقت خود حمید تونیل میں مقیم تھا البتہ اس کا رسالہ قصر میں تھا ۔ ابن یقطین ۲ شعبان سینچر کے دن بغداد سے روانہ ہوکر کوثیٰ آیا حمید کو اس کی خبر ہوئی اس نے اور اس کی فوج نے وہیں اسے بے خبری میں آلیا حمید اس سے لڑ پڑا اور اس نے اسے مار بھگایا اس کے بہت سے سپاہیوں کو اس نے قتل کردیا اور اسیر کرلیا اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی حمید اور اس کی سپاہ نے کوثیٰ کے قرب و جوار کے تمام دیہات تاخت و تاراج کردیئے گائے، بکری، گدھوں کو لوٹ لیا اس کے علاوہ زیور اور ہر قسم کے دوسرے سامان کو جس پر دسترس ہوسکی لوٹ لیا اس واقعہ کو ختم کرکے حمید پھر نیل چلا آیا اور ابن یقطین پسپا ہوکر نہر صرصر آگیا،

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے اپنی چھاونی کی مردم شماری کی ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی جس میں سوار اور پیادے دونوں شامل تھے اس نے سوار کو چالیس اور پیادے کو بیس درہم کے حساب سے معاش دی ۔

اس سال بغداد کے فاسقوں کی سرکوبی کے لئے رضا کاروں کی ایک جماعت اوٹھ کھڑی ہوئی خالد الدریوش اور ابو حاتم سہل بن سلامتہ الانصاری الخراسانی اس جماعت کے رئیس تھے،

بغداد کے رضا کاروں کی حمیت

اس جماعت کے خروج کا سبب یہ ہوا کہ حربیہ کے فساق اور بغداد

اور کرخ کے شاطر دوسرے لوگوں کو بہت سخت ایذا دینے لگے وہ علانیہ طور پر بدکاری کرتے تھے راہگیروں کو لوٹ لیتے تھے اور سب کے سامنے راستوں پر سے عورتوں اور لونڈوں کو اٹھا لیجاتے تھے وہ اتنے چیرہ دست ہو گئے تھے کہ جماعت بنا کر کسی کے پاس جاتے اور زبردستی اس کے بیٹے کو اٹھا لے جاتے اور وہ ان کی کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا، لوگوں سے قرض اور صلے کے طور پر روپیہ طلب کرتے کوئی انکار نہیں کر سکتا ان کی جماعتیں دیہات جاتیں وہاں پہلے تو خوب دعوتیں کھاتے اور پھر جس قدر مال یا نقد پر ان کی دسترس ہوتی اس کو زبردستی وصول کر لیتے نہ حکومت ان کو روکتی تھی اور نہ اس کا ان پر کوئی زور ہی رہا تھا کیونکہ اس وقت حکومت خود ان کی امداد پر جمی رہی تھی اور وہی اندرونی طور پر اس کے یار و مددگار تھے اسی وجہ سے ان کی بڑی سے بڑی حرکت کو بھی وہ نہیں روک سکتی تھی وہ تاجروں سے چاہے وہ شاہراہوں پر ہوں کشتیوں میں ہوں اور سواریوں پر سوار ہوں لگان وصول کرتے تھے، یہ باغوں کی پاسبانی کرتے اور اس کا حصہ بٹاتے تھے علانیہ ڈاکے مارتے تھے اور کوئی شخص ان پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا ان کی وجہ سے تمام مخلوق سخت مصیبت میں مبتلا تھی ان کی جرات یہاں تک بڑھی کہ انھوں نے قطربل کو جا کر دن دہاڑے لوٹ لیا۔ مال و متاع، سونا چاندی، بکریاں گائے اور گدھے وغیرہ لوٹ کر بغداد لائے اور یہاں ان کو سر بازار بیچنا شروع کیا اہل قطربل نے بغداد آکر حکومت سے استغاثہ کیا مگر کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان مظلوموں کی مدد کرتا نہ حکومت نے ان کے مغصوبہ مال میں سے کوئی چیز ان کو واپس دلائی یہ واقعہ آخر شعبان میں ہوا، جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ حکومت کو کوئی پروا نہیں اور بدمعاش لوگوں کا اس قدر مال لوٹ لا کر علانیہ بیچ رہے ہیں اور خود ان کے بازاروں میں یہ معاملہ ہو رہا ہے اور انھوں نے تمام ملک میں فتنہ و فساد جور و تعدی اور لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اس کے باوجود، حکومت ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی ہر محلے

اور کوچے کے صلحا اس کے سدباب کے لئے کھڑے ہوئے وہ ایک دوسرے سے جا کر ملے اور کہنے لگے کہ اس کوچے میں ایک یا دو فاسق رہتے ہیں زیادہ سے زیادہ ان کی تعداد دس تک ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس مٹھی بھر جماعت نے آپ لوگوں پر باوجودیکہ آپ ان سے کہیں زیادہ ہیں یہ چیرہ دستی کر رکھی ہے اگر آپ لوگ سب پوری طرح اتفاق کریں اور پھر ان کا مقابلہ کریں تو آپ ان کا قلع قمع کر دیں گے اور پھر ان کی یہ جرات نہ ہوگی کہ وہ آپ کے بیچ میں یہ ناشائستہ حرکات کریں،
خالد الدریوش جو انبار کی سڑک کی ایک سمت میں بود و باش رکھتا تھا کھڑا ہوا اس نے اپنے پڑوسیوں گھر والوں اور اہل محلہ کو دعوت دی کہ آپ نیکی کی اشاعت اور برائی کے روکنے میں میری مدد کریں ان لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اب اس جماعت نے اپنے قریب کے فاسقوں اور شاطروں پر حملہ کر کے ان کو ان کی بدکرداریوں سے روکا مگر وہ نہ مانے بلکہ اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے خالد ان سے لڑا اس نے ان کو مار بھگایا اور بعض کو پکڑ کر خوب پیٹا اور پھر قید کر کے سرکار میں پیش کر دیا اس نے یہ سب کچھ تو کیا مگر اس سے حکومت کی مخالفت قطعی مقصود نہ تھی۔
اس کے بعد اہل حربیہ کا ایک شخص ابو حاتم سہل بن سلامۃ الانصاری خراسان کا باشندہ کھڑا ہوا اس نے بھی لوگوں کو نیکی کی تعلیم بدی سے ممانعت اور قرآن اور سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دی اپنے گلے میں کلام پاک لٹکایا پھر سب سے پہلے اپنے پڑوسی اور ہم محلہ لوگوں کو پند و نصیحت شروع کی انھوں نے اس کی بات مانی پھر اس نے تمام لوگوں کو شریف کمین بنی ہاشم اور ان کے ماسوا دوسرے تمام لوگوں کو اس مقصد کے لئے دعوت دی اس کے لئے ایک دیوان بنایا جو شخص اس مقصد کیلئے اسکے پاس آکر اس کی بیعت کرتا اور اقرار کرتا کہ جو شخص چاہے اب ہو یا آئندہ اس کی یا اسکی تحریک کی مخالفت کرے گا میں اس سے لڑونگا

اس کا نام اس دیوان میں ثبت کر لیا جاتا ہزار ہا آدمیوں نے آکر اس کی بیعت کی اس نے تمام شہر بغداد میں اس کے بازاروں، مضافات اور شاہراہوں پر گشت کی اور ممانعت کر دی کہ اب آئندہ سے کوئی شخص ثمرہ کی تقسیم پر باغوں کی نگرانی اپنے ذمے نہ لے کیونکہ اس قسم کا معاملہ اسلام میں ناجائز ہے اسی طرح کوئی شخص غلّے کے تاجروں اور مسافروں سے کوئی لگان نہ لے اس نے کہا کہ خفارہ اسلام میں جائز نہیں خفارہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص باغ کے مالک سے آکر کہتا ہے کہ تیرا باغ نزول میں ہے جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا میں اسے روک دوں گا اور تم کو اس کے عوض میں ہر ماہ مجھے اس قدر درہم دینا پڑینگے، چاروناچار باغ والے کو یہ مطالبہ ماننا ہی پڑتا تھا سہل نے اس معاملہ کو بھی اپنے ذمے لے لیا تھا مگر درویش نے سہل کی مخالفت کی اور اس نے کہا کہ میں حکومت پر کوئی الزام عائد نہیں کرنا چاہتا نہ میں اس سے کسی قسم کی باز پرس کروں گا نہ لڑوں گا نہ کسی بات کا حکم دوں گا اور نہ کسی بات سے روکوں گا سہل نے کہا مگر میں تو ہر اس شخص سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کرے گا چاہیے وہ حکومت ہو یا کوئی اور ضرور لڑوں گا حق سب کے لئے برابر ہے اور اسی وجہ سے اس کی حمایت بھی سب پر فرض ہے جو اس ارادے سے میرے ہاتھ پر بیعت کرے اسے میں قبول کروں گا اور جو ان شرائط کو نہ مانے میں اس سے بھی لڑوں گا، ۴ ہر رمضان ۲۰۱ہجری جمعرات کے دن سہل اپنی اس دعوت کے اعلان کے لئے طاہر بن الحسین کی اس مسجد میں جسے اس نے حربیہ میں بنایا تھا کھڑا ہوا، اس سے دو یا تین دن پہلے خالد الدریوش اوٹھ کھڑا ہوا تھا،

اس زمانے میں منصور بن المہدی اپنی حُسّبل کی چھاونی میں فروکش تھا جب سہل بن سلامہ اور اس کے پیرو علانیہ کھڑے ہو گئے اور اس کی اطلاع منصور اور عیسیٰ کو ہوئی تو چونکہ ان کی فوجوں میں اکثر اسی قسم کے بدمعاش آوارہ گرد اور بدکار آدمی بھرے ہوئے تھے ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں منصور بغداد چلا آیا، اور عیسیٰ نے جو پہلے سے حسن بن سہل سے مراسلت رکھتا تھا بغداد

کے اس ہنگامے کی خبر پاتے ہی اس سے اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کیلئے
امان کی درخواست کی اور یہ بھی شرط کی کہ جب حسن کو بٹائی وصول ہوا سکے
ساتھیوں، اس کی سپاہ اور اہل بغداد کو چھ مہینے کی معاش دے، حسن
نے یہ درخواست منظور کرلی عیسیٰ اپنی چھاؤنی سے اٹھ کر ۱۳ر شوال دوشنبہ
کے دن بغداد چلا آیا اس کی تمام فوجیں ایک ایک کرکے چھاؤنی چھوڑ کر
بغداد چلی آئیں عیسیٰ نے ان کو بتا دیا کہ میں نے ان شرائط کے ساتھ سب
کے لئے صلح کرلی ہے اسے سب نے پسند کیا اب وہ مدائن چلا آیا، یہاں
یحییٰ بن عبداللہ حسن بن سہل کا چچیرا بھائی اس کے پاس آیا اور وہ دیر العاقول
پر فروکش ہوا سب نے اسے سواد کا والی بنالیا مگر عیسیٰ کو بھی انھوں نے
اس کی ولایت میں اس طرح شریک کردیا کہ پرگنات اور بغداد کے علاقوں
کو ان میں تقسیم کردیا کچھ ایک کے تحت اور کچھ دوسرے کے تحت کردیئے
گئے، جب عیسیٰ حسن بن سہل سے ساز باز کرکے اس طرح اس کے ساتھ
ہوگیا اور عسکر مہدی والے اس کے پہلے بھی مخالف تھے اب مطلب بن
عبداللہ بن مالک الخزاعی سہل بن سلامتہ کے مقابل اٹھا اس نے مامون
اور سہل کے بیٹے فضل اور حسن کے لئے دعوت دی، سہل نے اسے
اس سے روکا اور کہا کہ اس لئے تو تم نے میری بیعت نہیں کی تھی۔
منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع شہر کے اندر
چلے آئے اور اسی دن انھوں نے سہل بن سلامہ کی دعوت پر اس کی
بیعت کی اور مطلب سے بھاگ کر حربیہ میں قیام پذیر ہوئے، سہل
بن سلامہ، حسن بن سہل کی طرف آیا اس نے مطلب کو اپنے پاس بلا بھیجا
اور کہا کہ تم نے اس لئے تو میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی مگر مطلب نے
اس کا کہا نہ مانا اور اس کے پاس آنے سے انکار کردیا دو یا تین دن تک
سہل کی اس سے نہایت ہی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر عیسیٰ اور مطلب
نے صلح کرلی اور عیسیٰ نے سہل کو دھوکے سے قتل کرا دینے کے لئے اپنا ایک آدمی
مقرر کردیا اس نے موقع پاکر تلوار کا وار کیا سہل پر اس کی ضرب کا کچھ اثر

نہ ہوا مگر اس کے بعد وہ اس قضیہ کو چھوڑ کر اپنے مکان چلا آیا اور اب صرف عیسیٰ اس جماعت کا کارفرما رہ گیا اور لوگ لڑائی سے رک گئے۔

اس زمانے میں حمید بن عبدالحمید نیل میں مقیم تھا جب اسے اس ہنگامے کی خبر ملی وہ کوفے آکر چند روز وہاں مقیم رہا پھر کوفے سے قصر ابن ہبیرہ آگیا اور یہیں اس نے اقامت اختیار کی مکان بنایا اس کے گرد فصیل اور خندق بنائی یہ ذی قعدہ کے آخر کا واقعہ ہے۔

عیسیٰ بغداد میں قیام پذیر رہا اس اثنا میں وہ علّہ کے انتظار میں سپاہ کا معائنہ اور ان کی صحت کرتا رہا نیز اس نے پھر سہل بن سلامہ سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور اس سے کہا کہ آپ پھر نکلیں اور حسب سابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اس کے لئے میں آپ کا حامی اور مددگار ہوں چنانچہ سہل اب پھر حسب سابق کتاب اور سنت پر عمل کی دعوت دینے لگا۔

اس سال مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضہ بن علیؑ ابن ابی طالب کو مسلمانوں کا ولی عہد اور اپنے بعد ان کا خلیفہ مقرر کر دیا رضائے آل محمد ان کا نام رکھا فوج کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس ترک کرکے سبز لباس اختیار کرے اس کے لئے انھوں نے تمام آفاق میں احکام نافذ کر دیئے۔

علیؑ الرضاؑ کی ولایت عہد

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد اپنی چھاؤنی سے بغداد آکر اپنی سپاہ کے معائنہ ہی میں مصروف تھا کہ اس کے پاس حسن بن سہل کا خط آیا جس میں اس نے عیسیٰ کو اطلاع دی تھی کہ امیرالمومنین مامون نے علیؑ ابن موسیٰؑ ابن جعفر بن محمد کو اپنے بعد اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے اس انتخاب سے پہلے انھوں نے

بنی عباس اور بنی علیؑ کے ہر شخص پر غور کیا مگر اس سے بہتر، زیادہ متقی پرہیز گار اور عالم دین ان کو دوسرا نظر نہیں آیا انھوں نے رضائے آل محمدؐ اس کا لقب قرار دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں سیاہ لباس ترک کر کے اب سبز لباس اختیار کر لوں، یہ خط عیسیٰ کو ۲۰ رمضان سن ۲۰۱ ہجری منگل کے دن ملا۔ اپنے اس خط میں حسن بن سہل نے اسے یہی حکم دیا کہ اپنے پاس والوں سپاہ افسر اور بنی ہاشم کو حکم دے کہ وہ علیؑ الرضا کے لئے بیعت کریں اور تمام پوشاک قبا، کلاہ اور عمامہ سبز پہنا کریں تمام بغداد والوں سے اس حکم پر عمل کرایا جائے۔

عیسیٰ نے اطلاع موصول ہوتے ہی اہل بغداد کو اس حکم کی بجاآوری کی ہدایت کی اور وعدہ کیا کہ ایک ماہ کی تنخواہ میں ابھی دیدیتا ہوں باقی غلہ آنے پر بیباق کر دی جائیگی اس پر بعض تو عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوئے اور بعض نے اس حکم کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور انھوں نے کہا کہ ہم ہر گز حکومت کو بنی عباس سے نکلنے نہیں دیں گے اس میں فضل بن سہل کی گہری چال معلوم ہوتی ہے، چند روز اسی اختلاف میں گزرے بنی عباس اس تجویز پر بہت برہم ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے انھوں نے یہ طے کیا کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بناتے ہیں اور مامون کو خلافت سے علٰحدہ کرتے ہیں مہدی کے بیٹے ابراہیم اور منصور اس مخالفت میں سب سے زیادہ نمایاں تھے چنانچہ اسی سال اہل بغداد نے مامون کو چھوڑ کر ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنایا۔

ابراہیم بن المہدی کی بیعت کا ذکر

ہم بغداد کے عباسیوں کی مامون سے ناراضی کا سبب پہلے بیان

کر چکے ہیں اور ان لوگوں کا بھی ذکر کر چکے ہیں جو حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے آمادہ اور متحد ہو گئے جس کی بناء پر حسن بغداد چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد مامون نے علی الرضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اور لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا اور حسن بن سہل نے اس کے متعلق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو لکھا کہ وہ اہل بغداد سے اس حکم کی بجا آوری کرائے اس نے منگل کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں اہل بغداد سے ان احکام کی بجا آوری کروالی اس موقع پر عباسیوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے تو ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے ان کے بعد ان کے بھتیجے اسحٰق بن موسیٰ بن المہدی کو ولی عہد مقرر کر لیا ہے اور ہم نے مامون کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ہم آئندہ سال کی پہلی محرم کو ہر اس شخص کو جو ہمارے ساتھ ہو گا دس دینار دینگے۔

اس دعوت کو بعض لوگوں نے قبول کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جب تک ہمیں یہ رقم مل نہ جائے ہم اسے نہیں مانتے جمعے کے دن جب لوگ نماز کے لئے تیار ہوئے انھوں نے چاہا کہ خود مستقل خلیفہ تو نہیں البتہ منصور کے بجائے ابراہیم کو مامون کا نائب بنالیں انھوں نے ایک شخص کو اس بات پر متعین کر دیا کہ جب موذن اذان دے چکے تو وہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مامون کے لئے دعوت دیں اور اس کے بعد ابراہیم کو خلیفہ بنائیں نیز عباسیوں نے یہ بھی سازش کی کہ ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ جب یہ شخص مامون کی دعوت کا ذکر کرے تم سب کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم اس تجویز کو نہیں مانتے ہو نا یہ چاہیے کہ تم سب اس وقت ابراہیم کی خلافت کے لئے بیعت کرو اور ان کے بعد اسحٰق کے لئے اور مامون کو سرے سے خلافت سے علیحدہ کر دو کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہماری املاک کو اس طرح غصب کرے جس طرح منصور نے کیا عباسیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ بس اسقدر کہکر تم اپنے گھروں میں خاموش بیٹھ جانا اس کے آگے ہم دیکھ لیں گے چنانچہ اذان کے بعد جب اس مقرر کردہ شخص نے

مامون کی بیعت کی دعوت دی تو اس جماعت نے حسب قرارداد اس کو جواب دیدیا اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز نماز جمعہ ہی غائب ہوگئی نہ خطبہ ہوا اور نہ جمعہ کی نماز البتہ سب نے ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے یہ اس جمعہ کا ذکر ہے جبکہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۰۱ ہجری کے ختم میں صرف دو راتیں باقی رہگئی تھیں۔

اس سال عبداللہ بن خرداذبہ والی طبرستان نے ویلم کے شہر لارز اور شیرز کو فتح کر کے بلاد اسلام میں شامل کرلیا اس نے طبرستان کے پہاڑ بھی مسخر کرلئے اور شہریار بن شروین کو اس کے پہاڑی ملک سے بے دخل کردیا، اس نے مازیار بن قارن کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور ابو لیلیٰ شاہ دیلم کو بغیر کسی عہد کے قید کرلیا۔

اس سال ابو السرایا کے صاحب محمد بن محمد نے انتقال کیا، اس سال بابک الخرمی نے جاویدانی بن سہل صاحب البذ کی جماعت جاویدانیہ کے ساتھ شورش برپا کی بابک نے یہ دعویٰ کیا کہ جاویدان کی روح اس میں حلول کر آئی ہے اس نے ایک عام ہنگامہ اور فساد برپا کردیا۔ اس سال خراسان رے اور اصبہان میں سخت قحط ہوا، اشیائے خوراک بہت ہی گراں ہوگئیں اور بہت سی اموات ہوئیں، اس سال اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۲ ہجری شروع ہوا

اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلیفہ بنایا اور مبارک اس کا لقب قرار دیا بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے اس سال کی پہلی محرم کو ابراہیم کی بیعت کی اور مامون سے علیحدگی اختیار کی، جمعے کے دن ابراہیم

منبر پر چڑھا سب سے پہلے عبید اللہ بن العباس بن محمد الہاشمی نے بیعت کی اس کے بعد منصور بن المہدی نے اس کے بعد تمام بنی ہاشم نے پھر دوسرے فوجی امرائے بیعت کی بیعت لینے کا کام المطلب بن عبداللہ بن مالک کے سپرد تھا اسی نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی تھی اسی کے ساتھ سندی صالح صاحب المصلیٰ منجاب اور نصیر خدمت گار اور دوسرے تمام موالی بھی اس معاملہ میں شریک اور اس کے منصرم تھے مگر یہ تمام امرا اور رؤسا چونکہ مامون سے اس بات پر ناراض تھے کہ انھوں نے کیوں خلافت کا وارث اپنے بعد بنی عباس کے علاوہ دوسرے خاندان کے شخص کو بنا دیا اور کیوں اپنے آبا کا سیاہ لباس ترک کرکے سبز لباس اختیار کیا صرف اس لئے وہ بھی اس تحریک میں شریک اور ساعی ہو گئے تھے بیعت ہو جانے کے بعد ابراہیم نے فوج سے چھ ماہ کی معاش دینے کا وعدہ کیا وہ بہت روز تک ان کو یوں ہی ٹالتا رہا مگر جب انھوں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں دیتے وہ اس سے بگڑ گئے مجبوراً ابراہیم نے ہر سپاہی کو دو دو سو درہم نقد دیئے اور بعضوں کو بقیہ مطالبہ کی باجائی کے لئے پروانے لکھ دیئے کہ سواد جاکر نقد واجب الادا کے معاوضہ میں اتنی قیمت کا گیہوں اور جو لے لیں یہ لوگ پروانے لیکر وصولیابی کے لئے نکلے جس چیز پر ان کو قابو ہوا اسے اپنے قبضہ میں کر لیا اس طرح انھوں نے زمینداروں سے دونوں حصّے خود وطن داروں کا اور حکومت کا لے لئے۔ ابراہیم نے اہل بغداد کے ساتھ اہل کوفہ اور تمام سواد کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اس نے مدائن پر اپنا پڑاو ڈالا۔ عباس بن موسیٰ الہادی کو بغداد کی سمت شرقی کا اور اسحٰق بن موسیٰ الہادی کو سمت غربی کا والی مقرر کر دیا۔ اس موقعہ پر اس نے یہ شعر کہا

الم تعلموا یا آل فہر باننی ؎ شریت بنفسی دونکم فی المھالک

کیا آل فہر تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تم میں سے صرف میں نے

اپنی جان جوکھوں ڈالی ہے۔

اس سال مہدی بن علوان الحروری نے بزرجابور میں خارجیوں کا شعار بلند کر کے خروج کیا اس نے وہاں کے کئی پرگنوں نہر بوق اور راذاتین پر قبضہ کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۰۳ھ ہجری کے ماہ شوال میں خروج کیا تھا بہر حال ابراہیم نے ابو اسحٰق بن الرشید کو کئی سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں ابو البط اور سعید بن الساجور بھی تھے مہدی سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابو اسحٰق کے ساتھ اس مہم میں اس کے کئی ترک غلام بھی تھے شبیل صاحب السلبہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس وقت نو عمر تھا اور ابو اسحٰق کے ہمراہ تھا خارجیوں سے ہمارا مقابلہ ہوا ایک اعرابی نے ابو اسحٰق کے نیزہ مارا مگر ایک ترک غلام نے اسے بچا لیا اور اس نے کہا اشناس مرا۔ مجھے پہچانتے ہو اسی روز سے ابو اسحٰق نے اس کا نام ہی اشناس رکھدیا یہ ہی ابو جعفر اشناس ہے، اس لڑائی میں مہدی شکست کھا کر حولایا کی طرف پسپا ہو گیا۔

بعض ارباب سیر نے اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے مہدی بن علوان بن الدھقان الحروری کے مقابلہ کے لئے المطلب کو بھیجا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچا تو اس نے اقتدائی نام ایک خارجی کو جو جنگ سے کنارہ کش تھا پکڑ کر قتل کر دیا اس کے انتقام کے لئے بہت سے بدوی جمع ہو گئے اور المطلب سے لڑے اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے اسے بغداد میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

اس سال ابو السرایا کے بھائی نے کوفے میں بغاوت کر دی اور سفید لباس اختیار کیا، ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی مگر ماہ رجب میں غسان بن ابی الفرج اس سے لڑا اور اسے قتل کر کے اس کے سر کو اس نے ابراہیم بن المہدی کے پاس بھیجدیا۔

ابوالسرایا کے بھائی کی کوفے میں بغاوت

حسن بن سہل اپنی چھاؤنی واقع مبارک میں فروکش تھا کہ اسے مامون کا حکم موصول ہوا کہ تم سبز لباس اختیار کرو اور ہمارے بعد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کی ولایت عہد کے لئے بیعت کرو اور بغداد جاکر اس کا محاصرہ کرلو، اس حکم کی بجا آوری کے لئے حسن اپنے مقام سے روانہ ہوکر سمر آیا اور حمید بن عبد الحمید کو لکھا کہ تم بغداد جاکر دوسری سمت سے اس کا محاصرہ کرلو اور سبز لباس اختیار کرو، حمید نے اس حکم کی بجا آوری کی سعید بن الساجور، ابوالبط، غسان بن ابی الفرج محمد بن ابراہیم الافریقی اور حمید کے چند اور سرداروں نے ابراہیم بن المہدی سے اس وعدے پر سازباز کرلیا تھا کہ وہ قصر ابن ہبیرہ کو اس کے لئے فتح کرینگے اور چونکہ ان کے اور حمید کے تعلقات بہت خراب تھے اس وجہ سے اسی کے ساتھ وہ حسن بن سہل سے بھی مراسلت رکھتے تھے اور اسے یہ بتاتے رہتے تھے کہ حمید اندرونی طور پر ابراہیم سے سازش کررہا ہے اس کے برعکس حمید حسن کو ان کی اسی قسم کی شکایت لکھا کرتا تھا، حسن نے کئی مرتبہ حمید کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ مگر وہ اس ڈر سے کہ میرے بعد میرے مخالف میری فرودگاہ پر قبضہ کرلیں گے حسن کے پاس نہیں گیا اس پر اس کے مخالفوں کو یہ لکھنے کا موقع مل گیا کہ وہ آپ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آتا ہے کہ وہ آپ کا مخالف ہوچکا ہے اس نے تو صراۃ اور سورا کے درمیان اور سواد میں جائداد خرید لی ہے، جب حسن نے زیادہ اصرار سے حمید کو بلایا تو آخر کار وہ ۵ ربیع الآخر جمعرات کے دن اس کے پاس آنے کے لئے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا اس کے جاتے ہی سعید اور اس کے دوستوں نے ابراہیم کو اس کی اطلاع دیدی اور درخواست

کی کہ آپ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو یہاں بھیجدیں تاکہ ہم قصر اور حمید کی فرودگاہ کو اس کے حوالے کردیں، ابراہیم منگل کے دن بغداد سے مدائن کے ارادے روانہ ہوا تھا اور اس نے کلواذی میں مقام کیا تھا جب اوسے یہ خط ملا اس نے عیسیٰ کوان کے پاس بھیجدیا حمید کے پڑاؤ والوں کو جب عیسیٰ کی اس پیش قدمی اور اس کے قصر سے ایک فرسخ قریۃ الاعراب پر آکر فروکش ہوجانے کی اطلاع ہوئی انھوں نے بھاگنے کی تیاری کی یہ منگل کی رات کا واقعہ ہے ان کے اس ارادے کے ساتھ ہی سعید، ابو البط اور فضل بن الصباح الکندی الکوفی نے حمید کی فرودگاہ پر اچانک دھاوا کرکے اسے بالکل تاخت وتاراج کردیا، اس لوٹ میں ان کو خود حمید کی روپیہ کی سو تھیلیاں اور دوسرا اسباب سامان ہاتھ لگا۔ حمید کا ایک لڑکا اور معاذ بن عبداللہ نکلکر بھاگ گئے بعض نے کوفے کی سمت اختیار کی دوسروں نے نیل کا رخ کیا حمید کا لڑکا اپنے باپ کی باندیوں کو لیکر کوفے آیا وہاں اس نے خچر کرایہ پر لئے اور پھر شاہراہ سے حسن کی چھاؤنی میں اپنے باپ کے پاس آگیا سعید اور اس کے دوستوں نے قصر ابن ہبیرہ کو عیسیٰ کے حوالے کردیا عیسیٰ قصر میں داخل ہوا اور منگل کے دن ۱۰ ربیع الآخر کو اس نے قصر کو ان سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

حسن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی حمید اس کے پاس تھا اس نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو اس کی اطلاع کردی تھی مگر آپ نے میری بات نہ مانی اور اس طرح دھوکہ کھایا یہ کہہ کر وہ حسن کے پاس کوفے آیا یہاں اسکا جس قدر روپیہ اور دوسرا سامان واسباب تھا اسے اس نے اپنے قبضے میں کیا، اور عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کو کوفے کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ تم بھی سبز لباس پہنو مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی علی بن موسیٰ کی ولیعہدی کے لئے دعوت دو، حمید نے ایک لاکھ درہم سے اس کی اعانت کی اور کہا کہ اپنے بھائی کے حق کے لئے لڑو چونکہ کوفے والے تمھاری بات مانتے ہیں اس لئے تم کو آسانی سے کامیابی ہوگی اور یوں تو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں مگر رات ہوتے ہی حمید عباس

کو چھوڑ کر کوفے سے چلا گیا۔
اس ہنگامے کی اطلاع موصول ہوتے ہی حسن نے حکیم الحارثی کو نیل بھیجدیا تھا جب عیسیٰ کو جو قصر میں تھا حکیم کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فوج کو لیکر اس کے مقابلے کے لئے نیل روانہ ہوا سنیچر ۱۴ ربیع الآخر کی رات میں آسمان پر ایک سرخی نمودار ہوئی بعد میں سرخی تو جاتی رہی مگر دو سرخ عمود آخر شب تک بھی آسمان پر باقی رہے سنیچر کے دن صبح عیسیٰ اپنی فوج کو لیکر قصر سے نکل کر نیل کی طرف بڑھا نیل پہنچکر حکیم نے دشمن پر حملہ کر دیا ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ اتنے میں عیسیٰ اور سعید حکیم پر آپڑے وہ شکست کھا کر بھاگا یہ نیل میں داخل ہوگئے وہاں ان کو عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کی کارروائی کی اطلاع ہوئی کہ وہ تو یہ دعوت دے رہا ہے اور بہت سے لوگوں نے تو اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور دوسروں نے یہ کہا ہے کہ اگر تم اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دیتے ہو تو ہم کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر تم اسی وقت اپنے بھائی یا اپنے کسی اور خاندان والے یا خود اپنی خلافت کے مدعی ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر عباس نے یہی کہا کہ میں اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کے لئے دعوت دیتا ہوں اس پر جو غالی رافضی تھے ان سب نے اور شیعوں میں سے بھی اکثر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔
عباس یہ ظاہر کرتا تھا کہ حمید میری مدد اور کمک کے لئے آتا ہے اور حسن نے بھی میری مدد کے لئے بہت سے لوگوں کو بھیجدیا ہے مگر ان میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا سعید اور ابو البط نیل سے کوفے چلے دیر الاعور پہنچکر انھوں نے وہ راہ اختیار کی جو قریۂ شاہی کے پاس ان کو ہرثمہ کی فرودگاہ میں پہنچادے۔
جب عباس کی جمعیت جمع ہوگئی تو اب یہ لوگ ۲ جمادی الاولیٰ دوشنبے کے دن کوفے سے دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے قنطرہ کے قریب

آگر علی بن محمد بن جعفر العلوی جو مامون کے ولیعہد علی الرضا کا بیٹا مکے میں رہا کرتا تھا اور ابو السرایا کے بھائی ابو عبد اللہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جسے اس کے چچا کے بیٹے عباس بن موسیٰ بن جعفر امیر کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا دشمن کے مقابلے کے لئے میدان کارزار میں آئے تھوڑی دیر تک ان سے لڑے علی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ پسپا ہو کر کوفے چلے آئے سعید اور اس کے ساتھی بڑھ کر حیرہ میں فروکش ہوئے، منگل کے دن علی الصباح یہ اپنے حریف سے لڑنے آئے عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے قریب حریفوں میں جنگ شروع ہوئی اس موقع پر کوفے میں جو عباسی اور ان کے موالی تھے وہ بھی کوفے سے نکل کر اپنے حامیوں کے پاس چلے آئے رات تک دونوں فریق خوب لڑے عباسیوں کا شعار "یا ابراہیم یا منصور لا طاعۃ للمامون" تھا اور وہ سیاہ پوش تھے عباس اور اسکے کوفی سبز پوش تھے، بدھ کے دن اسی مقام پر پھر لڑائی ہونے لگی جس فریق کا جس مقام پر قبضہ ہوتا وہ اسے جلا دیتا، یہ دیکھ کر کوفے کے رؤسا سعید اور اس کے دوستوں کے پاس آئے اور انھوں نے عباس بن موسیٰ بن جعفر اور اس کے طرفداروں کے لیے اس شرط پر کہ وہ کوفے سے چلے جائینگے امان کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی درخواست مان لی اس کے بعد یہ لوگ عباس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے عوام اور اراذل تمھارے ساتھ ہیں کوئی ثقہ ہے نہیں اسی کے ساتھ تمھاری وجہ سے مخلوق خدا کو قتل و غارت اور آگ کی جو مصیبت ہو رہی ہے وہ تمھارے سامنے ہے ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں بہتر ہے کہ تم ہمارے ہاں سے چلے جاؤ۔

عباس نے ان کی بات مان لی اسے یہ بھی خوف ہوا کہ یہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیں گے اس لئے وہ اپنے کناسہ کی قیام گاہ سے بھی اسی وقت دوسری جگہ منتقل ہو گیا اس سمجھوتہ کی عباس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اطلاع نہیں دی سعید اپنی فوج کو لیکر حیرہ پلٹ گیا اس کے جانے کے بعد عباس

والوں نے سعید اور عیسیٰ بن موسیٰ العباسی کے ان موالیوں اور سپاہیوں پر جو معرکہ میں باقی رہ گئے تھے حملہ کر دیا اور ان کو مار کر خندق تک ڈھکیل دیا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کے موضع کو لوٹ کر وہاں کے تمام گھروں کو جلا دیا اور جو وہاں نمودار ہوا اسے قتل کر دیا۔ عباسیوں اور ان کے موالیوں نے اس واقعہ کی سعید کو خبر کی اور بتایا کہ عباس معاہدۂ امان سے پھر گیا ہے سعید ابوالبط اور ان کے ساتھی عشا کے وقت کوفے آئے جس کسی کو لوٹ مار کرتے دیکھا انھوں نے اسے قتل کر دیا اور عباس کے طرفداروں کی جس چیز پر ان کی دست رس ہوئی انھوں نے اسے جلا ڈالا اسی طرح قتل کرتے اور جلاتے ہوئے یہ کناسہ آئے ساری رات وہیں بسر کی، پھر رؤسائے کوفہ نے ان سے آکر اصل حقیقت بتائی کہ یہ سب عوام کا کیا دھرا ہے عباس اس سے قطعی بری الذمہ ہے وہ ہرگز اپنے کسی وعدے سے نہیں پھرا ہے اس اطمینان دلانے پر سعید وغیرہ وہاں سے چلے آئے، ۵ رجمادی الاولیٰ جمعرات کے دن صبح کو سعید اور ابوالبط کوفے میں داخل ہوئے اور انھوں نے سفید پوش اور سیاہ پوش سب کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا اور کسی شخص سے کوئی تعرض بجز بھلائی کے نہیں کیا۔ انھوں نے فضل بن محمد بن الصباح الکندی کو جو کوفے کا باشندہ تھا کوفے کا والی مقرر کر دیا، ابراہیم نے ان کو لکھا کہ تم واسط کی طرف بڑھو اور سعید کو یہ لکھا کہ چونکہ کندی اپنے شہر والوں سے میل کی وجہ سے ان کی جنبہ داری کرتا ہے اس لئے تم کوفے پر اس کے علاوہ کسی اور کو والی مقرر کر دو، سعید نے غسان بن ابی الفرج کو کوفے کا والی مقرر کیا پھر ابوالسرایا کے بھائی ابوعبداللہ کو قتل کر دینے کے بعد اس نے غسان کو ولایت کوفہ سے برطرف کر کے اس کی جگہ اپنے بھتیجے ہول کو وہاں کا والی مقرر کیا یہ حمید بن عبدالحمید کے کوفے آنے تک کوفے کا والی رہا اس کے آنے کے بعد ہول کوفے سے بھاگ گیا۔

ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو نیل کے راستے

واسط جانے کا حکم دیا اور اس نے ابن عائشۃ الہاشمی اور نعیم بن خازم کو حکم دیا کہ وہ دونوں ساتھ ساتھ جائیں یہ دونوں حسب الحکم جوخی کے قریب سے بڑھے یہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے سعید ابو البط اور افریقی بھی ان دونوں سے آملے ان سب نے واسط کے قریب صیادہ پر پڑاؤ ڈالا اور سب ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ان سب کا سپہ سالار تھا اپنے اس پڑاؤ سے یہ سب سردار جنگ کے لئے تیار ہو کر روزانہ حسن اور اس کی سپاہ کے مقابلہ کے لئے واسط آتے مگر اس کی سپاہ میں سے کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہیں نکلتا وہ سب واسط میں قلعہ بند ہو کر پڑے ہوئے تھے آخر کار ایک دن حسن نے اپنی فوج کو حصار سے نکل کر دشمن سے مقابلہ کا حکم دیا سینچر کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں چار راتیں باقی تھیں حسن کی فوج واسط سے باہر نکل کر دشمن سے نبرد آزما ہوئی ظہر کے قریب تک نہایت شدید معرکۂ جدال و قتال گرم رہا مگر اب عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگ کر طرنایا اور نیل چلے آئے حسن کی فوجوں نے ان کی فرودگاہ میں جسقدر اسلحہ اور مویشی وغیرہ ان کو ہمدست ہوئے ان پر قبضہ کر لیا۔

اس سال ابراہیم بن المہدی نے سہل بن سلامۃ المطوعی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اسے سزا دی۔

سہل بن سلامہ کی گرفتاری

یہ بغداد میں مقیم تھا لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا تھا بغداد کے اکثر باشندے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہیں فروکش ہو گئے تھے وہ لوگ جو بالکل اس کے

ہمخیال اور ہم رائے تھے اور خود اسی کے مکان میں مقیم تھے وہ ان کے علاوہ تھے مذکورہ بالا جنگ سے پہلے ہی ابراہیم نے سہل سے لڑنا چاہا تھا مگر پھر وہ کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے ارادے سے رک گیا مگر اس جنگ کے بعد جب اس میں عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہو گئی تو اس نے سہل کے خلاف کارروائی شروع کی اور جن لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے اور خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کی تھی ان سے اس نے سازش کر لی جو شخص ان شرائط پر اس کی بیعت کر لیتا پھر وہ اپنے گھر کے دروازے پر اینٹ اور گچ کا ایک برج بناتا اس پر کلام پاک اور اسلحہ لٹکا دیتا تھا رفتہ رفتہ اس کے متبعین بڑھتے بڑھتے باب الشام کے قریب تک آگئے اہل کرخ اور دوسرے تمام لوگ ان کے علاوہ تھے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو صرف وہ لوگ تھے جن کے مکانات باہم اس کے مکان سے ملے چلے گئے تھے۔

جب عیسیٰ حسن کے مقابلہ سے شکست کھا کر بغداد آیا تو وہ اس کے بھائی اور ربیعہ اور اس کے ساتھی سہل بن سلامہ کی طرف بڑھے واقعہ یہ تھا کہ سہل عیسیٰ وغیرہ کی بہت برائیاں کرتا تھا ہمیشہ ان کے نہایت ہی شنیع اور قبیح افعال کو لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتا اور صرف فساق کے نام سے ان کو یاد کرتا یہ لوگ کئی دن اس سے لڑتے رہے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ہی اس سے لڑنے کا بیڑا اٹھایا تھا یہ جب سہل کی قریب والی گلیوں میں پہنچا تو اس نے ناکے والوں کو کہیں ایک اور کہیں دو ہزار درہم اس شرط پر دئے کہ وہ اس کو راستہ دیدیں انھوں نے اس بات کو مان لیا اس رقم میں سے ان لوگوں کے ایک ایک شخص کے حصے میں ایک درہم دو درہم یا اس کے قریب ہی فی کس آئے تھے سنیچر کے دن جبکہ ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں حملہ آوروں نے ہر سمت سے اسے آگھیرا ناکے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا حملہ آور بڑھتے ہوئے طاہر بن الحسین

کی مسجد اور خود اس کے مکان تک جو مسجد کے بالکل متصل ہی تھا پہنچ گئے انکے وہاں تک آنے کے ساتھ ہی سہل روپوش ہو گیا اس نے ہتھیار اتار دئے تماشائیوں میں مل گیا اور عورتوں میں جا ملا حملہ آور اس کے مکان میں گھس گئے مگر جب وہ نہ ملا تو انھوں نے اس پر خفیہ پولیس متعین کر دی رات کو ان لوگوں نے اسے اس کے مکان کے قریب والی ایک گلی میں پکڑ لیا اور اسے اسحٰق بن موسیٰ الہادی کے پاس جو اپنے چچا ابراہیم بن المہدی کے بعد ولی عہد خلافت تھا اور وہی مدنیۃ السلام میں موجود تھا لیکر آئے اس نے اس سے خوب مباحثہ اور مکالمہ کیا اسحٰق نے اس کے سامنے اس کے متبعین کو دربار عام میں جمع کر کے اس سے کہا کہ تو نے ہماری حکومت پر عیب زنی کی اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا سہل نے کہا میں نے بنی عباس سے بغاوت نہیں کی بلکہ میری دعوت انھیں کے لئے تھی البتہ میں نے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت ضرور دی ہے اور آج بھی میں اس دعوت پر قائم ہوں مگر بنی عباس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ تم سب کے سامنے علی الاعلان اس بات کو کہو کہ جو دعوت میں تم کو دے رہا ہوں وہ بالکل باطل ہے۔

اس غرض سے یہ لوگوں کے سامنے لایا گیا مگر اس نے کہا کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور اب بھی میں تم کو اسی کی دعوت دیتا ہوں جب اس نے لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی تو عباسیوں نے اس کی ناک اور منہ پر تھپڑ مارے سہل نے اس موقع پر کہا اے حربیہ والو تمھاری وجہ سے اس مغرور کو اسقدر جسارت ہوئی ہے اسے پکڑ کر پھر اسحٰق کے پاس لائے اسحٰق نے اسے قید کر دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے دوشنبہ کی رات کو اسے ابراہیم کے پاس مدائن لے گئے یہاں ابراہیم نے اس سے وہ سوال کیا جو اسحٰق نے کیا تھا اور سہل نے بھی وہی جواب دیا جو اس نے اسحٰق کو دیا تھا۔

اس سے پہلے عباسیوں نے سہل کے ایک پیرو محمد الرّواعی کو گرفتار

کر لیا تھا ابراہیم نے اسے خوب پٹوایا اس کی داڑھی نچوا کر اسے بیڑیاں پہنائیں
اور قید کر دیا تھا جب سہل گرفتار ہوا تو اسے بھی انھوں نے قید کر دیا اور
کہدیا کہ ہم نے تو اسے عیسیٰ کے حوالے کر دیا تھا عیسیٰ نے اسے قتل کر دیا یہ
خبر اس وجہ سے شائع کی گئی کہ ان کو خوف تھا کہ اگر لوگوں کو اس کے مقام
کا پتہ چل گیا تو وہ اسے چھڑا لیجائیں گے، سہل کے خروج سے گرفتاری
اور قید تک بارہ ماہ گزرے تھے
اس سال مامون عراق آنے کے لئے مرو سے روانہ ہوئے۔

مامون کی مرو سے مراجعت
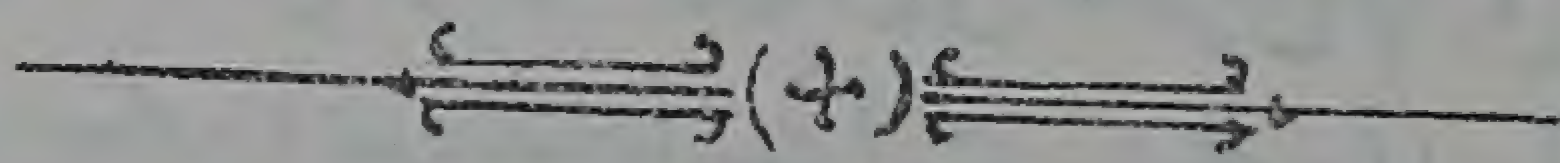
بیان کیا گیا ہے کہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے مامون کو
اس فتنہ و فساد اور جنگ و جدال سے مطلع کیا جس میں کہ سب لوگ ان کے
بھائی امین کے قتل کے بعد سے اب تک مبتلا تھے اور یہ بھی کہا کہ فضل بن سہل
نے کبھی آپ کو ملک کے اصلی حالات سے اطلاع نہیں دی بلکہ ہمیشہ
ان کو آپ سے چھپایا ہے خود آپ کے خاندان والے بعض باتوں کی
وجہ سے آپ سے ناراض ہیں اور آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ مسحور
اور مجنون ہو گئے ہیں آپ کی اس بے خبری کو دیکھ کر انھوں نے آپ کے
چچا ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیا ہے مامون نے کہا جہاں تک
مجھے معلوم ہے انھوں نے ابراہیم کو خلیفہ نہیں بلکہ حکومت چلانے اور
انتظام قائم رکھنے کے لئے محض اپنا امیر بنا لیا ہے فضل نے مجھ سے یہی
بات کہی ہے، علی الرضا نے کہا کہ فضل آپ سے جھوٹ بولا ہے اور
اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے ابراہیم اور حسن بن سہل کے درمیان عرصے
سے لڑائی جاری ہے اور وہ لوگ آپ سے اسی وجہ سے ناراض ہیں کہ

آپ نے فضل اور اس کے بھائی کو اتنا رسوخ اور معاملات سلطنت میں اتنا درخور کیوں دے رکھا ہے نیز مجھ سے جو آپ کے خاص تعلقات ہیں اور آپ نے اپنے بعد مجھے اپنا ولیعہد بنایا ہے یہ بات بھی ان کو سخت ناگوار ہے۔

• مامون نے پوچھا میرے ہاں کے کن کن لوگوں کو ان واقعات کا علم ہے انھوں نے کہا یحییٰ بن معاذ عبدالعزیز بن عمران اور چند اور فوجی امرا ان حالات سے واقف ہیں، مامون نے کہا آپ ان کو میرے پاس لے آئیں تاکہ میں ان سے وہ واقعات جو آپ نے بیان کیے ہیں دریافت کروں، علی الرضا نے یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران، موسیٰ علی بن ابی سعید فضل کا بھانجا اور خلف المصری کو مامون کی خدمت میں پیش کیا مامون نے ان سے علی الرضا کے بیان کی تصدیق چاہی انھوں نے کہا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہمیں اپنے بیان کی وجہ سے فضل کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا ہم ایک لفظ نہیں کہہ سکتے مامون نے اس بات کا اقرار کیا اور ہر شخص کو اپنے ہاتھ سے وعدۂ امان لکھ کر دیدیا تب انھوں نے ان تمام فتنوں سے جو ملک میں برپا تھے ان کو پوری طرح مطلع کیا اور بتایا کہ اس وجہ سے آپ کے خاندان والے۔ موالی اور دوسرے امرا آپ سے ناراض ہیں ان لوگوں نے مامون کو بتایا کہ کس طرح فضل نے ہرثمہ کی جھوٹی بے بنیاد شکایت کر کے اسے نقصان پہنچایا اور ہرثمہ تو اصل میں آپ کو آپ کی بھلائی کے لیے مخلصانہ مشورہ دینے آیا تھا اب اگر آپ نے ان حالات کا فوراً تدارک نہیں کیا تو یہ خلافت نہ صرف آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی بلکہ آپ کے خاندان ہی سے نکل جائے گی فضل نے ہرثمہ کی شکایت ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسے خفیہ طور پر قتل کرادیا حالانکہ اس کا مقصد آپ کی بھلائی اور خیر خواہی تھی۔ اس کے علاوہ طاہر بن الحسین نے آپ کے لیے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ سب پر ظاہر ہیں جو فتوح اس نے کیے اور جس طرح اس خلافت کو بالکل قابو میں کر کے

وہ آپ کے پاس لے آیا اسے سب جانتے ہیں مگر جب تمام معاملات درست ہو گئے تو اسے خلافت کے معاملات سے بالکل علیحدہ کر کے الگ تھلگ رقہ کے ایک گوشہ میں ڈالدیا گیا، روپیہ اسے نہیں بھیجا گیا جس کی وجہ سے اس کی شوکت و طاقت کمزور ہو گئی خود اس کی سپاہ اسکے تابع فرمان نہیں رہی اگر وہ بغداد میں آپ کی خلافت کے استحکام و انتظام کے لئے ہوتا تو وہ تمام ملک کو ہموار کر لیتا اور کسی شخص کو اس کے خلاف ایسی جرات نہ ہوتی جیسی کہ اب حسن بن سہل کے خلاف لوگوں کو ہو گئی ہے تمام عالم میں ہر طرف ہنگامہ ہی ہنگامہ برپا ہے محمد کے قتل کے بعد سے طاہر بن الحسین کو رقہ میں متعین کر کے اسے کئی سال سے بالکل بھلا ہی دیا گیا ہے جو لڑائیاں اب ہو رہی ہیں ان میں کسی میں بھی اس سے کوئی مدد نہیں کی گئی ہے، حالانکہ جو اس سے کہیں ادنیٰ درجے کے لوگ تھے ان کو شریک کیا گیا۔

ان لوگوں نے مامون سے یہ بھی درخواست کی کہ آپ بغداد چلیں کیونکہ بنی ہاشم، موالی، امرا اور سپاہ جب آپ کی شان و شوکت کو دیکھیں گے وہ فوراً ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور آپ کی طاعت کے لئے سر تسلیم خم کرینگے جب ان سب باتوں کی مامون کو تحقیق ہو گئی انھوں نے بغداد کے کوچ کا حکم دیدیا۔ فضل کو اس ملاقات کی کچھ خبر ہو گئی اس نے ان لوگوں کی خوب خبر لی، بعضوں کو کوڑوں سے پٹوایا بعض کو قید کر دیا اور بعض کی داڑھی نچوائی، علی الرضا نے دوبارہ مامون سے ان کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ نے ان کو امان دی تھی مامون نے کہا میں اس کا تدارک کر دوں گا۔

جب مرو سے چل کر مامون سرخس آ گئے تو چند آدمیوں نے فضل بن سہل پر جبکہ وہ حمام میں تھا حملہ کر دیا اور تلواروں سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا یہ جمعہ ۲ شعبان ۲۰۲ھ ہجری کا واقعہ ہے، قاتل گرفتار کر لئے گئے یہ چار آدمی غالب المسعودی الاسود، قسطنطین الرومی فرج الدیلمی اور موفق الصقلبی خود مامون کے خدمتگار تھے، قتل کے وقت فضل کی

عمر ساٹھ سال تھی۔ قاتل بھاگ گئے مامون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا اور دس ہزار دینار ان کے پکڑنے والے کا انعام مقرر کیا عباس بن الہیثم بن بزرجمہر الدینوری ان کو گرفتار کر کے مامون کے پاس لایا قاتلوں نے مامون سے کہا کہ آپ ہی نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تھا، مامون نے ان کے قتل کا حکم دیدیا اور ان کی گردنیں ماردی گئیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فضل کے قاتل جب پکڑ کر لائے گئے اور مامون نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا تو ان میں سے کسی نے یہ کہا کہ فضل کے بھانجے علی بن ابی سعید نے ہمیں مقرر کیا تھا دوسروں نے اس سے انکار کیا مامون کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا پھر مامون نے عبدالعزیز بن عمران، علی، موسیٰ اور خلف کو بلا کر ان سے پوچھا انھوں نے اس واقعے سے اپنی قطعی براءت اور بے خبری ظاہر کی مگر مامون نے ان کے انکار کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو بھی قتل کرا کے ان کے سر حسن بن سہل کے پاس واسط بھیجدیئے اور اسے لکھا کہ فضل کے قتل کی وجہ سے میں ایک بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں میں نے اب تم کو فضل کی جگہ مقرر کر دیا ہے، مامون کا یہ خط حسن کو رمضان میں موصول ہوا، حسن اور اس کی فوج بدستور غلہ آنے اور خراج وصول ہونے تک واسط میں قیام پذیر رہی۔

عیدالفطر کے دن مامون سرخس سے عراق چلے اس وقت ابراہیم بن المہدی مدائن میں تھا اور عیسیٰ، ابوالبط، اور سعید نیل اور طرنایا میں فروکش تھے اور یہ روزانہ صبح و شام اس سے لڑا کرتے تھے، المطلب بن عبداللہ بن مالک بن عبداللہ مدائن سے بغداد آگیا تھا مگر اس نے بہانہ کر دیا کہ میں علیل ہوں اور اس وجہ سے اس نے لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اب اس نے خفیہ طور پر مامون کے لئے دعوت دینا شروع کی اور لوگوں کو بتایا کہ منصور بن المہدی عراق میں مامون کا نائب ہے، آپ ابراہیم کی خلافت سے علٰحدہ ہو جائیں، منصور، خزیمہ بن خازم اور سمت شرقی

کے بہت سے امرائے اس کی دعوت کو قبول کیا اس نے حمید اور علی بن ہشام کو لکھا کہ تم بغداد آؤ حمید نہر صرصر پر آکر فروکش ہوا اور علی النہروان پر، جب ابراہیم کو اس تحریک کی متحقق خبر ہوئی وہ مدائن سے بغداد آنے کے لئے روانہ ہوا اور سنیچر کے دن ۱۴ صفر کو زندورد آکر فروکش ہوا اور اس نے المطلب منصور اور خزیمہ کو اپنے پاس بلا بھیجا انھوں نے اسے ٹال دیا اور نہ گئے اب ابراہیم نے عیسیٰ بن محمد بن خالد اور اس کے بھائیوں کو ان کے پاس بھیجا ان میں سے منصور اور خزیمہ نے تو اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا مگر المطلب کے موالیوں اور جمعیت والوں نے اس کے مکان کی مدافعت کی اور لڑے مگر اب کثیر التعداد حملہ آور ان پر چڑھ آئے ابراہیم نے منادی کرادی کہ جو لوٹ میں شریک ہونا چاہے وہ المطلب کے گھر آجائے، ظہر کے وقت ہزار ہا آدمی اس کے گھر پہنچ گئے اور جو کچھ وہاں تھا اس سب کو لوٹ لیا اس کے مکان کے علاوہ ان لوگوں نے اس کے خاندان والوں کے تمام مکانات بھی لوٹ لئے اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا - یہ واقعہ منگل کے دن جبکہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں پیش آیا -

جب حمید اور علی بن ہشام کو اس واقعہ کی خبر ہوئی حمید نے اپنے ایک سردار کو روانہ کیا اس نے مدائن پر قبضہ کر لیا اور پل کو توڑ ڈالا اور پھر وہ مدائن ہی میں فروکش ہو گیا علی بن ہشام نے اپنے ایک سردار کو بھیجا وہ مدائن میں فروکش ہو کر نہر دیالی آیا اسے اس نے توڑ دیا اب یہ سب مدائن میں مقیم ہو گئے، پھر اپنی اس کارروائی پر جو ابراہیم نے المطلب کے ساتھ کی اسے ندامت ہوئی اور المطلب اس کے ہاتھ بھی نہیں آیا -

اس سال مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی بوران سے شادی کی، نیز انھوں نے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی علی الرضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کی شادی محمد بن علی بن موسیٰ سے کی -

اس سال ابراہیم بن محمد بن جعفر بن محمد کی امارت میں حج ہوا اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دی، حسن بن سہل نے عیسٰی بن یزید الجلودی کو جو بصرے میں تھا حکم بھیجا تھا کہ اس سال وہ حج میں شریک ہو چنانچہ یہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکے آیا اور حج میں شریک ہوا اور پھر اپنے مستقر واپس آگیا۔ چونکہ حمدویہ بن علی بن عیسٰی بن ماہان نے یمن پر قبضہ کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اس لئے حج کر کے ابراہیم بن موسٰی مکے سے یمن گیا۔

سنہ ۲۰۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات۔ علی الرضا کی وفات

سرخس سے روانہ ہو کر مامون طوس آئے یہاں آکر اپنے باپ کی قبر پر چند روز قیام پذیر ہوئے علی الرضا نے انگور کھائے اس سے ان کو ہیضہ ہوا اور دفعۃً ان کا انتقال ہو گیا یہ آخر ماہ صفر کا واقعہ ہے، مامون کے حکم سے وہ رشید کے قریب ہی دفن کئے گئے مامون نے ربیع الاول میں حسن بن سہل کو ان کی موت کی اطلاع دی اور اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا، مامون نے بنی العباس، موالیوں اور اہل بغداد کو بھی علی الرضا کی موت کی اطلاع دی اور لکھا کہ آپ حضرات صرف ان کی ولی عہدی سے ناراض تھے اب ان کا انتقال ہو گیا ہے آپ میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کریں اس کے جواب میں انھوں نے مامون اور حسن کو ایسے سخت خطوط لکھے جو کسی کو نہ لکھے جائیں مامون نے علی الرضا کی نماز جنازہ

پڑھائی تھی۔
اس سال وہ طوس سے بغداد آنے کے ارادے سے روانہ ہو کر جب رے آئے تو یہاں انھوں نے اس رقم میں سے جو رے سے بارگاہ خلافت کے لئے سالانہ مقرر تھی بیس لاکھ درہم کم کر دیے۔
اس سال حسن بن سہل مرض سودا میں مبتلا ہوا اور مرض نے اسقدر شدت اختیار کی کہ اس سے وہ بالکل دیوانہ ہو گیا آخر کار زنجیروں میں باندھ کر ایک کوٹھری میں اسے بند کر دیا گیا اس کے عہدہ داروں نے مامون کو اس کے اس حالت سے مطلع کیا مامون نے جواب دیا کہ دینار بن عبداللہ اس کے بجائے چھاونی کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے اور میں خود بہت جلد وہاں آتا ہوں۔
اس سال ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پکڑ کر قید کر دیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عیسیٰ کی گرفتاری

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، حمید اور حسن سے محمد بن محمد المعبدی الہاشمی کے ذریعہ اندرونی طور پر مراسلت کرتا تھا، اور ظاہر میں ابراہیم کا مطیع اور مخلص بنا ہوا تھا مگر نہ وہ حمید سے لڑتا تھا اور نہ وہ اس کی کسی بات یا کام میں تعرض کرتا تھا جب کبھی ابراہیم اس سے کہتا کہ حمید سے لڑنے جاؤ وہ کبھی یہ بہانہ بنا دیتا کہ فوج اپنی معاش کا مطالبہ کر رہی ہے اور کبھی کہہ دیتا کہ غلہ آ جائے تو جاؤں یہ اسی طرح کے حیلے بہانے کرتا رہا البتہ جب اس کے اور حسن اور حمید کے درمیان اس کے اطمینان کے مطابق خفیہ قرارداد ہو گئی تو وہ یہ اقرار کر کے کہ میں

ابراہیم بن المہدی کو جمعہ کے دن جو شوال کا آخری دن ہوگا ان کے حوالے کردوں گا ان سے ملکر چلا آیا، اس سازش کی اطلاع ابراہیم کو بھی ہوگئی، جمعرات کے دن عیسیٰ باب الجسر آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے حمید سے صلح کرلی ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں اس کے عمل میں دخل نہ دوں گا اور اس نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ وہ میرے کسی عمل میں دخل نہ دے گا۔

اب اس نے باب الجسر اور باب الشام پر خندق بنوائی ان واقعات کی ابراہیم کو اطلاع ہوئی اس سے پہلے عیسیٰ نے ابراہیم سے کہا تھا کہ شہر میں جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں اس نے اس کا اقرار کرلیا تھا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے اس کے متعلق ایسا خیال ظاہر کیا ہے اور وہ تو اسے گرفتار کرلینا چاہتا ہے ابراہیم ہوشیار ہوگیا اور جمعہ کی نماز کے لئے نہیں گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خود عیسیٰ کے بھائی ہارون نے ابراہیم کو عیسیٰ کے ارادوں اور منصوبوں کی اطلاع دی تھی اس اطلاع کے بعد ابراہیم نے عیسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجا تاکہ بعض معاملات میں اس سے گفتگو کرے مگر اس نے نہ آنے کا کوئی بہانہ بنادیا اور نہ آیا ابراہیم نے مسلسل کئی آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجے آخر کار مجبور ہوکر اسے آنا پڑا اور وہ ابراہیم سے ملنے اس کے رصافہ کے قصر آیا اس کے پاس پہنچتے ہی تمام لوگ مجلس سے اٹھ کر گئے۔ اور صرف ابراہیم اور عیسیٰ وہاں رہ گئے ابراہیم نے اس پر اپنا عتاب شروع کیا عیسیٰ معذرت کرنے لگا کہ جس وجہ سے آپ مجھ پر عتاب کررہے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہے، ابراہیم کوئی الزام اس پر لگاتا وہ اس کی تردید کردیتا مگر جب بعض باتوں کا اس نے اس سے اقرار ہی کرالیا تو اب اسکے حکم سے عیسیٰ کو پیٹا گیا پھر اسے قید کردیا گیا ابراہیم نے اس کی جمعیت کے چند سرداروں کو بھی پکڑ کر قید کردیا اس نے اپنے آدمی عیسیٰ کے مکان بھیجدیے وہاں سے اس کی ایک امّ ولد اور چند بالکل صغیر سن بچے گرفتار کرکے لائے گئے ان کو بھی ابراہیم نے قید کردیا یہ اس جمعرات کی رات کا واقعہ ہے جبکہ ماہ شوال

کے ختم ہونے میں صرف ایک رات باقی تھی۔

ابراہیم نے عیسیٰ کے نائب عباس کی تلاش کی مگر وہ روپوش ہوگیا جب عیسیٰ کی گرفتاری کی اطلاع اس کے خاندان والوں اور دوستوں کو ہوئی وہ مشورے کے لئے ایک دوسرے سے جا کر ملے اس کے خاندان والوں اور بھائیوں نے عوام کو ابراہیم کے خلاف بھڑکایا اور اب وہ عیسیٰ کے خلیفہ عباس کی قیادت میں ابراہیم کے مقابلہ کے لئے اکٹھا ہوئے انھوں نے ابراہیم کے کارکن پر جو جسر پر متعین تھا حملہ کر کے اسے اس کے مقام سے نکال دیا اس نے جا کر ابراہیم کو اس یورش کی اطلاع دی ابراہیم نے حکم دیا کہ پل توڑ دیا جائے بلوائیوں نے ان تمام عہدے داروں کو جو ابراہیم کی طرف سے کرخ وغیرہ میں متعین تھے وہاں سے نکال دیا اب چور۔ اچکے اور بدمعاش پھر علانیہ طور پر نمودار ہوئے اور اب وہ پولیس کی چوکیوں پر بیٹھ گئے، عباس نے حمید کو لکھا کہ آپ آئیے میں بغداد آپ کو دئے دیتا ہوں، دوسرے دن جمعہ تھا اس ہنگامے کی وجہ سے شہر کی مسجد جامع میں بغیر خطبہ کے موذن نے ظہر کے چار فرض پڑھا دئے جمعہ کی نماز نہ ہو سکی۔ اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کی خلافت کیلئے دعوت دی۔

ابراہیم کی خلافت سے علیحدگی

حمید کو اہل بغداد کا دعوت نامہ ملا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ وہ ہر شخص کو پچاس درہم دے اس نے اسے منظور کیا اور اتوار کے دن کوفے کے راستے بڑھ کر نہر صرصر پر فروکش ہوا یہاں دوسرے دن دوشنبہ کی صبح کو عباس اور بغداد کے امرا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے حمید نے ان سے وعدے کئے

ان کو امیدیں دلائیں انھوں نے اس کی بات پر اعتماد کیا حمید نے وعدہ کیا کہ اگر آئندہ جمعہ کی نماز میں تم ابراہیم کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کے لئے دعوت دو تو سنیچر کے دن یاسریہ میں تم کو عطا تقسیم کردوں گا انھوں نے یہ بات مان لی ابراہیم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو قید سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تم کو رہائی دیتا ہوں تم اپنے مکان جاؤ اور اپنی سمت سے میرے لئے دشمن کی مدافعت کرو، مگر اس نے نہ مانا جمعہ کے دن عباس نے محمد بن ابی رجا الفقیہ کو بلا بھیجا اس نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور مامون کے لئے دعا مانگی۔

سنیچر کے دن حمید یاسریہ آیا وہاں اس نے اہل بغداد کی فوج کا معائنہ کیا اور جب اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے انھوں نے کہا کہ ان پچاس میں سے دس دس کم کر کے آپ ہمیں چالیس دیں کیونکہ اس عدد کو ہم اس وجہ سے منحوس خیال کرتے ہیں کہ علی بن ہشام نے ہمیں پچاس پچاس دیئے تھے مگر پھر اس نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی اور ہماری معاش بند کردی حمید نے کہا میں بجائے دس کم کرنے کے دس کا اضافہ کر کے ہر شخص کو ساٹھ دیئے دیتا ہوں اس کی اطلاع ابراہیم کو ہوئی اس نے عیسیٰ کو طلب کر کے اس سے درخواست کی کہ تم میری حمایت میں حمید سے لڑو اس مرتبہ اس نے اسے منظور کر لیا ابراہیم نے اسے رہا کر دیا اور اس سے چند آدمیوں کی ضمانت لے لی، عیسیٰ نے فوج سے کہا کہ ہم بھی تم کو اسی قدر دیئے دیتے ہیں جو تم کو حمید نے دیا ہے تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ فوج نے انکار کر دیا، دوشنبہ کے دن عیسیٰ اپنے بھائی بندوں اور سمت شرقی کے سرداروں کے ساتھ دجلے کو عبور کر کے ان کے پاس آیا اور اس نے سمت غربی والوں سے کہا کہ جو عطا حمید نے تم کو دی ہے ہم اس سے زیادہ دینے کے لئے آمادہ ہیں انھوں نے عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو خوب گالیاں دیں اور کہا کہ ہم ابراہیم کو نہیں چاہتے، عیسیٰ اور اسکے ہمراہیوں نے شہر کے اندر آکر دروازے بند کر لئے اور فصیل پر چڑھ کر وہ ان لوگوں سے کچھ دیر تک لڑتے رہے مگر

جب ان کو ایک جماعت کثیر نے آلیا تو وہ مقابلہ سے پلٹ کر باب خراسان آئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے، صرف عیسیٰ ان کو چھوڑ کر پلٹ آیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دشمن سے لڑنے کے لئے جا رہا ہے مگر پھر اس نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ وہ خود بخود دشمن کے ہاتھوں میں قیدی کی طرح پڑ گیا خود اسی کے ایک سردار نے اس کو گرفتار کر لیا اور وہ اُسے اس کے مکان لے آیا باقی ابراہیم کے پاس چلے گئے اور انھوں نے یہ سارا واقعہ ابراہیم کو سنایا اس سے وہ نہایت سخت رنجیدہ ہوا المطلب بن عبداللہ بن مالک پہلے ہی ابراہیم کا ساتھ چھوڑ کر روپوش ہو چکا تھا جب حمید آیا تو وہ دریا کو عبور کر کے اس کے پاس جانے لگا مگر معبد نے اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس پیش کر دیا ابراہیم نے تین یا چار دن اسے قید رکھا پھر یکم ذی الحجہ دوشنبہ کی رات اسے چھوڑ دیا اس سال ابراہیم بن المہدی حمید بن عبدالمجید سے جنگ شروع ہو جانے اور سہل بن سلامہ کو اپنی قید سے رہا کرنے کے بعد روپوش ہو گیا۔

ابراہیم کی روپوشی

سہل بن سلامہ کے متعلق لوگوں کا بیان تھا کہ وہ قتل ہو چکا ہے حالانکہ وہ ابراہیم کے پاس قید تھا، حمید کے بغداد میں داخلہ کے بعد ابراہیم نے سہل بن سلامہ کو قید سے نکالا اس نے حسب عادت مسجد رضافہ میں اپنی دعوت شروع کی رات کے وقت اسے پھر قید کر دیا جاتا چند دن یوں ہی گزرے اس کے بعد اس کے سابقہ ہمراہی اس کی معیت کے لئے آ گئے مگر اس نے ان سے کہا کہ ابھی تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو میں ابراہیم سے ملتا ہوں چنانچہ یکم ذی الحجہ دوشنبہ کی رات اس نے سہل کو چھوڑ دیا وہ چلا گیا اور روپوش ہو گیا۔

جب ابراہیم کے اُمرا اور فوج نے دیکھا کہ حمید عبد اللہ بن مالک کی چھاؤنی میں آکر فروکش ہوا ہے ان میں سے اکثر اس سے جا ملے اور انھوں نے مدائن پر اس کے لئے قبضہ کرلیا جب ابراہیم نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھا اس نے اپنی تمام جمعیت کو دشمن کے مقابلہ پر بڑھایا نہر دیالی کے پل پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی حمید نے ان کو شکست دی وہ پل کو عبور کر کے بھاگنے لگے حُمید کی فوج نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو بغداد کے گھروں میں گھس جانے پر مجبور کردیا یہ جمعرات ختم ماہ ذی قعدہ کا واقعہ ہے،

بقر عید کے دن ابراہیم نے قاضی کو حکم دیا کہ وہ عیسا باد میں عید کی نماز پڑھائے چنانچہ قاضی کی امامت میں لوگوں نے عید کی نماز پڑھی اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

فضل بن الربیع جو روپوش ہوگیا تھا وہ بھی حمید سے جا ملا اسی طرح علی بن ریطہ بھی حمید کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ ہاشمی اور دوسرے فوجی امرا ایک ایک کر کے حمید کے پاس جانے لگے، یہ صورت حال محسوس کر کے ابراہیم کی ہمت پست ہوگئی اور اب کوئی تدبیر اسے سُجھائی نہیں دیتی تھی المطلب نے حمید سے سازش کرلی تھی کہ میں بغداد کی سمت شرقی پر تمھارے لئے قبضہ کئے لیتا ہوں ابو البط، عبدویہ اور ان کے چند اور ساتھی سرداروں نے علی بن ہشام سے یہ وعدہ کیا کہ ہم ابراہیم کو پکڑ کر تمھارے حوالے کیے دیتے ہیں جب ابراہیم کو ان تمام حالات کا علم ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ سب غدار اور خائن ہیں اور انھوں نے ہر طرف سے اسے گھیر لیا ہے وہ دن بھر ان کی مدارات کرتا رہا رات ہوتے ہی وہ روپوش ہوگیا یہ بدھ کی رات کا جبکہ ذی الحجہ سنہ ۲۰۳ہجری کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں، واقعہ ہے۔

المطلب نے حمید کو لکھا کہ میں نے اور میری جمعیت نے ابراہیم کے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اگر تم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہو تو آؤ ابن السا جور اور اس کے ہمراہیوں نے علی بن ہشام کو اسی قسم کی اطلاع دی

حمید اطلاع پاتے ہی چل پڑا یہ عبداللہ کی چکیوں میں فروکش تھا وہاں سے باب الجسر آیا دوسری طرف سے علی بن ہشام نہر بین آکر فروکش ہو گیا اور یہاں سے مسجد کوثر بڑھ آیا ابن الساجور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور المطلب نے باب الجسر آکر حمید کا استقبال کیا اور وہیں اس سے ملاقات کی حمید نے اسے تقرب دیا اس نے حسن سلوک کے وعدے کیے اور کہا کہ میں تمھاری کارگزاری کی اطلاع مامون کو کروں گا اب یہ سب ملکر ابراہیم کے مکان آئے اسے تلاش کیا مگر وہ وہاں نہ ملا۔ مامون کے بغداد آنے تک ابراہیم برابر روپوش رہا ان کے آنے کے بعد پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہوا اسے سب ہی جانتے ہیں۔

سہل بن سلامہ جو روپوش ہو کر اپنے گھر چلا گیا تھا ظاہر ہو گیا' حمید نے اسے اپنے پاس بلایا اسے تقرب دیا' اپنے قریب بلایا ایک خچر اسے دیا اور پھر عزت و احترام کے ساتھ اسے اس کے گھر بھیجدیا۔ یہ بھی مامون کے وہاں آنے تک اپنے گھر بیٹھا رہا ان کے آنے کے بعد یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اپنے مکان میں پند و وعظ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سال اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کامل سورج گہن ہوا آفتاب کی روشنی بالکل جاتی رہی اسکے قرص کا دو ثلث سے زیادہ حصہ غائب ہو گیا' دن چڑھے سے گہن شروع ہوا تھا ظہر کے قریب تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد آفتاب صاف ہو گیا'

ابراہیم کی کل مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ اور بارہ دن ہوئی علی بن ہشام نے بغداد کے شرقی حصے پر اور حمید نے غربی حصے پر قبضہ کر لیا' آخر ذی الحجہ میں مامون ہمدان آگئے تھے۔ اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون عراق آگئے اور اب بغداد میں تمام فتنے فساد ختم ہو گئے۔

عراق میں مامون کی آمد

جرجان پہنچکر مامون نے ایک ماہ قیام کیا یہاں سے چلکر ذی الحجہ میں وہ رے آئے یہاں چند روز قیام کیا وہاں سے روانہ ہو کر پھر مسلسل منزلیں کرنے لگے اب صرف ایک دن یا دو دن وہ قیام کرتے تھے سینچر کے دن نہروان آئے یہاں آٹھ روز تک مقیم رہے ان کے خاندان والے امرا اور دوسرے عمائد ان کے استقبال کے لئے نہروان آئے اور ان کو سلام کیا، انھوں نے اثنائے سفر میں طاہر بن الحسین کو رقعہ لکھا تھا کہ تم مجھ سے نہروان آکر ملو چنانچہ وہ ان کی خدمت میں یہیں حاضر ہوا دوسری سینچر کو جبکہ ماہ صفر سنہ ۲۰۴ ہجری کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دن چڑھے وہ بغداد میں داخل ہوئے اسوقت وہ اور ان کے تمام ہمراہی سبز لباس میں تھے۔ قبائیں، ٹوپیاں، کشتیاں اور علم سب ہی سبز تھے بغداد آکر رصافہ میں فروکش ہوئے طاہر بھی ان کے ہمراہ وہاں آیا اسے

اور اس کے ہمراہیوں کو انھوں نے خیزرانیہ میں فروکش ہونے کا حکم دیا پھر مامون رصافے سے منتقل ہو کر اپنے قصر میں جو لب دجلہ تھا چلے آئے انھوں نے حمید بن عبدالحمید علی بن ہشام اور ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں فروکش رہیں یہ امرا روزانہ مامون کے محل آتے تھے کوئی شخص بغیر سبز لباس پہنے ان کی خدمت میں باریاب نہیں ہوتا تھا تمام اہل بغداد اور بنی ہاشم نے یہی سبز لباس اختیار کر لیا تھا، سرکاری ملازم جس شخص کو سیاہ لباس پہنے دیکھتے اس کے لباس کو پھاڑ ڈالتے کبھی کبھی کوئی شخص ڈرتے ڈرتے سیاہ کلاہ تو پہن بھی سکتا مگر قبا اور علم کے متعلق کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ سیاہ اختیار کرے اور نہ سرکار اسے معاف کرتی آٹھ روز یہی کیفیت رہی پھر بنی ہاشم اور خاص کر بنی عباس نے اس معاملہ پر ان سے گفتگو کی اور کہا کہ امیر المومنین آپ نے اپنے آبا اپنے خاندان اور سلطنت کا مقررہ رنگ چھوڑ کر سبز لباس اختیار کیا ہے یہ مناسب نہیں ہے اہل خراسان کے امرا نے بھی اس معاملہ کے متعلق مامون کو عرضداشت بھیجی تھی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مامون نے طاہر سے کہا کہ جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے بیان کرو اس نے موقع پاتے ہی سب سے پہلے یہی درخواست کی کہ آپ اس سبز لباس کو اتار کر سیاہ لباس پہنیں جو آپکے آبا کی دولت کا لباس ہے، مامون نے جب دیکھا کہ اگرچہ ان کے حکم کی اطاعت میں سب لوگوں نے سبز لباس تو اختیار کر لیا ہے مگر وہ اسے ناپسند کرتے ہیں سنیچر کے دن انھوں نے دربار کیا اس وقت بھی وہ سبز لباس پہنے تھے جب سب جمع ہو گئے انھوں نے سیاہ لباس طلب کیا اور اسے پہنا پھر سیاہ خلعت منگوا کر اسے طاہر کو پہنایا پھر انھوں نے اور چند امرا کو پاس بلا کر ان سب کو سیاہ قبائیں اور سیاہ کلاہیں پہنادیں جب یہ امرا دربار خلافت سے سیاہ لباس پہن کر باہر آئے تو تمام دوسرے عہدہ داروں اور سپاہیوں نے سبز لباس اتار دیا اور اس کے بجائے سیاہ پہن لیا یہ سنیچر کے دن کا واقعہ ہے جبکہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں

سات راتیں باقی رہ گئی تھیں۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ستائیس دن سبز لباس پہنا پھر اسے پھاڑ ڈالا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آکر جب تک کہ ان کے پہلے محل کے قریب دجلہ کے کنارے اور بستان موسیٰ میں اور مکانات تیار ہوں وہ رصافہ ہی میں قیام پذیر تھے۔
احمد بن ابی خالد الاحول بیان کرتا ہے کہ جب ہم مامون کے ساتھ خراسان سے آتے ہوئے حلوان کی گھاٹی پہنچے اس وقت میں ان کے ساتھ دوسری طرف سوار تھا مامون کہنے لگے احمد مجھے عراق کی خوشبو آرہی ہے مگر میں نے یہ جواب دیا کہ جناب والا میں ایسا نہیں سمجھتا کہنے لگے میری بات کا یہ جواب تو نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو سہو ہوا یا تم کسی اور بات کو سوچ رہے ہو اس لئے تمہارا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا میں نے عرض کیا امیر المومنین واقعہ تو یہی ہے پوچھا کیا سوچ رہے ہو میں نے عرض کیا میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ ہم اہل بغداد کے پاس جا تو رہے ہیں مگر ہمارے پاس اس وقت صرف پچاس ہزار درہم ہیں، اس کے علاوہ وہاں فتنہ برپا ہے اور لوٹ مار کی وجہ سے اہل بغداد کو فتنہ و فساد مرغوب ہے اب اگر اس وقت کوئی اٹھ کھڑا ہوا اور ہنگامہ کر دے تو ہماری کیا بنیگی، یہ سنکر مامون دیر تک سرنیچا کئے غور کرتے رہے پھر کہا احمد تم ٹھیک کہتے ہو تمھاری فکر بہت خوب ہے مگر میں تم کو بتاتا ہوں کہ اس شہر میں باشندوں کے تین طبقے ہیں، ظالم مظلوم۔ اور ایک وہ جو نہ ظالم ہے اور نہ مظلوم۔ ظالم کی ساری توقع ہم سے صرف یہ ہوگی کہ ہم اسے معاف کر دیں اور اس سے کچھ نہ بولیں، مظلوم صرف یہ چاہے گا کہ ہم اس کا انصاف کریں اور حمایت کریں اور جو شخص نہ ظالم ہو گا اور نہ مظلوم وہ اپنے گھر بیٹھا رہے گا اور کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ بخدا مامون کا کہنا حرف بحرف صحیح ہوا۔
اس سال مامون نے حکم دیا کہ اہل سواد سے مالگزاری میں دو خمس لئے جائیں اس سے پہلے نصف لیا جاتا تھا مامون نے قفیز ملجم کو جو جھکتی ہوئی

تول سے دس مکا کیا (ہارونی ملوک کے حساب سے) جب برابر تھا مسر کاری
تول کا پیمانہ مقرر کیا۔
اس سال یحییٰ بن معاذ کی بابک سے لڑائی ہوئی مگر کسی کو اپنے حریف
پر کامیابی نہیں ہوئی۔
اس سال مامون نے صالح بن الرشید کو بصرے کا والی مقرر کیا اور
عبیداللہ بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علیؓ بن ابی طالب کو حرمین کا والی
مقرر کیا عبیداللہ بن الحسن کی امارت میں اس سال حج ہوا۔

سنہ ۲۰۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے طاہر کو مدینۃ السلام سے لے کر اقصائے مشرق
تک کے علاقے کا ناظم مقرر کر دیا اس سے پہلے انھوں نے اسے جزیرہ کا
کوتوالی کا، بغداد کے دونوں حصوں کا والی مقرر کیا تھا نیز حسب ضرورت
سواد کی اعانت بھی اس کے ذمے کر دی تھی، اب مامون دربار کرنے
لگے۔

طاہر کی ممالک مشرقی کی ولایت

بشر بن غیاث المریسی بیان کرتا ہے کہ میں، ثمامہ، محمد بن ابی العباس
اور علی بن الہیثم عبداللہ المامون کی خدمت میں حاضر تھے تشیع پر مناظرہ

ہونے لگا محمد بن ابی العباس نے امامت کی تائید کی اور علی بن الہیثم نے زیدیہ کی تائید کی دونوں میں اسقدر بحث ہوئی کہ محمد نے غصے میں علی سے کہا اے نبطی گنوار میں تجھ سے بات نہیں کرتا۔ مامون جو تکیے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور انھوں نے کہا گالی گلوچ پر اتر آنا ہارنے کی علامت ہے اور یہ بہت بری بات ہے ہم نے اس بحث اور مباحثے کو صرف اس لئے اٹھایا تھا کہ جو حق بات کہے گا ہم اس کی تعریف کریں گے اور جو اس سے انکار کرے گا ہم اسے سمجھ جائینگے اور جو شخص ان دونوں مابہ البحث باتوں سے انکار کرے گا اس وقت جو مناسب ہوگا ہم اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے جو اصل بات ہے اس پر دونوں قائم رہو اور کلام تو فروعی ہے یہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ جب تم فروع میں پڑجاؤ تو اصل کے متعین ہونے کی وجہ سے تم آسانی سے پھر اس پر عود کرسکو محمد نے کہا تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے، محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام کے یہ فرایض اور قوانین ہیں"

اس کے بعد اب پھر دونوں میں مناظرہ شروع ہوا محمد نے پھر علی کو وہی سخت الفاظ کہے جو اس نے پہلے کہے تھے علی نے کہا اگر امیر المومنین یہاں تشریف نہ رکھتے ہوتے اور ان کی نرم مزاجی اور ممانعت کا خیال نہ ہوتا تو میں سر توڑ دیتا کیا تو اس بات کو بھول گیا کہ تو مدینہ میں منبر کو دھویا کرتا تھا۔ مامون جو تکیئے کے سہارے تھے اب پھر سیدھے ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس منبر کے غسل کا کیا مطلب کیا مجھ سے تیرے معاملہ میں کوئی تقصیر ہوئی یا منصور نے تیرے باپ کے معاملے میں کوئی کمی اٹھا رکھی بخدا اگر خلیفہ اس بات سے حیا نہ کرتے کہ وہ اپنے وعدہ سے انحراف کریں تو میں ابھی تجھے قتل کرادیتا کہ تیرا سر زمین پر تڑپتا نظر آتا اٹھ یہاں سے اب نہ آنا۔

محمد بن ابی العباس دربار سے اٹھ کر سیدھا طاہر بن الحسین اپنے بہنوی کے پاس آیا اور اس سے اپنا سارا قصہ بیان کیا دربار کا یہ دستور

تھا کہ مامون جب نبیذ پیتے تو اس وقت فتح خادمت گار دربانی کرتا، یاسر توشہ خانے کا داروغہ تھا۔ حسین ساقی تھا اور ابو مریم سعید الجوہری کا غلام ہرکارہ تھا۔

طاہر اسی وقت محل آیا فتح نے مامون سے جاکر عرض کیا کہ طاہر ملنے کے لیے حاضر ہے کہنے لگے یہ تو اس کے آنے کا وقت نہیں ہے اچھا آنے دو طاہر نے آکر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا مامون نے حکم دیا کہ اسے ایک رطل پلاؤ طاہر نے نبیذ کو اپنے دست راست میں لے لیا مامون نے کہا بیٹھ جاؤ مگر طاہر باہر آیا اور یہاں اس نے وہ نبیذ پی اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس اثنا میں وہ دوسرا رطل بھی پی چکے تھے اس کے آنے کے بعد مامون نے حکم دیا کہ اسے دوبارہ اسی قدر پلاؤ طاہر نے اس مرتبہ بھی وہی کیا جو وہ پہلے کر چکا تھا اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے کہا بیٹھ جاؤ اس نے کہا امیر المومنین فوج خاصہ کے سردار کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھے مامون نے کہا یہ آئین دربار عام کا ہے دربار خاص کا نہیں، یہاں آزادی ہے، اتنے میں مامون رو پڑے انکی دونوں آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں طاہر نے پوچھا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں خدا نہ کرے کہ کبھی آپ کو رونا نصیب ہو تمام ممالک اور رعایا آپ کی مطیع و منقاد ہو چکی ہے اور جو کچھ آپ نے چاہا اللہ نے اسے آپ کے لیے پورا کر دیا اب رونے کی کیا بات ہے، مامون نے کہا میں ایسی بات کے لئے روتا ہوں جس کا اظہار ذلت اور جس کا اخفا باعث حزن ہے اور بھلا کوئی ایسا بھی انسان ہے جسے کوئی غم نہ ہو اچھا تم اپنے آنے کی غرض بیان کرو، طاہر نے کہا محمد بن ابی العباس سے خطا اور لغزش ہو گئی ہے آپ اسے معاف کر دیں اور اس سے خوش ہو جائیں مامون نے کہا میں ان سے خوش ہو گیا، اور میں نے حکم دیا ہے کہ اسے صلہ دیا جائے اور پھر اسے اس کے مرتبے پر بحال کر دیا جائے اور چونکہ وہ ہمارے بے تکلف مونسوں میں نہیں ہے اس لئے ہم اسے اسی وقت یہاں نہیں بلا سکتے ورنہ

بلا بھی لیتے۔

طاہر نے واپس جا کر ابن ابی العباس کو اس کی اطلاع دیدی اور ہارون بن جبغویہ کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اہل قلم مزے میں ہیں خراسانی ایک دوسرے سے جلتے ہیں تم تین لاکھ درہم لے جاؤ دو لاکھ حسین خدمت گار کو دو اور ایک لاکھ محمد بن ہارون مامون کے کاتب کو دینا اور اس سے کہنا کہ وہ مامون سے ان کے رونے کی وجہ کسی موقع سے دریافت کرے۔ ہارون نے حسب ہدایت بجا آوری کر دی، جب مامون صبح کا کھانا کھا چکے تو انھوں نے حسین سے پانی مانگا اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک آپ کو پانی نہ پلاؤں گا جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں کہ طاہر کے آنے کے بعد آپ کیوں روئے تھے انھوں نے پوچھا کیوں تم کو اس کی کیا فکر ہوئی اس نے کہا مجھے آپ کو روتا دیکھ کر سخت رنج ہوا اس وجہ سے میں پوچھتا ہوں مامون نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر کبھی تم نے اسے بیان کر دیا تو میں تم کو قتل ہی کر دونگا اس نے کہا جناب والا میں نے کب آپ کے کسی راز کو افشا کیا جواب کروں گا مامون نے کہا اس وقت مجھے اپنا بھائی امین یاد آگیا اور جو ذلت ان کی ہوئی وہ مجھے یاد آئی پہلے تو میں نے بہت کچھ ضبط کیا مگر جب مجبور ہو گیا تو رو کر میں نے اپنا جی ہلکا کر لیا۔ میں طاہر کو اس کی سزا دیکر چھوڑوں گا۔

حسین نے طاہر کو اس کی اطلاع دیدی طاہر احمد بن خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرا کسی کی خوشامد کرنا معمولی بات نہیں ہے اور میرے ساتھ جو بھلائی کی جائے وہ کبھی رائگاں نہیں جاتی تم کسی ترکیب سے مجھے مامون کے سامنے سے علٰحدہ بھجوا دو، احمد نے کہا اچھا میں اس کام کو کرتا ہوں تم کل علی الصباح میرے پاس آنا ابن ابی خالد مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آج ساری رات میں نہیں سویا انھوں نے پوچھا کیوں؟ احمد نے کہا اس وجہ سے کہ آپ نے غسان کو خراسان کا والی مقرر کیا ہے حالانکہ وہ اور اس کے ہمراہی ایک لقمے کی حیثیت رکھتے ہیں مجھے

اندیشہ ہے کہ اگر کسی ترک نے ان پر یورش کر دی تو ان کے پرخچے اڑا دے گا مامون نے کہا میں بھی اسی معاملہ پر غور کر تا رہا ہوں تو پھر تمھاری رائے میں کسے کیا جائے، احمد نے کہا طاہر بن الحسین کو مامون کہنے لگے احمد یہ کیا کہتے ہو بخدا وہ ضرور بغاوت کر دے گا احمد نے کہا میں اس کے لئے اپنی طرف سے ضامن ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا، مامون نے کہا اگر ایسا ہے تو بہتر ہے اسی کو بھیجدو۔

مامون نے اسی وقت طاہر کو بلایا اور خراسان کی ولایت کا فرمان لکھدیا، طاہر اسی وقت بغداد سے چلکر خلیل بن ہشام کے باغ میں آکر فروکش ہو گیا جب تک طاہر وہاں مقیم رہا اسے روزانہ ایک لاکھ درہم ارسال ہوتے تھے وہ ایک ماہ وہاں مقیم رہا پھر ایک کروڑ درہم جو والی خراسان کو ارسال ہوتے تھے اسے دیدئے گئے۔

ابوحسان الزیادی کہتا ہے کہ طاہر جبال اور حلوان سے لے کر خراسان تک کے علاقے کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا یہ جمعے کے دن جبکہ ماہ ذی القعدہ ۲۰۵ ہجری کے ختم ہونے میں ایک رات باقی تھی بغداد سے روانہ ہوا اس سے دو ماہ پیشتر ہی اس نے اپنی چھاؤنی علیحدہ قائم کر لی تھی اور اس اثنا میں وہ اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا، اس راوی کے بیان کے مطابق اس کی ولایت کا سبب یہ ہوا کہ سب لوگوں نے اس سے کہا کہ عبدالرحمن المطوعی نے والی خراسان کے حکم اور اجازت کے بغیر خارجیوں سے لڑنے کے لئے نیشاپور میں ایک بڑی جمعیت اکٹھا کر لی ہے اندیشہ یہ ہے کہ شاید یہ تحریک اندرونی طور پر خود اصل خلافت ہی کے خلاف کی جارہی ہو، اس وقت فضل بن سہل کا چچازاد بھائی غسان بن عباد حسن بن سہل کی جانب سے اس کے قائم مقام کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا۔

علی بن ہارون بیان کرتا ہے کہ طاہر کے والی خراسان مقرر ہونے اور وہاں جانے سے پہلے حسن بن سہل نے اسے نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے

جانے کا حکم دیا تھا یہ بات طاہر کو ناگوار معلوم ہوئی وہ کہنے لگا ایک خلیفہ سے
میں لڑا اور دوسرے کو خلافت دی اور اب مجھے اس قسم کا
حکم دیا جاتا ہے ہونا یہ چاہیئے تھا کہ میرے تحت سرداروں میں سے کسی
کو اس کام کے لیے بھیجا جاتا - اس واقعے سے حسن اور طاہر کے تعلقات
خراب ہو گئے اور وہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگ گئے خراسان
کا والی مقرر ہو کر وہاں جانے تک طاہر حسن سے کلام نہیں کرتا تھا کسی نے
حسن کو اس پر توجہ دلائی مگر اس نے کہا کہ ہمارے باہمی نزاع کے اثنا میں
جو بات اس نے کی ہے اب میں اس کی صفائی نہیں کرنا چاہتا -

اس سال عبداللہ بن طاہر رقہ سے بغداد چلا آیا - اس کے
باپ نے اسے وہاں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ نصر بن شبث
سے لڑے - اس سال یحییٰ بن معاذ بغداد آیا مامون نے اسے جزیرہ کا
والی مقرر کر دیا مامون نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینا اور آذربیجان
کا والی مقرر کیا اور اسے بابک سے جنگ کرنے کا حکم دیا - اس سال
السری بن الحکم والی مصر نے مصر میں انتقال کیا، اس سال داؤد بن
یزید سندھ کے عامل کا انتقال ہو گیا مامون نے بشر بن داؤد کو اس
شرط پر سندھ کا عامل مقرر کر دیا کہ وہ سالانہ دس لاکھ درہم دربار خلافت
میں ارسال کرتا رہے، اس سال انھوں نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو
زطوں سے لڑنے کے لیے سپہ سالار مقرر کیا، اس سال کے ماہ ذی القعدہ
میں طاہر بن الحسین خراسان روانہ ہوا، یہ دو ماہ تک اپنی چھاؤنی میں
فروکش رہا البتہ جب اسے عبدالرحمن النیسابوری المطوعی کے نیسابور
میں خروج کی اطلاع ملی تو یہ خراسان روانہ ہو گیا اور اسی سال اشروسنہ
کے قریب تغزغزنیہ پہنچ گیا - اس سال فرج الرخجی نے عبدالرحمن بن
عمار النیسابوری کو پکڑ لیا - اس سال عبید اللہ بن الحسن والی حرمین
کی امارت میں حج ہوا -

———(✣)———

سنہ ۲۰۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے داؤد بن ماسجور کو زط سے لڑنے کے لیئے بھیجا اور صوبہ بصرہ، ضلع دجلہ یمامہ اور بحرین اس کے تحت میں دیدیئے اس سال دریا میں وہ بڑا آیا جس سے تمام سواد کسکر، اُمّ جعفر کی جاگیر اور عباس کی جاگیر غرق ہوگئیں اور ان کا اکثر حصہ دریا برد ہوگیا اسی سال بابک نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو زک دی، اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقہ کا والی مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث اور بنی مضر سے لڑنے پر مقرر کیا،

عبداللہ بن طاہر کی ولایت رقہ

مامون نے یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا اس سال اس کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے کام پر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق بیان کرتا ہے کہ رمضان میں مامون نے عبداللہ بن طاہر کو اپنے پاس بلایا کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مامون نے اسے سنہ ۲۰۵ ہجری میں طلب کیا تھا بعض سنہ ۲۰۶ اور بعض سنہ ۲۰۷ ہجری بھی بیان کیا ہے، جب عبداللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے

کہا میں ایک مہینے سے اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے خیر ہی کرے گا، میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں کو ترقی دلانے کے لیے باپ ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں مگر میں نے تم کو اس سے زیادہ اعلیٰ پایا جیسا کہ تمھارے باپ نے تمھارے متعلق کہا تھا، یحییٰ بن معاذ کا انتقال ہو گیا ہے اس نے اپنے بیٹے احمد بن یحییٰ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا مگر وہ کچھ نہ نکلا میں چاہتا ہوں کہ تم کو بنی مضر اور نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے متعین کر دوں عبداللہ نے کہا میں بسر و چشم اس کے لئے حاضر ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس میں اللہ امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی کرے گا۔

مامون نے اس کو والی مقرر کر کے عَلَم دیدیا اور پھر حکم دیدیا کہ جس راستے یہ اپنے گھر جائے وہاں دھوبیوں کی جو ڈوریاں بندھی ہوں وہ کاٹ دی جائیں نیز سایہ دار مسقف راستوں سے بھی اس علم کو نہ لیجایا جائے تاکہ اس کی راہ میں کوئی ایسا حائل نہ رہے جس کی وجہ سے وہ واپس آ جائے اس کے بعد انھوں نے اس کے لیے جھنڈا بنوایا جس پر زردی سے معمولی عبارت جو عام طور پر جھنڈوں پر لکھی جاتی تھی مرقوم تھی مگر مامون نے اس میں یہ زیادتی کی کہ اس پر "یا منصور" بھی لکھوایا۔

عبداللہ علم لیکر دربار سے چلا، بہت سے آدمی اس کے ہمراہ تھے اسی جلوس کے ساتھ اپنے گھر آیا دوسرے دن بہت سے لوگ اس سے ملنے اور مبارکباد دینے آئے فضل بن الربیع بھی اس کے پاس آیا اور شام تک وہاں ٹھیرا رہا جب رات ہونے لگی وہ اپنے گھر جانے کے لئے اٹھا عبداللہ نے کہا اے ابو العباس تم نے مجھ پر احسان اور فضل کیا ہے میرے باپ نے جو آپ کے بھائی ہیں مجھے یہ نصیحت کی ہے کہ میں آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رائے اور قیمتی مشورے سے مستفید ہوں اگر آپ مناسب سمجھیں تو افطار تک اور میرے پاس ٹھیریں

اس نے کہا میں مجبور ہوں میرے بعض حالات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے میں یہاں افطار نہیں کر سکتا عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ ہم خراسانیوں کے کھانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اپنے باورچیخانے سے خاصہ طلب فرمالیجیے اس نے کہا۔ یہ بات نہیں بلکہ میں رات کے کھانے اور عشا کی نماز کے درمیان نفل پڑھا کرتا ہوں عبداللہ نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لیجائیے وہ خود بھی ان کی مشایعت کے لئے اپنے مکان کے صحن تک خاص خاص امور میں مشورہ لیتا ہوا آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اپنے باپ کے خراسان جانے کے چھ ماہ کے بعد عبداللہ نصر بن شبث سے لڑنے نبی مضر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو دیار ربیعہ کا والی مقرر کیا تھا اس وقت اس نے جو خط اسے لکھا تھا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اس کا دھیان رکھنا اس کی ناخوشی سے بچنا، اپنی رعایا کا خیال رکھنا، جب تم کو اطمینان ہو آخرت کو یاد رکھنا کہ تم کو آخر میں وہیں جانا ہے اور وہیں ٹھیر کر پھر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا پڑیگی، اور اس حالت میں تم ہمیشہ ایسے نیک اعمال کرنا جن کی وجہ سے تم قیامت کے دن اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ، چونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے لہذا تم اس کے ان بندوں پر جن کو اللہ نے تمھاری حفاظت میں سونپا ہے عنایت اور عدل کو اپنے اوپر لازم قرار دو اور ان میں اللہ کے حقوق اور حدود کو جاری کرو، ان کی حفاظت کرو ان کے گھر اور در کی حفاظت کرنا۔ ان کے خون نہ بہانا۔ ان کی راہوں کو ان کیلئے مامون رکھنا ان کی بسر اوقات میں ان کو راحت پہنچانا اور اس کے لئے وہ باتیں اختیار کرنا جو تم پر فرض کی گئی ہیں جس کے لئے تم متعین کئے گئے ہو جن کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی اور اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا، چاہے کر چکے ہو یا اب کرو ان امور پر ہمیشہ اچھی طرح غور و غوض کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ کسی اور وجہ سے یا مشغلہ میں پڑ کر تم اپنے اس فرض کو بھول جاؤ

کیونکہ اسی فرض شناسی پر تمہاری ہر جگہ کی کامیابی کا مدار ہے اس کے لئے سب سے پہلے تم خود فرائض پر عمل کرنا پانچوں وقت کی نماز با جماعت ادا کرنا اور وہ مسنون طریقہ پر ہو کہ پہلے با قاعدہ وضو کرنا پھر اللہ اکبر کہہ کر قرآن ترتیل سے پڑھنا رکوع، سجود اور تشہد میں اطمینان سے کام لینا، اللہ کے لئے خلوص نیت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور جو لوگ تمہارے ساتھ یا تمہارے تحت ہوں ان کو بھی نماز کی تلقین و تاکید کرنا تاکہ اللہ کا یہ حکم کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر تم عمل کرنا تم سے ادا ہو، فرض کے بعد سنن اور نوافل ادا کرنا۔

جب کوئی معاملہ درپیش ہو اس میں اللہ سے استخارہ کرنا اس سے ڈرتے رہنا۔ اس معاملہ کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرنا اور جو ممانعت کر دی ہو اس سے اجتناب کرنا اس کے حلال و حرام کا خیال رکھنا پھر اس کے متعلق رسول اللہ صلعم کے جو آثار ملیں اس پر عمل کرنا۔ انصاف کرنے سے کبھی ملول نہ ہونا چاہیے تمہارا دل چاہتا ہو یا نہیں اور عدل کے بارے میں اپنے تعلقات کی قربت یا بعد کا خیال مت کرنا فقہ، فقہا، علمائے دین کتاب اللہ اور اس پر عمل کرنے والوں کی اقتدا کرنا کیونکہ انسان کی سب سے بڑی زینت یہ ہے کہ اسے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل ہو وہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے اس پر دوسروں کو ترغیب دے اور خود دین کی وہ معرفت حاصل کرے جس سے اسے اللہ کا قرب نصیب ہو کیونکہ جسے اللہ کے دین کی معرفت حاصل ہو گی اس سے صرف بھلائی سرزد ہو گی وہی اس پر دوسروں کو کاربند کرا سکے گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے گا اور تمام مہالک سے لوگوں کو بچائے گا جسے دین کی معرفت حاصل ہو گی اللہ اسے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائیگا تاکہ آخرت میں وہ اس کی اور منزلت بڑھائے اور بلند مراتب پر فائز کرے اور خود دنیا میں بھی ایسے شخص کو یہ فضیلت حاصل ہو گی کہ اس کے احکام کی توقیر ہو گی، اس کی حکومت کا دبدبہ رہے گا، لوگ اس سے مانوس رہیں گے اور اس کے عدل پر پورا اعتماد کریں گے اپنے تمام کاموں میں

اقتصاد کو اختیار کرنا کیونکہ میانہ روئی سے زیادہ نہ کوئی شے سود مند ہے اور نہ مامون اس میں تمام فضائل جمع ہیں اور یہ رشد کی طرف رہبری کرتی ہے رشد توفیق تک پہنچاتی ہے اور توفیق سے سعادت حاصل ہوتی ہے اور ایمان مضبوط ہوتا ہے تمام دنیاوی امور میں وہ طریقے اختیار کرنا جو اقتصاد کی طرف رہنمائی کرتے ہوں، آخرت، اجر، اعمال صالحہ سنن معروف اور معالم رشد کی طلب میں کبھی کمی نہ کرنا کیونکہ ایسی نیکی کے لئے جس سے محض اللہ کی خوشنودی اور جنت میں اس کے اولیا کی مصاحبت مقصود ہو کوئی شخص جتنی بھی کوشش کرے وہ کم ہے۔

جان لو کہ دنیاوی امور میں جس قدر میانہ روئی اختیار کرو گے اسیقدر تمھاری عزت بڑھے گی اور معاصی سے بچو گے، اس سے بہتر اور کوئی طریقہ اپنے نفس کو اور اپنے متعلقین کے نفس کو برائیوں سے بچانے اور اپنے معاملات کو رو بہ اصلاح کرنے کا نہیں ہے اس لئے تم اقتصاد کو اختیار کرنا تمھارے تمام کام بنتے چلے جائینگے تمھاری مقدرت بڑھ جائے گی اور خاص و عام تمھارے سچے وفادار اور مطیع رہینگے۔

اللہ عزوجل کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا تمھاری رعیت تمھاری فرماں بردار رہیگی تمام امور میں اللہ کی جناب میں وسیلہ اختیار کرنا تمھارا اقبال قائم رہے گا کسی شخص کو تولیت کے بعد جب تک اس پر کوئی الزام ثابت نہ ہو جائے علیحدہ نہ کرنا کیونکہ ناکردہ گناہوں پر تہمت لگانا یا ان کے متعلق برا گمان قائم کرنا گناہ ہے ہمیشہ اپنے دوستوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا اس طرح وہ تمھارے اور زیادہ خیر خواہ اور مخلص بن جائینگے، دشمن خدا شیطان کو کبھی اپنے معاملہ میں شریک نہ ہونے دینا کیونکہ اگر تم نے اسے ذرا سا بھی موقع دیدیا تو پھر وہی تم پر حاوی اور غالب ہو جائے گا اور تمھارے خیالات میں سوئے ظن پیدا کرے گا تم کو ایسا محزون اور مغموم کردے گا کہ تمھاری زندگی تلخ ہو جائے گی، حسن ظن میں قوت اور راحت ہے اور اس کے ساتھ تمھارے وہ تمام کام جن کو تم کرانا چاہتے ہو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں گے اور

اس طرح لوگ خود تمھاری طرف کھچیں گے اور حکومت میں پائداری پیدا ہوگی مگر اس حسن ظن کی وجہ سے یہ نہ کرنا کہ خود تم معاملات کو سرانجام نہ دینے لگو یا اپنی رعایا اور عہدہ داروں کی حالت سے بے خبر ہوجاؤ اور کبھی اسے پوچھو نہیں بلکہ اس کے برخلاف اپنے عہدہ داروں کی حالت کی ہر وقت دیکھ بھال اور رعایا کی ضروریات سے واقفیت اور پھر ان ذمہ داریوں کو برداشت کرنا اور باتوں کے علاوہ تمھارا سب سے ضروری فرض ہونا چاہئے اس سے شریعت کا قیام اور سنت کا احیا ہے۔

ان تمام باتوں میں اپنی نیت خالص رکھنا اپنے نفس کو اس شخص کی طرح قابو اور قبضہ میں رکھنا جو یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسے تمام اعمال کا جواب دینا پڑے گا جو اچھے ہوں گے ان کی جزا ملیگی اور جو برے ہوں گے ان کی سزا ملیگی اللہ نے دین کو ذریعہ حفاظت اور عزت بنایا ہے جس نے اس کی اتباع کی اللہ نے اس کی قدر و منزلت بڑھادی لہٰذا تم اپنی زندگی میں ہمیشہ دین اور ہدایت کے طریقے پر چلنا۔

اہل جرائم میں اللہ کے حدود کو جاری کرنا اس میں ان کی حیثیتوں کو پیش نظر رکھنا اور حسب استحقاق سزا دینا اس میں کمی کوتاہی یا تساہل نہ کرنا مستوجب سزا کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرنا ورنہ اس سے تمھاری نیک نامی میں فرق آجائے گا اس بارے میں ہمیشہ معروف طریقے اختیار کرنا شک و شبہات سے دور رہنا اس سے تمھارا ایمان اور اخلاق پائدار ہوگا، جب عہد کرو اسے پورا کرنا جب کسی خیر کا وعدہ کرو اسے ضرور پورا کرنا۔ حسن خدمت کو تسلیم کرکے اس کا انعام دینا اپنی رعیت میں سے کسی کا عیب اگر تم کو معلوم بھی ہوجائے اس سے چشم پوشی کرنا۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ بولنے والوں کو برا جاننا، چغلخوروں کو اپنے سے دور رکھنا کیونکہ جب تم جھوٹوں کو اپنے ہاں درخور دو گے تمھارے تمام موجودہ اور آئندہ معاملات بگڑنے شروع ہوجائیں گے، جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے اور افترا پردازی اور چغلخوری جھوٹ کی شہریں ہیں جو شخص دوسروں کی برائیاں کرتا ہے

اس سے سننے والا بھی نہیں بچتا اور نہ اس کا اب کوئی کام درست رہ سکتا ہے۔

اہل صدق وصلاح سے دوستی رکھنا حق کے ساتھ اشراف کی اعانت کرنا ضعفا کی مدد کرتے رہنا اعزا سے صلہ رحمی کرنا اور یہ سب کچھ محض لوجہ اللہ اور اس کے حکم کی اتباع میں کرنا اور اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ اللہ اس کا ثواب اور دار آخرت دے گا۔ بری خواہشوں اور ظلم سے بچنا اور ان دونوں برائیوں سے اپنی رعایا کے سامنے قطعی برات ظاہر کرنا حق اور عدل کے ساتھ حکمرانی کرنا اور اس معرفت کے ساتھ حکومت کرنا جو تم کو ہدایت کے راستے پر لیجائے، غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور وقار اور حلم کو اپنے لئے ملازم کرنا کبھی خود کو حالت غضب میں بے قابو نہ ہونے دینا کیونکہ جو کچھ تم کروگے وہ اللہ کے لئے ہوگا تمھارے نفس کا اس میں کوئی دخل نہ ہونا چاہیے، یہ کبھی مت کہنا کہ میں اس بات پر مسلط ہوں کہ جو چاہوں کر گزروں اس سے تمھاری رائے کا نقص اور خدائے واحد پر ایمان کی کمی ظاہر ہوگی اللہ پر پورا یقین کر کے اس سے سچا اندرونی تعلق قائم کرنا اور یہ سمجھ لو کہ ملک اللہ کا ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

حکومت کے وہ اکابر واعیان جو اس سے سب زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسان کی ناشکری اور ناقدری کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور فوراً وہی ادبار ونحوست میں گرفتار کر دیئے جاتے ہیں اور ان کا سارا ترفہہ فلاکت ونکبت سے بدل دیا جاتا ہے، حرص اور بے اعتدالی سے دور رہنا بجائے مال ومتاع کے نیکی اور تقویٰ کا ذخیرہ جمع کرنا، معدلت اختیار کرنا رعیت کی عام خوشحالی، علاقوں کی آبادی ان کے معاملات کی نگرانی مصائب میں ان کی حفاظت اور مظلوم کی اعانت اپنا شیوہ قرار دینا۔ یاد رکھو کہ جب روپیہ بہت ہوجاتا ہے اور وہ خزانوں میں جمع کیا جاتا ہے تو وہ بیکار ہوجاتا ہے اس سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا ہاں البتہ اگر وہی

روپیہ رعایا کی اصلاح، اسکے حقوق کی ادائی اور اس کے مصائب کم کرنے کے لئے خرچ کیا جائے تو وہ اور بڑھتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے عوام مطمئن رہتے ہیں اور عہدہ داروں کی شان و شوکت بڑھ جاتی ہے وہ زمانہ فارغ البالی اور خوشحالی کا عہد بن جاتا ہے اور اس سے حکومت کی عزت اور قوت بڑھتی ہے اس لئے بجائے اس کے کہ تم خزانے جمع کرو تم اس روپیہ کو اسلام کی اور مسلمانوں کی خوشحالی اور تقویت میں صرف کرو امیر المومنین کے جو خاص لوگ تمہارے ہاں ہوں اس روپیہ میں سے ان کے تمام حقوق پوری طرح ادا کرو، اور اپنی رعایا کے جو حصے ہوں وہ دو پھر رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرو تاکہ اس طرح اللہ کی نعمت تمہارے لئے مستقل ہو جائے اور تم اور زیادہ اس کی نعمت کے مستحق بن جاؤ نیز اس طرح تم کو خراج کے وصول کرنے اور اپنی رعایا اور علاقے کے مال کو جمع کرنے میں زیادہ سہولت ہو جائے گی، تمہارے عدل و احسان کی وجہ سے تمہاری تمام رعایا اور ماتحت علاقہ بخوشی تمہارا مطیع و منقاد ہو جائے گا اور پھر تم اُن سے جس بات کو چاہو گے وہ بخوشی اسے قبول کریں گے، اس معاملے میں جو کچھ میں نے تم کو لکھا ہے اس کی بجا آوری میں سعی بلیغ کرنا اور اس طرح خود اپنی ذاتی شرافت و عزت کو بڑھانا وہی روپیہ باقی رہتا ہے جو اپنے صحیح مصرف میں خرچ کیا جائے۔

جو لوگ شکر گزار ہوں ان کو اس کا معاوضہ دینا ایسا نہ ہونے پائے کہ دنیا کے مزے تم کو آخرت کے خوف سے بے خطر کر دیں اور پھر تم اپنے فرائض و حقوق کو بے وقعت سمجھنے لگو جو ایسا کرتا ہے وہ پھر قطعی ان کو چھوڑ دیتا ہے اور تباہ اور برباد ہو جاتا ہے جو کچھ نیک کام کرو وہ صرف اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں ہو اور اسی کے ثواب کی توقع کرو جب اللہ نے اس دنیا میں تم پر اتنا احسان اور فضل کیا ہے تو اب اگر تم اس کا اظہار اور شکر ادا کرو گے تو تم کو اعتماد رکھنا چاہئے کہ اللہ تمہارے ساتھ اور بھلائی اور احسان کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ سپاس گزاروں کے شکر اور نیکوں کی نیکی کی مناسبت سے

ثواب دیتا ہے کسی جرم کو حقیر مت سمجھنا۔ کسی حاسد سے میل نہ کرنا۔ کسی فاجر پر ترس نہ کھانا۔ ناشکر کو صلہ نہ دینا۔ دشمن سے مداہنت نہ کرنا۔ چغلخور کو کبھی سچا نہ سمجھنا۔ کسی غدار کو امان نہ دینا۔ کسی فاسق کو اپنا دوست نہ بنانا۔ کسی گمراہ کی اتباع نہ کرنا۔ کسی بدنیت کی تعریف نہ کرنا۔ کسی انسان کی تحقیر نہ کرنا۔ کسی سائل یا فقیر کو سوکھا جواب نہ دینا۔ جھوٹ کو کبھی نہ ماننا۔ ہنسی کی بات کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھانا۔ وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ بدکاروں سے نہ ڈرنا۔ غصے سے کام نہ لینا۔ ابتذال کے پاس نہ آنا۔ اترا کر نہ چلنا۔ سفاہت کو اختیار نہ کرنا طلب آخرت میں کوتاہی نہ کرنا۔ دفع الوقتی ہرگز نہ کرنا۔ ظالم کے خوف یا رعب سے کبھی اس سے چشم پوشی نہ کرنا۔ اور دنیا کو ثواب آخرت کا ذریعہ نہ بنانا ہر وقت فقہا سے مشورہ لیتے رہنا، اپنے نفس کو حلم کا خوگر بنانا ہمیشہ تجربہ کار فریس اور حکما سے عمدہ باتوں کا اکتساب کرتے رہنا۔ کبھی تنگ نظر بخیلوں کو اپنا مشیر نہ بنانا انکی کسی بات کو نہ ماننا ان کا ضرر ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے رعایا کو اپنے سے برگشتہ اور آمادہ فساد کرنے کے لئے بخل سے بڑھ کر زود اثر کوئی بات نہیں ہے، یہ بھی سمجھ لو کہ جب تمھاری حرص بہت بڑھی ہوئی ہوگی تو تم لوگے زیادہ اور دوگے کم نتیجہ یہ ہوگا کہ چند روز بھی تمھاری حکومت نہ چل سکے گی رعایا اسی وقت تم سے محبت کرے گی جب تم اسکے مال سے اپنا ہاتھ روکے رکھوگے اور ان پر ظلم نہ کروگے اسی طرح تمھارے خاص احباب اور مصاحب بھی اسی وقت تک تمھارے لیے ہر یا جاں نثار رہیں گے جب تک کہ تم ان پر انعام واکرام کرتے رہوگے اس لئے بخل سے ہمیشہ دور رہنا اور سمجھ لو کہ یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو انسان نے اپنے رب کا ارتکاب کیا ہے اور گناہگار کو ہمیشہ ذلت و رسوائی اٹھانا پڑتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَن یُوقَ شُحَّ نفسہ فاولٰئک ھُمُ المفلحون"

ترجمہ :- اور جو لوگ بخل نفس سے بچائے گئے وہی کامیاب ہیں

اس لئے حق کے مطابق جود و کی راہ آسان کردینا اور تمھاری نیت یہ ہو کہ تمھارے جود میں تمام مسلمان برابر کے سہیم و شریک ہیں یقین جانو

سخاوت بندوں کے اعمال میں سب سے افضل ہے اس لئے سخاوت کو اپنی سرشت اپنا مذہب اور اپنا عمل بنالو۔

فوج کے دفاتر اور دیوانوں کی ہمیشہ جانچ پڑتال کرتے رہو ان کو باقاعدہ معاش ادا کرو، ہو سکے تو ان کی معاشوں میں ان کی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے اضافہ کرتے رہو اس طرح وہ تمہارے سچے اطاعت گزار اور مخلص جاں نثار ہو جائیں گے، حکمراں کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنی فوج اور رعایا پر انصاف کرتے ہیں۔ انتظام سیاست میں اور عنایت میں باعث رحمت ہو۔

یاد رکھو قضا کو اللہ نے وہ اہمیت دی ہے جو کسی اور بات کو نہیں دی اس لئے کہ قضاء اللہ کی وہ ترازو ہے جس پر اس عالم کے معاملات تولے جاتے ہیں فصل خصومات میں ہمیشہ عدل پر عمل پیرا ہونے سے رعایا درست رہتی ہے، راستے مامون ہو جاتے ہیں، مظلوم کی داد رسی ہوتی ہے، لوگوں کے حقوق دلائے جاتے ہیں، زندگی بہتر ہو جاتی ہے، طاعت کا پورا حق ادا ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ سلامتی اور عافیت عطا کرتا ہے، دین برقرار ہوتا ہے سنن جاری ہوتی ہیں اور قوانین چلتے ہیں اور قضا میں حق وانصاف برمحل اور باموقع ادا کئے جاتے ہیں۔

اللہ کے حکم کے نافذ کرنے میں شدت کرنا۔ زبان کو فضول گوئی سے بچانا۔ حدود کو فوراً جاری کرا دینا عجلت کم کرنا۔ دل گرفتگی اور قلق کو پاس نہ آنے دینا۔ قسم نہ کھانا ایسی کوشش کرنا کہ تمہاری دھاک بندھی رہے اور تمہارا اقبال پائیدار رہو، اپنے تجربے سے نفع اٹھانا خاموشی میں بیدار رہنا اور گویائی میں اعتدال رکھنا۔ اپنے حریف سے بھی انصاف کرنا۔ شبہ پر تامل کرنا۔ پکی حجت قائم کرنا۔ اپنی رعیت کے بارے میں ذاتی تعلق حمایت کا خیال یا کسی معترض کے اعتراض سے کبھی متاثر نہ ہونا۔ ہر معاملہ پر بہت ہی استقلال کے ساتھ اچھی طرح غور وخوض کرنا۔ اپنے رب کے سامنے نہایت فروتنی اختیار کرنا۔ تمام رعایا کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، حق کو اپنے اوپر

مسلط کر لینا کبھی خونریزی میں عجلت نہ کرنا کیونکہ بے وجہ خونریزی کا ارتکاب اللہ کے ہاں سخت قابل مواخذہ ہے'

اس خراج کا جس پر رعایا کی بہبودی قائم ہے اور جسے اللہ نے اسلام کے لئے باعث شوکت و رفعت، مسلمانوں کے لئے باعث خوشحالی اور طاقت، اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے باعث رنج و تکلیف اور کفار کے لئے ان کے معاہدۂ تادیہ کی وجہ سے باعث ذلت و حقارت بنایا ہے بہت زیادہ خیال رکھنا' خراج کو حق و انصاف کے ساتھ علی السویہ سب مستحقین پر تقسیم کرنا کسی شریف کو اس کی شرافت کی بناء پر کسی دولت مند کو اس کی دولت کی بنا پر اپنے کسی کاتب یا متعلقین خاص کو کبھی خراج معاف نہ کرنا اور نہ کسی سے اس کی استطاعت سے زیادہ وصول کرنا ایسا حکم کبھی نہ دینا جو باعث تکلیف ہو تمام لوگوں کو حق پر چلنے کی ہدایت کرنا اس سے ان میں الفت رہے گی اور سب لوگ تم سے خوش رہیں گے۔

یہ سمجھ لو کہ تم اپنی ولایت کی وجہ سے امین۔ محافظ اور راعی بنائے گئے ہو چونکہ تم اپنے تحت کے علاقے کے باشندوں کے راعی اور نگراں ہو اسی بناء پر ان کو تمھاری رعیت کہا جاتا ہے لہذا حسب استطاعت اور سہولت جو وہ تم کو دیں تم لے لینا اور اسے انھیں کی صلاح و ترقی اور ان کی حالت کی درستی اور استقامت میں خرچ کرنا اپنی رعایا پر اپنے عمل اقتدار میں ایسے لوگوں کو عامل مقرر کرنا جو ذی رائے صاحب تدبیر و تجربہ ہوں اور سیاست سے علمی اور عملی طور پر واقفیت رکھتے ہوں اور پرہیزگار ہوں ان کی معقول تنخواہیں مقرر کرنا کیونکہ یہ بھی تمھارے عہدہ کے فرائض میں ہے کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ کوئی اور شغل تم کو اپنے فرائض کی طرف سے بے خبر کر دے یاد رکھو جب تک تم اپنے فرض منصبی کو پورے انہماک اور دیانت سے سرانجام دیتے رہو گے اللہ کی جانب سے تمھارے مدارج میں اور اضافہ ہو گا تمھاری نیکنامی دن دونی رات

چوگنی ہوگی رعایا تمہاری مخلص و فرماں بردار رہے گی اور تمہارے تمام کام بنتے رہیں گے، لہذا اپنے شہر میں خوب خیر و خیرات کرنا۔ اپنے علاقے کو آباد کرنا اپنے ملک کو سرسبز بنانا اس طرح تمہاری آمدنی میں توفیر ہوگی اور پھر تمہاری فوج بھی تمہارے ہر حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہوگی اور جب تم خود ان کو تنخواہیں باقاعدہ دیدیا کرو گے تو رعایا بھی فوج سے خوش رہیگی اور اس کے خلاف اسے کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی، سب لوگ تمہاری جہاں بانی کی تعریف کریں گے اور خود تمہارا دشمن تمہاری اس معدلت گستری اور حق پژوہی کی داد دینے پر مجبور ہوگا، ہر کام میں تم عادل، قوی مستعد اور ذی حیثیت رہو گے لہذا اس مرتبہ کے حاصل کرنے میں خوب ذوق و شوق سے کام لو اور کسی اور بات کو اس خیال پر ترجیح نہ دو انشاء اللہ آخر کار تم سب کے ممدوح بن جاؤ گے،

اپنے علاقہ کے ہر ضلع میں ایک راست باز وقائع نویس مقرر کرنا جو تمہارے عہدہ داروں کی تمام خبریں، ان کی ذاتی سیرت اور اعمال تم کو لکھتا رہے اور تم اس طرح باخبر رہو کہ گویا تم خود اس کے ساتھ وہاں نگراں موجود ہو اگر کسی بات کے لئے حکم دینا چاہو تو پہلے اس کے عواقب پر پوری طرح غور و خوض کر لینا اگر اس میں سلامتی اور عافیت نظر آئے اور اس سے سلطنت کا استحکام اور بھلائی اور خیر خواہی متوقع ہو تو اسے کر گزرنا ورنہ توقف کرنا اور اس کے متعلق صاحب بصیرت علما سے مشورہ کر لینا اس کے بعد اس کی تیاری کرنا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے معاملہ پر غور کر کے کسی تصفیے پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ وہ تصفیہ اس کی خواہش کے عین مطابق ہوتا ہے اس لئے اسے اس کے صحیح ہونے کا یقین آجاتا ہے اور وہ اپنے خیال سے متاثر ہو کر اسے پسند کر لیتا ہے ایسی صورت میں اگر وہ شخص اس معاملہ کے نتائج پر اچھی طرح غور نہیں کر لیتا تو وہ بات اسے ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا سارا کام بگڑ جاتا ہے لہذا ہر ارادے میں احتیاط کرنا اور پھر اللہ کی قوت کی مدد کے ساتھ کرنا۔ اپنے تمام کاموں میں اکثر اپنے رب سے

استخارہ کرتے رہنا۔ آج کا کام آج کرلینا کل پر نہ چھوڑنا اور زیادہ تمام سرکاری
کام خود ہی انجام دینا اور یہ یاد رکھو کہ اگر آج کا کام کل پر چھوڑ دو گے تو ممکن
ہے کہ کل اور بہت سے ایسے اہم کام پیش آجائیں جو آج کے بقیہ کام کی طرف
توجہ ہی نہ ہونے دیں، یہ سمجھ لو کہ جو دن چلا گیا وہ اپنی ہر شے کو لے گیا لہٰذا جب
تم آج کا کام کل پر موخر کردو گے تو تم پر دو دن کا کام جمع ہو جائے گا جو تم سے
ہو نہ سکے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو گے اگر اس کے بجائے تم روز کا کام روز پورا
کیا کرو گے تو اس سے تمہارا دل بھی خوش رہے گا اور تمہارے جسم کو بھی راحت
ملے گی اور تمہاری حکومت پائدار ہوتی جائے گی۔

شرفا اور ذی اخلاق لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا جب تم دیکھ لو
کہ تمہارے ساتھ ان کی نیت اور دوستی پاک وصاف ہے اور وہ مخلصانہ
طور پر تمہاری حکومت میں تمہاری امداد کر رہے ہیں تم بھی ان کو اپنا مخلص
دوست بنا لینا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا اُن پرانے شرفا
کے خاندان والوں سے جو اب حاجتمند ہو گئے ہیں ملتے رہنا ان کی ضرورت
کو پورا کرنا اور ان کی حالت کی ایسی اصلاح کرنا کہ پھر ان کو اپنی پریشان حالی
کا خیال بھی نہ آئے۔ تم خود فقرا، مساکین اور ان کمزوروں کے حال
پر نظر رکھنا جو تمہارے پاس آکر اپنے کسی مظلمہ کی فریاد بھی نہیں کر سکتے یا
اس قدر فرومایہ اور دبے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کا
حق کیا ہے تم بالکل راز میں ان سے ان کی شکایت پوچھنا اور پھر اپنی
رعایا میں جو نیک لوگ ہوں ان کو اس کام پر متعین کرنا کہ وہ ان کمزوروں
اور ناواقفوں کی ضروریات اور حالات تم سے کہتے رہیں تاکہ پھر تم اُنکے
متعلق ایسا انتظام کرو جس سے اللہ ان کی حالت درست کر دے۔ اسی طرح
لڑائیوں میں جن لوگوں نے بہادری دکھائی ہو ان سے ان کے یتیموں اور
بیواؤں کے حال کی خبر گیری کرنا اور پھر امیر المومنین کی اقتدا میں از راہ مہربانی
اور صلہ ان کی معاش بیت المال سے مقرر کرنا تاکہ اس طرح وہ آرام
سے زندگی بسر کرسکیں اور اللہ تم کو اس کی برکت دے۔ اندھوں کے لئے

بیت المال سے وظیفہ مقرر کرنا۔ ان میں جو حافظ قرآن اور قاری ہوں ان کا وظیفہ دوسروں سے زیادہ مقرر کرنا۔ مسلمان مریضوں کے لئے شفا خانے قائم کرنا ان کی خدمت کے لئے ملازم مقرر کرنا اور علاج کے لئے طبیب متعین کرنا اور جہاں تک بیت المال کے روپیہ میں اسراف کی نوبت نہ آئے وہاں تک مریضوں کی خواہشات کو پورا کرنا۔ مگر اس بات کو پیش نظر رکھو کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق دئے جاتے ہیں اور ان کی توقعات پوری کر دی جاتی ہیں تو وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے والیوں سے جا کر اپنی لانبی چوڑی ضروریات بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو اور ملے اور ان کے ساتھ مزید مہربانی کی جائے اس کی وجہ سے بسا اوقات جو شخص لوگوں کے معاملات پوچھتا گچھتا ہے وہ اس قسم کی درخواستوں کی کثرت کی وجہ سے تند خو اور سخت دل ہو جاتا ہے اور اس کی قوت فکر اور دماغ پر بہت بار پڑ جاتا ہے جس سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور جو شخص اس لئے عدل کرتا ہے کہ اس دنیا میں اس کی شہرت ہو اور آخرت میں ثواب ملے وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو یہ کام محض اللہ کے تقرب اور اسکی رحمت کے لئے کرتا ہے۔

کثرت سے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا۔ اپنا چہرہ ان کے سامنے کرنا۔ اپنے محافظ سپاہیوں کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کو آنے سے نہ روکیں۔ ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنا۔ ان کے سامنے ہنس مکھ رہنا ان سے گفتگو کرنے اور سوالات کرنے میں نرمی برتنا پھر ان پر اپنی سخاوت اور فضل سے عنایت کرنا اور جب تم دینے پر آؤ تو کشادہ دستی اور فراخ دلی سے دینا نہ تکدر ظاہر کرنا اور نہ احسان جتانا جو عطیہ بغیر تکدر اور احسان رکھنے کے دیا جاتا ہے وہ ایسی تجارت ہے جس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا۔

دنیا میں اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں ان سے اور تم سے پہلے گزشتہ زمانے میں اور فنا شدہ اقوام میں جو سلاطین اور رؤسا گزر چکے ہیں

ان سب کے واقعات سے عبرت لینا چاہیے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے اس کی محبت کے لئے لگاتار کوشاں رہنا چاہیے اس کی شریعت اور قوانین پر عمل کرنا چاہیے اس کے دین اور اس کی کتاب کو قائم کرنا چاہیے اور ہر اس بات سے جو ان کے مخالف ہو اور جس سے اللہ کی ناراضی منتج ہوتی ہے اجتناب کرنا چاہیے' تمہارے عمال جو مال جمع کرتے ہوں یا خرچ کرتے ہوں اس سے تم کو باخبر رہنا چاہیے' خود تم کو چاہیے کہ کبھی حرام مال کو جمع نہ کرو اور نہ خرچ کرنے میں اسراف کرو زیادہ تر علما کے ساتھ ہم نشین رہنا ان سے مشورہ کرتے رہنا اور ان سے اختلاط رکھنا اپنے خاص اور بے تکلف دوستوں میں سے سب سے زیادہ تم اس کی عزت و توقیر کرنا کہ جو اگر تم میں کوئی عیب دیکھے تو تمہارے رعب سے متاثر نہ ہو اور پھر علیحدہ تخلیہ میں وہ تم کو اس عیب پر متنبہ کر دے اور اس کے نقص کو ظاہر کر دے تمہارے تمام دوستوں اور مددگاروں میں یہ شخص سب سے زیادہ مخلص و بہی خواہ ہوگا۔

تمہارے جو عمال اور کاتب تمہارے پاس ہوں ان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا روزانہ ہر عامل کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دینا کہ وہ اس وقت اپنے تمام کاغذات اور امثلہ لیکر حاضر رہے اور پھر وہ تم سے تمہارے عمال ملک اور رعیت کی ضروریات بیان کر کے حسب ضرورت احکام لے مگر پہلے تم اس کی تمام باتوں کو پورے انہماک اور توجہ سے سننا اور اچھی طرح مکرر سہ کرر معاملے کے تمام پہلوؤں اور نتائج پر غور کر کے وہ تجویز کرنا جو احتیاط اور حق کے موافق ہو اس کے بعد اسے نافذ کر دینا۔ اس کے لئے اللہ سے استخارہ کرنا اگر استخارہ اس کے مخالف آئے تو اسے ملتوی کر کے اس پر مزید غور و فکر کرنا۔

اپنی رعایا ہو یا کوئی اور جس کے ساتھ تم کوئی نیکی کرو اس کا اس پر احسان نہ رکھنا' ہر شخص سے صرف یہ چاہنا کہ وہ سچا وفادار بکا اطاعت گزار اور امیر المومنین کے کاموں میں مددگار رہو جو لوگ ایسے ہوں صرف انہیں کیساتھ

نیکی اور بھلائی کرنا۔

میرے اس خط کو اچھی طرح سمجھ لو اکثر اسے دیکھتے رہنا اس پر عمل کرنا اپنے تمام کاموں میں اللہ سے اعانت اور طلب خیر کرتے رہنا یاد رکھو اللہ ہمیشہ نیکی اور نیکوں کا ساتھ دیتا ہے تمھاری سب سے بڑی خواہش اور مسرت یہ ہو کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اس کے دین کا نظام قائم رہے مسلمانوں کو عزت اور شوکت حاصل ہو اور ذمیوں اور مومنین میں عدل اور بھلائی رائج ہو، میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمھاری مدد کرے تمھیں توفیق اور ہدایت عطا کرے اپنی حفاظت میں رکھے اور تم پر اپنا ایسا مکمل فضل اور رحمت نازل فرمائے جو تمھارے لیے عزت و شرافت کا باعث ہو تاکہ اس وجہ سے تم اپنے ہمسروں میں باعتبار نصیب یاوری اور اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے نیکنامی اور حکومت میں سب سے بہتر ہو جاؤ، تمھارا دشمن اور معاند ہلاک ہو، تمھاری رعایا امن و سکون کے ساتھ تمھاری فرماں بردار رہے شیطان اور اس کے وسوسے تم سے کوسوں دور رہیں اور تمھارا بول بالا رہے اللہ اپنی توفیق اور قوت سے تم کو اقبال مند رکھے وہ قریب ہے اور وہی دعا کو قبول کرتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو یہ عہد لکھ کر دیا تو لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا اور ہر شخص نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی اس کی نقلیں لیں اسے ایک دوسرے کو پڑھ کر سمجھا اور سمجھایا اس کی شہرت اتنی پھیلی کہ مامون کو بھی اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس عہد کو منگوا کر سنا کہنے لگے ابوالطیب نے دین و دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو اس میں نہ لکھدی ہو اسی طرح اس نے تدبیر ملک، سیاست مدن، اصلاح ملک و رعیت، محافظت وطن، خلفا کی اطاعت اور خلافت کے استحکام و بقا کی جس قدر مفید باتیں ہو سکتی تھیں وہ سب اس تحریر میں نہایت وضاحت سے لکھدی ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین و تاکید کر دی ہے لہٰذا اس کی نقلیں تمام عہدہ داروں کو تمام اطراف و جوانب ملک میں

بھیجی جائیں۔
اس عہد کو لیکر عبداللہ اپنے مستقر چلا گیا اور وہاں اس نے ان ہدایات پر پورا عمل کیا۔
اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے رقہ جاتے ہوئے اسحاق بن ابراہیم کو بغداد کے دونوں پلوں کا نگراں مقرر کیا نیز فوج خاصہ کی سرداری اور علاقہ بغداد کی اس نیابت پر جس پر اس کے باپ طاہر نے اسے اپنا خلیفہ بنایا تھا اپنا قائم مقام بنایا۔ اس سال عبیداللہ بن الحسن والی الحرمین کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے یمن کے بلاد عک میں خروج کیا اور آل محمد میں سے خلیفہ کے انتخاب کی تحریک کی۔

عبدالرحمٰن العلوی کا خروج

اس کے خروج کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یمن کے سرکاری عمّال نے بری روش اختیار کی تو لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی مامون کو اسکی اطلاع ہوئی انھوں نے دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کیساتھ

اس کے مقابلے پر بھیجا اور اس کے ساتھ عبدالرحمٰن کے لئے فرمان معافی بھی لکھکر بھیجدیا، دینار بن عبداللہ حج کے زمانے میں مکہ آیا حج سے فارغ ہوکر یمن روانہ ہوا اور عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا مامون نے اس کے لئے جو امان نامہ لکھا تھا وہ اسے دیدیا عبدالرحمٰن نے امان مان لی مامون کی اطاعت قبول کی اور دینار کے ہاتھ پر مامون کی بیعت کرلی دینار نے اسے مامون کے پاس بھجوادیا اس موقع پر مامون نے آل طالب کا دربار بند کردیا اور ان کو بھی سیاہ لباس پہننے پر مجبور کیا یہ جمعرات ذی قعدہ کی آخری شب کا واقعہ ہے۔

طاہر کی موت

اس سال طاہر نے انتقال کیا۔ مطہر بن طاہر بیان کرتا ہے کہ ذوالیمینین کو لو لگ گئی تھی وہ اپنے بستر پر مردہ پائے گئے ان کے دونوں چچا علی بن مصعب اور احمد بن مصعب ان کی عیادت کو گئے خدمت گار سے کیفیت پوچھی ان کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے خدمتگار نے کہا سوتے ہیں ابھی بیدار نہیں ہوئے کچھ دیر وہ دونوں ان کا انتظار کرتے رہے مگر جب بالکل صبح ہوگئی اور معمول کے مطابق نماز کا وقت بھی آخر ہوا اور اب بھی انھوں نے جنبش نہیں کی تو اب یہ دونوں پریشان ہوئے کہ کیا بات ہے اور انھوں نے خادم سے کہا کہ ان کو جگادو اس نے کہا میری یہ جسارت نہیں انھوں نے کہا ہمیں ان کے پاس لے چلو دونوں اندر گئے دیکھا رضائی لپیٹے پڑے ہیں اسے اپنے نیچے دبا رکھا ہے اور سر اور پاؤں ڈھکے ہوئے ہیں انھوں نے ان کو ہلایا مگر وہاں جنبش نہ ہوئی تب ان کا منہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرچکے ہیں یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ کس وقت موت واقع ہوئی کسی خدمت گار کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ کب

انتقال ہو گیا انھوں نے خدمت گار سے پوچھا کہ آخر تم نے ان کو کس حال میں چھوڑا تھا اور کب تک کی تم کو واقفیت ہے اس نے کہا کہ میرے سامنے انھوں نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی اور پھر رضائی اوڑھ لی اور پھر فارسی میں کہا در مرگ نیز مردی باید جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو موت کے وقت بھی مردانگی کی ضرورت ہے'

کلثوم بن ثابت بن ابی سعد جس کی کنیت ابو سعدہ تھی بیان کرتا ہے کہ میں خراسان کا عامل ٹپہ تھا اور جمعے کے دن ہمیشہ منبر کی جڑ میں بیٹھا کرتا تھا سنہ ۲۰۷ ہجری میں طاہر کی ولایت کو دو سال گزرے تھے جمعہ آیا طاہر نے منبر پر خطبہ پڑھا جب خلیفہ کا نام آیا تو بجائے اس کے کہ وہ ان کے لیے دعا مانگتا چپ ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ تو امت محمد کی حالت کی اصلاح اس طرح کر جس طرح تو نے اپنے اولیا کی حالت درست کی ہے ان کے اختلافات کو اتحاد سے بدل دے ان کی جانیں محفوظ رکھ انکے آپس کے تعلقات درست کر دے تا کہ کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ان میں فساد پیدا کرے یا ان پر یورشس کرنے کے لیے فوج جمع کرے

میں نے اپنے دل میں کہا چونکہ اس واقعہ کو میں چھپاؤں گا نہیں اس لیے سب سے پہلے میں قتل کیا جاؤں گا' میں نے گھبرا کر میت کا غسل کیا موتی کی ازار پہنی اس پر سے قمیص اور چادر پہنی اس طرح پورا کفن پہن لیا اور سیاہ لباس اتار پھینکا اور مامون کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی' نماز عصر پڑھ کر طاہر نے مجھے بلا بھیجا اس کی آنکھ کے پپوٹے اور کوے میں کوئی تکلیف پیدا ہوئی جس سے وہ مردہ زمین پر گر پڑا میں اس کے پاس سے چلا آیا آنے کے بعد طلحہ بن طاہر نے باہر نکلکر کہا کہ اسے واپس لاؤ واپس لاؤ لوگ مجھے واپس لے گئے طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جو واقعہ گزرا تھا لکھ دیا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا تو اب تم اس کی وفات کی اطلاع لکھ دو' طلحہ نے مجھے پانچ لاکھ درہم اور دو سو پارچے عطا کیے ہیں نے بارگاہ خلافت میں طاہر کی موت

اور اس کے بجائے طلحہ کی قیادت جیش کی اطلاع لکھ دی میر ادہ معروضہ جس میں اس نے طاہر کی خود مختاری کی اطلاع دی تھی صبح کے وقت مامون کو ملا انھوں نے اسی وقت ابن ابی خالد کو بلا کر کہا کہ ابھی خراسان جاؤ اور حسب وعدہ اور ضمانت اسے میری خدمت میں حاضر کرو، ابن ابی خالد نے کہا آج رات میں بسر کرلوں مامون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا تم کو سواری پر شب گزارنا پڑے گی مگر ابن ابی خالد نے اس قدر منت وسماجت کی کہ بالآخر انھوں نے ایک رات بسر کرنے کی مہلت دیدی رات کو ان کو وہ خریطہ ملا جس میں اس کی موت کی اطلاع تھی انھوں نے پھر ابن ابی خالد کو بلایا اور کہا کہ طاہر کا انتقال ہو گیا اب کون اس کا جانشین ہو اس نے کہا ان کا بیٹا طلحہ اس کا صحیح جانشین ہوگا مامون نے کہا بالکل درست ہے اچھا اس کی ولایت کا فرمان لکھدو، ابن ابی خالد نے باضابطہ اس کی صوبہ داری کا فرمان نافذ کردیا اور یہ طلحہ طاہر کے بعد مامون کے عہد میں سات سال مسلسل خراسان کا والی رہا پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا اور اب اس کی جگہ اس کا بھائی عبداللہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا، اس زمانے میں چونکہ یہ بابک کے مقابلہ پر متعین تھا اس وجہ سے وہ دینور میں مقیم تھا اور وہاں سے اپنی فوجیں بابک سے مقابلہ پر بھیجا کرتا تھا، جب مامون کو طلحہ کے مرنے کی اطلاع ملی انھوں نے یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے بھائی کی موت پر اس کی تعزیت کرے اور خود اس کے خراسان کا صوبہ دار مقرر ہونے پر مبارک باد دے، مامون نے عبداللہ کی جگہ علی بن ہشام کو بابک کے مقابلہ پر مقرر کردیا۔

عباس کہتا ہے کہ جس وقت طاہر کی خبر مرگ، مامون کو موصول ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم سے پہلے اسے موت آگئی۔

اپنے باپ طاہر کے مرنے کے بعد طلحہ کے والی خراسان مقرر

ہونے کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ
جمادی الاولیٰ میں جب طاہر نے انتقال کیا فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا
انھوں نے اس کے کچھ خزانے بھی لوٹ لیے سلام الابرش الخصی
نے ان کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے حکم سے
ان کو چھ ماہ کی تنخواہ دیدی گئی اس کے بعد مامون نے طاہر کی تمام
حکومت طلحہ کو بحیثیت قائم مقام عبداللہ بن طاہر کے سپرد کر دی
کیونکہ اس بیان کے راویوں کے قول کے مطابق مامون نے طاہر
کے مرنے کے بعد عبداللہ بن طاہر کو طاہر کے تمام علاقہ کی ولایت پر سرفراز
کیا تھا اور وہ اس وقت رقہ میں نصر بن شبث سے لڑ رہا تھا
خراسان کے ساتھ مامون نے شام کو بھی عبداللہ کے تحت دیدیا
تھا اور وہیں اس کی ولایت خراسان اور اس کے باپ کی تمام
خدمات پر سرفراز کیے جانے کا فرمان بھیجدیا۔ عبداللہ نے اپنے
بھائی طلحہ کو خراسان بھیجدیا۔ اور اسحق بن ابراہیم کو مدینۃ السلام
میں اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر طلحہ نے خراسان سے خود اپنے نام سے
مامون سے مراسلت شروع کی مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلحہ
کے معاملہ کی اصلاح کے لیے خراسان بھیجا احمد نے ماوراء النہر جا کر
اشروسنہ فتح کیا اور کاوس بن خاراخرہ اور اس کے بیٹے فضل کو
پکڑ کر دونوں کو مامون کی خدمت میں بھیجدیا۔ طلحہ نے ابن ابی خالد کو
تیس لاکھ درہم نقد دئے اور بیس لاکھ کا سامان دیا نیز اس نے احمد بن
ابی خالد کے کاتب ابراہیم بن العباس کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔

اس سال بغداد۔ بصرہ اور کوفے میں قحط پڑا جس کی وجہ سے
ایک قفیز (ہارونی ملجم) گیہوں کی قیمت چالیس سے پچاس درہم
ہو گئی' اس سال موسیٰ بن حفص طبرستان۔ رویان اور دنیاوند کا
والی مقرر کیا گیا۔ اس سال ابو عیسیٰ بن الرشید کی امارت
میں حج ہوا۔

۲۰۸ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

اس سال حسن بن الحسین بن مصعب حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو کر خراسان سے کرمان چلا آیا اور یہاں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ احمد بن ابی خالد اس کے پاس گیا اور اسے پکڑ کر مامون کے پاس لے آیا مامون نے اسے معاف کر دیا۔

اس سال کے ماہ محرم میں مامون نے محمد بن عبدالرحمٰن المخزومی کو عسکر مہدی کی قضا پر مقرر کیا اس سال محمد بن سماعۃ القاضی نے قضا سے استعفا دیدیا جو منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ قاضی مقرر ہوئے۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر ہونے کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن قضا سے علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ بشر بن الولید الکندی قاضی مقرر ہوئے محمد کی شکایت میں کسی شخص نے کچھ شعر بھی کہے۔ اس سال کے ماہ شعبان میں امین کے لڑکے موسیٰ کا انتقال ہوا اور فضل بن الربیع نے ذی قعدہ میں وفات پائی۔ اس سال صالح بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۹ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث کو محاصرہ میں لے کر

اس قدر عاجز کر دیا کہ اسے امان مانگنا پڑی جعفر بن محمد العامری کہتا ہے کہ
مامون نے ثمامہ سے کہا کہ مجھے اہل جزیرہ میں سے کوئی ایسا شخص بتاؤ
جو عقلمند ہو خوش بیان ہو اور تمام معاملات سیاسی کی پوری معرفت رکھتا
ہو تاکہ جو پیام میں اس کے ذریعہ نصر بن شبث کو بھیجوں وہ اسے بعینہ
اسے پہنچا دے، ثمامہ نے کہا جناب والا بنی عامر کا ایک شخص جعفر بن محمد
اس کا اہل ہے مامون نے کہا اسے میرے پاس پیش کرو جعفر کہتا ہے ثمامہ نے مجھے انکی
خدمت میں باریاب کیا انھوں نے مجھ سے بہت باتیں کیں اور حکم دیا کہ
میں ان کا پیام نصر بن شبث کو پہنچا دوں میں نصر کے پاس آیا جو اس وقت
سروج کے علاقہ میں مقام کفر عزون میں مقیم تھا میں نے مامون کا پیام
اسے پہنچا دیا نصر نے ان کی اطاعت قبول کر لی مگر چند شرطیں کیں منجملہ ان کے
ایک یہ تھی کہ میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گا، میں نے مامون سے آکر
سارا ماجرا بیان کیا وہ کہنے لگے کہ میں اس شرط کو کبھی منظور نہیں کروں گا
کہ وہ میرے پاس نہ آئے چاہے اس میں میری یہ نوبت ہی کیوں نہ ہو کہ
مجھے اپنی قمیص تک بیچنا پڑے وہ مجھ سے کیوں بھاگتا ہے اور وہ کیوں اسقدر
خائف ہے؟ میں نے کہا اپنے جرم کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے کہنے لگے
یہ کیا بات ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے نزدیک وہ فضل بن الربیع اور عیسیٰ
بن ابی خالد سے زیادہ مجرم ہے ایسا نہیں ہے تم کو معلوم ہے کہ فضل میرے
امرا - فوج - اسلحہ اور تمام ان چیزوں کو جو میرے باپ مجھے دے گئے تھے
لیکر میرے بھائی کے پاس چلا گیا اور مجھے مرو میں یکہ و تنہا بے یار و مددگار
چھوڑ آیا پھر اسی نے میرے بھائی کو میرا مخالف بنایا اور اس کے بعد
جو کچھ ہوا اسے سب جانتے ہیں جس کا مجھے نہایت ہی سخت رنج اور
ملال ہے، تم کو معلوم ہے عیسیٰ بن ابی خالد نے میرے ساتھ کیا کیا؟
اس نے میرے مختار عام کو میرے اور میرے آبا کے شہر سے نکال دیا
میرے خراج اور میری فئے پر قابض ہو گیا اس نے میرے عمال کر کو
میرے برخلاف برانگیختہ کر دیا اور اسی نے میرے بجائے ابراہیم کو

خلیفہ بنا کر بٹھایا اور میرے لقب سے اسے مخاطب کیا'

میں نے عرض کیا اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں فرمایا کہو میں نے کہا امیر المومنین فضل بن الربیع آپ کا دودھ شریک اور مولیٰ تھا آپ کے اور اس کے اسلاف کا ایک حال تھا اس لیے جو آپ کریں گے وہ بھی کرے گا تقریباً یہی حال عیسیٰ بن ابی خالد کا ہے کہ وہ آپ کے خاندان کے خاص لوگوں میں ہے اس کے پیشرو آپ کے پیشروؤں کے خاص اعوان و انصار تھے لہٰذا سے بھی اس بات کا گھمنڈ ہے مگر یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے کبھی آپ کی کوئی خدمت نہیں کی اور نہ اس کے اسلاف نے آپکے اسلاف کی کوئی مدد کی ہے کہ ان خدمات سابقہ کی وجہ سے اس کے اس جرم بغاوت کو محمول کیا جا سکے یہ تو بنی امیہ کے سپاہی ہمیشہ سے چلے آتے ہیں' مامون نے کہا اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر غیظ اور جذبۂ انتقام و عداوت کا کیا موقع ہے مگر بہر حال اس وقت تک تو میں اس کا پیچھا چھوڑوں گا نہیں جب تک کہ وہ یہاں میرے دربار میں حاضر ہو کر سلام نہ کرے۔ میں نصر کے پاس آیا اور میں نے اسے پوری بات سنا دی اس نے اپنے رسالہ کو ایک للکار سنائی جسے سنکر وہ جولانی کرنے لگے اس نے کہا مجھے ان پر افسوس آتا ہے کہ ان چار سو مینڈکوں یعنی جاٹوں پر جو ان کے زیر بازو ہیں ان کا اب تک قابو نہیں چلا بھلا وہ عرب کے ان شہسواروں پر قابو پا سکتے ہیں؟''

عبداللہ بن طاہر نے جب زیادہ سختی سے اس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے عاجز کر دیا تو اس نے امان کی درخواست کی جسے اس نے مان لیا اور وہ اپنا پڑاؤ چھوڑ کر ۲۰۹ ہجری میں عبداللہ بن طاہر کے پاس رقہ چلا آیا۔ اس سے پہلے جبکہ عبداللہ اس کی افواج کو شکست دے چکا تھا مامون نے اسے ایک خط لکھا تھا جس میں اسے اپنی اطاعت کے قبول کرنے اور اس سرکشی سے باز آجانے کی دعوت دی تھی مگر اس نے نہ مانا عبداللہ نے اس کی اطلاع مامون کو لکھ بھیجی مامون نے

جو خط نصر کو لکھا تھا وہ یہ ہے۔

"یہ خط مامون کی جانب سے ہے جسے عمرو بن مسعدہ نے لکھا ہے اما بعد اے نصر بن شبث تم طاعت کے فوائد اس کے اعزاز، اس کے سایہ کی برودت اور اس کی چراگاہ کے لطف سے واقف ہو اس کے برخلاف بغاوت میں جو ندامت اور خسارہ ہوتا ہے اس سے بھی واقف ہو اگرچہ اللہ نے تمہاری گرفت میں طوالت دی ہے مگر یہ ڈھیل اس شخص کی خاطر سے ہے جو اس بات کا جویاں ہے کہ تمہارے خلاف پوری طرح حجت قائم ہو جائے تاکہ پھر ایسی سزا تم کو دی جائے جو نافرمان باغیوں کے لیے ان کے بغاوت پر اصرار اور استحقاق کی وجہ سے دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو، مگر میں نے مناسب سمجھا کہ تم کو سمجھاؤں کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ جو کچھ میں تم کو لکھ رہا ہوں اس کو تم ایک موقع سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے صدق صدق ہے اور باطل باطل ہے اور بات انھیں سے کہی جاتی ہے جن کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے امیر المومنین کے کسی ایسے عامل سے تمہارا معاملہ نہ پڑا ہو گا جو تمہاری جان و مال عزت و آبرو کے لیے ہم سے زیادہ تمہارے لیے سودمند اور فائدہ رساں ہو یا وہ تم کو اس مصیبت سے نکالنے اور تمہاری خطا کو درگزر کرنے کے لیے ہم سے زیادہ بے چین اور خواہشمند ہو۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ پہلے یا بعد یا بیچ میں کونسی بات ایسی کی ہے کہ اس کی وجہ سے تم نے میری مخالفت پر اقدام کیا میرے مال پر قبضہ کیا اور جس ملک کی حکومت اللہ نے مجھے دی ہے اس پر تم حاکم بن بیٹھے اس دیدہ دلیری کے ساتھ اب تم یہ بھی چاہتے ہو کہ عیش و آرام اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا اس ذات پاک کی قسم جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے کہ اگر تم نے پھر میری اطاعت قبول نہیں کرلی تو تم کو اس کا تلخ خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور میں تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی پوری طاقت اور شوکت کے ساتھ

تم کو اور تمہارے اوباش اور بدمعاش و بدکردار انفار و اراذل کو قرار واقعی سزا دوں گا کیونکہ اگر فوراً شیطان کے پیروؤں کا قلع قمع نہ کر دیا جائے تو دنیا میں بڑا سخت فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ بہرحال اب بھی موقع ہے اور جس شخص نے عواقب لابد سے ڈر کر تنبہ اختیار کیا اس نے گویا اپنے سر سے الزام دور کر دیا والسلام"

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر پانچ سال تک نصر سے لڑتا رہا آخر کار اسے امان طلب کرنا پڑی عبداللہ نے مامون کو لکھا کہ میں نے نصر کا محاصرہ کر کے اسے بالکل تنگ کر دیا اور اس کے ہمراہیوں کے رؤساء کو قتل کر دیا لہذا اب اس نے امان کی درخواست کی ہے کیا حکم ہوتا ہے مامون نے حکم دیا کہ اس کی درخواست کے مطابق معاہدہ معافی لکھ کر دیدیا جائے عبداللہ نے یہ عہد امان اسے لکھ دیا۔

"اما بعد حق کے تسلیم کرنے کا موقع دینا یہ اللہ کا وہ طریقہ کار ہے جس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے اور انصاف کے ساتھ کسی کے خلاف کارروائی کرنا اللہ کا معاملہ ہو جاتا ہے جو غالب ہو کر رہتا ہے لہذا جو ایسا کرتا ہے اللہ اپنی تائید کے دروازے اس کے لیے کھول دیتا ہے اور تمام تمکین و قدرت کے اسباب اس کے لئے مہیا کر دیتا ہے، تم نے جو فتنہ و فساد کی آگ روشن کی ہے اس میں ان تین اغراض میں سے ایک غرض تمہاری ضرور رہی ہوگی، اس سے تمہاری غرض یا دین ہوگا یا دنیا یا محض جوش تہور میں ظالمانہ طور پر قوت و اقتدار حاصل کرنے کے لیئے تم نے یہ کام کیا ہوگا اگر اس شورش سے تمہاری غرض طلب دین ہے تو بہتر ہے کہ تم اس بات کو خود امیر المومنین پر واضح کر دو اگر تمہاری بات حق ہوگی تو وہ خوشی سے اسے قبول کریں گے کیونکہ اس دنیا میں ان کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ وہ حق و انصاف کے ساتھ ساتھ رہیں، اور اگر تمہاری یہ کوشش

دنیا طلبی کے لیئے ہے تو امیر المومنین سے اپنی حاجت بیان کرو کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس بات کے مستحق ہو اگر تم نے اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور اس کا پورا کرنا امیر المومنین کے امکان میں ہوا تو وہ ضرور اسے پورا کر دینگے کیونکہ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کبھی اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ کسی کو بھی اس کے حق سے محروم کر دیں اگرچہ وہ بات کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر تم نے اپنے تہور کے اظہار کے لیئے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے تو یاد رکھو کہ خود اللہ امیر المومنین کے لیے تمھاری اس ساری شوکت وسطوت کو خاک میں ملادے گا اور تم کو بھی اسی طرح تمھارے کیفر کردار کو پہنچائے گا جس طرح اس نے تم سے اگلوں کو سخت سزادی ہے جو تم سے بہت زیادہ طاقتور اور بہت زیادہ فوج و سپاہ کے مالک اور ساز و سامان اور مال و متاع سے بہرہ ور تھے مگر اللہ نے ان کو بالکل ہلاک و برباد کر کے وہ سزادی جو ظالموں اور بدنصیبوں کو دی جاتی ہے۔ امیر المومنین اپنے اس خط کو اس شہادت پر ختم کرتے ہیں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ صلعم اور تمھارے لئے اس بات کا عہد واثق کرتے ہیں اور ضامن ہوتے ہیں کہ تمھاری تمام گزشتہ خطائیں معاف کی جائیں گی ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ کی جائیگی تمھارے ساتھ تمھارے شایان سلوک کیا جائے گا اور تمھاری عزت کی جائیگی انشاء اللہ بشرطیکہ تم پھر ہماری اطاعت قبول کر کے ہماری طاعت میں داخل ہو جاؤ۔ والسلام"

اس امان کے بعد جب نصر بن شبث عبداللہ بن طاہر کے پاس جانے کے لیے اپنے مقام سے برآمد ہوا تو اس نے کیسوم کو منہدم کر کے برباد کر دیا۔

اس سال مامون نے صدقہ بن علی کو جو زریق کے نام سے مشہور ہے آرمینیہ اور آذربیجان کا والی مقرر کیا اور اسی کو بابک ...

لڑنے کے لیئے متعین کیا نیز اس نے اپنے بجائے ولایت ملکی کا کام انجام دینے کے لیے احمد بن الجنید بن فرزندی الاسکافی کو مقرر کر دیا مگر پھر یہ بغداد چلا آیا مگر پھر خرمیہ جماعت کے مقابلے پر پلٹ کر آ گیا اس مرتبہ بابک نے اسے گرفتار کر لیا اور اب انھوں نے آذربیجان پر ابراہیم بن اللیث بن الفضل التحی کو والی مقرر کیا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا، اس سال شہنشاہ روم میخائیل بن جرجس مر گیا اس نے نو سال حکومت کی رومیوں نے اس کے بیٹے توفیل بن میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

سنہ ۲۱۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر کو مامون کی خدمت میں بھیجا اور وہ دو شنبہ کے دن ۷ صفر کو بغداد آیا مدینۂ ابوجعفر میں اتارا گیا اور اس کی نگرانی کے لیئے عہدہ دار مقرر کر دیئے گئے،

اس سال مامون نے ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم الامام، ابن عائشہ کو، محمد بن ابراہیم الافریقی مالک بن شاہی فرج البغوازی اور دوسرے ان اشخاص کو جنھوں نے ابراہیم بن المهدی کی بیعت لینے میں بہت کوشش کی تھی عمران القطربلی کی انشاندہی پر پکڑ لیا ان کا پتہ پاتے ہی مامون نے سنیچر کے دن ۵ صفر کو اپنے آدمی بھیجکر ان سب کو گرفتار کرا لیا ابراہیم ابن عائشہ کے متعلق انھوں نے

حکم دیا کہ یہ ہمارے محل کے دروازے پر دھوپ میں تین دن مسلسل کھڑا
رکھا جائے پھر منگل کے دن کوڑوں سے اسے خوب پیٹا گیا اور پھر
محبس میں قید کر دیا گیا اس کے بعد مالک بن شاہی اور اس کے ساتھیوں
کو درے لگائے گئے اگرچہ پتہ دینے والوں نے ان تمام فوجی امرا سپاہی
اور دوسرے لوگوں کے نام لکھ کر مامون کو دیدیئے تھے جنھوں نے
اس کارروائی میں حصّہ لیا تھا مگر مامون نے ان میں سے کسی سے بھی اس وجہ
سے تعارض نہیں کیا کہ شاید لوگوں نے ناکردہ گناہوں کو ذاتی عداوت
کی وجہ سے اس جرم میں ملوث کر دیا ہو، ان لوگوں کا یہ بھی ارادہ تھا
کہ جب فوج نصر بن شبث کے استقبال کو جائے یہ پل کو توڑ ڈالیں
مگر اس کی عین وقت پر مخبری کر دی گئی اور وہ سب گرفتار کر لیے گئے
اس کے بعد نصر بن شبث تنہا بغداد میں داخل ہوا کوئی سپاہی اس کے
استقبال کیلئے نہیں بھیجا گیا یہ پہلے اسحٰق بن ابراہیم کے پاس ٹھہرایا گیا
اور پھر مدینۂ ابو جعفر میں منتقل کر دیا گیا۔

اس سال ۱۳ ربیع الاول شب یکشنبہ میں ابراہیم بن المہدی
گرفتار کر لیا گیا یہ نقاب ڈالے دو عورتوں کے ساتھ زنانے لباس
میں شب کے وقت کہیں جا رہا تھا ایک حبشی کوتوالی کے جوان
نے اسے پکڑا اور پوچھا تم کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہی ہو
ابراہیم نے اس لیے کہ وہ ان کو جانے دے اور کوئی بات دریافت
نہ کرے یاقوت کی ایک بیش بہا انگوٹھی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس
سپاہی کو دی جسے دیکھ کر وہ ان کی طرف سے مشتبہ ہو گیا اور اس نے
اپنے جی میں کہا کہ ضرور اس انگوٹھی کا مالک کوئی خاص اہمیت والا
شخص ہے وہ ان کو تھانہ دار کے پاس لیکر آیا تھانہ دار نے ان کو
منہ کھولنے کا حکم دیا ابراہیم نے اس سے انکار کیا تھانہ دار نے خود
نقاب الٹ دی اور اب ابراہیم کی داڑھی نمایاں ہو گئی وہ اسے
پل کے نگراں کے پاس لایا جس نے اسے شناخت کر لیا اب وہ اسے

مامون کے آستانے لے گیا اور ان کو ابراہیم کی گرفتاری کی اطلاع دی مامون نے حکم دیا کہ محل ہی میں اسے بحفاظت رکھا جائے اتوار کے دن صبح کو اسے مامون کے قصر میں بٹھایا گیا تاکہ بنو ہاشم امرائے عساکر اور سپاہ اسے دیکھ لے، سرکاری ملازمین نے اس کے مقنع کو جس کو اس نے اپنے چہرے کی نقاب بنایا تھا اس کی گردن میں لپیٹ دیا نیز اس برقع کو جو اس نے اوڑھ رکھا تھا اس کے صدر پر ڈال دیا تھا تاکہ لوگ دیکھیں کہ کس شان میں اسے گرفتار کیا گیا ہے، جمعرات کے دن مامون نے اسے احمد بن ابی خالد کے مکان میں منتقل کر کے انہی کے پاس اسے قید کر دیا اس کے بعد جب وہ حسن بن سہل کے پاس واسط گئے تو انھوں نے ابراہیم کو احمد کے ہاں سے نکالا اس پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ غالباً حسن بن سہل نے اس کی سفارش کی اس وجہ سے انھوں نے اس کی خطا معاف کر کے اسے آزاد کر دیا البتہ اب بھی اسے احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں دیدیا اور اس کے ساتھ ابن یحییٰ بن معاذ اور خالد بن یزید بن مزید کو بھی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا البتہ اس کے ساتھ یہ رعایت کی کہ اس کی ماں اور اہل و عیال کو اسی کے پاس رہنے کی اجازت دی وہ سوار ہو کر مامون کے محل کو آتا تھا مگر یہ نگران اس کی حفاظت کے لیے ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتے،

اس سال مامون نے ابراہیم ابن عائشہ کو قتل کر کے اسے سولی دے دی۔

ابراہیم ابن عائشہ کا قتل

مامون نے ابن عائشہ، محمد بن ابراہیم الافریقی دو شاطروں کو جن میں ایک کا نام ابو مسمار اور دوسرے کا عمار تھا فرج البغوازی

مالک بن شاہی اور ان کے اور بہت سے ساتھیوں کو جنھوں نے ابراہیم کے لیے بیعت لینے میں سعی کی تھی درّے لگوا کر جیل خانے میں قید کر دیا تھا ان میں سے صرف عمار کو اس لیے چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس نے جیل خانے میں اپنے ساتھیوں کے خلاف شہادت دی تھی کہ یہ لوگ اس معاملہ میں شریک جرم تھے چند روز کے بعد جیل کے ایک عہدہ دار نے ان کے متعلق یہ شکایت کی کہ یہ جماعت اندرون جیل ہنگامہ برپا کر کے جیل توڑنا چاہتی ہے اس سے ایک دن قبل انھوں نے یہ کیا کہ اندر سے جیل کے دروازے کو مسدود کر دیا اور کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جب رات ہوئی اور ان کا شور و شغب جیل کے محافظوں نے سنا انھوں نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون اسی وقت بذات خود وہاں آئے اور انھوں نے ان چاروں کو بلا کر بے بس کر کے انکی گردنیں ماردیں اس موقع پر ابن عائشہ نے مامون کو خوب ہی فاحش گالیاں سنائیں صبح کو یہ چاروں پل زیریں پر سولی چڑھا دیئے گئے بدھ کے دن صبح ابراہیم بن عائشہ کو سولی سے اتار کر کفن پہنایا گیا اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قریش کے مقابر میں دفن کر دیا گیا۔ ابن الافریقی کو سولی سے اتار کر خیزران کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا دوسروں کو اسی طرح سولی پر چھوڑ دیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے ابواسحٰق بن الرشید کے مکان لائے ابواسحٰق اس وقت مامون کے پاس تھا اس وجہ سے ابراہیم کو فرج الترکی کے پیچھے سوار کیا گیا اور جب وہ مامون کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے کہا آؤ ابراہیم اس نے کہا امیر المومنین صرف مقتول کے ولی کو قصاص کا اختیار ہے معافی عین تقویٰ ہے اور جو شخص اسباب شقاوت کے فریب کا شکار ہوا اس نے تو خود اپنے کو زمانے کی دشمنی کے حوالے کر دیا ہے اللہ نے آپ کو ہر خطا وار پر اسی طرح فوقیت دی ہے جس طرح اس نے ہر خطاکار کو آپ سے پست کیا ہے

اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف فرمادیں تو یہ آپ کا فضل و احسان ہے، مامون نے کہا ابراہیم ہم نے تم کو معاف کر دیا ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور سجدۂ شکر میں گر پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس مضمون کو ابراہیم نے روپوشی کے زمانے میں لکھ کر مامون کی خدمت میں بھیجا تھا مامون نے رقعہ کے حاشیے پر اپنے قلم سے یہ لکھا "قدرت، جوشِ انتقام کو فرو کر دیتی ہے، ندامت توبہ ہے اور ان دونوں کی وجہ سے اللہ کی معافی حاصل ہوتی ہے اور وہ ہماری تمام درخواستوں سے زیادہ بڑی اور اہم ہے، ابراہیم نے مامون کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور جب اسے مامون کو سنایا تو انھوں نے کہا کہ میں اس موقع پر وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین"

ترجمہ:۔ آج تم کو کوئی بری بات نہیں کہی جاتی اللہ تمہاری خطا معاف کر دے گا اور وہ بہت ہی مہربان ہے۔

اس سال کے رمضان میں مامون نے بوران بنت الحسن بن سہل کو اپنے حرم میں داخل کیا۔

مامون کا بیاہ بوران سے

بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون حسن بن سہل کی چھاؤنی کو آنے کے لیے فم الصلح روانہ ہوئے تو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ مامون بغداد سے بوران کو بیاہنے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے اور حسن کے دروازے پر انھوں نے لنگر ڈالا عباس بن مامون اپنے باپ سے پہلے خشکی کے راستے وہاں آ چکا تھا

حسن نے اپنی فرودگاہ سے بڑھ کر دجلے کے کنارے ایک مقام میں جہاں اس کے لیے ایک محل بنایا گیا تھا اس کا استقبال کیا اسے دیکھتے ہی عباس گھوڑے سے اترنے لگا مگر حسن نے اسے حلف دیکر اس سے روکدیا جب وہ دونوں برابر آگئے تو اب حسن اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اترنے لگا مگر اس مرتبہ عباس نے امیر المومنین کے حق کا واسطہ دیکر اس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر حسن نے نہ مانا وہ اترا اور اس نے عباس کو سواری کی حالت میں گلے لگا لیا پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اب وہ دونوں ایک ساتھ حسن کے مکان آئے، مامون اس سال ۲۱۰ھ ہجری کے ماہ رمضان میں مغرب کے وقت حسن کے ہاں پہنچے اور یہاں انھوں نے اور حسن اور عباس نے افطار کیا دینار بن عبداللہ اپنے قدموں کھڑا رہا افطار سے فارغ ہو کر انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے مامون نے شراب منگوائی ایک سنہری جام پیش کیا گیا اس میں شراب ڈالی گئی مامون نے پہلے خود پی پھر شراب کا ایک جام اپنے ہاتھ سے حسن کی طرف بڑھایا حسن نے اس کے پینے میں پس و پیش کیا کیونکہ اس سے قبل اس نے کبھی شراب نہیں پی تھی دینار بن عبداللہ نے حسن کو آنکھ کا اشارہ کیا اس پر حسن نے کہا امیر المومنین میں آپ کے حکم اور اجازت کی وجہ سے پئے لیتا ہوں مامون نے کہا اگر میرا حکم نہ ہوتا تو میں کیوں تمھاری طرف ہاتھ بڑھاتا، حسن نے جام اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے پی گیا۔

دوسری رات میں محمد بن حسن بن سہل اور عباسہ بنت الفضل ذی الریاستین کی شادی کی گئی، تیسری شب میں مامون بوران کے پاس آئے اس وقت اس کے پاس حمدونہ، ام جعفر، اور بوران کی دادی بھی موجود تھیں جب مامون رسم جلوہ کے لیے مسند پر اس کے پاس بیٹھے اس کی دادی نے ایک ہزار موتی جو سونے کی کشتی میں رکھے تھے ان پر نچھاور کیے مامون نے حکم دیا کہ ان کو جمع کر لیا جائے اور بوران

کی دادی سے پوچھا کہ یہ کتنے تھے اس نے کہا ایک ہزار جمع کئے جانے کے بعد انھوں نے ان کو شمار کرایا تو دس کم نکلے مامون نے کہا جس نے لیے ہوں وہ دیدے لوگوں نے کہا حسین زجلہ نے لیے ہیں مامون نے اسے حکم دیا کہ واپس کردے مگر اس نے کہا امیرالمومنین یہ تو نثار ہی اس لیے کیے گئے ہیں کہ ہم ان کو لوٹ لیں مامون نے کہا ہاں معلوم ہے مگر تم اس وقت دیدو ہم اس کا معاوضہ کردینگے اس نے واپس لادئے مامون نے ان کو پھر اسی طرح کشتی میں جما دیا جس طرح کہ وہ پہلے تھے اور اب اس کشتی سے بوران کی گود بھری گئی مامون نے کہا لو یہ تمھارا مہر ہے اس کے علاوہ اور جو چاہتی ہو کہو وہ تو خاموش رہی اس کی دادی نے اس سے کہا کہ جب تمھارے آقا تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی ضروریات ان سے بیان کرو تو کیوں نہیں کہتیں۔ اس نے مامون سے درخواست کی کہ ابراہیم بن المہدی کی خطا معاف کردیں مامون نے کہا میں نے ان کو معاف کیا اب اس نے کہا کہ آپ ام جعفر کو حج کی اجازت دیں مامون نے اسے اجازت دے دی، ام جعفر نے بوران کو ایک امویہ بگلوس پہنایا اسی رات مامون بوران کے ہاں شب باش ہوئے اس رات میں عنبر کی ایک اتنی بڑی شمع روشن کی گئی جس کے سنہری توڑے میں چالیس من عنبر تھی مامون نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ اسراف ہے صبح کو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بلایا وہ دجلے کے کنارے پیدل چلکر ایک موٹا لبادہ پہنے اور منڈاسا باندھے آستانۂ خلافت آیا جب سراپردہ اٹھا اور مامون برآمد ہوئے تو ابراہیم زمین پر گر پڑا مامون چلائے چچا جان آپ متردد نہ ہوں میں نے آپ کو معاف کردیا۔ ابراہیم ان کے پاس آیا اور اب وہ خلافت کی تسلیمات بجالایا اور اس نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنا قصیدہ سنایا۔ مامون نے خلعت منگوائی اسے دوسرے مرتبہ خلعت سرفراز کی سواری دی اور تلوار حمائل کی ابراہیم ان کے پاس سے چلا آیا اور باہر آکر اس نے سب کو سلام کیا اور پھر وہ اپنے مقام کو واپس بھیجدیا گیا۔

مامون سترہ دن حسن کے مہمان رہے اس اثنا میں روزانہ ان کے تمام مصاحبین کے لیے جملہ ضروریات حسن کی طرف سے مہیا کی جاتی تھیں جس انہوں نے تمام امرا کو ان کے درجے اور مرتبے کے مناسب خلعت اور صلے دئے اس میں اس کے پانچ کرور درہم خرچ ہوئے، وہاں سے واپس ہوتے ہوئے مامون نے غسان بن عباد کو حکم دیا کہ وہ فارس کی آمدنی سے ایک کرور نقد حسن کو دے اس کے علاوہ انھوں نے صلح کو اس کی جاگیر میں دے دیا، یہ رقم چونکہ غسان کے پاس موجود تھی اس نے وہیں اسے حسن کے حوالے کر دیا حسن نے دربار کیا اور اس میں اس رقم کو اس نے اپنے امرا عہدہ دار، مصاحبین اور خدم حشم میں تقسیم کر دیا، مامون جب بغداد جانے لگے حسن نے دور تک ان کی مشایعت کی اور پھر وہ صلح کے دہانے چلا آیا۔

احمد بن الحسن بن سہل بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس شادی کے موقع پر حسن بن سہل نے بہت سے رقعوں پر اپنی زمینوں اور املاک کے نام لکھ کر ان کو امرا اور بنی ہاشم میں نثار کر دیا جس کے ہاتھ جو رقعہ آیا اس نے وہ جائداد اسے دے دی۔

ابوالحسن علی بن الحسین بن عبدالاعلیٰ کاتب بیان کرتا ہے کہ ایک دن حسن بن سہل نے مجھ سے اُم جعفر کی چند باتیں بیان کیں اس نے اس کی عقل و فراست کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ایک دن مامون نے فم الصلح کے مقام پر جبکہ وہ ہمارے ہاں آئے تھے اس سے اور حمدونہ بنت عضیض سے دریافت کیا گیا کہ بوران پر تم نے کس قدر خرچ کیا حمدونہ نے کہا میں نے ڈھائی کرور خرچ کیے ام جعفر نے اس سے کہا کہ تم نے تو کچھ بھی خرچ نہیں کیا اس شادی میں میں نے تین کرور پچاس لاکھ سے تین کرور ستر لاکھ تک خرچ کئے ہیں،" پھر حسن بن سہل نے کہا ہم نے مامون کے لیے عنبر کی دو شمعیں تیار کی تھیں جس رات کو مامون بوران کے پاس آئے وہ شمعیں روشن کی گئیں ان میں سے بے حد دھواں نکلا

مامون نے کہا کہ اس دھوئیں سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے ان کو اٹھا دو اور دوسری معمولی شمع لائی جائے۔ اس روز ام جعفر نے صلح کو بوران کی جاگیر میں دیدیا اور اس طرح یہ مقام پھر میری ملکیت میں آگیا اس سے قبل بھی یہ میرا تھا مگر ایک روز یہ واقعہ ہوا تھا کہ حمید الطوسی نے مجھے آکر چار شعر ذوالریاستین کی مدح میں سنائے میں نے اس سے کہا کہ میں اس قصیدے کو ان کو بھیج دیتا ہوں اور وہاں سے تمہاری مدح کے صلہ کے آنے تک اپنی طرف سے سردست یہ صلح تم کو جاگیر میں دئے دیتا ہوں چنانچہ میں نے اس مقام کو حمید کو دیدیا مگر پھر مامون نے اسے ام جعفر کو دیا اور اب اس شادی کے موقع پر ام جعفر نے اسے ہدیۃً بوران کو دیدیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے تک نہ حسن بن سہل کے ہاں پردے اٹھائے جاتے تھے اور نہ اس کے سامنے سے شمع ہٹائی جاتی تھی البتہ جب وہ آفتاب دیکھ لیتا تھا تب شمع کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیتا تھا۔ وہ بہت ہی توہم پرست تھا اس لیے روزانہ صبح کو شگون لیتا تھا اس بات کو پسند کرتا تھا کہ صبح کو جو اس کے پاس جائے وہ یہ کہے کہ ہم نے رات بڑی فرحت اور سرور میں بسر کی ہے اور جنازہ یا کسی کی موت کی خبر کو ناپسند کرتا تھا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا تو کسی نے اس سے کہا کہ علی بن الحسین نے آج اپنے بیٹے حسن کو کاتبوں میں داخل کردیا ہے اس نے مجھے آواز دی میں اپنے گھر پلٹ آیا میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں بیس ہزار درہم نقد جو بطور ہبہ حسن کو بھیجے گئے تھے موجود ہیں اور اسی کے ساتھ بیس ہزار درہم کا وثیقہ بھی ہے اس کے علاوہ اس نے اپنی بصرے کی زمین میں سے اتنی زمین مجھے دی تھی جس کی قیمت پچاس ہزار دینار اندازہ کی گئی تھی بعد میں یہ زمین بغا الکبیر نے مجھ سے چھین کر اپنی زمین میں شامل کرلی۔

ابو حسان الزیادی بیان کرتا ہے کہ جب مامون حسن کے ہاں آئے تو بوران سے شادی کرنے کے بعد کئی دن تک مقیم رہے اس تمام

سفر اور قیام میں چالیس دن صرف ہوئے ۱۱ر شوال جمعرات کے دن وہ بغداد واپس آ گئے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ ۸ر رمضان کو مامون فم الصلح حسن کے ہاں آئے اور جب شوال ۲۱۰ھ ہجری کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں وہاں سے واپس ہوئے۔

اس سال یوم الفطر میں حمید بن عبدالحمید نے انتقال کیا اسکی جاریہ عزل نے اس کا درد آمیز مرثیہ لکھا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا اور عبیداللہ بن السری بن الحکم اس کی امان میں آ گیا۔

عبداللہ بن طاہر کی فتح مصر اور عبیداللہ کی امان طلبی

جب عبداللہ بن طاہر کو نصر بن شبث العقیلی سے فراغت ہو گئی اور اس نے اس کو مامون کی خدمت میں بغداد بھیجدیا اور وہ وہاں پہنچ گیا تو اب اسے مامون کے کئی خط موصول ہوئے جن میں اسے مصر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔

احمد بن محمد بن مخلد نے جو ان دنوں مصر میں تھا بیان کیا ہے کہ عبداللہ نے مصر کے قریب پہنچ کر ایک منزل سے اپنے ایک سردار کو اس لئے مصر کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی فرودگاہ کے لئے کوئی مناسب مقام تلاش کرے ابن السری نے مصر کے گرد خندق بنائی تھی جب اسے عبداللہ کے سردار کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی سپاہ کی ایک ایسی جمعیت کو لے کر جس نے اس کے مقابلہ پر جانے کی آمادگی ظاہر کی

اُس سردار کے مقابلے کے لیئے بڑھا دونوں کا مقابلہ ہوا عبداللہ کے سردار کے ساتھ اس موقع پر چونکہ بہت کم جمعیت تھی اس لئے عارضی طور پر وہ پسپا ہو گئے انھوں نے ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن طاہر کو اس طرح اپنے ابن السّری سے مقابلہ ہو جانے کی اطلاع دی عبداللہ نے اپنے پیادوں کو خچروں پر سوار کیا ایک خچر پر دو دو آدمی بٹھائے اور ان کو رسالہ کے پہلو بہ پہلو مقابلہ پر روانہ کیا یہ فوج نہایت سرعت سے بڑھتی ہوئی اپنے سردار اور ابن السّری کے پاس پہنچ گئی اور ان کے صرف ایک حملہ سے ابن السّری اور اس کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی ابن السری کے بیشتر آدمی خندق میں گر پڑے اور اس طرح خندق میں ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ ہلاک ہو گئے جتنے کہ تلوار سے قتل ہوئے تھے، ابن السّری شکست کھا کر فسطاط میں چلا آیا یہاں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا عبداللہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کے ہتھیار رکھنے تک اس نے کوئی لڑائی عبداللہ سے نہیں لڑی۔

ابن ذی القلمین کہتا ہے کہ جب عبداللہ مصر آیا اور ابن السّری نے اسے داخل ہونے سے روکا اس وقت اس نے ایک رات ایک ہزار خادم اور چھوکریاں جن میں سے ہر ایک خادم کے ساتھ ایک ہزار دینار ریشمی تھیلیوں میں تھے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجیں، مگر عبداللہ نے اس رشوت کو رد کر دیا اور لکھا کہ اگر میں تمھارے اس ہدیہ کو دن کے وقت قبول کر سکتا تو رات کے وقت بھی قبول کر لیتا اور اس کے ساتھ ہی کلام پاک کی یہ آیت لکھ دی بل انتم بھدیتکم تفرحون۔

ارجع الیھم فلناتینھم بجنود لا قبل لھم بھا ولنخرجنھم منھا اذلۃ وھم صاغرون۔ ترجمہ:- تم اپنے تحائف پر اتراتے ہو ان کے پاس واپس جاؤ ہم ایسی فوجوں سے ان پر دھاوا کرینگے جن کے مقابلہ کی طاقت ان میں نہ ہوگی اور اس شہر (سبا) سے ان کو ذلیل کر کے نکال دیں گے)

یہ تحریر پڑھ کر ابن السّری نے اب اس سے امان طلب کی اور اس کے پاس چلا آیا۔

ابو السمرأ بیان کرتا ہے کہ ہم امیر عبداللہ بن طاہر کے ساتھ مصر جا رہے تھے جب ہم رملہ اور دمشق کے درمیان تھے کہ ایک اعرابی شیخ جو اسلاف کی یادگار تھا اور ایک فاختئی رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اچانک ہمارے سامنے آیا اس نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ میں اسحٰق بن ابراہیم الرافقی اور اسحٰق بن ابی ربعی امیر کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے اس روز ہمارے گھوڑے بھی امیر کے گھوڑے سے بہتر تھے اور ہم نے لباس بھی ان سے زیادہ اچھا پہن رکھا تھا وہ اعرابی غور سے ہمارے چہرے دیکھنے لگا میں نے اس سے کہا اے شیخ تم نے اسقدر غور سے جو ہمارے چہروں کو دیکھا تو کیا دیکھا کچھ پہچانا یا کوئی بری بات نظر پڑی اس نے کہا ہرگز نہیں نہ میں نے آج سے پہلے تم کو دیکھا تھا نہ کسی بدنظری سے میں نے تم کو دیکھا ہے مگر میں نہایت عمدہ قیافہ شناس ہوں اور لوگوں کی خصوصیات کو خوب جانتا ہوں میں نے اسحٰق بن ابی ربعی کی طرف اشارہ کر کے کہا اچھا اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا

اریٰ کاتباً داھی الکتابۃ بیّن　٭　علیہ وتادیب العراق منیرہ

لہ حرکات قد یشاہدن انّہ　٭　علیم بتقسیط الخراج بصیر

ترجمہ:- میں ایک کاتب کو دیکھ رہا ہوں جس پر اہلکارانہ چالاکی اور عراق کی تادیب نمایاں ہے اس کی حرکات بتاتی ہیں کہ یہ خراج کے معاملات سے بہت واقف ہے۔

اس کے بعد اس نے اسحٰق بن ابراہیم الرافقی کو دیکھا اور یہ شعر کہے،

وَمُظْهِرُ نُسْكٍ مَا عَلَيْهِ ضَمِيرُهُ ÷ يُحِبُّ الْهَدَايَا بِالرِّجَالِ مَكُورُ

إِخَالُ بِهِ جُبْنًا وَبُخْلًا وَشِيمَةً ÷ تُخَبِّرُ عَنْهُ أَنَّهُ لَوَزِيرُ

ترجمہ:- ظاہر میں یہ متقی نظر آتا ہے مگر بدنیت ہے چاہتا ہے کہ لوگ تحائف اسے دیا کریں نہایت چالاک ہے میرا خیال ہے کہ اس کی بزدلی بخل اور بدخلقی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ یہ ضرور وزیر ہے۔

پھر اس نے مجھے دیکھا اور یہ شعر پڑھے،

وَهٰذَا نَدِيمٌ لِلْأَمِيرِ وَمُؤْنِسٌ ÷ يَكُونُ لَهُ بِالْقُرْبِ مِنْهُ سُرُورُ

إِخَالُهُ لِلْأَشْعَارِ وَالْعِلْمِ رَاوِيًا ÷ فَبَعْضُ نَدِيمٍ مَرَّةً وَسَمِيرُ

ترجمہ:- اور یہ شخص امیر کا ندیم اور دوست ہے جس کی قربت سے سرور ملتا ہے میرا خیال ہے کہ یہ اشعار اور علم کا راوی ہے اور بعض مرتبہ ایک ہی شخص ندیم ہوتا ہے اور افسانہ گو۔

پھر امیر کو دیکھ کر اس نے یہ شعر پڑھے،

وَهٰذَا الْأَمِيرُ الْمُرْتَجٰى سَيْبُ كَفِّهِ ÷ فَمَا إِنْ لَهُ فِيمَنْ رَأَيْتُ نَظِيرُ

ترجمہ:- یہ ایسا امیر ہے جس سے سب بھلائی کی اُمید رکھتے ہیں میری نظر سے اب تک اس کی نظیر نہیں گزری

عَلَيْهِ رِدَاءٌ مِنْ جَمَالٍ وَهَيْبَةٍ ÷ وَوَجْهٌ بِإِدْرَاكِ النَّجَاحِ بَشِيرُ

ترجمہ:- وہ حسین اور بارعب ہے اس کا بشرہ کامیابی کا مخبر ہے،

لَقَدْ عُصِمَ الْإِسْلَامُ مِنْهُ بِذَائِدٍ ÷ بِهِ عَاشَ مَعْرُوفٌ وَمَاتَ نَكِيرُ

ترجمہ:- اللہ نے اسلام کو اس نے بچایا ہے اس کی وجہ سے نیکی زندہ اور بدی مردہ ہوئی۔

الا انما عبداللہ بن طاہر ٭ لنا والد بر بنا و امیر

ترجمہ: - ہو نہ ہو یہ عبداللہ بن طاہر ہے جو باپ کیطرح ہم پر مہربان ہے اور ہمارا فرمانروا ہے۔
اس کلام کو سن کر عبداللہ بن طاہر بہت خوش ہوا اسے پانسو دینار دلوائے
اور مصاحبت کا حکم دیا۔

حسن بن یحییٰ الفہری کہتا ہے کہ جب ہم عبداللہ کے ساتھ سلمیہ اور حمص کے درمیان جا رہے تھے ہمیں بطین الحمصی شاعر ملا اور اس نے راستے پر ٹھیر کر عبداللہ بن طاہر کی مدح میں ایک قصیدہ سنایا اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے اپنا نام بتایا عبداللہ نے غلام کو حکم دیا دیکھو اس نے کتنے شعر کہے ہیں اس نے کہا سات عبداللہ نے اسے سات ہزار درہم یا سات سو دینار دلوادئے یہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا مصر اور اسکندریہ میں بھی ساتھ تھا مگر اسکندریہ میں وہ اور اس کا گھوڑا ایک بدرو میں گر پڑے اور وہیں وہ مر گیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے اسکندریہ فتح کیا اور جن اہل اندلس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس نے ان کو وہاں سے بے دخل کر کے نکال دیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ نے ۲۱۲ھ ہجری میں اسکندریہ فتح کیا تھا۔

فتح اسکندریہ

مصر کے کئی شخصوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جبکہ مصر میں تمام لوگ جروی اور ابن السری کے ہنگاموں میں منہمک تھے اہل اندلس کی ایک بڑی جماعت جس کا رئیس ابو حفص تھا براہ بحر روم جہازوں پر اسکندریہ آئی اور وہاں لنگر انداز ہو گئی اور عبداللہ بن طاہر کے مصر آنے تک بدستور اسکندریہ میں مقیم رہی۔

یونس بن عبدالاعلیٰ کہتا ہے مشرق سے ایک بہادر جوانمرد یعنی عبداللہ بن طاہر اس وقت ہمارے پاس مصر آیا جبکہ ہمارے ہاں ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا ہمارے ہر علاقے پر کسی ایک نے قبضہ کر رکھا تھا ہر طرف طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے تمام لوگ سخت تکلیف و مصیبت میں تھے اس جوانمرد نے یہاں آکر ہر طرف امن و امان قائم کیا بے خطا کو اطمینان اور خطا کار کو سزا دی اور پھر سب نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔

عبداللہ بن وہب کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن لہیعہ نے یہ حدیث روایت کی مگر اسی کے ساتھ کہا کہ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ اس سے قبل اس نے یہ بات مجھ سے کہی تھی یا نہیں کیونکہ جو کتابیں ہم نے پڑھی ہیں اس میں تو ہمیں یہ حدیث نہیں ملی وہ یہ ہے کہ مشرق میں اللہ کی ایک فوج رہتی ہے جو شخص بھی اللہ کی مخلوق میں سے اس کے خلاف سرکشی کرتا ہے اللہ اس فوج کو بھیج کر اپنا انتقام اس سے لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن وہب راوی کہتا ہے کہ وہ حدیث لفظاً یہی تھی یا اس کے ہم معنیٰ۔

عبداللہ بن طاہر نے مصر آکر اندلسیوں اور دوسرے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ جا ملے تھے مبارزت نامہ بھیجا کہ اگر اطاعت قبول نہیں کرتے تو جنگ کے لیئے آمادہ ہو جاؤ مگر انھوں نے اس کی شرط مان لی اور اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ کر کسی رومی علاقے میں جو اسلامی ممالک میں نہ ہوگا چلے جاتے ہیں عبداللہ بن طاہر نے اس درخواست کو مان لیا اور وہ اسکندریہ کو چھوڑ کر جزیرہ کریٹ آگئے اسی کو انھوں نے اپنا وطن بنا لیا اور وہیں مستقل طور پر اقامت گزیں ہو گئے ان کی اولاد آج تک وہاں باقی ہے۔

اس سال اہل قم نے سرکار سے بغاوت کر کے زر مالگزاری دینے سے انکار کر دیا۔

اہل قم کی بغاوت

اس بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے اس رقم خراج (بیس لاکھ) کو جو ان پر عائد تھا بہت زیادہ خیال کیا اور اس کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ مامون جب خراسان سے عراق آتے ہوئے رے ٹھیرے تو انھوں نے اہل رے کا خراج بہت کچھ کم کر دیا جیسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس بنا پر اہل قم کی بھی یہ خواہش ہوئی کہ ان کی مالگزاری رے کی طرح کم کی جائے انھوں نے اس کے لئے مامون کی خدمت میں عرضداشت پیش کی اور شکایت کی کہ یہ مالگزاری بہت زیادہ ہے مامون نے ان کی درخواست نہیں مانی انھوں نے زر لگان دینے سے انکار کر دیا۔ مامون نے علی بن ہشام کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا پھر عجیف بن عنبسہ کو اس کی امداد کے لیے روانہ کیا حمید کا ایک سردار محمد بن یوسف الکنج خراسان سے آتے ہوئے قوص آیا تھا کہ مامون نے اسے بھی لکھدیا کہ تم بھی علی بن ہشام کے ساتھ جا کر اہل قم سے لڑو علی ان سے لڑا اور ان پر اسے فتح ہوئی اس نے یحیی بن عمران کو قتل کر دیا قم کی فصیل منہدم کر دی اور جبکہ وہ بیس لاکھ ہی سے نالاں تھے ان پر ستر لاکھ خراج عائد کیا۔

اس سال شہریار بن شروین مر گیا اس کا بیٹا سابور اس کا جانشین ہوا مگر مازیار بن قارن نے اس کی جانشینی کو نہ مانا اور اس سے نزاع کر کے قید کیا اور پھر قتل کر دیا اس طرح جبال مازیار بن قارن

کے ہاتھ آگیا۔
اس سال صالح بن العباس بن محمد والی مکہ کی امارت میں حج ہوا

سنہ ۲۱۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبید اللہ بن السّری امان لیکر عبد اللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا اور وہ مصر میں داخل ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعات سنہ ۲۱۰ ہجری میں پیش آئے،

کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن السّری جبکہ صفر سنہ ۲۱۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں سنیچر کے دن عبد اللہ بن طاہر کے پاس آیا اور جبکہ رجب سنہ ۲۱۱ ہجری کے ختم ہونے میں سات راتیں رہگئی تھیں بغداد لایا گیا اور مدینۃ ابو جعفر میں اتارا گیا اور عبد اللہ بن طاہر مصر میں وہاں کے والی کی حیثیت سے رہا وہ تمام شام اور جزیرہ کا بھی والی تھا۔

طاہر بن خالد بن خالد بن نزار الغسّانی کہتا ہے کہ جب عبد اللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا مامون نے اسے ایک خط لکھا اور اس کے نیچے یہ شعر لکھے،

أخی انت ومولائی ❊ ومن اشکر نعماہ

تم میرے بھائی اور دوست ہو اور تمھارے احسانات کا میں شکر گزار ہوں۔

فما احببت من امرٍ ❊ فانی الدھر اھواہ

تم جس بات کو پسند کرو مدت العمر میں بھی وہی چاہوں گا،

وما تکرہ من شیٍ ❊ فانی لست ارضاہ

اور جس بات کو تم ناپسند کرو میں بھی اسے کبھی پسند نہیں کروں گا،

لک اللہ علیٰ ذاک ❊ لک اللہ اکل اللہ

اور میں اس بات کا عہد اللہ کے سامنے کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں۔

عطأ صاحب المظالم سے روایت ہے کہ مامون کے بھائیوں میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ امیر المومنین یہ عبداللہ بن طاہر بھی اپنے باپ کی طرح اولاد ابی طالب کی طرف میل رکھتا ہے مامون نے کہا ایسا نہیں ہے مگر اس شخص نے دوبارہ وہی بات کہی اب مامون نے ایک شخص کو اپنا جاسوس بنا کر عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا اسے حکم دیا کہ تم قرأ اور زاہدوں کی ہیئت بنا کر مصر جاؤ اور وہاں کے عمائد کو قاسم بن ابراہیم بن طباطبا کی خلافت کے لئے دعوت دو اس کے مناقب علم اور فضائل بیان کرو اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کے کسی ہمراز تک رسائی پیدا کر کے اس سے ملو اور اسے بھی اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دو اس کے لئے اسے ترغیب و تحریص دلاؤ اور اس طرح اس کی دلی نیت و منشا سے پوری طرح آگاہی حاصل کر کے مجھے اس سے اطلاع دو۔

اس شخص نے حسبِ عمل کیا اور جب اس نے مصر کے عمائد اور روسا کو اپنی دعوت پہنچا دی اس کے بعد ایک دن وہ عبداللہ بن طاہر کے دروازے آکر بیٹھ گیا اس وقت وہ صلح و امان کے بعد عبداللہ بن السری سے ملنے گیا ہوا تھا جب وہ واپس آیا تو یہ شخص اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اپنی آستین سے ایک رقعہ نکال کر عبداللہ بن طاہر کو دیا

اس نے اسے ہاتھ میں لے لیا اور اندر جاتے ہی حاجب کو بھیجا کہ اس شخص کو بلا لائے یہ اس کے پاس آیا عبداللہ بن طاہر اس وقت اپنی مسند پر متمکن تھا اس کے اور زمین کے درمیان سوائے اس جاسوس کے اور کوئی نہ تھا عبداللہ نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا رکھے تھے اور وہ موزے پہنے تھا اس نے کہا تمھارے رقعے کے مضمون سے میں آگاہ ہو گیا اب جو کچھ اور تم کو زبانی کہنا ہو بیان کرو اس نے کہا اس شرط پر کہ آپ اللہ کے سامنے مجھ سے امان کا وعدہ کریں عبداللہ نے کہا ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو گزند نہیں پہنچے گا۔ اب اس نے اپنے آنے کی اصلی غرض اس سے بیان کی اسے قاسم کے لیے دعوت دی اس کے فضائل علم اور زہد کا ذکر کیا عبداللہ نے کہا تم میری بات بھی سنو گے اس نے کہا ضرور عبداللہ نے کہا کیا اللہ کا شکر بندوں پر واجب نہیں اس نے کہا ہے عبداللہ نے کہا کیا بندے اگر ایک دوسرے کے ساتھ احسان و اکرام کریں اس کا شکر واجب نہیں اس نے کہا ہے عبداللہ نے کہا تو پھر تم کیوں اس دعوت کو لے کر میرے پاس آئے تم نہیں دیکھتے کہ میں کس قدر ترفہ اور نعمتوں میں غرق ہوں میرا حکم مشرق و مغرب میں نافذ ہے کوئی اس سے سرتابی نہیں کر سکتا ہر جگہ میرا بول بالا ہے پھر اپنے چاروں طرف جدھر میری نظر پڑتی ہے میں ہر سمت ایک شخص کے انعام سے اپنے کو محصور پاتا ہوں میری گردن اس کے احسان سے زیر بار ہے اس کی سخاوت اور کرم کے کرشمے میرے اوپر نمایاں اور درخشاں ہیں تم مجھے اس نعمت اور احسان کی ناسپاس گزاری کی دعوت دینے آئے ہو اور مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہو کہ میں اس شخص سے بد عہدی کروں جس کا اول و آخر یہ سب کرم ہی کرم ہے خلافت کے طوق کو اس کی گردن سے اتارنے کی کوشش کروں اور اسی کا خون بہاؤں، تم نے کیا سمجھا ہے اگر تم مجھے جنت کی دعوت دو جہاں سے میں اسے خود دیکھ لوں کیا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہو گی کہ میں اپنے ایسے محسن اور مشفق کے ساتھ

بدعہدی کروں اس کے احسانات کی ناشکری کروں اور اس کی بیعت کو توڑ دوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا' یہ جواب سنکر وہ شخص ساکت رہگیا عبداللہ نے اس سے کہا مجھے تمھارے معاملہ سے پوری واقفیت ہوچکی ہے مجھے تمھاری جان کا خطرہ ہے فوراً یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ اگر یہ سلطان الاعظم کو تمھاری دعوت کی خبر معلوم ہوگئی جس کا مجھے اندیشہ ہے کہ ہوگی تو اس سے نہ صرف تمھارے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی خطرہ ہے۔

اس کی طرف سے قطعی مایوس ہوکر وہ شخص مامون کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ ان کو سنا دیا' مامون بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کیوں نہ ہو یہ وہ نہال ہے جو میں نے اپنے ہاتھ سے بویا اور اس کی آبیاری اور پرورش کی ہے' انھوں نے یہ واقعہ کسی سے بیان نہیں کیا اور خود عبداللہ بن طاہر کو بھی اس راز سے آگاہی نہیں ہوئی۔

عبداللہ بن احمد بن یوسف کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن السری امان لیکر عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا تو میرے باپ نے عبداللہ بن طاہر کو اس فتح پر حسب ذیل مبارکباد کا خط لکھا'

"اللہ نے جو کامیابی اور فتح آپ کو عطا کی ہے اس کی اطلاع ہمیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ ابن السری آپ سے امان لے کر آپ کے پاس چلا آیا اس نصرت پر اس خدا کا شکر ہے جو اپنے دین کا ناصر اور اپنے اس خلیفہ کی جسے اس نے اپنے بندوں پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے دولت کو غلبہ دینے والا ہے' جس نے خلیفہ' اس کے حق اور اطاعت سے روگردانی کی اللہ نے اس کو ذلیل کر دیا۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی نعمتوں سے مسلسل ان کو سرفراز کرتا رہے ان کے ذریعہ ممالک شرک کو فتح کرائے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو اس سفر پر جانے سے لے کر اب تک برابر کامیابی عطا فرمائی ہے ہم اور یہاں جو لوگ ہیں سب کے سب برابر آپ کے حسن اخلاق کا چاہے

جنگ کی حالت ہو یا امان کی برابر تذکرہ کرتے رہے ہیں اللہ نے سختی اور نرمی کے ان کے مواقع پر اظہار کی جو توفیق آپ کو عطا کی ہے اس پر جوش ہو کر تعجب کرتے رہے ہیں ہمارے علم میں کوئی دوسرا فوجی یا ملکی امیر ایسا نہیں جس نے اپنی فوج یا رعایا کے ساتھ وہ عدل کیا ہو جو آپ نے کیا ہے یا جس نے ایسے اشخاص کو جنھوں نے اپنے جرائم اور اصرار سے مایوس کر دیا ہو قابو پا کر اس طرح معافی دی ہو جیسے کہ آپ نے اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا ہے، ہماری نظر سے آپ کے سوا کوئی دوسرا شریف زادہ ایسا نہیں گزرا کہ جس نے محض اپنے آبا کی کمائی اور عزت و شہرت پر بھروسہ کر کے قوائے عمل کو معطل نہ کر دیا ہو یا جسے اسقدر ترفہ اعتماد، حکومت اور اقتدار علی حاصل ہوا ہو اور پھر وہ اپنی موجودہ حالت پر اکتفا کر کے اترا نہ گیا ہو، آپ کے علاوہ نہیں کوئی دوسرا فوجی سردار ایسا نہیں ملتا جس کی کامیابیوں کی بنیاد اس کے حسن اخلاق پر اس طرح ہوئی ہو اور اس طرح اس نے اپنے پیروؤں کو ظلم و زیادتی سے روک کر اپنے قابو میں رکھا ہو جس طرح کہ آپ نے کیا ہے، یہاں ہم جس قدر اعیان دولت ہیں ہم میں سے کوئی اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ وہ کسی آڑے وقت یا مشکل کے پیش آنے کے وقت آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے سکے اس لیے اللہ کا یہ اور مزید احسان آپ کو مبارک ہو اور یہ اللہ کی نعمت آپ کو گوارا ہو اور آپ بدستور اپنے امام اور آقا اور ہم تمام مسلمانوں کے آقا کی اطاعت کے سلسلے کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور خدا ایسا کرے کہ ان کے طول بقا سے ہم اور آپ عیش زندگانی سے متمتع ہوتے رہیں آپ خود جانتے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ آپ کو مکرم اور معظم سمجھتے رہے ہیں مگر اب اللہ نے آپ کی عزت اور وقعت کو خاص و عام کی نظروں میں بہت بڑھا دیا ہے اس لیے ان کو آپ کی طرف سے خود اپنے لیے بہت سی توقعات پیدا ہو گئی ہیں نیز مصائب و حوادث کے پیش آنے کی صورت میں آپ ہی پر

ان کی نظریں جمی ہوئی ہیں، میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو اسی طرح آئندہ اپنے پسندیدہ امور کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے گا جس طرح اس نے اب تک اپنے احسان و انعام سے آپ کو سرفراز کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی ان نعمتوں پر آپ اترائے نہیں بلکہ آپ کی انکساری اور تواضع اور بڑھ گئی اللہ نے جو خوبیاں آپ کو دیں اور جو انعام و اکرام آپ کے ساتھ کیا ہے اس پر اس کا ہزار ہزار شکر ہے والسلام"

اس سال عبداللہ بن طاہر مغرب سے مدینتہ السلام آیا، عباس بن مامون، ابو اسحٰق المعتصم اور تمام دوسرے لوگوں نے اس کا استقبال کیا وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے کر آیا جنھوں نے بغاوت کر کے شام میں علیحدہ ریاستیں قائم کر لی تھیں، جیسے ابن السرج ابن ابی الجمل اور ابن ابی الصقر۔

اس سال موسیٰ بن حفص مر گیا اس کا بیٹا محمد بن موسیٰ اس کی جگہ طبرستان کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال حاجب بن صالح ہندوستان کا والی مقرر کیا گیا مگر بشر بن داؤد نے اسے وہاں سے مار بھگایا اور اس لیے وہ وہاں سے ہٹ کر کرمان آگیا۔

اس سال مامون نے اعلان کرا دیا کہ آج سے جو شخص معاویہ کا ذکر خیر کرے گا یا اس کو کسی صحابی رسول پر فضیلت دے گا اس کے تمام حقوق سلب ہو جائیں گے۔

اس سال صالح بن العباس والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کا انتقال ہوا۔

۲۱۲ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

مامون نے محمد بن حمید الطوسی کو بابک سے لڑنے کے لیے موصل کے راستے روانہ کیا اور اس کی مدد کے لیے اور بھی فوجیں بھیجیں محمد بن حمید نے یعلی بن مرّہ اور اس جیسے دوسرے خود سر امرا کو جنھوں نے تمام آذربیجان پر قبضہ کر لیا تھا گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیجدیا۔

اس سال احمد بن محمد العمری نے جو احمر العین کے لقب سے مشہور ہے یمن میں بغاوت کی،

اس سال مامون نے محمد بن عبدالحمید کو جو ابوالرازی کی کینت سے مشہور ہے یمن کا والی مقرر کیا۔

اس سال مامون نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ کے بعد افضل الناس ہیں۔ یہ اس سال کے ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے، اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۳ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مصر میں عبدالسلام اور ابن جلیس قیسی اور یمانی عربوں

کے ساتھ خلافت عباسیہ سے انحراف کر کے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور
دونوں نے مصر میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔
اس سال طلحہ بن طاہر نے خراسان میں انتقال کیا۔
مامون نے اپنے بھائی ابواسحٰق کو شام اور مصر کا اور اپنے بیٹے عباس
کو جزیرہ، سرحدی علاقے اور سرحدی چھاؤنیوں کا والی مقرر کیا ان دونوں
کو اور عبداللہ بن طاہر کو پانچ پانچ لاکھ دینار نقد دئیے۔ بیان کیا گیا ہے
کہ انھوں نے کسی ایک دن میں اتنی بڑی رقم خرچ نہیں کی تھی۔
اس سال مامون نے غسان بن عباد کو سندھ کا والی مقرر کیا۔

غسان بن عباد کی ولایت سندھ

بشر بن داؤد بن یزید والی سندھ مامون کے خلاف ہو گیا جس قدر
خراج اس نے وہاں وصول کیا اس میں سے کچھ بھی اس نے مامون
کو نہیں بھیجا اس وجہ سے مامون نے ایک دن اپنے مصاحبوں سے
پوچھا کہ غسان بن عباد کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے میں اس کو
ایک اہم خدمت دینے والا ہوں وہ اس سے قبل ہی بشر بن داؤد
کی سرکشی کی وجہ سے اسے والی سندھ بنانے کا تہیہ کر چکے تھے، حاضرین
دربار نے اس کی طول طویل تعریف کی مامون نے احمد بن یوسف
کو چپ خاموش بیٹھا دیکھا اور کہا احمد تمھاری کیا رائے ہے اس نے کہا
امیر المومنین یہ وہ شخص ہے جس کی خوبیاں اس کی برائیوں سے زیادہ
ہیں جس طبقہ کے ساتھ آپ اسکا مقابلہ کریں گے وہ پورا اترے گا
اگر آپ کو اس کے آئندہ طرز عمل کے متعلق کچھ اندیشہ ہے تو میں آپ کو
اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کی بابت
میں اسے معذرت کرنا پڑے فضل کے عہد میں اس نے اپنے ایام کو

اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ہر شخص کو ملاقات کی نوبت ملے جب آپ اس کے ذاتی صفات پر غور فرمائینگے تو آپ اس کی فراست فطری علمی قابلیت اور تہذیب نفس سے بہت خوش ہوں گے مامون کہنے لگے تم نے تو باوجود اس کی مخالفت کے اس کی اس قدر مدح کی احمدؒ نے کہا جو کچھ میں نے کہا اس پر کسی شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

کفی شکرا بما اسدیت انی ✽ صدقتک فی الصدیق وفی عداتی

ترجمہ:۔ تو نے جو میرے خلاف سازش کی ہے اس کا میں نے یہ معاوضہ کیا کہ اپنے دوست اور دشمن میں میں نے تیری تعریف ہی کی۔

مامون اس کی گفتگو سے بہت خوش اور متعجب ہوئے اور انھوں نے احمد کے اس اخلاق کی داد دی۔

اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۱۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال بابک نے سنیچر کے دن جبکہ ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں مقام ہشتادسر میں محمد بن حمید الطوسی کو قتل کر دیا اس کی فرودگاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

اس سال ابوالرازی یمن میں قتل کر دیا گیا، اس سال عمیر بن الولید الباذغیسی جو ابواسحاق بن الرشید کی جانب سے مصر کا عامل

تھا ماہ ربیع الاول میں حوف میں قتل کر دیا گیا ابو اسحٰق حوف آئے اسے فتح کیا اور عبد السلام اور ابن جلیس پر قابو پا کر دونوں کو قتل کر دیا اسکے بعد مامون نے ابن الجروری کو مارا اور پھر اسے مصر واپس بھیجدیا۔

اس سال بلال الضبابی الشاری نے خروج کیا مامون علث گئے مگر پھر بغداد چلے آئے اور اپنے بیٹے عباس کو کئی سرداروں کے ساتھ جن میں علی بن ہشام عجیف اور ہارون بن محمد بن ابی خالد تھے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا ہارون نے بلال کو قتل کر دیا۔

اس سال عبد اللہ بن طاہر دینور روانہ ہوا مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو اس کے پاس بھیجا تاکہ یہ اسے ان کی جانب سے اس بات کا اختیار دیں کہ چاہے وہ خراسان اور جبال کی ولایت قبول کرے چاہے آرمینیا اور آذربیجان کی ولایت قبول کر کے بابک سے لڑنے جائے مگر عبد اللہ بن طاہر نے خراسان پسند کیا اور خراسان چلا گیا۔

اس سال جعفر بن داؤد القمی نے شورش برپا کی عبد اللہ بن طاہر کے مولیٰ عزیز نے اسے پکڑ لیا وہ مصر سے بھاگ آیا تھا پھر وہیں بھیجدیا گیا

اس سال علی بن ہشام جبل، قم۔ اصبہان اور آذربیجان کا والی مقرر کیا گیا

اس سال اسحاق بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۱۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ سنیچر کے دن مامون روم سے جہاد کرنے روانہ ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ

اس سے پہلے ہی وہ جمعرات کے دن ظہر کی نماز کے بعد جبکہ ماہ محرم ۲۱۵ھ ہجری کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں شماسیہ سے بردان چلے گئے تھے، مدینۃ السلام سے روانہ ہوتے وقت انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کو وہاں اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اور مدینۃ السلام کے ساتھ سواد۔ حلوان اور ضلع دجلہ بھی اسی کے تحت کر آئے تھے۔

جب مامون تکریت پہنچے تو یہاں اس سال کے ماہ صفر میں جمعہ کی رات کو محمدؒ بن علیؒ بن موسیٰؒ بن جعفرؒ بن محمدؒ بن علیؒ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب مدینہ سے ان کی خدمت میں آئے اور یہیں وہ ان سے ملے مامون نے ان کو بیش بہا صلہ دیا اور اپنی بیٹی ام الفضل کو جس کے ساتھ پہلے وہ ان کا نکاح کر چکے تھے ان کے پاس خلوت کے لیے بھیجدیا چنانچہ وہ احمد بن یوسف کے اس مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع ہے ام الفضل کے ساتھ شب باش ہوئے اور پھر وہیں اقامت گزیں ہو گئے جب حج کا زمانہ آیا تو وہ اپنے اہل وعیال کو لیکر مکے ہوتے ہوئے پھر اپنے مدینہ کے گھر چلے آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے،

مامون براہ موصل منبج آئے پھر دابق اور انطاکیہ ہوتے ہوئے مصیصہ آئے اور یہاں سے طرسوس روانہ ہوئے اور نصف جمادی الاولیٰ میں طرسوس سے رومی علاقے میں داخل ہوئے، عباس بن مامون ملطیہ سے روانہ ہو گیا۔ مامون نے قرّہ نام ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے منہدم کرا دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے جبکہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں چار راتیں باقی رہگئی تھیں اس سے پہلے بھی وہ ایک قلعہ ماجدہ نام فتح کر کے اس کے باشندوں کی جان بخشی کر چکے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ جب انھوں نے قرہ کا محاصرہ کر لیا تو قلعے والوں نے ان سے لڑنا شروع کیا مگر پھر امان کی درخواست کی جسے انھوں نے شرف قبولیت بخشا اس کے بعد انھوں نے اشناس کو قلعہ سندس بھیجا اشناس وہاں کے رئیس کو بارگاہ خلافت میں لے آیا۔

اسی طرح انھوں نے عجیف اور جعفر الخیاط کو قلعۂ اسنان کے رئیس کے پاس بھیجا اس نے امیر المومنین کی دعوت کو قبول کر کے ان کی اطاعت مان لی۔

اس سال ابو اسحٰق بن الرشید مصر سے پلٹ آئے اور مامون کے موصل میں داخلہ سے پہلے ان سے آملے منوئیل اور مامون کا بیٹا عباس راس العین میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے،

اس سال مامون رومی علاقے سے نکل کر دمشق روانہ ہوئے،

اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون دوبارہ رومی علاقے میں مراجعت فرما ہوئے اس مراجعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ کے سولہ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اس اطلاع پر وہ اپنے مستقر سے چلے اور دوشنبہ کے دن جبکہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں رومی علاقے میں داخل ہو گئے اور پھر نصف شعبان تک وہیں ٹھیرے رہے۔

اس مراجعت کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ توفیل بن میخائیل نے ان کو ایک خط لکھا تھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی تھی مامون نے اسے پڑھا تک نہیں اور روم چلدئے۔ اذنہ میں توفیل کے سفرا

ان کی خدمت میں حاضر ہوئے نیز اس نے پانسو مسلمان قیدی ان کو بھیجے تھے۔

رومی علاقے میں داخل ہو کر انھوں نے انطیغوا کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ والے صلح کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اب وہ ہرقلہ آئے یہاں کے باشندے بھی صلح کر کے ان کے پاس آ گئے، انھوں نے اپنے بھائی ابواسحٰق کو آگے بھیجا انھوں نے تیس قلعے اور ایک غلہ کا کوٹھا فتح کیا، مامون نے یحییٰ بن اکثم کو طوانیہ سے جہاد کے لئے بھیجا اس نے رومی علاقے میں خوب قتل و غارتگری کی آگ لگائی اور لونڈی غلام حاصل کر کے خلیفہ کے پڑاؤ میں واپس آیا اس کے بعد مامون کیسوم روانہ ہوئے اور وہاں دو یا تین دن قیام کر کے دمشق کو روانہ ہوئے۔

اس سال عبدوس الفہری نے بغاوت کر دی اور ابواسحٰق کے عاملوں پر اچانک دھاوا کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا۔ یہ شعبان کا واقعہ ہے مامون بدھ کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دمشق سے مصر روانہ ہوئے۔

اس سال افشین برقہ سے پلٹ آیا اور مصر میں ٹھیر گیا۔ اس سال مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو بغداد حکم بھیجا کہ وہ فوج کو حکم دے کہ نماز کے بعد تکبیر کہا کریں چنانچہ سب سے پہلے جمعہ کے دن جبکہ اس سال کے رمضان کے ختم ہونے میں چودہ راتیں رہگئی تھیں نماز جمعہ کے بعد شہر اور رصافہ کی مسجد میں حسب الحکم تکبیر کہی گئی اس کی صورت یہ تھی کہ نماز کے بعد فوج نے کھڑے ہو کر تین مرتبہ تکبیر کہی اس کے بعد پھر فرض نماز کے بعد تکبیر ہونے لگی۔

اس سال مامون علی بن ہشام سے ناراض ہو گئے انھوں نے عجیف بن عنبسہ اور احمد بن ہشام کو اس کے پاس بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی تمام املاک اور اسلحہ ضبط کر لیں۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں امّ جعفر نے بغداد میں انتقال کیا۔

اس سال غسان بن عباد سندھ سے واپس آیا بشر بن داؤد المہلبی اطاعت قبول کر کے اس کی امان میں آگیا تھا غسان نے سندھ کی حالت درست کر دی اور عمران بن موسیٰ البرمکی کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا تھا غسان مامون کے پاس پلٹ آیا۔ اس سال جعفر بن داؤد القمی بھاگ کر قم چلا گیا اور وہاں اس نے بغاوت کر دی، اس سال نہایت شدید سردی ہوئی، بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال سلیمان بن عبیداللہ بن سلیمان بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی امارت میں حج ہوا، اور بعض دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی امارت میں جس کو مامون نے یمن اور ہر اس شہر کا جہاں وہ یمن پہنچنے تک اثنائے راہ میں داخل ہو والی مقرر کیا تھا حج ہوا۔ یہ دمشق سے چل کر بغداد آیا یہاں اس نے عید الفطر کی نماز پڑھائی اور پھر وہ بغداد سے یکم ذی القعدہ دو شنبہ کے دن روانہ ہوا اور اسی کی امارت میں سب نے اس سال حج کیا۔

سنہ ۲۱۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مصر کے علاقہ بیما میں افشین کو فتح حاصل ہوئی وہاں کے باشندوں نے مامون کے حکم پر اپنے آپ کو افشین کے حوالے کر دیا۔ اس مضمون کا ایک عہد نامہ پڑھ کر ان کو سنا دیا گیا افشین نے اس مقام کو ربیع الآخر کی آخری تاریخ میں فتح کیا۔ اس سال ماہ محرم میں مامون

مصر آئے عبدوس الفہری ان کے سامنے پیش کیا گیا مامون نے اس کی گردن ماردی اس کے بعد وہ شام پلٹ گئے، اس سال انھوں نے جمادی الاولیٰ میں ہشام کے بیٹے علی اور حسین کو اذنہ میں قتل کردیا۔

علی بن ہشام اور حسین بن ہشام کا قتل

مامون نے علی کو جبال کا والی مقرر کیا تھا ان کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی رعایا پر مظالم کرتا ہے اس نے بہت سوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کے مال کو غصب کر لیا ہے انھوں نے عجیف کو اس کے پاس بھیجا علی چاہتا تھا کہ اسے اچانک قتل کر کے بابک کے پاس چلا جائے مگر خود عجیف کا اس پر قابو چل گیا اور وہ اسے مامون کی خدمت میں لے آیا مامون کے حکم سے ابن الجلیل نے بدھ کے دن جبکہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں اذنہ میں علی کی اور اس کے بھتیجے محمد بن یوسف نے حسین بن ہشام کی گردن ماردی، مامون نے علی کے سر کو بغداد اور خراسان بھیجدیا جہاں وہ سب میں گشت کرایا گیا وہاں سے پھر وہ سر شام اور جزیرہ کے ایک ایک ضلع میں پھرایا گیا۔ ذی الحجہ میں دمشق لایا گیا پھر اسے مصر لے گئے اور وہاں گشت کے بعد اسے سمندر میں ڈالدیا گیا۔

علی کو قتل کر کے مامون نے حکم دیا کہ ایک رقعہ لکھ کر اس کے سر پر باندھ دیا جائے تا کہ سب لوگ اسے پڑھ لیں اس کا مضمون یہ تھا "امابعد، امیر المومنین نے امین معزول کے عہد میں دوسرے خراسانیوں کے ساتھ علی بن ہشام کو بھی اپنی امداد اور حمایت حق کے لیے دعوت دی چنانچہ اس نے بھی دوسروں کے ساتھ سب سے پہلے

ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کے حق کے لیے اعانت کی اور پورا حق اعانت ادا کیا اس بناء پر امیر المومنین نے بھی اس کی ان خدمات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور اسے اپنا خاص آدمی بنایا امیر المومنین یہ سمجھتے رہے کہ اگر ہم کوئی کام اس کے سپرد کریں گے تو وہ اپنے اختیارات کے عمل پذیر کرانے میں اور اپنی نیت کو پاک وصاف رکھتے ہیں اللہ سے ڈرتا رہے گا اس کی اطاعت کرے گا اور امیر المومنین کے حکم سے تجاوز نہ کرے گا، امیر المومنین نے اس پر احسان کیا کہ اسے کئی اہم خدمات پر سرفراز کیا، اسے بڑی بڑی رقمیں صلے اور انعام میں دیں جس کی مقدار پانچ کروڑ درہم سے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے پھر بھی اس نے امانت میں خیانت کی امیر المومنین نے اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے اور اسے اپنے سے دور کر دیا مگر پھر انھوں نے اس کی لغزش معاف کر دی اور اسے اس شرط وعہد پر کہ اب وہ پھر اپنی سابقہ خطاوں کا ارتکاب نہیں کرے گا جبل، آذربیجان اور ضلع آرمینیا کا والی مقرر کر دیا تاکہ دشمنان خدا خرمیہ جماعت سے برسرپیکار رہو مگر اس مرتبہ وہ پھر حسب سابق اللہ اور اس کے دین کے لیے عمل کرنے کے بجائے دینار و درہم کو جمع کرنے لگا اس نے اپنے طرز سیاست کو خراب کر لیا رعایا پر ظلم کیا اور بلا وجہ لوگوں کو قتل کیا، امیر المومنین نے عجیف بن عنبسہ کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ خود اس کے حالات کو دیکھ کر اسے تلافی مافات کی دعوت دے مگر الٹا اس نے عجیف کو قتل کرنے کے لیے اس پر اچانک حملہ کر دیا وہ تو اللہ نے عجیف کو امیر المومنین کی ذات کے ساتھ اس کی مخلصانہ عقیدتمندی کی وجہ سے قوت عطا فرمائی اور اس نے علی کے قاتلانہ حملہ سے اپنے کو بچا لیا ورنہ اگر وہ اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ سلطنت کے لیے ناقابل تلافی نقصان اور مضرت کا باعث ہوتا مگر جس کام کا ارادہ اللہ کرتا ہے وہ بہرحال پورا ہوتا ہے، عجیف نے اسے پکڑ لیا۔ جب امیر المومنین نے اللہ کے حکم کو علی پر نافذ کر دیا تو انھوں نے اس بات کو

مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے جرم کا مواخذہ اس کی اولاد سے بھی کریں اسوجہ سے انھوں نے حکم دیدیا کہ جو وظائف اور معاش علی کی حیات میں اسکی اولاد یا اعزا کو ملتی تھی وہ بدستور اس کے بعد بھی جاری رہے، اگر علی بن ہشام نے عجیف پر قاتلانہ حملہ نہ کیا ہوتا تو اس کے پاس اتنی فوج تھی کہ اس کی قوت وشوکت بھی عیسیٰ بن منصور اور اس جیسے دوسرے خائن باغیوں کی ہوتی ۔ والسلام"

اس سال مامون سلطنت روم میں داخل ہوئے اور سو دن تک لولوہ کا محاصرہ کر کے عجیف کو وہاں چھوڑ کر خود چلے گئے اس مقام کے باشندوں نے عجیف کو دھوکہ دے کر قید کر لیا یہ آٹھ روز تک قید میں رہا پھر انھوں نے اسے قید سے رہائی دی اب خود توفیل لولوہ آیا اور اس نے عجیف کا محاصرہ کر لیا مامون نے اپنی فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں مگر توفیل ان کے وہاں تک پہنچنے سے قبل ہی لولوہ سے کوچ کر گیا اور اس کے باشندے امان لیکر عجیف کے مطیع ہو گئے،

اس سال روم کے بادشاہ توفیل نے مامون کو صلح کے لیے ایک خط لکھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی توفیل کا وزیر اس اہم خط کو لے کر جس میں اس نے صلح کی درخواست اور فدیہ کا اقرار کیا تھا مامون کی خدمت میں حاضر ہوا توفیل کا خط یہ ہے،

"امابعد دو مختلف اشخاص کا اپنے اپنے حصہ پر اکتفا کرنا اس جھگڑے سے اچھا ہے جس کا نتیجہ ضرر ہو تمھارے لیے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ تم دوسرے کے حصے کو اپنے حصے میں شامل کرنے کا دعوی کرو، اور تم ایسا کر بھی نہیں سکتے اس کو تم خود جانتے ہو بتانے کی ضرورت نہیں میں تم کو صلح کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں امن وصلح کو پسند کرتا ہوں تاکہ لڑائی ختم ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہوں اس کے علاوہ اور بھی فوائد اس سے تم کو حاصل ہوں گے، تجارت کھل جائے گی، قیدی رہا کر دئے جائیں گے ۔ راستے اور علاقے مامون ہو جائیں گے

اگر تم میری اس دعوت کو رد کر دو تو میں بحفاظت ہوش و حواس اور بغیر کسی مبالغہ کے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خود پھر تمہارے مقابلہ پر پوری تیاری کے ساتھ رسالہ و پیدل کو لیکر دریا کی طرح امنڈ آؤں گا اور اگر تم اس دعوت کو قبول کرتے ہو تو میں نے تو پہلے ہی معذرت کر لی ہے اور اپنے اور تمہارے درمیان علم حجت قائم کر دیا ہے والسلام"

مامون نے اسے لکھا۔ "اما بعد۔ مجھے تمہارا وہ خط ملا جس میں تم نے آشتی اور مصالحت کی درخواست کی ہے اور اس میں نرم و گرم لہجہ کو گڈمڈ کر دیا ہے اور تجارت کے کھل جانے، فوائد کے حصول۔ قیدیوں کی رہائی اور کشت و خون کی بندش کی لالچ دلائی ہے اگر میں خود امن و صلح کا جویاں اور خواہاں نہ ہوتا تو تمہارے اس خط کا جواب ایسے بہادر، دلیر اور صاحب بصیرت شہ سواروں سے دیتا جو تم کو تمہاری ماؤں سے جدا کر دیتے اور تمہارے قتل کو اللہ کے ہاں قرب کا ذریعہ بناتے اور اللہ کی خاطر وہ تمہاری شوکت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے پھر میں ان کی امداد میں اور کمک بھیجتا جس کی تعداد اور ساز و سامان میں کوئی کوتاہی نہ کرتا، واضح رہے کہ ہمارے مجاہد تمہارے مقابلہ میں موت کے زیادہ تشنہ و طالب ہیں حالانکہ تم ان کی چیرہ دستی کے خوف سے بچاؤ چاہتے ہو اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدین سے دو نیکیوں کا سچا وعدہ کیا ہے فی الوقت غلبہ اور آخرت میں بہترین مقام مگر پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے تم کو نصیحت کر دیکھوں تاکہ اللہ کے نزدیک تمہارے مقابلہ میں حجت قطعی قائم ہو جائے کہ اب میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو وحدانیت اور شریعت حنیفیہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اسے قبول کرو اگر اسے قبول نہیں کرتے تو فدیہ منظور کرو تاکہ پھر ہم پر تمہارا ذمہ قائم ہو جائے اور تم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور اگر تم اسے بھی نہ مانو گے تو یقین جانو کہ ہمارے برق دم شہ سوار بجائے زبانی باتوں کے خود اپنا لوہا تم سے منوالیں گے، والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

اس سال مامون سلغوس سے آئے اس سال علی بن عیسیٰ القمی نے جعفر بن داؤد القمی کو گرفتار کر کے بھیجا ابو اسحق بن الرشید نے اس کی گردن ماردی اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا

سنہ ۲۱۸ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون سلغوس سے رقہ آئے اور یہاں انھوں نے ابن الداری کو قتل کیا، اس سال انھوں نے رافقہ کے تخلیہ کا حکم دیا تھا کہ ان کے خدم وحشم وہاں فروکش ہوں اس حکم سے رافقہ کے باشندوں کو بہت تکلیف ہوئی جس کا انھوں نے اظہار کیا مامون نے پھر ان کو معاف کر دیا۔

اس سال مامون نے اپنے بیٹے عباس کو روم کے علاقے میں بھیجا اور حکم دیا کہ طوانہ میں فروکش ہو اور اس کی تعمیر کرے اس کام کے لیے انھوں نے پہلے ہی معماروں اور بیگاریوں کو وہاں بھیجدیا تھا سب سے پہلے عباس نے اسی کی تعمیر شروع کی ایک میل مربع اسے بنایا تین فرسنگ طویل فصیل بنائی اس کے چار دروازے قائم کیے اور ہر دروازے پر ایک ایک قلعہ تعمیر کیا، مامون نے اپنے بیٹے عباس کو اس کام کے لیے یکم جمادی میں بھیجا تھا۔

مامون نے اپنے بھائی ابو اسحق بن الرشید کو لکھا کہ میں نے دمشق حمص، اردن اور فلسطین کی فوج پر چار ہزار نفر عائد کیے ہیں ان میں سوار کو سو درہم اور پیادے کو چالیس درہم ماہانہ دیئے جائیں انھوں نے مصر

سے بھی جبراً فوج طلب کی تھی جو جبری فوج انھوں نے قنسرین اور جزیرے پر عائد کی تھی اس کے متعلق انھوں نے عباس کو لکھا اور بغداد کی جبری سپاہ کے متعلق اسحق بن ابراہیم کو احکام بھیجدئے ان کی تعداد دو ہزار تھی ان میں سے کچھ وہاں سے چل کر طوانہ آگئے اور وہ بھی عباس کے ہمراہ وہیں فروکش ہوے

اس سال مامون نے اسحق بن ابراہیم کو قاضیوں اور محدثین کے امتحان کا حکم بھیجا اور لکھا کہ ان کی ایک جماعت کو ہمارے پاس رقہ بھیجا جائے۔ ذیل میں وہ پہلا خط نقل کیا جاتا ہے جو اس معاملہ کے متعلق مامون نے لکھا تھا۔

"اما بعد۔ مسلمانوں کے آئمہ اور خلفا پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس دین کی اقامت میں جسے اللہ نے ان کی حفاظت میں دیا ہے اور ان مواریث نبوت کے قیام میں جن کا اللہ نے ان کو وارث بنایا ہے اور اس علم کے اظہار کے لیے جو ان کو ودیعت کیا ہے اور اپنی رعایا میں حق و صداقت کے ساتھ عمل کرنے اور ان کو اللہ کی طاعت پر آمادہ کرنے کے لیئے اجتہاد سے کام لیں امیر المومنین اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے فرائض کی بجا آوری میں اپنی رحمت سے ان کو توفیق اور عزم صحیح عطا فرمائے۔

امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے کہ عوام الناس کا ایک بڑا گروہ جسے نہ سمجھ ہے نہ عقل ہے نہ ان کو اللہ کی ہدایت پہنچتی ہے اور نہ علم کی روشنی اور نہ برہان سے وہ مستفید ہوئے ہیں تمام اطراف و اکناف میں اللہ سے بالکل ناواقف ہیں انھیں اس کی کچھ خبر نہیں نہ وہ اس کے دین کی حقیقت سے واقف ہیں نہ توحید اور نہ ایمان کو جانتے ہیں اس کی کھلی ہوئی نشانیوں سے بے خبر اور اس کے بدیہی راستے سے ناواقف ہیں وہ اللہ کو اس کی قدر کے مطابق اندازہ کرنے سے اور اس کی اصلی معرفت سے قاصر ہیں اپنی کم عقلی کوتاہ فہمی اور پوری طرح تفکر نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کی مخلوق میں فرق نہیں کر سکتے اسی وجہ سے انھوں نے اللہ اور اس کے

نازل کردہ قرآن کو مساوی قرار دیا ہے اور بغیر سوچے سمجھے سب نے بالاتفاق اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن قدیم ہے اول ہے نہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے نہ اسے ایجاد کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے انا جعلناہ قرآنا عربیا، اور جس شے کو اللہ نے جعل کیا ہے اسے خلق کیا ہے اور فرماتا ہے الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور، اور کہتا ہے کذلک نقص علیک من انباء ما قد سبق اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتا دی کہ کلام پاک میں ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے لہذا وہ واقعات پہلے ہیں اور قرآن ان کے بعد میں۔ پھر وہ کہتا ہے الر کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔ اور جو شے محکم اور مفصل ہوتی ہے اس کا کوئی محکم اور مفصل ہونا چاہیے چنانچہ خود اللہ اپنی کتاب کا محکم اور مفصل ہے اس لیے وہ اس کا خالق اور مبتدع ہے اس کے علاوہ ان لوگوں نے باطل کو اپنا شعار قرار دے کر لوگوں کو اپنے مسلک کی دعوت دی اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ سنت کے پیرو ہیں حالانکہ کلام اللہ کی ہر فصل میں قرون اولیٰ کے قصص بیان کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے ان کے مسلک کا بطلان ہو جاتا ہے اور ان کے دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے مگر پھر بھی یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ صرف وہ اہل حق، پیروان مذہب اور اہل جماعت ہیں ان کے سوا سب اہل کفر و باطل اور فرقے والے ہیں عرصہ تک لوگوں کو اس خیال کی تعلیم دینے کا یہ اثر ہوا ہے کہ جہلا ان کے دھوکے میں آ گئے یہاں تک کہ ایسے لوگ بھی جو جھوٹے متقی غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے اور غیر دین میں متعصب واقع ہوئے تھے ان کے ہم خیال اور ہم رائے اس لئے ہو گئے ہیں کہ اس طرح اس جماعت میں ان کی خاص عزت و حرمت ہو گی ان کو ریاست اور عدالت مل جائے گی اس لئے انھوں نے اس کے باطل کے لئے اللہ کے حق کو چھوڑ دیا اور اللہ کو چھوڑ کر ضلالت میں جا شریک ہوئے ان کے ظاہری تزکیہ اور تورع کی وجہ سے ان کی شہادت کو لوگوں نے مان لیا

اور اب ان کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے احکام نافذ ہونے لگے حالانکہ نہ ان کا ایمان درست ہے اور نہ نسب ان کی نیتیں فاسد ان کا یقین مجروح ان کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اس دھوکہ سے ایک فتنہ وفساد پیدا کر دیا جائے انھوں نے اپنے مولی رب پر افترا اور بہتان عائد کیا ہے حالانکہ کلام پاک میں ان سے عہد واثق لیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مقابلہ میں صرف حق بات بیان کریں گے مگر انھوں نے اس تعلیم کو مٹا دیا انھیں کے لیے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے :- اصمّھم اللہ واعمیٰ ابصارھم افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا -

ترجمہ :- اللہ نے ان کو بہرا کر دیا اور ان کی بصارت کو باطل کر دیا وہ کیوں قرآن میں تدبّر نہیں کرتے ؟ کیا قلوب پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔
امیر المومنین نے محسوس کیا کہ یہ لوگ امت کے لیے شر اور ضلالت کی جڑ ہیں انھوں نے توحید اور ایمان میں قطع برید کر دی ہے یہ جاہل اور جھوٹے ہیں شیطان ان کی زبان سے بول رہا ہے ان کی صداقت وشہادت متروک اور مردود ہونے کے قابل ہے ان کے کسی قول و عمل پر اس لیے اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ عمل یقین کے بعد ہے اور یقین اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ کوئی حقیقت اسلام سے پوری واقفیت نہ رکھتا ہو اور توحید کا سچا ماننے والا نہ ہو اور جو ان حقائق سے اندھا ہے وہ اپنے عمل اور شہادت میں اور بھی زیادہ اندھا اور گمراہ ہوگا' لہٰذا جو تمھارے ہاں قاضی ہوں ان کو بلا کر ہمارا یہ خط سنا دو ان کے عقائد کا امتحان لو اور دریافت کرو کہ آیا وہ قرآن کو اللہ کی پیدا کردہ شے سمجھتے ہیں یا کیا ؟ اور یہ بتا دو کہ جس شخص کا ایمان اور توحید کے متعلق اس کا اعتقاد ٹھیک اور سچا نہ ہوگا امیر المومنین آیندہ اس سے کوئی خدمت ملّی نہ لیں گے اگر وہ خلق قرآن کو تسلیم کریں تو بہت اچھا ہے اور پھر تم ان کو حکم دینا کہ وہ علیٰ رؤس الاشہاد اپنے عقیدے کو بیان

کردیں اور جو اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ قرآن مخلوق اور محدث ہے اس کی شہادت ترک کر دی جائے اس کے علاوہ تم اپنے علاقے کے تمام قاضیوں سے اس مسئلہ کے متعلق استفسار کرو اور ان کو ہمارا حکم پہنچاؤ اور ان کے حال کی نگرانی رکھو تاکہ جب تک وہ اپنے دین و ایمان میں اچھے اور سچے نہ ثابت ہوں وہ احکام الٰہی کو نافذ نہ کرنے پائیں، میرے اس حکم کا جو اثر ہو اس سے تم مجھے اطلاع دینا" یہ خط ربیع الاول ۲۱۸ھ ہجری میں لکھا گیا

مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو لکھا ان سات اشخاص محمد بن سعد کاتب الواقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحیٰ بن معین - زہیر بن حرب ابو خیثمہ، اسمٰعیل بن داؤد - اسمٰعیل بن ابی مسعود - اور احمد بن الدورقی کو ہمارے پاس بھیجدو اسحٰق نے ان کو بھیجدیا مامون نے خلق قرآن کو ان سے دریافت کیا ان سب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ قرآن مخلوق ہے مامون نے ان کو مدینۃ السلام واپس بھیجدیا اب اسحٰق بن ابراہیم نے ان لوگوں کو اپنے ہاں طلب کر کے تمام فقہا اور محدثین کے رو برو ان کا عقیدہ بیان کیا اس وقت بھی ان سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اسی طرح اقرار کیا جس طرح کہ وہ مامون کے سامنے کر آئے تھے، اسحٰق نے ان کو چھوڑ دیا اس نے یہ کارروائی مامون کے حکم سے کی تھی۔

اس کے بعد مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو حسب ذیل خط لکھا،

"اما بعد اللہ نے جن لوگوں کو اپنی زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور ان امینوں پر جن کو اس نے اپنے بندوں کے لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ اس کے دین کو قائم کریں، اور جن لوگوں پر اس نے اپنی مخلوق کی نگرانی عائد کی ہے، اپنے احکام اور قوانین کا نفاذ اور اپنی مخلوق میں اپنے عدل کو بروئے کار لانے کا فرض عطا کیا ہے ان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ پوری طرح اس کا حق ادا کریں اپنے فرائض کی بجاآوری میں اس سے خلوص برتیں اور اس علم اور معرفت کی وجہ سے جو اللہ نے

ان کو دیا ہے لوگوں کو حق پر چلائیں جو اس سے بھٹک جائے یا بچھڑ جائے اسے پھر راہ راست بتائیں اپنی رعایا کو نجات کی راہیں بتائیں ان کو اصول اور حدود ایمان سمجھائیں اور وہ راستہ بتائیں جس کے ذریعہ سے وہ کامیابی حاصل کر سکیں اور مہالک سے محفوظ رہ سکیں جو امور دینی پوشیدہ اور مشتبہ ہوں ان کو صاف کر دیں تاکہ شک جاتا رہے اور دلیل کی روشنی سب کے لیے واضح ہو جائے یہ کام ان کو خود ہی انجام دینا چاہیے کیونکہ یہ خدمت تمام خدمات کی جامع ہے اس میں رعایا کے فوائد دینی و دنیاوی مشتمل ہیں اور وہ ان باتوں کو اپنی رعایا کو یاد دلائیں جن کے متعلق اللہ نے ان سے اپنی خلافت کا منصب عظمیٰ دیتے ہوئے یہ توقع کی ہے کہ وہ اپنے پیش روؤں کی طرح بدستور اس خدمت کو انجام دیں گے اس باب میں امیر المومنین صرف اللہ واحد سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں اور وہی ان کے لیے بالکل کافی وافی ہے۔

قرآن کے متعلق جو عقیدہ پیدا ہوا ہے اس پر بہت غور و فکر کرنے کے بعد امیر المومنین کو یہ بات عیاناً نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے جس کا اثر دین اسلام اور مسلمان دونوں پر نہایت مضر ہوگا کیونکہ قرآن کو اللہ نے ہمارا امام بنایا ہے اور یہی رسول اللہ صلعم کا ہمارے لئے اثر باقی ہے یہ بات بہت سے لوگوں پر مشتبہ ہو گئی یہاں تک کہ ان کی عقلوں نے یہ بات بتائی کہ یہ مخلوق ہی نہیں ہے اس طرح انھوں نے اللہ کی صفت خلق سے جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں نمایاں طور پر علیحدہ اور منفرد ہے کیونکہ اس نے صرف اپنی حکمت اور قدرت سے بغیر کسی ابتدا اور تقدم کے ہر شے کو خلق اور ایجاد کیا ہے انکار کیا حالانکہ ماسوا اللہ ہر شے مخلوق اور محدث ہے جس کا خالق اور محدث خود اللہ ہے اس پر تو خود قرآن ناطق اور دال ہے اور اس نے ہمیشہ کے لیے اس باب میں جتنے اختلافات تھے ان کو مٹایا ہے معلوم ہوتا ہے خلق قرآن کے مسئلے میں ان مدعیوں نے نصاریٰ کی تقلید کی ہے

کیونکہ نصاریٰ مدعی ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰ حکمت اللہ ہیں اس لئے وہ مخلوق نہیں حالانکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "إنا جعلناه قرآناً عربیاً" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسے پیدا کیا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے وجعل منها زوجها لیسکن الیها" یہاں جعل خلق کے معنی میں ہے اور فرماتا ہے وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا النهار معاشا وجعلنا من الماء کل شئی حی" - ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی دوسری مخلوقات کے مساوی کر دیا ہے جن کی صفت تخلیق کو اس نے یہاں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ صرف وہی ان کا خالق ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إنه لقرآن مجید فی لوح محفوظ یہاں بتایا ہے کہ لوح قرآن کو احاطہ کئے ہوئے اور محیط مخلوق ہوتا ہے لہذا قرآن بھی مخلوق ہوا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم سے کہتا ہے لاتحرک به لسانک لتعجل به اور فرماتا ہے مایاتیهم من ذکر من ربهم محدث اور کہتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی الله کذباً او کذب بآیاته۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جھوٹا کہہ کر مذموم قرار دیا ہے جنھوں نے کہا تھا ما انزل الله علی بشر من شئے اور پھر اپنے رسول ہی کی زبان سے ان کی تکذیب کرائی اور فرمایا قل من انزل الکتاب الذی جاء به موسیٰ (جواب دو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے کس نے نازل کی تھی) ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کو قرآن - ذکر، ایمان - نور، ہدیٰ مبارکاً - عربیاً اور قصصاً کہا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک هذا القرآن اور فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لایاتون بمثله اور کہتا ہے قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریات اور کہتا ہے لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه، ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کے لیے اوّل اور آخر بنایا ہے اس سے یہ بات صاف ہو گئی کہ وہ محدود اور مخلوق ہے ان جہلا نے قرآن کے متعلق ایک خاص

عقیدہ کا اظہار کر کے اپنے ایمان اور امانت میں بڑا رخنہ ڈالدیا ہے اور اس طرح اسلام کے دشمنوں کے لیے راستہ صاف کر دیا ہے کہ وہ اس پر حملہ کریں اس عقیدے کو ظاہر کر کے انھوں نے اپنے تبدیل مذہب اور الحاد کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کی ایک مخلوق شے کو اس صفت سے موصوف کیا جو صرف اسی کے لئے مختص ہے قرآن کو اللہ سے تشبیہ دی حالانکہ تشبیہ اس کے مخلوقات کے لئے زیبا ہے

امیر المومنین خوب جانتے ہیں کہ جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہیں وہ دین، ایمان اور یقین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ ان کی اب امانت عدالت یا شہادت اور قول اور حکایت پر اعتماد کیا جا سکے وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان سے رعایا کی کوئی بھی سرکاری خدمت لی جائے اگرچہ ان میں سے بعض بہت ہی نیک چلن ہیں مگر فروع سے کیا ہوتا ہے اصل تو عقائد ہیں ان کی بھلائی اور برائی پر مدح اور ذم ہوتی ہے جو شخص کہ اصل اصول ایمان یعنی توحید سے کماحقہ واقف نہ ہو وہ اور احکام اور اصول سے بدرجۂ اولی جاہل ہوگا تم میرے اس خط کو جعفر بن عیسیٰ اور قاضی عبدالرحمان بن اسحٰق کو سنا دو اور دریافت کرو کہ قرآن کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے اور یہ کہدو کہ جس شخص کی توحید اور ایمان پر ہمیں بھروسہ نہ ہوگا ہم اس سے کوئی سرکاری خدمت نہیں لیں گے اور کسی شخص کا عقیدہ توحید اسوقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہو اگر وہ ہماری بات مان لیں تو ان کو حکم دو کہ فصل خصومات کے وقت جب لوگ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں شہادت پیش کریں تو ان سے پہلے اس عقیدے کو دریافت کر لیا کریں جو کوئی خلق قرآن کو نہ مانتا ہو اس کی شہادت نامقبول سمجھی جائے اور اس کی بات پر قطعی وہ دونوں فیصلہ نہ دیں اگرچہ وہ کیسا ہی نیک معاش معقول اور متقی آدمی ہو۔ تمھارے تحت کے علاقے میں جس قدر قاضی ہوں ان سب کو یہی ہدایت کردی جائے

اور اس کے نتیجے سے ہمیں مطلع کیا جائے"

اس غرض کے لیے اسحق بن ابراہیم نے فقہا حکام اور محدثین کی ایک جماعت کو طلب کیا اور ابوحسان الزیادی۔ بشر بن الولید الکندی علی بن ابی مقاتل، فضل بن غانم، ذیال بن الہیثم، سجادہ۔ قواریری، احمد بن حنبل، قتیبہ، سعدویہ الواسطی، علی بن الجعد، اسحق بن ابی اسرائیل، ابن الہرش، ابن علیۃ الاکبر، یحییٰ بن عبدالرحمان العمری۔ اور عمر بن الخطاب کی اولاد میں سے ایک اور شیخ کو جو رقہ کے قاضی تھے، ابوالنصر التمار، ابومعمر القطیعی، محمد بن حاتم بن میمون۔ محمد بن نوح المضروب، ابن الفرخان اور ایک اور جماعت کو جس میں النضر بن شمیل، ابن علی بن عاصم، ابوالعوام البزاز، ابن شجاع اور عبدالرحمان بن اسحق تھے اپنے پاس بلایا دو مرتبہ مامون کا خط ان کو پڑھ کر سنایا تاکہ وہ سمجھ لیں اس کے بعد اس نے بشر بن الولید سے پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا خیال امیرالمومنین سے بیان کر دیا ہے اسحق نے کہا ہاں یہ بات سچ ہوگی مگر اب تو امیرالمومنین کے اس خط کی وجہ سے یہ معاملہ از سر نو زیر بحث آگیا ہے لہٰذا اب بتاؤ کہ کیا کہتے ہو اس نے کہا میں کہتا ہوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسحق نے کہا میرا سوال یہ نہیں ہے بلکہ یہ بتاؤ کہ آیا قرآن مخلوق ہے یا کیا؟ اس نے کہا اللہ ہر شے کا خالق ہے اسحق نے پوچھا تو کیا قرآن شے ہے اس نے کہا ہاں اسحق نے کہا تو وہ مخلوق ہے اس نے کہا خالق نہیں ہے اسحق نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا یہ بتاؤ کہ آیا وہ مخلوق ہے اس نے کہا بس جو میں نے تم سے کہہ دیا ہے اس پر میں اضافہ نہیں کرتا اور میں تو امیرالمومنین کے سامنے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلے میں اب گفتگو ہی نہیں کروں گا جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کے علاوہ میں کچھ اور نہیں جانتا۔

اسحق نے ایک رقعہ اٹھایا جو اس کے سامنے رکھا تھا اور اس کے مضمون کو سنا کر پوچھا کیا تم اس سے موافقت کرتے ہو کہ اللہ واحد یکتا کے

علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ اس کے بعد کچھ ہے۔ اس کی مخلوقات میں سے کوئی شے کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں بشر نے کہا ہاں میں اسے بالکل تسلیم کرتا ہوں اور میں تو ان لوگوں کو مارا کرتا تھا جو اس اصولی عقیدے میں ذرا بھی کمی کرتے' اسحٰق نے منشی سے کہا جو کچھ اس نے کہا ہے لکھ لو'

اس کے بعد اسحٰق نے علی بن مقاتل سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اس مسئلہ کے متعلق میں اپنے خیال کو بارہا امیر المومنین سے بیان کر چکا ہوں اور وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اسحٰق نے اس رقعے کے مضمون کے متعلق پوچھا اسے تسلیم کرتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا' علی نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین ہمیں کسی بات کا حکم دیں گے تو ہم بسر و چشم اسی کو تسلیم کریں گے' اسحٰق نے منشی سے کہا اس کی گفتگو لکھ لو۔ اب اس نے ذیال سے اسی قسم کا سوال کیا جیسا کہ اس نے علی بن ابی مقاتل سے کیا تھا اور ذیال نے ویسا ہی جواب دیدیا۔

اس کے بعد اسحٰق نے ابوالحسن الزیادی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں۔ اسحٰق نے وہ رقعہ پڑھ کر سنایا اور دریافت کیا کہ کیا تم کو اس سے اتفاق ہے۔ اس نے کہا ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ جو اس عقیدہ کو نہیں مانتا میرے نزدیک وہ کافر ہے۔ اسحٰق نے کہا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر شے کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر شے مخلوق ہے۔ امیر المومنین ہمارے امام ہیں۔ انھیں کی وجہ سے یہ تمام علم ہم کو پہنچا ہے وہ جو کچھ سن چکے ہیں ہم نے اسے نہیں سنا اور جس قدر ان کو علم ہے اتنا ہمیں نہیں۔ اللہ نے ہماری باگ ان کے سپرد کی ہے وہ حج اور نمازیں ہماری امامت کرتے ہیں ہم اپنے مال کی زکوٰۃ یکجا کر دیتے ہیں اور ان کی معیت میں جہاد کرتے ہیں ان کی امامت کو برحق سمجھتے ہیں جو وہ

حکم دیں گے ہم اس پر کاربند ہوں گے جس بات کی وہ ممانعت کر دیں گے ہم اس سے رک جائیں گے اگر کسی بات کے لیے وہ ہمیں دعوت دیں گے ہم اس پر لبیک کہیں گے۔

اسحٰق نے کہا یہ سب صحیح مگر یہ بتاؤ قرآن مخلوق ہے۔ اس کے جواب میں ابو حسّان نے پھر وہی کہا جو وہ پہلے کہہ چکا تھا۔ اسحٰق نے کہا مگر امیر المومنین کا تو یہ عقیدہ ہے۔ ابو حسان نے کہا ہوگا مگر اس کا انھوں نے حکم نہیں دیا اور نہ اس کی دعوت دی ہے ہاں اگر تم مجھ سے یہ کہو کہ امیر المومنین نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ میں بھی قرآن کے بارے میں یہی کہوں تو جب تم مجھے حکم دو گے اسی کے مطابق میں اپنا عقیدہ کہہ دوں گا۔ میں تم پر پورا اعتماد رکھتا ہوں کہ تم صرف وہی کہو گے جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے لہذا اگر تم مجھے کوئی ایسا حکم دیتے تو میں ضرور اس کی بجا آوری کرتا۔ اسحٰق نے کہا بیشک مجھے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کوئی بات ان کی طرف سے تم سے کہوں۔

علی بن مقاتل نے کہا امیر المومنین کا ذاتی خیال ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابۂ رسول اللہ کا اختلاف فرائض اور مواریث میں ہے مگر اس کا اقرار دوسروں پر فرض نہیں کیا گیا۔ ابو حسّان نے کہا جو کچھ ہو میں تو ان کے ہر حکم کی بسر و چشم بجا آوری کے لیے تیار رہوں آپ مجھے حکم دیں میں حسبہ عمل کروں گا۔ اسحٰق نے کہا امیر المومنین نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں کسی بات کے قبول کرنے کا تم کو حکم دوں صرف اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمھارا خیال دریافت کروں۔ اس کے بعد اسحٰق نے احمد بن حنبل سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو انھوں نے کہا اللہ کا کلام ہے، اسحٰق نے پوچھا وہ مخلوق ہے انھوں نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے اور میں کچھ نہیں کہتا۔ اب اس نے اس رقعے کے مضمون پر ان کی موافقت چاہی اور اس مقام پر پہنچا لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر اور اس جملہ پر وہ خاموش رہے کہ لا یشبہ شئی من خلقہ فی معنی من المعانی

ولا دجاجہ من الوجوہ (اس کی مخلوق میں سے کوئی شئے کسی حیثیت سے اور کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں ہے) ابن البکاء الاصغر نے ان پر اعتراض کیا اور اسحٰق سے کہا کہ جناب والا ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کان سے سنتا اور آنکھ سے دیکھتا ہے اس نے احمد بن حنبل سے پوچھا سمیع و بصیر کے کیا معنی ہیں۔ انھوں نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنا وصف بیان کیا ہے اس نے کہا اس کے معنی کیا ہیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتا، بس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے کو بیان کیا ہے

اس کے بعد اس نے فرداً فرداً سب سے بلا کر دریافت کیا سب نے یہی جواب دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے سوائے ان لوگوں کے قتیبہ، عبید اللہ بن محمد بن الحسن، ابن علیۃ الاکبر، ابن البکاء، عبد المنعم بن ادریس ابن بنت وہب بن المنبتہ۔ المظفر بن مرجا، اور ایک اور شخص کے جو بہت ہی ضعیف اور نابینا تھا اور فقیہ بھی نہ تھا نہ وہ کوئی ایسا مشہور صاحب علم تھا مگر کسی نہ کسی طرح وہ بھی ان علما کی مجلس میں باریاب ہو گیا تھا۔ اور ایک شخص جو عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں تھا اور رقہ کا قاضی تھا اور ابن الاحمر۔

ابن البکاء نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا اور قرآن محدث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ، اسحٰق نے اس سے پوچھا تو مجعول مخلوق ہے اس نے کہا جی ہاں اسحٰق نے کہا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں یہ تو نہیں کہتا ہاں یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجعول ہے اسحٰق نے اس کا بیان لکھ لیا جب وہ اس جماعت کا امتحان لے چکا اور ان سب کے اقوال قلمبند کر چکا تو ابن البکاء الاصغر نے یہ تجویز پیش کی کہ ان دونوں قاضیوں کو جو کہ امام ہیں آپ حکم دیں کہ یہ اس مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اسحٰق نے اس سے کہا کہ یہ وہ اشخاص ہیں جو ضرور امیر المومنین کے قول کو ثابت کریں گے، اس نے کہا تو بہتر ہے کہ آپ ان دونوں کو حکم دیں کہ

وہ اپنے خیالات ہم سے بیان کر دیں تاکہ ہم پھر ان کی دوسروں سے حکایت کریں۔ اسحٰق نے کہا اگر تم کبھی ان کے روبرو شہادت دینے جاؤ گے تو تم کو اس مسئلے میں ان کے عقائد کا حال معلوم ہو جائے گا۔

اس مجلس سے فارغ ہو کر اسحٰق نے اس تمام جماعت کے فرداً فرداً اقوال لکھ کر مامون کے پاس بھیجدئے۔ نو دن کے بعد اس نے ان سب کو دوبارہ اس وقت طلب کیا جبکہ ان کے بارے میں اس کے خط کے جواب میں مامون کا خط اسے مل گیا۔ مامون کا وہ خط یہ ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد۔ امیر المومنین نے جو خط تم کو قرآن کے متعلق ایک خاص اور انوکھا عقیدہ رکھنے والوں کے امتحان کے بارے میں لکھا تھا اس کا جواب موصول ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے خط کے موصول ہونے کے بعد تم نے جعفر بن عیسیٰ، اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق کی موجودگی میں بغداد کے فقہا۔ محدثین اور مفتیوں کو طلب کر کے ہمارا خط سب کو سنایا اور پھر ان سے قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ پوچھا اور یہ معلوم کیا کہ کون اس بات کا قائل ہے کہ کوئی شے بھی کسی طرح اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں اور قرآن کے متعلق ان کے خیالات میں کیا اختلاف ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل نہیں ہے تم نے اسے ممانعت کر دی کہ وہ نہ علانیہ طور پر اور نہ خفیہ طور پر حدیث کا درس دے یا فتویٰ لکھے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تم نے دونوں قاضیوں کی طرح سندی اور عباس مولیٰ امیر المومنین کو ہماری ہدایت کے مطابق ان لوگوں کے متعلق حکم دیدیا کہ جو گواہ ان کے سامنے پیش ہوا اس سے وہ اس مسئلے کے متعلق اطمینان کر لیا کریں نیز یہ کہ تم نے اپنے علاقے کے تمام قاضیوں کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم امیر المومنین کی ہدایات کے مطابق ان کا بھی اس مسئلے میں امتحان لو، خط کے آخر میں تم نے اپنے وہاں کے تمام نام اور اقوال لکھدئے ہیں ہم تمہارے خط کے مضمون سے پوری طرح آگاہ ہوئے اس تمام کارروائی پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی

رحمت اپنے بندے اور رسول محمد صلعم پر نازل فرمائے اور ہماری یہ تمنا ہے کہ اللہ اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے سلامتی نیت کے ساتھ ہماری مدد کرے۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں کہ ان سے تم نے اس مسئلے کو دریافت کیا اور ان کے بیانات لکھے ہیں ہم نے ان کے معاملے پر غور کیا اس کے متعلق یہ ہے کہ مغرور بشر بن الولید نے نفی تشبیہ میں جو کچھ کہا مگر قرآن کے مخلوق ہونے پر وہ خاموش ہو گیا اور اس کے متعلق اس نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ اس کے متعلق امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہے تو اس کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس مسئلے یا کسی دوسرے مسئلے میں اس قسم کی کوئی گفتگو یا عہد اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نہیں ہوا اور نہ کوئی مناظرہ ہوا اس کے سوا اس نے بارہا ہمارے سامنے کلمۂ اخلاص پر اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اس لیے تم اسے بلاؤ اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کی اسے اطلاع دو اور قرآن کے متعلق اس کا صاف صاف اعتقاد دریافت کرو اور اس سے توبہ کراؤ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو قرآن کے متعلق کچھ اور عقیدہ رکھتا ہے وہ نرا کفر اور شرک ہے اس لیے اس عقیدے سے توبہ کرانا ضروری ہے اگر وہ توبہ کرلے تو تم اس بات کا اعلان کر دینا اور چھوڑ دینا اگر وہ اپنے عقیدے پر اصرار کرے اور قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کرے تو اس کے اس کفر اور الحاد کی پاداش میں تم اس کی گردن مار دینا اور اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

یہی معاملہ ابراہیم بن المہدی کا ہے بشر کی طرح تم اس کا بھی امتحان لو کیونکہ وہ بھی بشر کی طرح امیر المومنین کے متعلق کہا کرتا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ بالکل جھوٹا ہے لہٰذا اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کو تسلیم کرے تو تم اس کے عقیدے کا اعلان کرنا اور اسے چھوڑ دینا ورنہ اسے بھی

قتل کر کے اس کے سر کو ہمارے پاس بھیجدینا۔

علی بن مقاتل سے کہنا کیا تو نے امیر المومنین سے یہ بات نہیں کہی کہ تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے اور کیا تو نے ہم سے قرآن کے متعلق وہی عقیدہ اپنا بیان نہیں کیا جو ہم نے اس سے اپنا بیان کیا تھا اور اس بات کو سب ہی جانتے ہیں۔

ذیال بن الہیثم سے کہنا کہ انبار میں تو کھانا چرایا کرتا تھا اور مدینہ امیر المومنین ابو العباس کی جو خدمت اس کے تفویض تھی کیا صرف وہ مشغلے اس کے لیے کافی نہ تھے جو وہ اس اہم اصولی مسئلے میں دخل دے رہا ہے اگر ایسا ہی وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والا ہوتا تو کبھی ایمان کے بعد شرک میں نہ پڑتا۔

احمد بن یزید ابو العوام سے جس نے قرآن کے متعلق جواب دینا مناسب نہیں سمجھا کہدو کہ بزرگی بعقل است نہ بسال قرآن کے متعلق اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا مگر جب اس کو سزا ملے گی تب وہ جواب دے گا۔ اچھا اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی کام تمام کرو۔

احمد بن حنبل کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے ہم نے پڑھا اس سے کہدو کہ امیر المومنین اس کے قول کے مفہوم سے پوری طرح آگاہ ہوئے ان کو اس مسئلہ میں اس کا عقیدہ معلوم ہوا جو اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور اس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑے گا۔

فضل بن غانم سے کہو کہ ایک سال سے بھی کم مدت میں تو نے مصر میں جس قدر سرکاری روپیہ ناجائز طریقے پر کھایا ہے اس کی وجہ سے تجھے امیر المومنین کا خوف نہیں آیا جواب یہ مزید جرأت کر رہا ہے حالانکہ اس بات پر مطلب بن عبداللہ سے تیرا جھگڑا بھی ہوا تھا جو شخص ایسا چور اور بد دیانت ہو اور دینار و درہم کا اس قدر طامع ہو اس سے یہ کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنا ایمان روپیہ اور نفع عاجل

کی خاطر بیچ ڈالے علاوہ بریں اس نے علی بن ہشام سے اپنا جو عقیدہ بیان کیا تھا وہ اس سے بالکل خلاف تھا جو وہ اب کہہ رہا ہے لہٰذا اس سے پوچھو کہ اس تبدیل خیال کی کیا وجہ ہے؟
زیادی سے کہو کہ کیوں نہ ہو تو اس کی اولاد میں ہے جس کے متعلق رسول اللہؐ کے حکم میں سب سے پہلے اختلاف کیا گیا تو ظاہر ہے کہ تو اپنے باپ ہی کے مسلک پر چلے گا جو جھوٹا مدعی نسب تھا اسی وجہ سے ابو حسان نے زیاد کا مولی بننا قبول نہیں کیا، اور کسی شخص نے بھی اس کی ولایت قبول نہیں کی (بیان کیا گیا ہے کہ یہ شخص ایک خاص وجہ سے زیاد سے منسوب کیا گیا تھا)
جو شخص ابو نصر التمار کے نام سے مشہور ہے اس سے کہدو کہ امیر المومنین کے نزدیک جیسا ذلیل اس کا کاروبار ہے ویسی ہی اس کی عقل خفیف و رکیک ہے۔
فضل بن الفرخان سے کہنا کہ قرآن کے متعلق اس عقیدے کو تو نے اس لئے قبول کیا ہے کہ تو ان امانتوں پر جو عبد الرحمٰن بن اسحق وغیرہ نے تیرے پاس رکھوائی ہیں ہضم کرنا چاہتا ہے اور اس لیے چاہتا ہے کہ جن کی امانتیں اس کے پاس جمع ہیں وہ کسی طرح ختم ہوں تو میں ان تمام مال پر قبضہ کروں مگر چونکہ وہ بہت سن رسیدہ اور بوڑھا ہے اس لئے تم اس کے خلاف کوئی اور کارروائی تو نہ کرو البتہ عبد الرحمٰن بن اسحق سے کہو کہ اللہ تجھے جزائے خیر نہ دے کہ تو نے ایسے شخص کی مدد کی اور اپنی امانت رکھوائی جو توحید کا منکر اور مشرک ہے۔
محمد بن حاتم، اور ابن نوح ابو معمر سے کہو کہ تم سود خوار بھلا تم توحید کو کیا سمجھو اللہ نے تو محض سود خواری کی وجہ سے ان ایسے سود خواروں سے جہاد کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ انھوں نے سود کے ساتھ شرک کو بھی اپنا شعار بنا لیا ہے اور اس طرح اب وہ نصاریٰ کے مثل ہیں۔
احمد بن شجاع سے کہنا کہ کل کی بات ہے کہ علی بن ہشام کے

مال میں سے ناجائز طور پر تو نے بھی ابو معمر کے ساتھ حصہ بٹایا۔ تھا تو معلوم ہوا کہ صرف دینار و درہم تیرا مذہب ہے۔

سعدویہ الواسطی سے کہنا کہ اللہ اس شخص کا برا کرے کہ جو ایک طرف ہر وقت حدیث کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس فن میں سب سے بڑھ جائے اور امتحان کے وقت اسی وجہ سے انکار بھی کرتا ہے اور پھر درس حدیث بھی دیتا ہے۔

اس شخص سے جو سجادہ مشہور ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اپنے جلیس محدثین اور فقہا سے کبھی یہ نہیں سنا کہ قرآن مخلوق ہے کہو کہ تو کھجور کی گٹھلیوں کے شمار اپنے سجادے کی اصلاح کے لئے ان کے رگڑنے اور ان امانتوں میں جو علی بن یحییٰ وغیرہ نے اس کے پاس رکھوائی ہیں اس قدر مشغول ہے کہ تو نے توحید کو بالکل بھلا ہی دیا ہے اس سے پوچھو کہ اگر تو یوسف بن ابی یوسف اور محمد بن الحسن کی صحبت میں شریک رہا ہے تو بتا کہ اس مسئلے میں انھوں نے اپنا کیا خیال تجھ سے ظاہر کیا تھا۔

قواریری کا یہ حال ہے کہ جب اس کے حالات کی تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس نے رشوت لی ہے اور ایسے کام کئے ہیں جس سے اس کی بد اخلاقی اور ایمان اور عقل کی سخافت معرض ثبوت میں آچکی ہے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ جعفر بن عیسیٰ الحسنی کے معاملات کا مختار و وکیل ہے تم جعفر سے کہدو کہ وہ اس سے قطع تعلق کرے نہ اس پر اعتماد کرے اور نہ اسے اپنا امین بنائے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری اگر وہ دراصل عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں ہے تو اس کا جواب تو معروف اور مشہور ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

محمد بن الحسن بن علی بن عاصم سے کہنا کہ اگر تم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہوتے تو تم کبھی اس مذہب کو اختیار نہ کرتے مگر ابھی چونکہ

وہ کمسن ہے اس لیے اس کو تعلیم کی ضرورت ہے،
ہم تمھارے پاس ابو مسہر کو بھیجتے ہیں ہم نے قرآن کے متعلق اس کا امتحان لیا پہلے تو وہ جواب دینے سے رکا اور اسے ٹالنا چاہا مگر جب ہم نے اس کے لیے تلوار طلب کی تو اس نے بہت ہی ذلت سے پھر اقرار کر لیا تم اس سے پوچھنا اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کے عقیدے کا اعلان کر دینا۔
جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں ہمیں لکھے ہیں یا جن کے نام ہم نے تم کو لکھے ہیں یا جن کے نام تم نے نہیں لکھے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں تو بشر بن الولید اور ابراہیم بن المہدی کو چھوڑ کر ان سب کو بیڑیاں ڈال کر سرکاری محافظین کے ساتھ ہمارے مستقر کو روانہ کر دو تاکہ ہم خود ان کا امتحان لیں اور اگر وہ اپنے عقیدے سے باز آکر توبہ نہ کریں تو پھر انشاء اللہ ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔
ہم یہ مراسلہ دوسرے سرکاری مراسلات کے جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر بطور خاص علیحدہ فرض خداوندی سمجھ کر اور اس کے ثواب عظیم کی تمنا میں تم کو بھیجتے ہیں اور اس وجہ سے تم کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس کا نفاذ فوراً کر دینا اور اس کا جواب بھی اسی طرح علیحدہ بطور خاص ہمیں فوراً لکھ دینا تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ تم نے کیا کارروائی کی یہ خط ۲۱۸ ہجری میں لکھا گیا۔
اس مراسلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری اور محمد بن نوح المضروب کے علاوہ باقی دوسرے لوگوں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق ہے، اسحق بن ابراہیم کے حکم سے یہ لوگ فولادی بیڑیوں میں جکڑ دئے گئے اسی حالت میں ان کو دوسرے دن پھر طلب کیا گیا اور اب پھر اس مسئلہ میں ان کا امتحان لیا گیا سجادہ نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیا لہذا اسے رہا کر دیا گیا مگر دوسرے بدستور اپنے

قول پر مصر رہے اس کے بعد دوسرے دن پھر ان کو اسی طرح طلب کر کے ان کا امتحان لیا گیا آج قواریری نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا لہذا وہ بھی چھوڑ دیا گیا البتہ احمد بن حنبل اور محمد بن نوح بدستور اپنی رائے پر جمے رہے لہذا ان دونوں کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر ایک خط کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس تمام کارروائی کی اطلاع ایک علیحدہ خط کے ذریعے سے مامون کو بھیجدی گئی۔

چند روز کے بعد پھر ان سب کو طلب کیا گیا اس وقت اسحٰق بن ابراہیم کے پاس مامون کا خط پہنچا جس میں مرقوم تھا کہ جن لوگوں نے ہماری بات مان لی ان کی اطلاع ہمیں ہوئی، سلیمان بن یعقوب ہمارے وقائع نگار نے یہ لکھا ہے کہ بشر بن الولید نے اس آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی جو اللہ تعالیٰ نے عمارؓ بن یاسر کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ اپنے لیے تاویل کی ہے اس نے یہ غلط تاویل کی ہے کیونکہ اس آیت سے اللہ کا مقصود مومن مظہر شرک ہے نہ کہ مشرک مظہر ایمان لہذا اس سے اسے فائدہ نہیں ہو سکتا سب کو طرسوس بھیجدو اور وہ ہمارے بلاد روم سے واپس آنے تک وہاں ٹھہرے رہیں۔

اسحٰق بن ابراہیم نے ان سب سے اس بات کے لیے کفیل اور ضامن لے کر کہ یہ طرسوس پہنچ جائیں گے ابو حسان بشر بن الولید، فضل بن غانم، علی بن ابی مقاتل، ذیال بن الہیثم، یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری علی بن الجعد، ابو العوام، سجادہ، قواریری، ابن الحسن بن علی بن عاصم، اسحٰق بن ابی اسرائیل، النضر بن شمیل، ابو النصر التمار، سعدویہ الواسطی، محمد بن حاتم بن میمون، ابو معمر، ابن الہرش، ابن الفرخان، احمد بن شجاع اور ابو ہارون بن البکاء کو طرسوس روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ رقہ پہنچے یہاں ان کو مامون کی وفات کی اطلاع ملی عنبسہ بن اسحٰق والی رقہ نے ان کو رقہ جانے کا حکم دیا پھر ان کو اسی سرکاری وکیل کے ساتھ جو مدینۃ السلام سے ان کے ساتھ آیا تھا ان کو پھر اسحٰق بن ابراہیم کے پاس مدینۃ السلام

واپس بھیجدیا، اس نے بغداد آکر ان کو اسحٰق کے حوالے کردیا اسحٰق نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھر میں رہیں کہیں باہر نہ جائیں مگر اس کے بعد اس حکم میں اس نے نرمی کردی اور باہر نکلنے کی اجازت دیدی۔ مگر چونکہ بشر بن الولید، ذیال، ابو العوام اور علی بن ابی مقاتل بغیر اجازت کے پہلے چلے آئے تھے لہٰذا جب وہ بغداد آگئے تو اسحٰق بن ابراہیم نے اس کی پاداش میں ان کو سزادی اور دوسرے چونکہ اس کے وکیل کے ہمراہ آئے اس نے ان کو رہا کردیا۔

اس سال مامون کا فرمان تمام عاملوں کو بھیجا گیا، اس کا عنوان تھا "یہ فرمان عبداللہ عبداللہ الامام مامون امیر المومنین کی جانب سے اور ان کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے"

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود مامون نے اس طرح نہیں لکھا تھا مگر جب اس مرض میں جو ان کو بدندوں میں لاحق ہوا غشی کے بعد ان کو افاقہ ہوا تو انھوں نے عباس بن المامون، اسحٰق اور عبداللہ بن طاہر کو اس کا حکم دیا اور کہا کہ اگر اس مرض سے میں جانبر نہ ہوسکوں تو میرے بعد ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید خلیفہ ہوں اس بناء پر محمد بن داؤد نے یہ الفاظ بھی لکھے اور مہر ثبت کرکے یہ فرامین نافذ کردئے اور پھر ابو اسحٰق نے عمال کو لکھا "یہ ابو اسحٰق امیر المومنین حال کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے" چنانچہ ابو اسحٰق محمد بن ہارون الرشید کا خط جو اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ دمشق کی چھاؤنی کے عامل کے پاس ۱۳ رجب اتوار کے دن پہنچا اس کا عنوان تھا "یہ خط عبداللہ عبداللہ الامام المامون امیر المومنین کی جانب سے اور ان کے بعد ہونے والے خلیفہ ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے اما بعد ہم نے حکم دیا کہ تم کو یہ فرمان لکھا جائے کہ تم اپنے تحت کے عاملوں کو ہدایت کرو کہ وہ حکومت میں حسن سیرت اختیار کریں لوگوں پر سختی کرنے سے بچیں اپنے

تحت کے لوگوں کو نہ ستائیں، اپنے تمام عاملوں کو اس کے لیے شدید احکام دو کہ اس پر عمل کریں اور مال کے عمال کو بھی یہی ہدایات کی جائیں۔

شام کی تمام چھاؤنیوں حمص اردن اور فلسطین کی چھاؤنیوں کو اسی مضمون کے فرامین لکھے جمعہ کے دن جبکہ رجب کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی رہ گئی تھیں اسحق بن یحییٰ بن معاذ نے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ میں امیر المومنین کے لئے دعا کرنے کے بعد کہا اے بار الٰہ تو امیر، امیر المومنین کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابواسحٰق بن امیر المومنین رشید کو نیک صلاح دے،

اس سال مامون نے وفات پائی۔

مامون کی وفات

سعید العلاّف القاری بیان کرتا ہے کہ اپنے بلاد روم میں قیام کے وقت مامون نے مجھے طلب کیا وہ اس علاقے میں بدھ کے دن جبکہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی رہگئی تھیں طرسوس سے داخل ہوئے تھے جب میں ان کے پاس بھیجا گیا وہ بدندوں میں مقیم تھے وہ مجھ سے اکثر قرآت قرآن سنا کرتے تھے ایک دن مجھے بلایا میں حاضر خدمت ہوا وہ بدندوں کے کنارے بیٹھے تھے اور ابواسحٰق المعتصم ان کے داہنے بیٹھے تھے مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دیا میں ان کے سامنے بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ وہ اور ابواسحٰق دونوں اپنے پاؤں بدندوں کے پانی میں ڈالے ہوئے ہیں مجھ سے کہا کہ سعید تم بھی اس پانی میں پاؤں لٹکاؤ اور اسے چکھو دیکھو یہ کس قدر لذیذ ہے میں نے تو آج تک ایسا شیریں، صاف اور ٹھنڈا پانی نہیں دیکھا میں نے حکم کی بجا آوری کی اور کہا کہ بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں مجھے بھی آج تک ایسا پانی پینے کا اتفاق نہیں ہوا تھا کہنے لگے اچھا بتاؤ کہ سب سے بہتر کون سی چیز ہوگی جو کھائی جائے اور پھر

اُس پر یہ پانی پیا جائے میں نے کہا امیر المومنین زیادہ جانتے ہیں میں کیا عرض کروں کہنے لگے رطب آزاذ، یہ الفاظ وہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ڈاک کے جانوروں کی لگاموں کی گرنے کی آواز آئی انھوں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ڈاک کے خچر ہیں جن کے پٹھوں پر گونے پار ہیں جن میں میوے ہیں خدمتگار سے کہا جاکر دیکھو ان میووں میں کھجوریں اگر ہوں تو دیکھنا کہ رطب آزاذ ہیں اگر آزاذ ہوں تو لے کر آؤ، اتنے میں وہ انھیں کھجوروں کی دو ٹوکریاں لیئے ہوئے دوڑتا ہوا آیا کھجور اس قدر تازہ تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ڈالی سے توڑے گئے ہیں، مامون نے خدا کا شکر ادا کیا ہم کو ان پر بڑا تعجب ایا کہ کس قدر جلد ان کی خواہش پوری ہوئی فرمایا قریب آجاؤ اور کھاؤ چنانچہ وہ کھجور انھوں نے ابو اسحٰق نے اور میں نے کھائے اس کے اوپر ہم سب لے اس ندی کا پانی پیا وہاں سے اٹھتے ہی ہم سب کو بلا استثناء بخار آگیا اور اسی مرض سے مامون کی وفات ہوئی ابو اسحٰق عراق میں داخلہ تک برابر علیل رہے اور میں بھی بیمار رہا البتہ عراق کے قریب پہنچ کر مجھے صحت ہوگئی۔

جب مامون کے مرض نے شدت اختیار کی انھوں نے اپنے بیٹے عباس کو طلب کیا ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی زندگی میں ان کے پاس نہ آسکے گا مگر وہ آگیا اس وقت وہ بہت سخت علیل تھے ہوش و حواس بھی درست نہ رہے تھے اس سے پہلے ہی ابو اسحٰق بن الرشید کی خلافت کے لیے مراسلے نافذ ہو چکے تھے عباس اپنے باپ کے پاس چند روز مقیم رہا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی ابو اسحٰق کو وصیت کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسی وقت وصیت کی ہے جبکہ عباس، قضاۃ فقہا، امرا، اور کاتب موجود تھے ان کی وصیت یہ ہے۔

"یہ وہ وصیت ہے جس کا اعلان عبداللہ بن ہارون امیر المومنین نے حاضرین کے روبرو کیا ہے اور انھوں نے اس پر ان سب کو گواہ بنایا ہے وہ اور جو لوگ ان کے پاس موجود ہیں اس بات کی شہادت

دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں اور سوائے اس کے اور کوئی دوسرا اس کی حکومت کا مدبر نہیں، وہ خالق ہے اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے جس سے قرآن بھی مستثنیٰ نہیں کیونکہ قرآن بھی ایک شئے ہے جس کی مثل موجود ہے حالانکہ خود خداوند تبارک تعالیٰ کی کوئی مثل نہیں، موت کا آنا یقینی ہے اور پھر زندہ ہونا یقینی ہے اور محاسبۂ آخرت یقینی ہے نیکوں کا صلہ جنت اور بدوں کا عذاب آتش دوزخ ہے، محمد صلعم نے اپنے رب کی جانب سے اس کے دین کے قوانین اور اصول پہنچا دیئے اور امت کے ساتھ پورا حق خلوص ادا کر دیا اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اللہ کی ان پر اس سے بھی افضل رحمت نازل ہو جو اس نے اپنے ملائکہ مقربین یا انبیائے مرسلین میں سے کسی پر نازل کی ہو، میں معترف مجرم ہوں امیدوار بھی ہوں اور خائف بھی مگر جب میں اللہ کے عفو کو یاد کرتا ہوں تو امیدوار ہو جاتا ہوں، جب میں مر جاؤں تم مجھے چت لٹا دینا میری آنکھیں بند کر دینا مجھے اچھی طرح غسل دینا پورا کفن پہنانا پھر حمد و ثنا کرتے ہوئے مجھے تابوت پر لٹانا پھر مجھے جلد قبرستان لے جانا اور جب تم میری میت کو نماز کے لیے رکھو تو وہ شخص نماز کے لیے آگے بڑھے جو نسب میں مجھ سے قریب تر ہو اور تم میں سب سے بڑا ہو وہ پانچ تکبیریں کہے پہلی تکبیر میں پہلے حمد و ثنا کے بعد تمام مسلمانوں کے لیے چاہے وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں دعا مانگے پھر سابقین مومنین کے لیے دعا مانگے اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے اس میں الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہے پانچویں تکبیر میں سلام پھیرے پھر تم مجھے اٹھا کر لے چلنا اور میری قبر پر پہنچانا اور وہاں جو مجھ سے سب سے زیادہ نسب میں قریب اور مجھ سے محبت کرنے والا ہو وہ قبر میں اترے اس اثنا میں تم برابر اللہ کی حمد اور اس کا ذکر کرتے رہنا اس کے بعد مجھے قبر کی داہنے شق میں لٹا دینا مجھے قبلہ رو کر دینا کفن سے میرا سر اور میرے دونوں پاؤں باہر کرنا پھر لحد کو اینٹوں سے بند کر کے مٹی ڈالنا اور مجھے میرے اعمال کے ساتھ چھوڑ کر

چلے جانا، کیونکہ اس وقت سوائے میرے اعمال کے تم میں سے کوئی میرے کام نہیں آسکتا اور نہ کسی مضرت کو دفع کر سکتا ہے پھر سب مل کر قبر پر ٹھہرنا اگر میری کسی بھلائی کا تم کو علم ہو تو اسے یاد کرنا اور دعا کرنا اور اگر میری کسی برائی کو تم جانتے ہو تو اس کے ذکر سے خاموش رہنا کیونکہ جیسا خیال تم اس وقت میرے متعلق ظاہر کر دو گے اُسی کے حساب سے مجھ سے اچھا یا برا برتاؤ کیا جائے گا کسی رونے والے کو وہاں رونے نہ دینا کیونکہ جس پر نوحہ کیا جاتا ہے وہ عذاب پاتا ہے اللہ اُس شخص پر رحم کرتا ہے جس نے موت سے جو یقینی ہے عبرت حاصل کی لہذا تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں صرف جسے بقائے دوام حاصل ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کے لیے فنا مقدر کر دی ہے، اس کے بعد تم کو چاہئے کہ تم اس بات پر غور و فکر کرو کہ مجھے خلافت کی کیا عزت و شوکت حاصل تھی مگر جب خدا کا حکم نازل ہوا تو مجھے اس سے قطعی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ الٹا اس کی وجہ سے محاسبہ دو چند ہو گیا کاش کہ میں بشر کیا مخلوق ہی نہ ہوا ہوتا اے ابو اسحٰق میرے پاس آؤ اور میری اس بیکسی سے عبرت حاصل کرو قرآن کے متعلق تم میرے طرز عمل پر گامزن ہونا اور جب اللہ تم کو یہ منصب خلافت عطا فرما دے تم اللہ کے مطیع و منقاد رہنا اس کے عذاب سے ڈرنا اللہ کے حلم اور ڈھیل سے دھوکہ نہ کھانا اور یہ سمجھنا کہ موت ہر وقت سر پر ہے رعایا اور اس میں بھی عوام الناس کے معاملات سے غفلت نہ برتنا کیونکہ حکومت انھیں سے قائم ہے ہر وقت مسلمانوں کے نفع کا خیال رکھنا اپنی رعایا اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا جو معاملہ تمھارے سامنے ایسا آئے جس میں مسلمانوں کی صلاح و فلاح ہو اسے اپنی خواہشات پر ہمیشہ مقدم رکھنا ان میں جو قوی ہوں ان سے کمزوروں کا حق دلانا اُن پر خلاف حق کوئی بار نہ ڈالنا۔ اُن کے درمیان میں عدل کرنا ان کو اپنے سے قریب کرنا اور فوراً یہاں سے اپنے دار السلطنت عراق چلے جانا جو لوگ وہاں ہیں ان سے کسی وقت غافل نہ رہنا خرمیہ

جماعت سے حزم و احتیاط اور شجاعت کے ساتھ جہاد کرنا ان کے مقابلہ کے لیے
مال اسلحہ اور سوار اور پیادہ فوج بھیجتے رہنا اگر ان سے لڑائی طول کھینچے تو پھر
تم خود اپنے اعیان و انصار کو لے کر اللہ کے ثواب کی نیت کر کے مقابلہ پر جانا
اور یہ سمجھ لو کہ جب نصیحت کا حق پوری طرح ادا کر دیا جاتا ہے تو اس کے سننے
والے اور مخاطب پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے لہذا تم اپنے ہر معاملہ
میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤ۔

کچھ دیر بعد جب درد زیادہ شدید ہونے لگا اور وہ سمجھے کہ وقت
آگیا ہے انھوں نے پھر ابو اسحٰق کو بلایا اور کہا اے ابو اسحٰق میں تم پر اللہ اور
رسول صلعم کا یہ عہد و پیمان عائد کرتا ہوں کہ تم اس کے بندوں میں اللہ کا حق
قائم کرو گے اور اس کی اطاعت کو اس کی معصیت کے بجائے اختیار کرو گے
میں تم سے یہ عہد اس لیے لے رہا ہوں کہ میں نے یہ خلافت دوسرے سے
منتقل کر کے تم کو دی ہے' ابو اسحٰق نے کہا اے خداوندا میں اس کا اقرار کرتا
ہوں مامون نے کہا اچھا یاد رکھو جن لوگوں کے متعلق تم سن چکے ہو کہ میں
ان کو تقدیم دیتا رہا ہوں تم ان کو اور زیادہ مقدم کرنا عبداللہ بن طاہر کو اسکی
جگہ برقرار رکھنا اس کی اہانت نہ کرنا چونکہ میری حیات اور موجودگی میں
تم دونوں میں جو مناقشہ ہو گیا تھا وہ مجھے یاد ہے اس لیے میں بطور خاص تم کو
یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم اپنے قلب میں اسے جگہ دو اور اپنی خاص عنایت
مبذول رکھو تم جانتے ہو کہ اس نے میری کیسی مخلصانہ خدمات کی ہیں' اسحٰق
بن ابراہیم کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق خاطر رکھنا کیونکہ وہ اس کا مستحق اور
تمھارا اعزہ و قریب ہے تم کو معلوم ہے کہ تمھارے خاندان والوں میں کوئی
محبت در حم نہیں رہا ہے اگر ان میں سے کوئی اس سے مستثنیٰ ہوا تو کیا ان میں
سے عبدالوہاب کو سب پر مقدم کرنا خاندان کے معاملات اسی کے سپرد
کرنا' اسی طرح عبداللہ بن ابی داؤد کو اپنا مصاحب خاص بنانا اپنے ہر
معاملہ میں اس سے مشورہ لینا کیونکہ وہ اس کا اہل ہے میرے بعد تم کسی کو
اپنا وزیر نہ بنانا یحییٰ بن اکثم کی لوگوں کے ساتھ بد معاملگی اور بری سیرت کا

جو تلخ تجربہ مجھے ہوا ہے اس سے تم کو سبق لینا چاہئے' مجھے تو بہر حال اللہ نے اس کے حالات معلوم کرا دیئے اور سب باتیں ظاہر کر دیں کہ میں نے ناراض ہو کر اسے اپنے سے جدا اور خدمت سے علیحدہ کر دیا اس نے اللہ کے مال اور صدقات کی رقم میں بہت کچھ خورد و برد کیا تھا اللہ اس کا اسلام کی طرف سے اس سے بدلہ لے

اپنے ان بنی عم یعنی اولاد امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کو اپنی مصاحبت میں شریک کرنا ان کے کسی شخص سے کوئی خطا ہوا سے معاف کرنا اور جو کوئی اچھا کام کرے اس کا انعام دینا ان کے وظائف سالانہ ادا کرتے رہنا کئی وجوہ سے ان کے حقوق کی حفاظت اور ادائی ضروری ہے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسلام پر مرنا اللہ سے ڈرو' اس کے لیے عمل کرو اپنے ہر کام میں اس سے ڈرتے رہنا میں تم کو اور خود کو اس کے سپرد کرتا ہوں گزشتہ کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور جو خطا اور قصور مجھ سے سرزد ہوا ہو اس کی مغفرت مانگتا ہوں کیونکہ وہ مطلقاً معاف کرنے والا ہے کیونکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں اپنے اعمال پر کس قدر نادم و پشیمان ہوں میں اپنے معاصی عظیم کے مقابلہ میں صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں طاقت صرف اسی کو حاصل ہے اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ کیا اچھا وکیل ہے اللہ کی رحمت محمدؐ پر جو ہدایت اور رحمت کے مخبر ہیں' نازل ہو''

مامون کی وفات کا وقت مدفن نماز جنازہ کی امامت

عمر اور عہد خلافت

ان کی وفات کے وقت میں اختلاف بیانات ہے بعض کہتے ہیں

کہ انھوں نے ۲۱۸ھ جمعرات کے دن بعد عصر جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہ گئی تھیں انتقال کیا، دوسرے کہتے ہیں کہ انھوں نے اسی دن ظہر کے وقت انتقال کیا، مرنے کے بعد ان کے بیٹے عباس اور بھائی ابو اسحٰق محمد بن الرشید انھیں اٹھا کر طرسوس لائے اور انھوں نے ان کو خاقان رشید کے خدمت گار کے گھر میں دفن کر دیا ابو اسحٰق نے ان کی نماز جنازہ پڑھی - اور ان کی حفاظت کے لیے اہل طرسوس وغیرہ کے سو آدمی قبر پر متعین کر دئے اور ان میں ہر شخص کی نوے درہم تنخواہ مقرر کر دی،

۲۰ سال ۵ ماہ ۲۳ دن مدت خلافت ہے یہ مدت ان دو سالوں کے علاوہ ہے جبکہ مکے میں ان کے لیے بطور خلیفہ دعا کی جاتی تھی اور ان کے بھائی امین محمد بن الرشید بغداد میں محصور تھے، مامون نصف ربیع الاول ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے تھے ابن الکلبی کے بیان کے مطابق ابو العباس ان کی کنیت تھی یہ چوڑے چکلے گورے رنگ کے خوبصورت آدمی تھے لانبی داڑھی تھی جس میں سفید بال آگئے تھے، بیان کیا گیا ہے ان کا رنگ سانولا مائل بہ زردی تھا خمیدہ قامت، بڑی آنکھ والے لانبی ڈاڑھی والے تھے جس کا باریک حصہ سفید تھا، پیشانی تنگ تھی رخسار پر سیاہ تل تھا، جمعرات کے دن جبکہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں وہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تھے،

مامون کی سیرت اور حالات زندگی

ابراہیم بن عیسٰی ابن بریہہ ابن المنصور نے بیان کیا کہ جب مامون دمشق جانے لگے تو میں نے دو تین دن کی کاوش فکر کے بعد ایک تقریر تیار کی جب میں ان کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا "اللہ امیر المومنین کو عزت و کرامت کے ساتھ تا بہ دیر قایم رکھے اور مجھے ان پر فدا کر دے میں صبح و شام

اللہ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ امیر المومنین میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں اور میری مصاحبت کو اچھا سمجھتے ہیں اس لیے اگر میں اس بات کی تمنا کروں تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ امیر المومنین مجھے اپنی خدمت گزاری کی نعمت سے اسی طرح متمتع ہونے دیں تاکہ میں اس پر اللہ اور امیر المومنین کا خدا ان کی عمر دراز کرے شکر ادا کروں، جبکہ خود امیر المومنین سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہیں تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ ان کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری سے آرام و راحت کی خاطر پہلو تہی کروں بلکہ چونکہ میں اپنے متعلق ان کی حسن رائے سے واقف ہوں اور ان کا دل سے مطیع و مرید ہوں اس لئے میں اس بات کا زیادہ سزاوار ہوں کہ ان کی خدمت کے لئے ہمسفر بنوں اگر امیر المومنین میری معیت کو مناسب سمجھیں تو اس کا حکم دیدیں۔

مامون نے بغیر غور و فکر کئے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمارا ارادہ ایسا نہیں ہے اگر تمہارے گھر سے کسی شخص کو ہم اپنی معیت میں لیتے تو بیشک سب سے پہلے تم کو ساتھ لیتے اور تم ان کے اس تمام سفر میں ان کے ساتھ ہوتے اور اب اگر وہ تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا رہے ہیں تو اس کی وجہ ناخوشی نہیں ہے بلکہ تمہاری یہیں ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ انھوں نے میری پہلے سے سوچی ہوئی تقریر کا بے ساختہ جو جواب دیا وہ اس سے زیادہ جامع و مانع تھا۔

محمد بن علی بن صالح السرخسی بیان کرتا ہے کہ مامون کے شام کے قیام کے دوران میں ایک شخص کئی مرتبہ ان کے روبرو آیا اور اس نے کہا امیر المومنین آپ شام کے عربوں پر بھی وہی نظر عنایت رکھیں جو آپ خراسان کے عجم پر رکھتے ہیں کہنے لگے اے شامی تم نے کئی مرتبہ یہ بات مجھ سے کہی ہے اس کا جواب سنو جب کبھی میرے قیس کو اپنے رسالے میں شریک کیا میرا سارا خزانہ خالی ہو گیا، یمن سے نہ مجھے محبت ہے نہ وہ مجھے اچھا سمجھتے ہیں بنی قضاعہ کا یہ حال ہے کہ ان کے عمائد سفیانی کے خروج کے منتظر ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہو جائیں، رہے ربیعہ تو وہ اللہ سے اس لیے ناراض چلے آتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی کو بنی مضر میں سے کیوں مبعوث

فرمایا جب کبھی دو آدمیوں نے خروج کیا ہے ان میں ایک خارجی ضرور ہوتا ہے، اب میرے سامنے نہ آنا۔

سعید بن زیاد سے روایت ہے کہ دمشق آکر مامون نے مجھ سے کہا کہ وہ خط دکھاؤ جو رسول اللہ صلعم نے تمہارے لیے لکھا تھا میں نے وہ خط دکھایا مامون نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ بات مجھے معلوم ہو جائے کہ اس مہر پر یہ پردا سا کیا پڑا ہے ابو اسحٰق نے کہا آپ اس عقدے کو کھول دیجیے پھر خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہے مامون نے کہا چونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس گرہ کو خود رسول اللہ نے لگایا تھا لہٰذا میری یہ مجال نہیں کہ میں اسے وا کر دوں پھر واثق سے کہا کہ اسے اپنی آنکھ پر رکھو تا یداللہ اس کی برکت سے تم کو شفا دیدے، خود مامون کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ اسے آنکھوں سے لگاتے جاتے تھے اور روتے تھے،

اسحٰق بن ابراہیم کا دوست عیشی بیان کرتا ہے کہ میں دمشق میں مامون کے ہمراہ تھا روپیہ کی کمی ہوئی جس کی وجہ سے وہ تنگ دست ہو گئے انھوں نے ابو اسحٰق المعتصم سے اس کی شکایت کی انھوں نے جواب دیا امیرالمومنین آپ پریشان نہ ہوں جمعے کے بعد روپیہ آیا جاتا ہے، یہ بات انھوں نے اس اعتماد پر کہی تھی کہ ان کے تحت کے علاقے سے تین کروڑ درہم زرلگان ان کے پاس روانہ ہو چکا تھا جب یہ رقم وہاں پہنچی تو مامون نے یحیٰی بن اکثم سے کہا کہ ذرا چلو اسے دیکھیں دونوں شہر سے چل کر صحرا آئے اور مال کی آمد دیکھنے کو کھڑے ہو گئے روپیہ بڑے تکلف اور دھوم دھام سے آرہا تھا تمام اونٹ آراستہ تھے ان پر کار چوب کی زینیں رکھی تھیں اور رنگی ہوئی جھولیں پڑی ہوئی تھیں سوتی ڈوریاں تھیں سرخ سبز، زرد جیسی ریشم کی تھیلیوں میں روپیہ رکھا تھا اور ان کے مونھ پر کام کیا گیا تھا یہ منظر مامون کو بہت بھلا معلوم ہوا اور اس کی کثرت اور عظمت ان کی نگاہوں میں کھپ گئی لوگ ان کو دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے اور ان کو استعجاب سے دیکھنے لگے مامون نے یحیٰی سے مخاطب ہو کر کہا اے ابو محمد کیا یہ زیبا ہے کہ ہمارے اپنے آدمی جو یہاں ہیں وہ تو خالی ہاتھ اپنے گھر جائیں اور اس تمام خزانے کو ہم لے جائیں جس پر ان کو چھوڑ کر ہم نے قبضہ کیا ہے اگر ہم ایسا کریں تو ہم لئیم ٹھیرے اسکے بعد

انھوں نے محمد بن یزداد کو بلایا اور حکم دیا کہ آل فلاں کے لئے ایک لاکھ کا چیک لکھدو آل فلاں کے لئے اسی قدر اور آل فلاں کے لئے بھی اسی قدر اسی طرح کرتے کرتے انھوں نے وہیں دو کروڑ چالیس لاکھ تو تقسیم کر دیئے اور یہ کام انھوں نے کھڑے کھڑے کیا کہ پاؤں رکاب ہی میں تھا سوار بھی نہ ہونے پائے تھے پھر کہا کہ باقی رقم معلی کے حوالے کر دی جائے کہ وہ ہماری فوج میں تقسیم کر دے۔

راوی کہتا ہے یہ دیکھ کر میرے منہ میں پانی بھر آیا میں ان کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور ٹکٹکی باندھ کر للچائی ہوئی نگاہ سے روپیہ کو دیکھنے لگا مجھے اس حالت میں دیکھ کر مامون نے کہا اے ابو محمدؒ ان ساٹھ لاکھ میں سے پچاس ہزار اسے بھی دلوا دو یہ میری نگاہ سے نہیں ہٹتا، صرف دو راتیں گزری تھیں کہ یہ رقم مجھے وصول ہو گئی۔

محمدؒ بن ایوب بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ بصرے میں بنی تمیم کا ایک خبیث پھکڑ شاعر تھا اور میں بصرے کا والی تھا میں اسے اپنی مجلس میں باریاب کرتا تھا اور اس کی شاعری سے لطف اٹھاتا تھا میرا خیال ہوا کہ اس کو چکمہ دیا جائے اور اس کی ذرا کرکری کر دی جائے اس ارادے سے میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تم بڑے شاعر اور ظریف ہو اور مامون امنڈ آنے والی گھٹا اور تند و تیز آندھی سے زیادہ سخی ہیں تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتے، اس نے کہا میرے پاس سفر خرچ نہیں ہے میں نے کہا اس کا بندوبست میں کئے دیتا ہوں ایک بہت تیز رفتار اونٹ دیتا ہوں اور سفر خرچ کے لئے کافی رقم بھی دوں گا تم ان کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر چلے جاؤ اگر تم ان کی خدمت میں باریاب ہو گئے تو ضرور تمھاری مراد بر آجائیگی، اس نے کہا اے امیر جناب کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے بہتر ہے کہ آپ حسب وعدہ میرے سفر کا انتظام فرما دیں،

میں نے ایک تیز رفتار اونٹ اس کے لئے منگوا دیا اور کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا کہ آپ کے دو وعدوں میں سے ایک کا ایفا تو یہ ہے مگر دوسرے کے متعلق کیا، میں نے تین سو درہم منگوا کر اسے دے دیئے اور کہا کہ لو یہ سفر خرچ ہے اس پر وہ کہنے لگا کہ جناب من یہ رقم کم ہے میں نے کہا نہیں

کافی تو ہے مگر اسراف نہیں اس نے کہا کہ میں نے سعد کے اکابر میں کبھی وسعت ظرفی نہیں دیکھی تو آپ ایسے چھٹ بھیوں میں کہاں سے ہوگی، بہرحال ان پر قبضہ کر کے اس نے مامون کی مدح میں ایک چھوٹا سا قطعہ لکھا اور مجھے سنایا مگر اس میں میرا ذکر اور مدح کو اس نے بالکل نظر انداز کر دیا تھا اور یوں بھی وہ متمرد تھا میں نے کہا یہ تو تم نے کچھ بھی نہیں کیا اس نے پوچھا کیوں میں نے کہا تم امیرالمومنین کے پاس جا رہے ہو مگر خود اپنے امیر کی تعریف میں تم نے کچھ نہیں کہا اس نے کہا جناب والا آپ نے وہاں بھیجکر مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا مگر میں آپ کے چکمے میں نہیں آیا آپ نے یہ مثل سنی ہے کہ جو جنگلی گدھے کو لات مارتا ہے وہ ایسے کو لات مارتا ہے جو نہایت سخت دولاتیں مارنے والا ہے، بخدا میری کرامت اور نفع رسانی کی خاطر تم نے ہرگز نہ یہ اونٹ مجھے دیا ہے اور نہ یہ روپیہ مگر یاد رکھو جو اس طرح کا دھوکہ دینا چاہتا ہے اللہ اسے پشیمان کر کے اس کا سر نیچا کر دیتا ہے مگر خیر میں خلیفہ کے سامنے تمہارا ذکر بھی کروں گا اور تعریف بھی کروں گا سمجھے میں نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو اس نے کہا اچھا جب تم نے اپنے دل کی بات ظاہر ہی کر دی ہے تو اطمینان رکھو کہ میں ضرور تمہارا ذکر خیر اور تعریف کروں گا میں نے کہا تو جو کچھ تم نے ان کے لئے کہا ہے وہ مجھے سناؤ۔ وہ اس نے مجھے سنایا اور رخصت ہو کر شام پہنچا۔ مامون اس وقت سلغوس میں تھے، اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قرہ کے مجاہدین میں پہنچا اور درباری لباس پہنکر اپنے اسی اونٹ پر سوار چھاونی میں گھوم رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کے شخص سے جو ایک نہایت شوخ و شنگ بادرفتار خچر پر سوار تھا اور جس کی چال کو کوئی پا نہ سکتا آمنا سامنا ہو گیا وہ بالکل میرے منہ کے سامنے ہی آ گیا اس وقت میں اپنے مدحیہ قطعہ کو دہرا رہا تھا اس نے نہایت ہی بلند آواز سے کہا السلام علیکم میں نے کہا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس نے کہا جی چاہے تو ٹھیر جائیں ٹھہر گیا اور مجھے عنبر اور مشک کی خوشبو اس سے آئی اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا بنی مضر سے ہوں اس نے کہا ہم بھی مضر ہیں مضر کے کس قبیلہ سے ہو میں نے کہا بنی تمیم اس نے کہا اور میں نے کہا بنی سعد سے تعلق رکھتا ہوں اس نے

کہا خوب اچھا یہاں کیوں آئے ہیں نے کہا اس بادشاہ کے پاس آیا ہوں جس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ نہ اس سے بڑھ کر کوئی فیاض ہے اور نہ با اخلاق اور وسیع ظرف والا۔ اس نے پوچھا کیا لیکر اس کے پاس آئے ہیں نے کہا چند شعر لایا ہوں جس کی شیرینی کا چٹخارہ زبان لے اور لوگ ان کو یاد کر کے پڑھتے پھریں اور سننے والوں کے کانوں میں ان کی حلاوت رہے۔ اس نے کہا مجھے سناؤ اس پر میں نے برہم ہو کر کہا اے نفرے میں نے پہلے ہی تجھ سے کہدیا ہے کہ میں خلیفہ کی مدح میں شعر کہہ کر لایا ہوں اور تو ان کو سننے کا خواہشمند ہے یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔

اس جواب سے تھوڑا سا تغافل برتنے اور سنبھلنے کے بعد اس نے کہا ان سے کیا اُمید لگائی ہے میں نے کہا ان کی سخاوت و مروت کی جو تعریف مجھ سے کی گئی ہے اگر وہ سچ ہے تو ہزار دینار کی توقع ہے اس نے کہا تم مجھے اپنے شعر سناؤ اگر وہ عمدہ اور شیریں ہونگے تو یہ رقم میں تم کو دے دوں گا اس طرح تم تکلیف اور ان کے پاس بار بار جانے کی زحمت سے بچ جاؤ گے کیونکہ تمھارے لئے ان تک رسائی ہونا بہت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے دس ہزار نیزہ بردار اور تیر انداز تمھارے اور ان کے بیچ میں حائل ہیں میں نے کہا اچھا اللہ کے سامنے یہ عہد کرو کہ اس وعدہ کو ایفا کرو گے اس نے کہا ہاں میں خدا کو ضامن بناتا ہوں کہ یہ رقم تم کو دوں گا میں نے کہا کیا تمھارے پاس موجود ہے اس نے کہا یہ میرا خچر ضمانت میں موجود ہے اس کی قیمت ہزار دینار سے زیادہ ہے یہ تو میں ابھی وقت تمھارے حوالے کر دونگا اس پر مجھے اور طیش آیا اور بنی سعد کا تہور اور خفت عقل مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے کہا کہ یہ خچر میرے اس اونٹ کے مساوی تو ہے نہیں۔ اس نے کہا اچھا اسے جانے دو میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و اثق کرتا ہوں کہ تم کو ابھی وقت ایک ہزار دینار نہ یہ دوں گا۔ اب میں نے ان کو اپنا مدحیہ قطعہ سنایا۔ بخدا ابھی میں اس کو ختم نہیں کر چکا تھا کہ تقریباً دس ہزار شہسوار جن سے افق آسمان چھپ گیا ایک دم وہاں السلام علیکم یا امیر المومنین

ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے آ گئے ان کو دیکھ کر میں لرزہ براندام ہوگیا اس نے مجھے اس ہراس میں دیکھ کر کہا: ڈرو مت میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ عربوں کی مختلف زبانوں سے واقف ہوں گے انھوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا کس نے قاف کی جگہ کاف استعمال کیا ہے انھوں نے کہا حمیر اس طرح بولتے ہیں میں نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو اور آج کے بعد جو اور شخص اس طرح بولے اس پر بھی لعنت ہو یہ سنکر وہ ہنس پڑے اور سمجھ گئے کہ میرا مطلب کیا ہے اپنے خدمت گار کی طرف جو پہلو میں کھڑا تھا متوجہ ہوئے اور کہا کہ جو کچھ اب تیرے ساتھ ہے وہ اسے دیدے اس نے ایک تھیلی مجھے دی جس میں تین ہزار دینار تھے مجھ سے کہا یہ لو اور کہا السلام علیک اور چلدئے یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

ابو سعید المخزومی نے ان کے مرثیے میں یہ شعر کہے۔

هل رائيت النجوم اغنت عن المامون شيئاً او ملكه المانوس

خلفوه بعرصتي طرسوس ❊ مثل ما خلفوا اباه بطوس

ترجمہ:- تم نے دیکھا ستارے یا اس کی مستحکم حکومت مامون کے کام آئی لوگ اسے طرسوس کے میدان میں اسی طرح تنہا چھوڑ آئے جس طرح اس کے باپ کو طوس میں چھوڑ آئے تھے۔

علی بن عبیدۃ الریحانی نے کہا۔

ما اقل الدموع للمامون ❊ لست ارضى الا دما من جفوني

ترجمہ:- اگرچہ میرے اشکوں نے مامون کے لئے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر میرا دل تو اس وقت ٹھنڈا ہوگا جب ان کی موت پر بجائے اشک کے میری آنکھوں سے خون بہے۔

علی بن صالح نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھ سے کہا کہ

اہل شام میں سے کوئی تعلیم یافتہ اور شائستہ شخص میری مصاحبت اور مناومت کے لئے تلاش کر کے لاؤ مجھے تلاش سے ایسا شخص معلوم ہوگیا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میں تم کو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب کرنا چاہتا ہوں اور یہ اس وقت تک کہ وہ خود ابتدا نہ کریں تم ان سے کوئی بات دریافت نہ کرنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم شامیوں کو سوالات کرنے کی بہت عادت ہوتی ہے اس نے کہا آپ نے جیسا حکم مجھے دیا ہے میں اس سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اطمینان رکھئے۔

میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کے حسب مراد آدمی تلاش کرلیا ہے انھوں نے فرمایا لاؤ۔ وہ سامنے آیا اور اس نے سلام کیا۔ مامون نے اسے اور نزدیک بلایا اس وقت وہ شراب کے دور میں مشغول تھے اس سے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنا مصاحب اور ندیم بناؤں، شامی نے کہا امیر المومنین جب جلیس کے کپڑے دوسرے جلیس سے کمتر درجے کے ہوتے ہیں تو اس سے اس میں فرومایگی اور حقارت پیدا ہوتی ہے' مامون نے حکم دیا کہ اسے خلعت سے سرفراز کیا جائے اس کے اس سوال سے غصے کی وجہ سے میری حالت ناگفتہ بہ ہوگئی خلعت پہنکر وہ اپنی جگہ آبیٹھا اور اس نے کہا امیر المومنین اس حالت میں کہ میرا دل اپنے اہل اعیال کی زبوں حالی سے شکستہ ہورہا ہے آپ کو میری باتوں سے کوئی لطف حاصل نہ ہوگا۔ مامون نے حکم دیا کہ پچاس ہزار درہم اس کے گھر پہنچا دیئے جائیں اس کے بعد اس نے کہا ایک سوال اور بھی ہے۔ مامون نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا آپ نے وہ شے طلب کی ہے جو انسان کے ارادے اور عقل میں حائل ہوجاتی ہے۔ لہذا اگر اس حالت میں مجھ سے کوئی گستاخی ہوجائے تو جناب والا اسے معاف فرمائیں مامون نے کہا ہاں میں اس کا وعدہ کرتا ہوں' راوی کہتا ہے کہ اس کے اس تیسرے سوال سے میرا غصہ جاتا رہا۔

ابو حشیشہ محمد بن علی بن امیہ بن عمرو بیان کرتا ہے "ہم دمشق میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش تھے کہ علویہ نے یہ شعر گائے'

اتاك بدالواشون عنّی کما قالوا ❊ برئت من الاسلام ان کان ذا الذی
الی تواصوا بالنمیمة واختالوا ❊ ولکنّهم لمّا راؤك سریعة

ترجمہ:- اگر میری وہ شکایت جو چغلخوروں نے تجھ سے کی ہے حقیقت پر مبنی ہو تو میں اسلام سے بری ہوں- بات یہ ہے کہ جب انھوں نے تجھے میرے پاس ارادتاً آتے دیکھا تو اور تو ان سے کچھ نہ بن پڑا البتہ میری غلط شکایت کر کے تجھے میری طرف سے بدظن کر دینے کی تدبیر کی۔

مامون نے علویہ سے پوچھا یہ کس کے شعر ہیں۔ اس نے کہا قاضی صاحب کے انھوں نے پوچھا کون قاضی۔ اس نے کہا دمشق کے، مامون نے ابواسحٰق سے کہا اسے فوراً برطرف کر دو۔ ابواسحٰق نے کہا میں نے برطرف کر دیا۔ مامون نے کہا اسے ابھی حاضر کیا جائے چنانچہ ایک کوتاہ قامت بڈھا خضاب لگائے حاضر کیا گیا۔ مامون نے پوچھا کیا نام ہے۔ اس نے پورا نام اور نسب بتایا۔ مامون نے پوچھا شعر کہتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں کبھی کہا کرتا تھا۔ مامون نے علویہ سے کہا اسے وہ شعر سناؤ۔ اس نے سنائے۔ مامون نے پوچھا یہ تمھارے ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں مگر امیرالمومنین اگر اس گزرے ہوئے تیس سال کے زمانے میں میں نے زہد اور دوست کی نصیحت کے علاوہ کسی اور مضمون میں کوئی شعر کہا ہو تو میری بیویاں مطلّقہ اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں وقف ہو مگر مامون نے ابواسحٰق سے کہا کہ اسے علیحدہ ہی کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کا قاضی بناؤں جو اپنے رندانہ کلام کی ابتدا ہی اسلام کی برائت سے کرتا ہے۔ پھر انھوں نے حکم دیا کہ اسے پلاؤ شراب کا ایک بڑا قدح لایا گیا۔ اس نے اسے کانپتے ہوئے ہاتھ میں لیا اور عرض کیا امیرالمومنین میں نے کبھی اسے چکھا نہیں۔ مامون نے کہا شاید تو دوسری قسم کی شراب چاہتا ہے۔ اس نے کہا جناب۔ واللہ میں نے کبھی شراب کو زبان ہی پر نہیں رکھا ہے مجھے اس کا مزا یا فرق کیا معلوم۔ مامون نے کہا کیا یہ حرام ہے اس نے کہا بیشک حرام ہے۔ مامون نے کہا تم اس کی وجہ سے بچ گئے

اچھا جاؤ اور پھر علویہ سے کہا کہ ان اشعار میں بجائے مصرعہ الا سلام کے بجائے یہ کہو،

حُرمتُ مُنای منک ان کان ذاالذی ❊ اتاک بہ الواشون عنّی کما قالوا

ترجمہ: میری جو شکایت لوگوں نے تجھ سے کی ہے اگر وہ سچ ہو تو میں اپنی تمنا سے محروم کر دیا جاؤں۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ ہم دمشق میں مامون کے ہمراہ تھے ایکدن وہ جبل الثلج کے ارادے سے نکلے۔ اثنائے راہ میں بنی امیہ کے بنائے ہوئے تالابوں میں سے ایک بڑے تالاب پر آئے جس کے اطراف چار سرو کے درخت نصب تھے ایک طرف سے بہتا ہوا پانی ان میں آتا تھا اور دوسری طرف سے خارج ہو جاتا تھا وہ مقام ان کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ انھوں نے ناشتہ اور شراب طلب کی اور بنی امیہ کو یاد کر کے ان کی مذمت اور منقصت کرنے لگے علویہ نے عود لیا اور اس پر یہ شعر گایا:-

اُولئک قومی بعد عزٍ و ثروۃٍ ❊ تفانوا فالا اذرف العین اکمدا

ترجمہ:- یہ میری قوم والے تھے جو عزت و دولت کے بعد فنا ہو گئے ان پر روتے روتے کیوں میں اپنی آنکھیں بے نور نہ کر لوں۔

شعر سنکر مامون کو سخت غصہ آیا انھوں نے کھانے کو ٹھکرا دیا کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا اے رنڈی نیچے کیا اسی وقت تجھ کو اپنے آقاؤں کا تذکرہ کرنا تھا۔ اس نے کہا جناب والا آپ کا آزاد غلام زریاب میرے آقاؤں کے وہاں سو غلاموں کے ساتھ باہر نکلتا ہے اور میں آپ کے ہاں بھوکا مر رہا ہوں، مامون بیس دن تک اس سے خفا رہے پھر اس سے خوش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ مہدی کا غلام زریاب شام ہو کر بنی امیہ کے پاس مغرب چلا گیا تھا۔

عمارہ بن عقیل نے بیان کیا کہ میں نے اپنا ایک سو شعر کا قصیدہ

جو مامون کی مدح میں لکھا تھا ان کو سنایا جب میں پہلا مصرع پڑھتا تھا تو دوسرا مصرع وہ خود پڑھ دیتے تھے میں نے حیرت سے کہا۔ کہ جناب والا میں نے اپنے اس قصیدے کو اب تک کسی کو نہیں سنایا مامون نے کہا ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے پھر خود کہنے لگے کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمر بن ابی ربیعہ نے جب عبداللہ بن العباسؓ کو اپنا قصیدہ جس کا مصرع اول تشط غدا دار جیراننا ہے سنانا شروع کیا تو اس کا دوسرا مصرع خود انھوں نے وللدار بعد غدٍ ابعد خود پڑھ دیا اور اسی طرح انھوں نے اس کے تمام قصیدے کے ثانی مصرع خود ہی سنا دیئے تو میں انھیں کا تو بیٹا ہوں۔

ابو مروان کازر بن ہارون نے بیان کیا کہ مامون نے یہ شعر کہے۔

بعثتک مرتاداً ففزت بنظرۃٍ ✣ واغفلتنی حتی اسأت بک الظنا

ترجمہ:- میں نے تجھے دریافت حال کے لئے بھیجا تھا اس وجہ سے تجھے دیدار محبوب نصیب ہو گیا، تو نے مجھ سے غفلت برتی اس وجہ سے مجھے تیری طرف سے سوءظن پیدا ہو گیا،

فناجیت من اھوی وکنت مباعداً ✣ فیالیت شعری عن دنوک ما اغنی

ترجمہ:- تو نے میری محبوبہ سے سرگوشی کی جبکہ میں بہت دور تھا کاش میں جان لیتا کہ اس قرب سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

اری اثراً منه بعینیک بیناً ✣ لقد اخذت عیناک من عینه حسنا

ترجمہ:- میں تیری آنکھوں میں اس کا اثر نمایاں دیکھ رہا ہوں کیونکہ اس کی آنکھ کے حسن کو تیری آنکھوں نے لے لیا ہے۔

ابو مروان کہتا ہے کہ مامون نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں عباس بن احنف کے اشعار سے لیا ہے سب سے پہلے اس نے یہ مضمون باندھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ان تشق عینی بھا فقد سعدت ✣ عین رسولی بھا وفزت بالخبر

ترجمہ:- اگر میری آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا، نہیں دیکھا مگر میرے پیامبر کی آنکھیں تو اس کے دیدار سے نصیبہ ور ہوئیں اور مجھے اس کی خبر تو مل گئی،

وکلما جائنی الرسول لها ❊ رددت عمدا فی طرفه نظری

ترجمہ:- جب کبھی اس کا پیامبر میرے پاس آیا ہے میں نے عمداً کئی کئی مرتبہ غور سے اس کی آنکھیں دیکھی ہیں

یظهر فی وجهه محاسنها ❊ قد اثرت فیه احسن الاثر

ترجمہ:- اس کے چہرے پر حسن محبوبہ کا اثر پوری طرح آشکار تھا۔

خذ مقلتی یا رسول عاریة ❊ فانظر بها واحتکم علی بصری

ترجمہ:- اے قاصد تو میری آنکھ عاریۃً لیجا اور اس سے میری محبوبہ کو دیکھ اور خود مجھے اندھا کرتا جا۔

ابو العتاہیہ نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھے بلا بھیجا میں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ متفکر بیٹھے ہیں اس حال میں قریب جانا میں نے مناسب نہ سمجھا دور ہی ٹھیر گیا پھر انھوں نے سر اٹھایا مجھے دیکھا اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں قریب گیا مگر اب بھی وہ بہت دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا اے ابو اسحٰق نفس کی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک حالت سے مطمئن نہیں ہوتا وہ ہمیشہ تبدیل چاہتا ہے کبھی وہ اسی طرح تنہائی چاہتا ہے جس طرح کہ کبھی وہ محبت احباب چاہتا ہے، میں نے کہا امیر المومنین صحیح کہتے ہیں اسی مضمون کا میرا ایک شعر ہے انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر پڑھا:-

لا یصلح النفس اذ کانت مقسمة ❊ الا لتنقل من حال الی حال

ترجمہ:- جب دل بیٹھا ہوا ہو تو اس کے سوا کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کیا جائے کوئی بات اسے بھلی نہیں معلوم ہوتی۔

ابو نزار الضریر شاعر کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ میں نے حمید بن عبدالحمید سے کہا کہ ابو غانم میں نے امیرالمومنین کی مدح میں ایسا قصیدہ کہا ہے کہ روئے زمین پر اس کا جواب نہ ہوگا آپ میرا ان سے ذکر کریں اس نے کہا مجھے سناؤ میں نے سنایا اس نے کہا بیشک تمہارا دعویٰ سچا ہے اس نے اس مدح کو مامون کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے کہا ابو غانم اس کا جواب خود اسی میں موجود ہے ہم چاہیں تو اسے معافی دیدیں اور یہی اس کا صلہ ہوا در یا ہم ان اشعار کو جو اس نے تمہاری شان میں اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ کی شان میں کہے ہیں ان اشعار سے مقابلہ کر کے دیکھیں اگر وہ اشعار جو اس نے تمہاری اور ابو دلف کی مدح میں کہے ان اشعار سے جو اس نے ہماری تعریف میں کہے ہیں بہتر ہوں تو پھر ہم پٹوائیں اور اس کی قید کی میعاد بڑھادیں اور اگر ہماری مدح بہتر ہو تو میں اس کے ہر شعر کے عوض میں ایک ہزار درہم دوں اور یا اسے معافی دیدوں میں نے کہا اے میرے آقا بھلا میری اور ابو دلف کی کیا حقیقت ہے کہ اس نے ہماری مدح میں ایسے اشعار کہے ہوں جو جناب والا کی مدح سے بہتر ہوں، مامون نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو ہمارے سوال کا یہ جواب نہیں ہے تم جاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ اس مقابلے کے لئے آمادہ ہے۔

علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ حمید نے مجھ سے آکر پوچھا کیا کہتے ہو میں نے کہا میں معافی کو ترجیح دیتا ہوں مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا وہ اپنے فائدے کو بہتر جانتا ہے حمید کہتا ہے میں نے علی بن جبلہ سے دریافت کیا کہ ابو دلف اور میری مدح میں کس بات کی طرف ان کا ذہن منتقل ہوا اس نے کہا میں نے ابو دلف کی مدح میں جو یہ شعر کہے:-

انما الدنیا ابو دلف * بین مغزاہ و محتضرہ

فاذا ولی ابو دلف * ولت الدنیا علی اثرہ

ترجمہ:- ابو دلف دنیا ہے ہر شخص وہیں جاتا ہے جدھر وہ پھرتا ہے دینا اس کے ساتھ پھر جاتی ہے، اور میں نے تمھاری مدح میں جو یہ شعر کہے

لولا حمید لم یکن ❊ حسب یعد ولا نسب

یا واحد العرب الذی ❊ عزت بعزته العرب

ترجمہ:- اگر حمید نہ ہوتا تو حسب نسب کچھ نہ ہوتا۔ اے یکتائے عرب، تیری عزت سے تمام عرب کی عزت ہے،

حمید نے تھوڑی دیر سوچکر کہا اے ابوالحسن امیر المومنین نے بہت عمدہ انتقاد کیا ہے اس نے مجھے دس ہزار درہم دو جانور، ایک خلعت اور ایک خادم دیا ابو دلف کو جب اس صلے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے اس سے دوگنا عطیہ دیا یہ عطایا ان دونوں نے راز میں دیئے تھے آج تک کسی کو اس کا علم نہ ہوا تھا البتہ اے ابونزار اب میں نے تم سے یہ واقعہ بیان کردیا ہے ابونزار کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ علی بن جبلہ نے ابو دلف کی مدح میں جو یہ شعر کہا تھا اس کی وجہ سے ان کے دل میں اس کی جانب سے گرہ پڑ گئی وہ شعر یہ ہے،

تحدر ماء الجود من صلب آدم ❊ فاثبته الرحمان فی صلب قاسم

ترجمہ:- صلب آدم سے جود کا مادہ منتقل ہوتا رہا اور پھر اسے اللہ نے قاسم کی صلب میں ٹھہرا دیا۔

دعبل کا بھتیجا سلیمان بن زرین الخزاعی بیان کرتا ہے کہ دعبل نے مامون کی ہجو کہی اور مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اس سے میری مراد نہیں ہے بلکہ اس نے ابو عباد کی ہجو کی ہے جب ابو عباد مامون کے پاس آتا وہ اکثر اسے دیکھ کر ہنستے اور کہا کرتے دعبل نے تیرے لیے جو یہ شعر کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

وکانہ من دیر ہزقل مفلت ❊ حرد یجر سلاسل الاقیاد

ترجمہ:- جب وہ دیر ہزقل سے بھاگ کر آرہا تھا تو معلوم ہوتا تھا

کہ وہ بھگوڑا ہے جس کے پاؤں میں قیدیوں کی بیڑیاں پڑی ہیں۔

جب کبھی ابراہیم بن شکلہ ان کی خدمت میں جاتا وہ اس سے کہتے کہ دعبل نے تیری ہجو کر کے تجھے بہت ذلیل کیا ہے اور وہ اشعار بھی سناتے۔

ایک مرتبہ یزیدی نے مامون سے اپنی پریشان حالی، فلاکت اور قرض کے بار کی شکایت کی، مامون نے کہا مگر آج کل ہمارے پاس اتنا نہیں کہ اگر ہم دیں تو اس سے تمھاری حاجت پوری ہو سکے اس نے کہا مگر اے امیر المومنین میں نہایت ہی تنگ ہوں قرضخواہوں نے مجھے تنگ کر دیا ہے صبر نہیں کر سکتا انھوں نے کہا اپنے لیے خود ہی کوئی ترکیب سوچو، اس نے کہا آپ کے بہت سے ندیم ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اگر میں نے متاثر کر دیا تو اس سے مجھے حسب مراد مل جائے گا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان کو گانٹھنے کی ترکیب کروں مامون نے کہا بتاؤ کیا ترکیب سوچی ہے اس نے کہا جب وہ سب آپ کے وہاں جمع ہو جائیں تو میں حاضر نہ ہوں گا آپ فلاں خدمتگار سے کہہ دیجیے گا کہ وہ میرا رقعہ آپ کو اس وقت لیجا کر دیدے اسے پڑھ کر آپ کہلا بھیجیے گا کہ اس وقت میں کسی طرح نہیں مل سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس کو کہو تمھارے پاس بھیجدوں۔

چنانچہ اس نے یہی ترکیب کی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ آج امیر المومنین کے یہاں صحبت گرم ہے اور سب ندیم جمع ہیں اور سب کے سب شراب سے بدمست ہو چکے ہیں وہ آستانے پر حاضر ہوا اور اس نے اسی خدمتگار کو اپنا رقعہ دیا مامون نے اسے پڑھا یہ اشعار تھے:۔

یا خیر اخوانی واصحابی ✤ ھذا الطفیلی لدا الباب

ترجمہ:۔ اے میرے بہترین عزیز اور دوست یہ طفیلی بھی دروازے پر حاضر ہے۔

خُبِّرَ ان القوم فی لذّۃ ✤ یصبوا الیھا کل اوّاب

ترجمہ:۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب احباب ایسی لذت میں منہمک ہیں کہ بڑے بڑے توبہ کرنے والے بھی اس کی طرف مائل ہیں۔

فصیّرونی واحداً منکم * او اخرجوا الی بعض اترابی

ترجمہ:۔ مجھے بھی اپنے میں شریک کیجئے یا میرے دوستوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس بھیجدیجئے۔

مامون نے رقعہ پڑھ کر اپنے سب ہم مشربوں کو وہ سنایا اور کہا کہ اس طفیلی کا ہمارے پاس اس حالت میں یہاں آنا کسی طرح مناسب نہیں انھوں نے خدمتگار سے کہا کہ جا کر کہدے کہ اس وقت تم کو باریاب نہیں کیا جا سکتا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم جسے چاہو اپنی منادمت کے لئے کہدو تو اسے بھیجدیا جائے، اس نے کہلا کر بھیجا کہ میں عبداللہ بن طاہر کے سوا اور کسی دوسرے کو نہیں چاہتا مامون نے عبداللہ سے کہا کہ سنو اس نے تم کو انتخاب کیا ہے جاؤ عبداللہ نے کہا امیرالمومنین بھلا میں طفیلی کا شریک ہوں انھوں نے کہا ابومحمد کی دونوں باتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا تمھارا جی چاہے تو اس کے پاس چلے جاؤ ورنہ اس کا معاوضہ دو عبداللہ نے کہا میں دس ہزار درہم دیتا ہوں مامون نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس رقم پر وہ تمھاری صحبت کے ترک پر راضی ہوجائے گا۔ اب وہ دس دس ہزار بڑھاتا رہا اور مامون کہتے رہے کہ وہ اس رقم پر راضی نہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے ایک لاکھ درہم تک کہدیئے مامون نے کہا تو یہ رقم اسے فوراً بھیجدی جائے عبداللہ بن طاہر نے اپنے وکیل کے نام وثیقہ لکھدیا کہ یہ رقم اسے دیدی جائے اور خود اپنا ایک آدمی اس کے ہمراہ بھیجدیا مامون نے اسے کہلا کر بھیجا کہ اس رقم پر قبضہ کرلو یہ تمھارے لئے اس کی اس حالت میں مجالست اور مصاحبت سے زیادہ نافع اور مفید ہے۔

صالح بن الرشید کہتا ہے ایک دن میں حسین بن ضحاک کے دو شعر

لیے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُن سے درخواست کی کہ میں آپ کو دو شعر سنانا چاہتا ہوں انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر سنائے

حمدنا اللہ شکراً اذحبانا ⁘ بنصرک یا امیر المومنینا

فانت خلیفۃ الرحمان حقاً ⁘ جمعت سماحۃ وجمعت دینا

ترجمہ:۔ اے امیر المومنین ہم اظہار شکر میں کہ اس نے آپ کی نصرت کی اللہ کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ بلا شبہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں جن میں مروت اور تقوی دونوں جمع ہیں۔

مامون نے ان اشعار کو پسند کیا اور پوچھا کس کے ہیں مہلب نے کہا آپ کے غلام حسین بن الضحاک کے کہنے لگے اس نے بہت خوب کہا ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین اس نے اس سے بہتر بھی کہا ہے پوچھا کیا؟ میں نے یہ یہ شعر سنائے،

ایبخل فرد الحسن فرد صفاتہ ⁘ علیّ وقد افردتہ بھوی فرد

ترجمہ:۔ کیا یکتائے حسن کو یہ زیبا ہے کہ وہ اپنی سب سے بہتر صفت کا مجھ سے بخل کرے حالانکہ میں نے اپنے عشق یکتا سے تمام عالم میں صرف اسی کو اختیار کیا ہے،

رای اللہ عبداللہ خیر عبادہ ⁘ فملکہ واللہ اعلم بالعبد

ترجمہ:۔ اللہ نے عبداللہ (مامون) کو اپنے بندوں میں سب سے بہتر سمجھا اور اسی وجہ سے ان کو حکومت دی اور بیشک اللہ ہی اپنے بندے کو سب سے بہتر جانتا ہے۔

عمارہ بن عقیل بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی السمط نے ایک دن کہا تم جانتے ہو مامون شعر نہیں سمجھتے میں نے کہا ان سے بہتر کون

نقاد شعر ہو سکتا ہے تم نے خود دیکھا ہے کہ ادھر ہم نے شعر سنانے شروع کئے اور ہم سے پہلے انھوں نے آخر تک سنا دیئے اس نے کہا ہاں یہ ہے میں نے ایک نہایت عمدہ شعر ان کو سنایا مگر اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا میں نے پوچھا کیا شعر سنایا تھا اس نے یہ شعر پڑھا:۔

اضحی امام الھدی المامون مشتغلاً ٭ بالدین والناس بالدنیا مشاغیل

ترجمہ:۔ جب تمام عالم دنیا میں مشغول ہے مامون جو امام ہدایت ہیں دین میں مشغول ہیں۔

میں نے کہا بخدا اس میں تم نے کیا کمال کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں اس شعر میں تم نے ان کو ایک بڑھیا بنا دیا ہے جو تسبیح لئے محراب میں بیٹھی ہے تو اب بتاؤ کہ باوجود اس کے کہ وہ خلیفہ ہیں اس دنیا کے معاملات کون سنبھالے ہوئے ہے وہ تو اس سے غافل ہی ہیں۔ ان کے متعلق تم نے وہی مضمون کیوں نہ کہا جو تمہارے چچا جریر نے عبدالعزیز بن ولید کے لئے کہا تھا وہ شعر یہ ہے۔

فلا ھو فی الدنیا مضیع نصیبہ ٭ ولا عرض الدنیا عن الدین شاغلہ

ترجمہ:۔ نہ وہ اپنا حصہ دنیا میں ضائع کر رہا ہے اور نہ دنیا کے لوازم نے اسے دین سے غافل کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس توجیہ سے اب اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔

محمد بن ابراہیم السیاری کہتا ہے کہ جب العتابی مدینۃ السلام میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اسحٰق بن ابراہیم الموصلی بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ العتابی ایک جلیل القدر شیخ تھا اس نے ان کے سامنے آکر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا اور اپنے پاس بلا یا اس نے قریب جا کر ان کے ہاتھ چومے اس کے بعد مامون نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گیا مامون اس کا حال دریافت کرنے لگے جس کا جواب وہ اپنی تیز و طرار زبان سے دیتا رہا مامون اس کی چرب زبانی سے خوش ہوئے

اور اب اس سے مذاق شروع کر دیا جس کو اس نے اپنی خفت پر محمول کیا اور اس نے کہا امیر المومنین بے تکلفی سے پہلے اتنا دینا چاہئے کہ لینے والا بس کہدے لفظ "البساس" کے معنی پوری طرح مامون نہ سمجھ سکے انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم کو دیکھا مگر پھر خود ہی سمجھ گئے اور غلام سے کہا کہ ایک ہزار دینار لاؤ یہ رقم آئی اور العتابی کے سامنے ڈال دی گئی اس کے بعد وہ مختلف مباحث اور حدیث کے متعلق سوال وجواب کرنے لگے اور ساتھ ہی اسحٰق سے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ ذرا اس کی خبر لینا چنانچہ جس مسئلے پر العتابی گفتگو کرتا اسحٰق اس کے جواب میں اس سے کہیں زیادہ اس باب میں اپنی معلومات بیان کر دیتا جس سے وہ تنگ ہوگیا اس نے مامون سے کہا کہ جناب والا مجھے اجازت دیں کہ میں اس بزرگ سے ان کا نام پوچھوں انھوں نے کہا پوچھ لو العتابی نے اسحٰق سے پوچھا اے شیخ جناب کا اسم گرامی کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں انسان ہوں اور میرا نام "کل بصل" ہے العتابی نے کہا نسبت کو تو سب جانتے ہیں کہ آپ انسان ہیں مگر یہ نام آج ہی سننے میں آیا ہے کل بصل تو کوئی نام نہیں اسحٰق نے کہا آپ نے یہ ٹھیک بات نہیں کہی آپ کا اعتراض مناسب نہیں "کل ثوم" کیا نام ہے پیاز تو بہر حال لہسن سے اچھی ہے اس جواب پر العتابی نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ امیر المومنین مجھے ایسا قابل آدمی آج تک اور کوئی نظر نہیں آیا اگر آپ اجازت دیں تو جو صلہ آپ نے مجھے دیا ہے وہ ان کے نذر کر دوں کیونکہ انصاف یہ ہے کہ وہ مجھ پر فوقیت لے گئے ہیں مامون نے کہا یہ صلہ تو آپ ہی کو دیا گیا ہے ہم اسی قدر ان کو دلائے دیتے ہیں اب اسحٰق نے العتابی سے کہا کہ جب آپ نے میری فضیلت کا اعتراف کر لیا ہے تو اب غور کیجئے کہ میں کون ہو سکتا ہوں اس نے کہا ہوں نہ ہوں آپ وہی فاضل اجل ہیں جن کی شہرت عراق سے ہم کو پہنچتی رہی ہے اور جو ابن الموصلی کے نام سے مشہور رہیں اس نے کہا آپ کا قیاس بالکل درست ہے میں وہی ہوں العتابی نے اب اس سے

ملاقات کے لیے سلام کیا اور دعا دی، چونکہ سلسلۂ کلام کو بہت دیر ہو چکی تھی اس وجہ سے مامون نے کہا کہ جب آپ دونوں میں صلح اور دوستی ہو گئی ہے تو اب آپ تشریف لے جائیں چنانچہ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے دربار سے اٹھ آئے اور العتابی اسحٰق کے گھر آ گیا اور اسی کے ہاں مقیم رہا"

عمارہ بن عقیل کہتا ہے کہ ایک دن جبکہ میں مامون کے ہاں شراب پی رہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا "اے بدوی تو کس قدر خبیث ہے میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسا گمان میرے لئے کیوں کیا انھوں نے کہا تم نے ان اشعار میں یہ کیا کہا ہے

قالت مفدّاۃ لما ان رات ارقی ✧ والھم یعتادنی من طیفہ لمم

ترجمہ:- میری جاں نثار محبوبہ نے جب دیکھا کہ میں بیدار رہوں اور غم کا میرے اوپر ہجوم ہے اس نے کہا۔

نھبت مالک فی الادنین اصرۃً ✧ وفی الاباعد حتی حفک العدم

ترجمہ:- تم نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دور کے تعلق والوں میں اپنا تمام مال لٹا دیا اور اس کی وجہ سے بالکل تہی دست ہو گئے۔

فاطلب الیھم تری ما کنت من حسن ✧ تسدی الیھم فقد بانت لھم جرم

ترجمہ:- جو دولت تم ان کو لیجا کر دیا کرتے تھے اب وہ ان سے ذرا طلب کرو کیونکہ اب تو خود تم ان کے لئے اپنی تنگ دستی اور کثرت عیال کی وجہ سے بار ہو گئے ہو

فقلت عذلک قد اکثرت لائمتی ✧ ولو یمت حاتم ھزلا ولا ھرم

ترجمہ:- میں نے اس سے کہا بہت ملامت کر چکی اب بس کر حاتم اور ہرم یوں ہی مذاق میں نہیں مر گئے۔

مامون نے مجھ سے کہا تم نے اپنے کو ہرم بن سنان سردار عرب اور حاتم الطائی سے مشابہت دی ہے کہاں وہ اور کہاں تم انھوں نے یہ کیا اور یہ کیا مامون نے اس کے فضائل کی مجھ پر بھرمار کر دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں ان دونوں سے بہتر ہوں میں مسلمان ہوں وہ کافر تھے اور میں بھی عرب ہوں،

مامون نے محمد بن الجہم سے کہا مجھے تم تین شعر مدح، ہجو اور مرثیہ میں سناؤ میں ہر شعر کے عوض میں ایک پرگنہ تم کو دوں گا اس نے مدح میں یہ شعر پڑھا۔

یجودُ بالنفس اذ ضنّ الجوادُ بھا ؛ والجودُ بالنفس اقصی غایۃ الجود

ترجمہ:- میرا ممدوح اس وقت اپنی جان دے ڈالتا ہے جب بڑے بڑے سخی اس کے دینے میں بخل کرتے ہیں اور جان کا دیدینا سخاوت کی انتہائی حد ہے،

ہجو میں اس نے یہ شعر سنایا:-

قَبحت مناظرھم فحین خبرتھم ؛ حَسُنت مناظرھم لقبح المخبر،

ترجمہ:- ان کے چہرے بہت برے ہیں مگر صرف جب تو ان کو غور سے دیکھے تو باوجود قباحت وہ خوش نما ہو جاتے ہیں۔

مرثیہ میں یہ شعر سنایا:-

ارادوا لیخفوا قبرہ عن عدوہ ؛ فطیب تراب القبر دل علی القبر،

ترجمہ:- انھوں نے چاہا تھا کہ اس کی قبر اس کے دشمن کو نہ معلوم ہو سکے مگر قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے ہی دیا۔

علویہ کہتا ہے کہ ایک موقع مجھ پر ایسا گزرا کہ اگر مامون رحم نہ کرتے تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا ایک مرتبہ انھوں نے مجھے طلب کیا اور

جب نبیذ سے وہ سرشار و بدمست ہوگئے تو مجھ سے گانے کی فرمائش کی قبل اس کے کہ میں شروع کرتا مخارق نے جریر کے بعض شعر ابن سریج کی لے میں گانے شروع کر دیئے اب میری باری آئی وہ رومی سرحد جانے کے ارادے سے دمشق جانے کی تیاری کر چکے تھے اس وقت مجھ سے یہی شعر گاتے بن پڑا:۔

الحین ساق الی دمشق وما ❊ کانت دمشق لاہلھا بلدا

ترجمہ:۔ اب وہ دمشق روانہ ہوا ہے حالانکہ دمشق کبھی اپنوں کے لئے سزاوار نہیں رہا۔

شعر سنکر پیالہ زمین پر دے مارا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو یہ کیا سنایا پھر غلام کو حکم دیا کہ تین ہزار درہم مخارق کو لا کر دیدے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دربار سے اٹھا دیا گیا اسوقت ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور وہ معتصم سے کہہ رہے تھے کہ بخدا میرا یہ آخری سفر ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب دوبارہ کبھی میں عراق کو دیکھوں گا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ اس سفر سے ان کو عراق آنا نصیب ہی نہ ہوسکا اور انتقال ہوگیا۔

ابو اسحٰق المعتصم محمد بن ہارون الرشید کی خلافت

اس سال جبکہ ماہ رجب ۲۱۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہگئی تھیں جمعرات کے دن ابو اسحٰق محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن عبداللہ المنصور کی بحیثیت خلیفہ بیعت کی گئی لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس بارے میں عباس بن المامون ان سے منازعہ کرے گا مگر اس کی نوبت نہ آئی۔ فوج نے تو پہلے ان کی خلافت کے خلاف شور و غوغا برپا کر دیا تھا اور مطالبہ کیا تھا کہ عباس کو خلیفہ بنایا جائے مگر ابو اسحٰق نے عباس کو بلایا وہ حاضر ہوا اور اس نے ان کی بیعت کی پھر فوج سے آکر کہا تمھاری اس

جھوٹی محبت سے کیا ہوتا ہے میں نے اپنی خوشی سے اپنے چچا کی بیعت کر کے خلافت کو ان کے سپرد کر دیا ہے، اس بات سے تمام فوج مطمئن ہوگئی۔

مامون نے طوانہ کی جس قلعہ بندی کا حکم دیا تھا معتصم نے اس سال اس کے گرا دینے کا حکم دیدیا اس کی وجہ سے وہاں جس قدر اسلحہ اور دوسرا سازوسامان جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو بار کر کے لایا جا سکا وہ لے آیا گیا اور باقی کو جلا دیا گیا اور جن لوگوں کو مامون نے وہاں بسایا تھا ان کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت دیدی گئی۔

اس سال معتصم بغداد آئے، عباس بن المامون بھی ہمراہ تھا وہ سنیچر کے دن بغداد پہنچے اور اسی دن انھوں نے رمضان کا چاند یہاں آکر دیکھا،

اس سال اصبہان۔ ہمذان، ماسبذان اور مہرجانقذق کے ہزارہا پہاڑی باشندے بابک خرمی کے مذہب میں داخل ہو گئے اور سب نے مجتمع ہو کر ہمذان کے علاقہ میں علم بغاوت بلند کر دیا معتصم نے ان کے مقابلہ کے لیئے بہت سی فوجیں بھیجیں آخری فوج انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کی امارت میں اس سال کے ماہ شوال میں روانہ کی تھی اور اسحٰق ابن ابراہیم کو تمام جبال کے علاقہ کا امیر بھی مقرر کیا تھا۔ اسحٰق ماہ ذی القعدہ میں اس جماعت کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور آٹھویں ذی الحجہ کو اس کا مرسلہ بشارت فتح کا خط بغداد میں پڑھا گیا صرف ہمذان کے علاقہ میں اس نے ساٹھ ہزار کو قتل کر دیا تھا باقی رومی علاقے میں بھاگ گئے۔

اس سال صالح بن عباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ اہل مکہ نے جمعہ کے دن اور اہل بغداد نے سینچر کے دن قربانی کی۔

سنہ ۲۱۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن القاسم بن عمر بن علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب

نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد صلعم میں سے خلیفہ کے اختیار کی دعوت دی ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ ہو گئی طالقان اور اس کے پہاڑوں میں اس کی عبداللہ بن طاہر کے امرا سے کئی لڑائیاں ہوئیں آخر میں اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ خراسان کے کسی مقام کو جہاں کے باشندوں نے اس سے مراسلت کے ذریعہ سازش کر لی تھی بھاگ کر جا رہا تھا جب شہر نسا پہنچا تو اس کے ایک ہمراہی کا باپ وہاں رہتا تھا وہ شخص اپنے والد سے ملنے اور اس کے سلام کے لیئے اس کے پاس گیا اس کے والد نے لڑائی کی خبر پوچھی اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اب ہم فلاں مقام کو جا رہے ہیں اس شخص نے عامل نسا سے جا کر محمد بن القاسم کی خبر کر دی عامل نے اسے دس ہزار درہم دیئے کہ تو مجھے اس کا پتہ بتا دے اس نے بتا دیا عامل نے وہاں آکر محمد بن القاسم کو گرفتار کر کے اس سے ضمانت لی اور اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھیجدیا یہ بدھ کے دن ۱۴ ربیع الآخرہ کو معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا گیا انھوں نے اسے مسرور الکبیر رشید کے خدمتگار کے پاس سامرا میں قید کر دیا جس جگہ قید کیا گیا تھا وہ نہایت ہی تنگ تھی جس کی وسعت شاید تین گز لانبی اور دو گز چوڑی رہی ہو تین دن وہ اسی کوٹھڑی میں قید رہا اس کے بعد اسے اس سے زیادہ وسیع حجرے میں منتقل کر دیا گیا اور کھانا بھی جاری کر دیا گیا نیز پہرہ بٹھا دیا گیا شب فطر میں جبکہ تمام لوگ عید اور تہنیت عید میں مشغول تھے وہ کسی ترکیب سے قید سے نکل بھاگا، بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت وہ روشن دان کی رسی کے ذریعہ روشن دان تک چڑھ کر اس سے نکل گیا جب لوگ اس کے لیئے صبح کا کھانا لیکر وہاں آئے تو وہ مفقود تھا اگرچہ اس کی نشاندہی کے لیے ایک لاکھ درہم انعام کا عام اعلان کر دیا گیا اور اس کے لئے منادی کرنے والے نے منادی کر دی مگر اس کا قطعی پتہ نہ چلا۔

اس سال ۱۱ جمادی الاولی اتوار کے دن اسحٰق بن ابراہیم

علاقہ جبال سے خرمی اور دوسرے امان حاصل کردہ قیدیوں کے ساتھ بغداد آیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر اسحق بن ابراہیم نے خرمیوں کی اس تمام لڑائیوں میں ان کے تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل کیئے تھے۔

اس سال جمادی الآخر میں معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو اُن زط گروہوں سے لڑنے بھیجا جنھوں نے بصرہ کے راستے میں سر اٹھا رکھا تھا راستہ مسدود کر رکھا تھا مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور کسکر اور اس سے ملے ہوئے بصرہ کے علاقہ کے کھلیانوں سے غلہ اٹھا لیجاتے تھے ان کے خوف سے لوگوں نے وہ راستہ چلنا ترک کر دیا تھا اپنے آپ کو روزانہ کی خبروں سے باخبر رکھنے کے لئے معتصم نے ڈاک کی چوکیوں پر سوار متعین کر دیئے تھے جو روز کی خبریں دمادم پہنچا دیتے تھے جو خبر عجیف کے ہاں سے نکلتی وہ اسی دن معتصم کو مل جاتی معتصم کی جانب سے محمد بن منصور ابراہیم بن البختری کا کاتب عجیف کا بخشی تھا، واسط آکر عجیف نے اس کے نیچے صافیہ نام ایک گاؤں میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ اپنا پڑاؤ ڈالا اور خود وہ وہاں سے چلکر بردودا نام دجلہ کی ایک نہر پر آگیا اور اسے مسدود کرنے تک وہاں مقیم رہا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عجیف نے واسط کے نیچے نجید نام ایک موضع میں اپنا پڑاؤ قائم کیا اور یہاں سے اس نے ہارون بن نعیم بن الوضاح خراسانی سپہ سالار کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ صافیہ نام موضع کو روانہ کیا اور خود وہ پانچ ہزار کے ساتھ بردودا آیا اور اس کے بند کرنے تک وہاں ٹھیرا رہا اس کے علاوہ اس نے دوسری اور نہریں بھی جو دجلہ سے نکلتیں یا اس میں ملتی تھیں بند کر دیں اس طرح اس نے زط کو ہر طرف سے محاصرہ میں لے لیا جن نہروں کو اس نے مسدود کیا تھا ان میں ایک نہر عروس نام تھی اس ناکہ بندی کے بعد اب اس نے ان پر حملہ کر کے پانسو کو گرفتار اور معرکہ جنگ میں تین سو کو ہلاک کر دیا قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سر معتصم کے آستانے بھیجدیئے، اس کے بعد عجیف پندرہ دن تک

زُط کے مقابلہ پر جم کر لڑتا رہا اور اس میں اس نے ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور قید کر لیا۔ اس قوم کا سردار محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا اور اس کا مددگار اور سپہ سالار سملق تھا۔ عجیف نو ماہ تک ان سے لڑتا رہا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عجیف نے زُطّ پر پورا غلبہ پا لیا اس نے ان کو اس قدر عاجز کر دیا کہ وہ امان مانگنے پر مجبور ہوئے عجیف نے ان کو امان دی وہ ذی الحجہ ۲۱۹ھ میں اپنے جان و مال کی امان لیکر اس کے پاس چلے آئے اور وہ ان کو ۲۲۰ھ ہجری میں بغداد لیکر آیا ان کی کل تعداد ۲۷ ہزار تھی جن میں ۱۲ ہزار جنگجو مرد تھے عجیف نے ان کو شمار کیا تو مرد عورت اور بچے سب ملا کر ۲۷ ہزار تھے یہ ان کو کشتیوں میں سوار کر کے بغداد روانہ ہوا زعفرانیہ آکر اس نے اپنے ہر سپاہی کو حسن کارگزاری کے صلہ میں دو دو دینار انعام دیا ایک دن وہاں ٹھہرا پھر جنگی ترتیب کے ساتھ ان کو بیڑوں میں سوار کر کے یوم عاشورا ۲۲۰ھ ہجری کو بغداد آیا ان کے ساتھ بگل بھی تھے معتصم اس وقت اپنی کشتی الزو میں سوار شماسیہ میں تھے زط بگل بجاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے ان کے اگلے قفص اور آخری شماسیہ کے مقابل تھے تین دن تک وہ اپنی کشتیوں میں مقیم رہے پھر ان کو بغداد کی جانب شرقی کو عبور کرا کے لایا گیا اور وہ بشر بن السمیدع کے حوالے کر دیئے گئے وہ ان کو خانقین لایا اور

یہاں سے ان کو سرحد کی طرف عین زربہ منتقل کیا گیا اور رومیوں نے ان پر غارت گری کر کے ان کو بالکل برباد کر دیا ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔
اس سال معتصم نے افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا والی مقرر کر کے بابک کے مقابلہ پر روانہ کیا ۲ جمادی الآخر کو افشین اس مہم پر بغداد سے روانہ ہوا اس نے بغداد کی عیدگاہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا پھر وہاں سے برزند آیا

بابک کا خروج

اس نے ۲۰۱ھ ہجری میں خروج کیا تھا بذ اس کا مستقر تھا سلطنت کی بہت سی فوجوں کو اس نے شکست دی تھی اور فوجی سرداروں کو قتل کر چکا تھا جب معتصم سریر آرائے سلطنت ہوئے انھوں نے ابو سعید محمد بن یوسف کو اردبیل بھیجا اور حکم دیا کہ زنجان اور اردبیل کے درمیان جن قلعوں کو بابک نے منہدم کر دیا ہے یہ ان کو پھر بنائے اور ان قلعوں میں اردبیل سامان معیشت لیجانے والے تاجروں کی حفاظت کے لئے جنگی چوکیاں قائم کرے ابو سعید اپنے کام پر چلا گیا اور اس نے ان قلعوں کو پھر بنایا جس کو بابک نے خراب کر دیا تھا اپنی غارت گری کے سلسلہ میں بابک نے اسی اثناء میں غارت گری کے لیئے ایک دستہ فوج معاویہ نام ایک شخص کی سرکردگی میں کسی مقام کو بھیجا تھا جب یہ جماعت غارت گری کر کے پلٹ رہی تھی اس کی خبر ابو سعید محمد بن یوسف کو ہوئی اس نے ایک جماعت تیار کر کے ان کے راستہ پر ان کو جا لیا اور لڑ بھڑا اس جھڑپ میں اس نے ان کے کچھ آدمی قتل کر دیئے اور کچھ قید کر لیئے نیز لوٹ کا جو مال وہ لیئے جا رہے تھے اس پر اس نے قبضہ کر لیا یہ پہلی ہزیمت تھی جو بابک کی جماعت کو ہوئی۔ ابو سعید نے مقتولین کے سر اور قیدی معتصم باللہ کی خدمت میں بھیجدیئے۔
اس کے بعد دوسری ہزیمت ان کو محمد بن البعیث نے دی،

یہ شخص ایک نہایت مستحکم قلعہ شاہی نام میں مقیم تھا۔ اس قلعہ کو اس نے وجناء ابن الرواد سے چھینا تھا۔ تقریباً دو فرسخ اس کا عرض تھا یہ آذربیجان کے علاقہ میں واقع تھا۔ اس کے قبضہ میں اس علاقے میں ایک اور قلعہ تبریز بھی تھا مگر یہ قلعہ شاہی دونوں میں زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر تھا۔ ابن البعیث سے بابک کی مصالحت تھی جب وہ اپنی مہمیں بھیجتا تو وہ فوجیں اس کے پاس آکر اترتیں یہ ان کی مہمانداری کرتا اور ان کو انعام و صلہ دیتا اس طرح بابک کی فوجیں اس سے مانوس ہوگئی تھیں اور ان کی یہ عادت ہوگئی تھی کہ جب وہ کسی مہم پر جاتیں اس کے ہاں ضرور مہمان ہوتیں ایک مرتبہ، بابک نے اپنے امرا میں سے عصمہ نام ایک امیر کی قیادت میں ایک مہم روانہ کی وہ ابن البعیث کے ہاں اترا اس نے حسب عادت بھیڑیں ان کے پاس بھیجیں اور ان کو اپنا مہمان بنایا اور خوب خاطر تواضع کی اور عصمہ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ اپنے خاص مصاحب اور عمائد کے ساتھ قلعہ میں مجھ سے ملنے آئیں یہ اس کے پاس آیا۔ ابن البعیث نے ان کو کھانا کھلایا اور اتنی شراب پلائی کہ وہ بدمست ہوگئے اب اس نے اچانک حملہ کرکے عصمہ کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کردیا، اس نے عصمہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک ایک شخص کا نام بتائے چنانچہ جب وہ اس شخص کا نام لیتا تو وہ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر نام لیکر اس کی گردن ماردیتا یہ سماں دیکھ کر اس کی فوج جو قلعہ کے باہر خیمہ زن تھی بھاگ گئی، ابن البعیث نے عصمہ کو معتصم کے پاس بھیجدیا یہ بعیث ابو محمد ابن الرواد کے لٹیروں میں کا ایک لٹیرا تھا، معتصم نے عصمہ سے بابک کے علاقوں کو دریافت کیا اس نے ان کو وہاں کے سب راستے اور لڑائی کے ڈھنگ بتلائے یہ واثق کے عہد تک قید رہا۔

برزند اگر افشین نے پڑاؤ ڈالا اور اس نے ان قلعوں کو جو برزند اور اردبیل کے درمیان تھے درست کرایا اس نے محمد بن یوسف کو خش نام ایک مقام میں متعین کیا اس نے وہاں خندق بنائی، افشین

نے ہیثم الغنوی اہل جزیرہ کے سپہ سالار کو ارشق نام ایک ہاٹ میں متعین کیا۔ اس نے اس کے قلعہ کی مرمت کی اور اس کے گرد خندق بنائی۔ نیز افشین نے علویہ الاعور ابناء کے ایک امیر کو اردبیل کے متصل ایک قلعہ میں جس کا نام حصن النہر تھا متعین کر دیا جو مسافر اور قافلے اردبیل سے روانہ ہوتے ان کے ساتھ بدرقہ ہوتا جو ان کو حصن النہر تک پہنچا دیتا اس کے بعد پھر حصن النہر کا افسر ان کو اپنی حفاظت میں لیکر چلتا اور وہ انھیں ہیثم الغنوی کے سپرد کر دیتا۔ اسی طرح دوسری طرف سے ہیثم اپنی سمت کے لوگوں کو لاکر حصن النہر والوں کے حوالے کر دیتا اور اردبیل سے آنے والوں کا خود بدرقہ بنتا اس طرح وہ اور حصن النہر کا افسر آدھے راستے پر مل جاتے اور حصن النہر والا اپنے قافلوں کو ہیثم کے سپرد کرتا اور ہیثم اپنے اس کے سپرد کر دیتا اور پھر دونوں اپنی اپنی سمت چلے آتے اگر ان میں سے کبھی ایک اس مقام معہود پر دوسرے سے پہلے پہنچ جاتا تو وہ تاوقتیکہ دوسرا وہاں نہ آجائے اس مقام سے تجاوز نہ کرتا اور یہاں وہ دونوں اپنے اپنے قافلوں کو دوسرے کے سپرد کر کے ایک اردبیل واپس ہو جاتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو افشین کے پڑاؤ کی طرف لیکر چلتا اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے قافلہ کو ابوسعید کے حوالے کرتا اس کے مقابلہ پر ابوسعید اپنے مستقر سے چلکر نصف راستے پر آکر ٹھیرتا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہوتے ان کو یہاں ہیثم کے حوالے کرتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو ابوسعید کے سپرد کر دیتا۔ ابوسعید اپنے قافلہ والوں کے ساتھ خش آتا اور ہیثم اپنے لوگوں کو لیکر ارشق پلٹ جاتا دوسرے دن وہ ان کو علویہ الاعور اور اس کے سپاہیوں کے حوالے کر دیتا تاکہ وہ ان لوگوں کو وہاں پہنچا دیں جہاں ان کو جانا ہے، ابوسعید اپنے قافلے کو لیکر خش ہوتا ہوا افشین کے پڑاؤ کو آجاتا اثنائے راہ ہی میں اسے افشین کا رسالدار مل جاتا اور وہ اس قافلہ کو اپنی تحویل میں لیکر افشین کے پڑاؤ آجاتا یہ طریقہ بہت روز تک جاری رہا۔

جب کبھی دشمن کے جاسوس ابوسعید کے پاس یا دوسری کسی جنگی چوکی میں آجاتے

وہ سب ان کو افشین کے پاس بھیجدیتے افشین نہ ان کو قتل کرتا اور نہ پٹواتا بلکہ ان کو انعام واکرام دیتا اور پوچھ لیتا کہ بابک ان کے خدمات کا کیا صلہ دیا کرتا ہے جسقدر وہ پاتے تھے یہ اس سے دوگنی رقم ان کو دیتا اور کہتا کہ تم ہمارے جاسوس بن جاؤ۔

اس سال ارشق میں بابک اور افشین میں ایک لڑائی ہوئی جن میں موخرالذکر نے بابک کے بہت سے آدمی جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے قتل کرڈالے اور بابک وہاں سے بھاگ کر موقان چلا گیا اور پھر اس مقام کو بھی چھوڑ کر بذ نام اپنے اصلی شہر کو چلا گیا

افشین اور بابک کی لڑائی

اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ معتصم نے بغا الکبیر کے ساتھ بہت بڑی رقم اپنی فوج کی معاش اور اخراجات جنگ کے لئے افشین کے پاس روانہ کی بغا اس رقم کو لیکر اردبیل آیا۔ بابک اور اس کے آدمیوں کو بغا کی خبر مل گئی انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ قبل اس کے کہ بغا افشین کے پاس پہنچے ہم اسے راستے ہی میں آلیں صالح جاسوس نے افشین سے آکر بیان کیا کہ بغا روپیہ لا رہا ہے اور بابک نے تہیہ کیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ آپ کے پاس پہنچے راستے ہی میں اسے آلے۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح نے ابو سعید سے آکر یہ خبر بیان کی تھی اور اس نے اسے افشین کے پاس بھیجدیا۔

اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بابک نے کئی مقامات پر کمین متعین کردی افشین نے ابو سعید کو لکھا کہ اس اطلاع کی صحت تحقیق کرلو۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ بھیس بدل کر دریافت حقیقت کے لئے نکلا اس نے صالح کے نشاندادہ مقامات میں آگ اور الاؤ دیکھے افشین

نے بغا کو لکھا کہ میرے آئندہ ایما تک تم اردبیل ہی میں قیام کرو۔ ابوسعید نے افشین کو لکھ بھیجا کہ صالح کی اطلاع درست ہے اس نے صالح سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور اس وقت بھی اسے انعام دیا۔

اب افشین نے بغا کو لکھا کہ تم یہ ظاہر کرو کہ تم گویا سفر کی تیاری کر رہے ہو۔ اس روپیہ کو اونٹوں پر بار کرو اور ان کی ایک قطار بنالو اور پھر اردبیل سے روانہ ہو۔ یہ ظاہر کرو کہ گویا تم برزند جا رہے ہو اور جب تم نہر والی جنگی چوکی تک پہنچ جاؤ یا دو فرسخ کے مماثل راستہ طے کرلو تو اونٹوں کی قطار کو وہیں روک لو البتہ وہ لوگ جو اس روپیہ کے ساتھ ہوں برزند چلے جائیں جب قافلہ چلا جائے تو تم اس روپیہ کو لے کر اردبیل پلٹ آؤ۔

بغا نے حسبہ عمل کیا جب اس کا قافلہ اردبیل سے چل کر نہر پر ٹھیرا تو بابک کے جاسوسوں نے چونکہ خود مال کو بار ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس سے جاکر اس کی اطلاع کی اور کہا کہ وہ نہر تک پہنچ چکا ہے۔

بغا مال لیکر اردبیل واپس آگیا، دوسری طرف سے افشین اس قرارداد کے مطابق جو اس نے بغا سے کی تھی معینہ دن میں عصر کے وقت برزند سے روانہ ہو کر غروب آفتاب کے ساتھ خش آگیا اور اس نے ابوسعید کی خندق کے باہر پڑاؤ کیا صبح ہوتے ہی وہ خفیہ طور پر چل کھڑا ہوا نہ اس نے طبل بجایا نہ کوئی نشان بلند کیا بلکہ اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا تھا کہ جنگی نشانات بند رہیں اور سب لوگ بالکل خاموش رہیں اس نے اپنی رفتار بہت تیز رکھی، وہ قافلہ جو اس روز نہر سے ہیثم الغنوی کی طرف چلا تھا اپنے مقام سے روانہ ہو چکا تھا افشین خش سے ہیثم کی سمت اس لیے چلا کہ یہ اسے راستے میں جا ملائے ہیثم کو افشین کی آمد کی اطلاع نہ تھی یہ حسب دستور اپنے قافلہ کو لیکر نہر کے ارادے سے روانہ ہو گیا اب بابک اپنے رسالے پیدل اور فوجوں کو آراستہ کر کے نہر کے راستہ پر آگیا اسے یقین تھا کہ روپیہ ضرور میرے ہاتھ لگ جائیگا، حصن النہر کا قلعہ دار اپنے قافلہ کو لیکر ہیثم کی طرف چلا۔ اس پر بابک کے سواروں نے کمین گاہوں سے نکل کر اس امید میں کہ

وہ روپیہ ضرور اس کے ساتھ ہے حملہ کر دیا۔ نہر کا قلعہ دار ان سے لڑ پڑا مگر انھوں نے اسے اس کی جمعیت اور تمام مسافروں کو قتل کر دیا۔ ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا مگر ان کو معلوم ہوا کہ جس روپیہ کی لالچ میں انھوں نے یہ حملہ کیا تھا وہ ان کی دسترس سے نکل گیا ہے انھوں نے حصن النہر کے قلعہ دار کا جھنڈا لے لیا اور فوج کی وردی زرہیں' بھالے اور ڈھالیں لے کر خود ان کو پہن کر اپنی ہیئت اس لئے بدلی کہ اس طرح بے خبری میں وہ ہیثم العنوی اور اس کے ساتھیوں کو جا دبوچیں ان کو افشین کی پیش قدمی کی اطلاع نہ تھی' وہ حصن النہر کی سپاہ کی شکل میں آگے آئے اور مقام مقررہ تک چلے آئے چونکہ ان کو صحیح طور پر اس مقام کا علم نہ تھا جہاں قلعہ دار کا نشان نصب ہوتا تھا اس لیے وہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ آکر ٹھیر گئے ہیثم دوسری طرف سے آکر اپنے مقررہ مقام پر ٹھیرا اور اپنے مقابل کے مقام کی تبدیلی سے کھٹک گیا اس نے اپنے ایک چچازاد بھائی سے کہا کہ تم اس بارخو کے پاس جا کر پوچھو کہ اس غیر مقام میں کیوں ٹھیرا ہے ہیثم کے بھائی نے اس جماعت کے قریب آکر دیکھا کہ یہ تو کوئی اور لوگ ہیں۔ اس نے فوراً ہیثم کے پاس واپس آکر اس سے کہا کہ ان لوگوں کو تو میں نہیں پہچانتا اس کے جھڑک کر کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نہایت ہی بزدل ہے۔ پھر اس نے اپنے پاس سے پانچ سوار دریافت حال کے لیے روانہ کئے جب یہ سوار اپنی جماعت سے علیٰحدہ ہو کر بابک کے قریب پہنچے وہاں سے دو آدمی نکل کر آئے۔ یہ سوار ان کے پاس گئے اور ان کی ہیئت سے تاڑ گئے کہ یہ تو دشمن ہیں انھوں نے ان سے بھی کہہ دیا کہ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے اس کے بعد وہ سوار تیز گھوڑے دوڑاتے ہوئے ہیثم کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کافر نے علویہ اور اس کی جمعیت کو قتل کر ڈالا ہے اور دھوکہ دینے کے لیے انھیں کے جھنڈے اور لباس کو لے کر خود پہن لیا ہے ہیثم اس خبر کو سنتے ہی اپنے قافلہ کے پاس پلٹ آیا اور اس اندیشہ سے کہ مبادا یہ ساری جماعت دشمن کے ہاتھ لگ جائے اس نے فوراً مراجعت

کا حکم دیا اور اب وہ اپنے قافلہ کو دشمن سے بچاتا ہوا عقبی دستہ کی طرح اپنی جمعیت کے ساتھ تھوڑی تھوڑی دور چل کر تھوڑی دیر ٹھیر جاتا یہاں تک کہ وہ قافلہ اس قلعہ میں پہنچ گیا جو ہیثم کا مستقر تھا یعنی ارشق، یہاں آ کر اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم میں جو شخص اپنی خوشی سے اس بات کے لیے آمادہ ہو کہ وہ ہماری حالت امیر کو اور ابو سعید کو فوراً جا کر بتا دے اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا اور اگر دوڑ کی وجہ سے اس کا گھوڑا مرجائے تو اسے ویسا ہی دوسرا گھوڑا اور ہیں دیدیا جائے گا، دو شخص اس کام کے لیے آمادہ ہوئے اور دو بہت عمدہ تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کو اڑاتے ہوئے اپنے کام پر چلدیئے۔ ہیثم قلعہ کے اندر چلا آیا۔

بابک اپنی فوج کو لے کر اپنے مقام سے قلعہ پر آیا اس کے لیے کرسی رکھدی گئی وہ قلعہ کے سامنے ایک بلندی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہیثم سے کہلا کر بھیجا کہ قلعہ چھوڑ کر چلے جاؤ تاکہ میں اسے منہدم کردوں۔ ہیثم نے اس کے مطالبہ کو مسترد کر دیا اور لڑائی کے لیے تیار رہا اس وقت قلعہ میں اس کے ہمراہ چھ سو پیدل اور چار سو سوار تھے اور ایک مستحکم خندق بھی اس کے ہاں تھی ان ذرائع کے ساتھ ہیثم نے اس سے جنگ شروع کردی، بابک اپنے مصاحبین کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ گیا اور پینے کے لیے شراب اس کے سامنے رکھی گئی اب حسب دستور گھمسان لڑائی ہونے لگی۔

وہ دونوں سوار جو ارسال خبر کے لیے روانہ کیے گئے تھے ارشق سے ایک فرسخ کم فاصلہ پر افشین کے پاس پہنچ گئے۔ ان پر نظر پڑتے ہی افشین نے اپنے مقدمہ کے افسر سے کہا کہ میں دو سواروں کو نہایت تیز دوڑتا ہوا آتا دیکھ رہا ہوں پھر کہا کہ طبل بجاؤ اور جھنڈے بلند کر کے ان دونوں سواروں کی طرف گھوڑوں کو ایڑ دو، اس کی فوج نے حسبہ عمل کیا اور وہ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے، افشین نے کہا اور ان دونوں سے بلند آواز میں پکار کر کہدو کہ ہم آ گئے۔ یہ جماعت ایک ہی سانس میں اس قدر تیزی سے گھوڑے دوڑاتی ہوئی کہ ایک ایک پر پلے پڑتے تھے آناً فاناً بابک پر

آپڑی اسے اتنا موقع بھی نہ ملا کہ وہ اپنے مقام سے منتقل ہوتا یا سوار ہو سکتا افشین کا رسالہ اور فوج ایک دم وہاں آپہنچی اور آتے ہی وہ دشمن سے دست و گریباں ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ بابک کی پیادہ سپاہ میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جا سکا البتہ وہ خود چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر موقان چلا گیا وہ اپنی تمام جماعت سے بالکل منقطع ہو گیا تھا' افشین وہیں ٹھیر گیا رات وہیں بسر کر کے پھر اپنی برزند کے فوجی پڑاؤ میں پلٹ آیا۔ بابک چند روز موقان میں پڑا رہا پھر اس نے اپنے شہر بذ کو آدمی بھیجے وہاں سے رات کے وقت ایک سپاہ آئی جس میں پیادے تھے وہ ان کے ہمراہ موقان سے چل کر بذ آگیا۔

انہیں دنوں میں ایک قافلہ خش سے برزند جانے کے لئے روانہ ہوا اس کے ہمراہ ابو سعید کی طرف سے صالح بہشتی بدرقہ کے لیے ساتھ تھا بابک کے اصبہذ نے کمیں گاہ سے نکل کر اس قافلہ پر غارت گری کی اور اسے آلیا' جتنے آدمی قافلے میں تھے اور جس قدر سپاہی صالح کے ساتھ تھے ان سب کو اس نے قتل کر دیا البتہ صالح چند بچنے والوں کے ساتھ ننگے پاؤں بچ کر نکل آیا تمام قافلہ والے قتل کر دے گئے اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا گیا اس قافلہ کی بربادی سے جس کے ساتھ سامان خوراک تھا افشین کے پڑاؤ میں قحط پڑ گیا اس نے مراغہ کے حاکم کو حکم بھیجا کہ چونکہ ہمارے ہاں قحط پڑ گیا ہے اور لوگ فاقہ زدہ ہو رہے ہیں اس لئے تم فوراً سامان خوراک اپنے ہاں سے بھیجو' حاکم مراغہ نے اس حکم کی بجا آوری میں سامان خوراک کا ایک زبردست قافلہ جس میں گدھوں اور دوسرے بار برداری کے جانوروں کے علاوہ تقریباً ایک ہزار بیل تھے باقاعدہ فوجی بدرقہ کے ساتھ افشین کو بھیجا اثنائے راہ میں اس قافلہ کو بھی بابک کی ایک طوفانی جماعت نے جو طرخان یا آذین کی قیادت میں تھی آلیا اور اسے پوری طرح لوٹ لیا۔ اس سے لوگوں کو سخت مصیبت پیش آگئی اب افشین نے شیروان کے حاکم کو لکھا کہ سامان خوراک بھیجو اس نے کثیر مقدار میں آذوقہ روانہ کر دیا اور اس سال

وہ سب لوگ قحط کی تکلیف سے بچ گئے۔
بغا بھی مال اور سپاہ کے ساتھ افشین کے پاس آپہنچا۔
اس سال ذی القعدہ میں معتصم قاطول روانہ ہوئے۔

معتصم کا سفر قاطول

ابو الوزیر احمد بن خالد بیان کرتا ہے، ۲۱۹ھ ہجری میں معتصم نے مجھے بلایا اور کہا کہ سامرا کے اطراف میں میرے لیے کوئی ایسی مناسب جگہ خرید لو جہاں میں ایک جدید شہر بساؤں، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کسی وقت یہ حربیہ والے ایک للکار سے میرے غلاموں کو قتل کر دیں گے تو اگر میں نے وہاں اپنا مقام رکھا تو میں ان سے بالا رہوں گا اگر ان کی طرف سے کسی ہنگامہ کا مجھے خوف ہوا تو میں آسانی کے ساتھ خشکی یا تری کے راستے آکر ان پر قابو پا سکوں گا، اور یہ ایک لاکھ دینار لے جاؤ۔ میں نے کہا سر دست پانچ ہزار لئے جاتا ہوں ضرورت ہوگی تو اور منگوا لوں گا انھوں نے کہا مناسب ہے میں اس مقام پر آیا اور میں نے سامرا کو پانسو درہم میں دیر والے نصاریٰ سے خرید لیا۔ نیز میں نے بستان الخاقانی کی زمین پانچ ہزار درہم میں خریدی اور بھی چند موضع لیے اور جب میں نے اپنے ارادے کی تکمیل کر لی تو میں صکاک میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ۲۲۰ھ ہجری میں اس مقام کو آنے کے لیے روانہ ہوئے جب قاطول کے قریب آئے یہاں انکے قیام کے لیے خیمے اور شامیانے نصب کئے گئے اور دوسرے لوگوں نے اپنے جھونپڑے بنائے اس کے بعد جب کبھی وہ یہاں آتے ان کے لیے عارضی طور پر بنگلے نصب کر دئے جاتے یہاں تک کہ ۲۲۱ھ ہجری میں اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی۔

مسرور رشید کا خدمت گار کہتا ہے کہ ایک مرتبہ معتصم نے مجھ سے پوچھا

کہ جب رشید بغداد کے قیام سے گھبرا جاتے تو کس مقام کو تفریح اور تبدیل کیلئے جاتے ہیں نے کہا قاطول جایا کرتے تھے وہاں انھوں نے ایک شہر بھی بنایا ہوا جس کے آثار اور فصیل اب تک موجود ہیں رشید کو بھی اپنی فوج کی طرف سے اسی قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا جس طرح معتصم کو ہوا مگر جب اہل شام نے شام میں بغاوت برپا کی تو رشید رقہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اس وجہ سے شہر قاطول نا تمام رہ گیا۔

جب معتصم بغداد سے قاطول چلے تو انھوں نے بغداد میں اپنے بیٹے ہارون الواثق کو اپنا نائب بنایا۔

جعفر بن محمد بن بوازہ نے معتصم کے قاطول جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے ترک غلاموں کی یہ گت تھی کہ یکے بعد دیگرے وہ بغداد کے بازاروں میں مقتول پڑے ہوئے ملتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یہ نرے اُجڈ سپاہی تھے بغداد کے گلی کوچوں میں بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اس طرح مرد عورت بچوں کو ٹکر دیتے اور صدمہ پہنچاتے انبیاء ان کو پکڑ کر سواری سے نیچے اتارتے اور بعض کو زخمی کر دیتے جس کی وجہ سے ان میں سے بعض بسا اوقات ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے ترکوں نے معتصم سے اس کی شکایت کی عوام نے بھی ان کو ستانا شروع کیا، عید قربانی یا عید الفطر کے دن جبکہ معتصم عید گاہ سے نماز پڑھ کر آ رہے تھے حرشی کے چوک میں ایک بزرگ ان کے سامنے آئے اور کہا اے ابو اسحق بات سنو سپاہی ان کو مارنے کے لیے دوڑے مگر معتصم نے ان کو روک دیا اور ان بزرگ سے پوچھا کیا ہے انھوں نے کہا آپ کی ہمسائگی ہمارے لئے باعث زحمت ہو گئی ہے آپ نے ان گنواروں کو ہم میں لا بسایا ہے ان کی وجہ سے ہمارے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں اور ان کے عوض میں آپ نے ہمارے آدمیوں کو قتل بھی کیا ہے۔

معتصم اس تمام گفتگو کو غور سے سنتے رہے اس کے بعد محل میں چلے گئے مگر پھر ایک سال تک وہ اس طرح شہر میں سے نہ گزرے البتہ

دوسرے سال وہ جلوس کے ساتھ عید گاہ گئے اور عید کی نماز پڑھا کر پھر اپنے بغداد کی محل سرا میں واپس نہ آئے بلکہ وہیں سے انھوں نے اپنے گھوڑے کی باگ قاطول کی طرف پھیر دی اور بغداد سے چلے گئے اور وہاں پلٹ کر نہ آئے۔

اس سال معتصم فضل بن مروان سے ناراض ہو گئے اور اسے قید کر دیا۔

معتصم کی فضل بن مروان سے ناراضی کی وجہ
نیز ان تک اس کی رسائی کی وجہ

فضل اہل بردان میں سے تھا پہلے وہ کسی عامل کے ہاں منشی تھا اس کا خط اچھا تھا اس کے کچھ عرصہ کے بعد وہ معتصم کے ایک کاتب یحییٰ الجرمقانی کے پاس پہنچ گیا یہ اس کی پیشی میں کام کرتا تھا جرمقانی کے مرنے کے بعد یہ اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا اور اب علی بن حسان الانباری خود اس کی پیشی کا اہلکار رہا عرصے تک یہ اسی خدمت کو انجام دیتا رہا یہاں تک کہ معتصم کو عروج نصیب ہوا فضل ان کا کاتب تھا یہ ان کے ہمراہ مامون کے مستقر کو گیا تھا نیز ان کے ہمراہ مصر بھی گیا تھا وہاں کی تمام آمدنی اسی نے وصول کی یہ مامون کی موت سے پہلے بغداد آ گیا تھا ان کے آنے سے پہلے یہ ان کے احکام یہاں نافذ کرتا اور جو چاہتا ان کی طرف سے لکھ دیتا۔ جب معتصم خلیفہ ہو کر بغداد آئے تو وہ خلافت کا اصلی کارکن اور مالک بن گیا تمام دفاتر اس کے تحت تھے تمام خزانے اور کوٹھے اس کی تفویض تھے، بغداد آ کر معتصم نے داد و دہش شروع کی گویوں اور بھانڈوں کو انعام و اکرام دینے کا حکم دیا مگر اس نے ان کے احکام کی بجا آوری نہیں کی اور اس وجہ سے اب وہ ان کے لیے دو بھر ہو گیا۔

ایک مرتبہ معتصم نے ابراہیم الہفتی مشہور کھانڈ کے لیے فضل کو حکم دیا کہ اسے اس قدر روپیہ دیدیا جائے مگر فضل نے اسے کچھ نہیں دیا جبکہ معتصم کے لیے بغداد میں ایک محل تعمیر کیا گیا اور اس میں باغ لگا دیا گیا ہفتی انکی مجلس میں تھا وہ اٹھ کر باغ کی سیر اور گل گشت کرنے لگے ہفتی بھی ساتھ تھا یہ معتصم کے خلیفہ ہونے سے پہلے بھی ان کی صحبت میں رہا کرتا تھا اور اکثر مذاق کی گفتگو میں ان کو کہدیتا تھا "خدا تمھارا بھلا نہ کرے" یہ چوڑا چکلا فربہ تھا اور معتصم دبلے اور ہلکے جسم کے تھے یہ دونوں پیدل باغ کی سیر کر رہے تھے معتصم چال میں اس سے آگے بڑھ جاتے تھے اور جب اسے اپنے ساتھ نہ دیکھتے تو مڑ کر اسے دیکھتے اور کہتے چلا نہیں جاتا آگے آؤ جب اس طرح کئی مرتبہ انھوں نے ہفتی کو حکم دیا تو اس نے مذاق کے پیرایہ میں کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں خلیفہ کے ساتھ ہوں کسی احد کے ساتھ نہیں ہوں بخدا اب تک تم کو فلاح حاصل نہیں ہوئی معتصم اس کے جواب پر ہنسے اور انھوں نے کہا کیا کہتے ہو کیا اب خلافت ملنے کے بعد بھی کوئی کامیابی اور فلاح باقی ہے جو مجھے حاصل نہیں اس نے کہا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اب بھی کوئی ذی اقتدار اور کامیاب آدمی ہیں آپ برائے نام خلیفہ ہیں آپ کا حکم صرف آپ ہی سن لیتے ہیں خلیفہ دراصل فضل بن مروان ہے جس کا حکم نافذ ہے جس وقت وہ کسی بات کو کہے اسی وقت وہ عمل پذیر ہو جاتی ہے معتصم نے کہا تم میرے کسی ایک ایسے حکم کو بتا سکتے ہو جس کا نفاذ نہ ہوا ہو اس نے کہا دو ماہ ہوئے کہ آپ نے مجھے اتنا روپیہ دلانے کا حکم دیا تھا اس میں سے آج تک مجھے ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوا یہ سن کر فضل کی طرف سے ان کے دل میں گرہ بیٹھ گئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اس سے سخت ناراض ہو گئے اور اس کی بربادی کے درپے ہوئے۔

اس سلسلہ میں پہلی بات انھوں نے یہ کی کہ احمد بن عمار الخراسانی کو صرف خاص کے اخراجات کی حد تک فضل کے اوپر معتمد عام مقرر کر دیا اور نصر بن منصور بن بسام کو خراج اور دوسرے اخراجات کا معتمد عام

مقرر کیا عرصے تک یہ انتظام قائم رہا۔

محمد بن عبدالملک الزیات اسی طرح معتصم کے دور میں مہتمم فراشخانہ تھا جس طرح کہ اس کا باپ مامون کے عہد میں تھا۔ اس شعبہ میں اس کے ہاتھ جو خرچ ہوتا تھا وہ اسے باقاعدہ دیوان میں درج کر لیتا تھا اس کا یہ قاعدہ تھا کہ سیاہ نیمہ پہنے اور تلوار حمائل کئے محل میں آتا فضل نے اس سے کہا تم تاجر ہو بھلا تم کو سیاہ لباس اور تلوار سے کیا سروکار ہے محمد نے اس روز سے یہ طریقہ چھوڑ دیا اب فضل نے اس سے کہا کہ تم اپنے حسابات جانچ کے لیئے دلیل بن یعقوب النصرانی کے پاس لے جاؤ اس نے سارا حساب اسے دکھایا دلیل نے اس کی بہت تعریف لکھی اور کوئی اعتراض نہیں کیا اس پر محمد نے اسے تحائف پیش کئے مگر اس نے ان میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔

سنہ ۲۱۹ ہجری یا ۲۲۰ ہجری میں جو میرے نزدیک غلط ہے معتصم قاطول روانہ ہوئے تا کہ سامرا میں شہر بنائیں مگر اس وقت دجلہ میں اس قدر طغیانی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آگے نہ چل سکے اور بغداد پلٹ کر شماسیہ میں چلے آئے اس کے بعد جب وہ دوبارہ قاطول گئے وہاں پہنچ کر ماہ صفر میں وہ فضل بن مروان اور اس کے خاندان سے ناراض ہو گئے اور انھوں نے ان کو حکم دیا کہ جس قدر سرکاری روپیہ ان کے ہاتھوں صرف ہوا ہے اس کا حساب دیں اسی ناراضی کی حالت میں خود فضل سے بھی حساب کا مواخذہ ہوا اور محاسبہ سے فارغ ہوتے ہی معتصم نے بلا تاخیر اس کے قید کرنے کا حکم دیدیا اور کہا کہ اسے اس کے مکان میں جو بغداد کے شارع میدان میں واقع تھا لیجاؤ۔ انھوں نے اس کے تمام دوستوں کو بھی قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک الزیات کو مقرر کیا اس نے دلیل کو قید کر دیا اور فضل کو ایک گاؤں میں جو موصل کے راستے پر واقع تھا اور جس کا نام سن تھا منتقل کر دیا یہ پھر وہیں مقیم رہا۔ اور اب محمد بن عبدالملک معتصم کا وزیر اور کاتب ہو گیا سامرا کے دونوں سمت مشرقی اور مغربی میں جس قدر عمارت تعمیر ہوئی وہ

سب اسی کے زیر انتظام بنی یہ متوکل کے خلیفہ ہونے تک اسی درجہ اور مرتبہ پر فائز رہا البتہ متوکل نے اسے قتل کر دیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت معتصم نے فضل بن مروان کو اپنا وزیر مقرر کیا اس وقت سے وہ اسے اس قدر چاہتے تھے کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر اسے دیکھنے کی بھی جرات نہ تھی چہ جائیکہ کوئی اس کے احکام اور امور میں اس کی مخالفت کرتا یا اعتراض کرتا ایک زمانہ تک اس کا اقبال عروج پر رہا مگر اقتدار کی نخوت اور ان کی طرف سے اطمینان نے اسے یہ جرات دی کہ وہ ان کے احکام کی مخالفت کرنے لگا اور اپنے خاص امور میں بھی ان کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو فضل اسے پورا نہ کرتا۔
ابو داؤد کہتا ہے "میں معتصم کے دربار میں اکثر حاضر ہوتا تھا میں نے اکثر ان کو فضل سے کہتے سنا کہ اتنا روپیہ لادو اور وہ جواب دیدیتا کہ میرے پاس نہیں ہے اس پر معتصم کہتے کہ اس کی ہم رسانی کی کوئی تدبیر کرو اس کے جواب میں وہ کہتا میں کیا تدبیر کروں اتنی بڑی رقم مجھے کون دیگا میں کہاں سے لاؤں' یہ جواب ان کو برا لگتا جس کا اثر ان کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا جب اکثر مرتبہ ایسا ہی ہوا تو میں ایک دن فضل کے پاس گیا اور تخلیہ میں میں نے اس سے کہا کہ اے ابو العباس لوگ میرے اور تمھارے درمیان دراندازی کرتے رہتے ہیں جیسے میں اور تم دونوں ناپسند کرتے ہیں میں تمھارے حسن اخلاق سے بخوبی واقف ہوں وہ لوگ بھی اس سے واقف ہیں لہٰذا اگر میں آپ کے بارے میں کوئی حق بات کہوں تو آپ اس کا بُرا نہ مانیں اور باوجود اس کے بھی میں آپ کی خیر خواہی اور اس حق کے ادا کرنے سے جو آپ کا مجھ پر ہے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا اکثر میں نے دیکھا ہے کہ آپ امیر المومنین کو سخت جواب دیدیا کرتے ہیں جو ان کو ناگوار خاطر ہوتے ہیں سلاطین ان باتوں کو اپنے بیٹے کے لئے بھی گوارا نہیں کرتے جبکہ وہ بارہا ہوں اور سخت بھی ہوں'' اس نے کہا اے ابو عبداللہ کیا بات ہے، میں نے کہا میں نے اکثر ان کو آپ سے یہ کہتے ہوئے سنا

ہے کہ مجھے فلاں کام میں صرف کرنے کے لیے اس قدر روپیہ درکار ہے مگر آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے اس قدر روپیہ کون دے گا جو میں آپ کو دوں۔ یہ ایسا جواب ہے کہ خلفا اسے برداشت نہیں کیا کرتے' اس نے کہا تو جب وہ مجھ سے ایسا مطالبہ کریں جس کی میں بجا آوری نہ کر سکتا ہوں تو اور کیا کہوں میں نے کہا آپ یہ کریں کہ اس وقت کہیں کہ امیر المومنین میں کوئی تدبیر کرتا ہوں اس طرح چند روز بات کو ٹال دیا کریں اور پھر مطالبہ میں سے تھوڑا بہت جس قدر بہم ہو سکے ان کو لیجا کر دیدیں اور باقی کے لیے آئندہ مہلت لے لیں اس نے کہا میں آئندہ حسبہ عمل کروں گا' مگر میرے کہنے کا الٹا اثر ہوا گویا میں نے اس کے جذبات نخوت اور تمکنت کو ٹھیس لگا دی چنانچہ میں نے دیکھا کہ جب کبھی معتصم اس سے کوئی سوال کرتے وہ حسب عادت اسی طرح سختی سے جواب دے دیتا جب بار ہا ایسا ہو چکا تو ایک دن فضل ان کے پاس آیا ان کے سامنے نرگس کا گلدستہ رکھا ہوا تھا معتصم نے اسے اٹھا کر کہا آگے بڑھو ابو العباس فضل نے داہنے ہاتھ سے اسے سنبھالا اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی انگلی سے مہر خلافت اتار لی اور چپکے سے کہا میری مہر مجھے دو اور پھر اسے اس کے ہاتھ سے نکال کر ابن عبد الملک کے ہاتھ میں دیدی''

اس سال صالح بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ہشتادسر کی سمت میں بابک اور بغا الکبیر کے درمیان

جنگ ہوئی جس میں بغا کو شکست ہوئی اور اس کا پڑاؤ غارت ہو گیا۔
اور اسی سال افشین نے بابک پر حملہ کیا اور اسے مار بھگایا۔

افشین اور بابک کی لڑائی

بغا وہ مال لے کر افشین کے پاس آگیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ معتصم نے اسے بغا کے ساتھ افشین کو بھیجا تھا تاکہ اسے وہ سرکاری فوج کی تنخواہوں میں جو اس کے ساتھ ہے اور خود اپنے اخراجات اور اس فوج کے اخراجات میں جو بغا کے ہمراہ اسے بھیجی گئی ہے صرف کرے چنانچہ افشین نے اپنی تمام فوج کو تنخواہیں دیں اور نوروز کے بعد جنگ کی تیاری کر کے ایک جماعت کے ساتھ بغا کو اس لئے آگے روانہ کیا کہ وہ ہشتادسر کے گرد چکر لگا کر محمد بن حمید والی خندق میں جا کر فروکش ہو۔ اسے اور اچھی طرح کھود دے اور اس کا استحکام کر کے اس میں ٹھیر جائے بغا محمد بن حمید والی خندق کو روانہ ہو کر وہاں پہنچ گیا، افشین برزند سے چلا اور ابو سعید خش سے بابک کے ارادے سے چلا یہ دونوں درودز نام ایک موضع میں ملاقی ہوئے۔ افشین نے وہاں ایک خندق تیار کی اس کے گرد فصیل بنائی اور وہ اور ابو سعید مع ان رضاکار مجاہدین کے جو وہاں آئے تھے اس خندق میں فروکش ہو گئے اس طرح اس کے اور بذ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ رہ گیا۔ اس کے بعد بغا افشین کے لکھنے اور حکم کے بغیر جنگ کی تیاری کر کے اور زاد راہ لے کر ہشتاد سر کے چاروں طرف گھوما یہاں تک کہ وہ قریہ بلہ میں داخل ہو گیا اور اس کے وسط میں اتر پڑا۔ ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک ہزار آدمیوں کو جانوروں کے چارہ کے ساتھ بھیجا اس کے مقابلہ پر بابک کی ایک فوج نکلی اور اس نے اس قافلہ کو لوٹ لیا اور جس نے ان کا مقابلہ کیا اسے قتل کر دیا جس پر ان کی دسترس ہوئی اسے پکڑ لیا

کچھ قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے ان میں سے دو کو ایسے مقام سے جہاں سے افشین قریب تھا افشین کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ افشین سے جا کر یہ واقعہ بیان کر دو اور اس کی فوج کی جو گت بنی ہے اس سے اسے اطلاع دو، وہ دونوں برآمد ہوئے کوہستانی جماعت کے سردار کی نظر ان پر پڑی اس نے نشان پھرایا اسے دیکھتے ہی اہل عسکر نے ہتھیار سنبھالو ہتھیار سنبھالو" کا شور بلند کیا اور وہ سب سوار ہو کر بذ کی سمت چلے آگئے وہ دونوں آدمی بھی ننگے ان کو مل گئے مقدمۃ الجیش کا سردار ان کو افشین کے پاس لایا انھوں نے اپنی سرگزشت بیان کی افشین نے کہا ہم کیا کریں بغا نے جو کارروائی کی ہے ہم نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا لہٰذا ہم ذمہ دار نہیں۔

بغا شکست خوردہ فوج کی طرح محمدؒ بن حمید کی خندق میں واپس آگیا اور اس نے افشین کو اس کی اطلاع دی اور مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ ہماری فوج شکست کھا چکی ہے، افشین نے اپنے بھائی فضل بن کاؤس، احمد بن خلیل بن ہشام ابن جوشن۔ جناح الاعور السکری، اور حسن بن سہل کے صاحب شرطہ کو اور ان دو بھائیوں میں سے ایک کو جو فضل بن سہل کے قرابت داروں میں تھے بغا کے پاس بھیجا انھوں نے ہشتادسر کا چکر لگایا جن کو دیکھ کر بغا کی فوج خوش ہوگئی اور اس سے ان کی ہمت بندھ گئی۔

اس کے بعد افشین نے بغا کو لکھا کہ میں فلاں دن بابک سے لڑنے کے لیے نکلوں گا تم بھی خود اسی دن اس کے مقابلہ پر آؤ تاکہ اس طرح ہم دونوں سمتوں سے اس پر حملہ کریں افشین مقررہ دن میں دروز سے بابک کے مقابلہ پر روانہ ہوا دوسری طرف سے بغا محمدؒ بن حمید کی خندق سے اسی غرض سے نکلا اور ہشتادسر کی سمت چڑھ کر وہاں سے آواز کے فاصلہ پر محمدؒ بن حمید کی قبر کے پہلو میں اتر پڑا یہاں نہایت سرد ہوا اور بارش نے ان کو آلیا جس کی تاب فوج نہ لاسکی اس لیے بغا اپنی اصلی پڑاؤ کو پلٹ آیا۔

بغا کے واپس جانے کے بعد دوسرے دن علی الصباح افشین نے بابک پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا خود اس کا خیمہ

اور ایک عورت خود اس کے ہمراہ چھاؤنی میں تھی افشین کے ہاتھ آئی اور اب افشین بابک کے فرودگاہ میں فروکش ہوا دوسرے دن صبح کو خود بغا بھی جنگ کی تیاری کر کے اپنی چھاؤنی سے نکل کر ہشتاد سر پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ فوج جو اس کے مقابل ہشتاد سر پر مقیم تھی وہ پلٹ کر بابک کے پاس چلی گئی ہے بغا اس فوج کے قیام گاہ پر آیا یہاں اسے کاٹھ کباڑ ملا ہشتاد سر سے اتر کر وہ بذ کے ارادے سے روانہ ہوا ایک شخص اور ایک غلام سوتے ہوئے ملے داؤد سیاہ نے جو اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا ان دونوں کو پکڑا اور ان سے سوالات کئے انھوں نے بیان کیا کہ جس رات کو بابک پسپا ہوا اس کے پیامبر نے آکر ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم سب بذ اس کے پاس پہنچ جائیں چونکہ یہ دونوں نشہ میں چور تھے وہ بے خبر سو گئے اس کے علاوہ ان کو کوئی بات معلوم نہیں یہ واقعہ نماز عصر سے پہلے کا ہے۔

بغا نے داؤد سیاہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جس سے ہم پہلے سے واقف ہیں کیونکہ پہلے وحلہ میں ہم یہیں ٹھیرے تھے اب شام ہو گئی ہے پیدل تھک گئے ہیں مناسب ہو کہ تم کوئی ایسا سنگین کوہسار تلاش کرو جہاں ہماری تمام فوج قیام کر سکے اور وہیں ہم شب باش ہوں داؤد سیاہ ایسے مقام کی تلاش کے لیئے ایک پہاڑی پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچکر اس نے نیچے نظر ڈالی اسے وہاں سے افشین کے جھنڈے اور اس کی چھاؤنی ایک حلقہ کی شکل میں نظر آئی وہ مقام اسے پسند آیا اس نے کہا کہ رات یہیں بسر کرنا چاہئیے صبح کو ہم کافر کے مقابلہ پر یہاں سے اتر جائیں گے انشاء اللہ مگر اس شب میں برف و بارش اور شدید سردی اور گھٹا نے ان کو آلیا جس کی وجہ سے صبح کے وقت کسی میں بھی یہ تاب نہ تھی کہ پہاڑ سے اتر کر پانی لیتا برف کی کثرت اور سردی کی شدت کی وجہ سے کسی نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اس دن اس قدر ظلمت اور کہر تھی کہ ان کے لیے دن رات ہو گیا تھا البتہ تیسرے دن لوگوں نے بغا سے کہا کہ ہمارے پاس جو زاد راہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے اور سردی سے ہم بیمار ہو گئے ہیں جس طرح بھی ہو سکے یہاں سے

اترنا چاہیے چاہے آپ پھر اپنی فرودگاہ کو واپس چلیں یا کافر کے مقابلہ پر اتریں۔

اس کہر کے زمانہ میں ایک مرتبہ بابک افشین پر شب خون مار کر اس کی فوج کو درہم برہم کر چکا تھا اور افشین اس کے سامنے سے ہٹ کر اپنی اصلی فرودگاہ کو پلٹ گیا تھا۔ بغا نے طبل بجایا اور بذّ کی سمت اترنے لگا دامن کوہ میں اتر کر اس نے آسمان کو بالکل صاف اور مطلع کو روشن پایا سوائے اس چوٹی کے جہاں بغا تھا کہ وہ اب تک بادل و کہر سے ڈھکی تھی۔ نیچے آکر اس نے اپنی فوج کو جنگی ترتیب پر قائم کیا میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ علیحدہ علیحدہ مقرر کئے اور اب وہ بذّ کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ افشین اپنی عارضی چھاؤنی میں موجود ہے یہ اسی ترتیب سے بڑھتا ہوا خود بذ سے ملے ہوئے پہاڑ تک چلا گیا اور اب صرف نصف میل کی چڑھائی اور باقی تھی جہاں سے وہ ایسے مقام تک آجاتا کہ اسے بذّ کے مکان نظر آنے لگتے اس کے مقدمہ میں جو جماعت تھی اس میں ابن البعیث کا ایک غلام بھی تھا جس کی بذّ میں قرابت تھی اب بابک کے طلائع ان کے مواجہہ میں آئے ان میں سے ایک شخص کو اس غلام نے پہچان لیا اور اسے آواز دی اس نے پوچھا یہ کون ہے جو یہاں آیا ہے غلام نے اس کے ان رشتہ دار وںکے نام لیے جو اس کے ساتھ تھے اس شخص نے کہا قریب آؤ کچھ کہوں غلام اس کے نزدیک گیا اس نے اس سے کہا کہ جا کر اپنے سردار سے کہدو کہ پلٹ جاؤ ہم نے افشین پر شب خون مارا اسے اپنی خندق میں بھاگ کر پناہ لینا پڑی ہم نے تمہارے مقابلہ کے لیے دو فوجیں تیار رکھی ہیں سلامتی چاہتے ہو تو فوراً بھاگ جاؤ شاید اس طرح تم بچ سکو، غلام نے اپنی فوج میں آکر ابن البعیث سے یہ بات بیان کی اور جس نے اس سے یہ کہا تھا اس کا نام بتایا ابن البعیث نے اسے پہچان لیا اور بغا کو اس کی اطلاع دی بغا ٹھہر گیا اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ لیا ایک نے کہا یہ محض دھوکہ اور غلط بات ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں کوہبانیوں میں سے

ایک شخص نے کہا کہ اس کی تصدیق ابھی ہوئی جاتی ہے پہاڑ کی اس چوٹی سے میں واقف ہوں جو اس پر چڑھ کر دیکھے گا اسے افشین کی فرودگاہ نظر آجائیگی بغا فضل بن کاؤس اور بہت سے لوگ جو نشاط میں تھے اس بلندی پر چڑھے اور انھوں نے اس مقام کو دیکھا وہاں ان کو افشین کی سپاہ نظر آئی تو انھیں یقین آگیا کہ وہ یہاں سے ہٹ گیا ہے، انھوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے سب نے یہی مناسب سمجھا کہ دن کے اول حصے میں رات آنے سے پہلے ہمیں پلٹ جانا چاہئے بغا نے داؤد سیاہ کو واپسی کا حکم دیا داؤد آگے بڑھا اور اس نے اپنی رفتار بہت تیز کردی اور اب اس نے وہ راستہ جس سے کہ وہ ہشتادسر میں داخل ہوئے تھے دشوار اور تنگ گھاٹیوں کی وجہ سے اختیار نہیں کیا بلکہ وہ راستہ اختیار کیا جس سے وہ پہلی مرتبہ اس پہاڑ میں آئے تھے اس سے اگرچہ تمام پہاڑ کا چکر کرنا پڑتا تھا مگر اس میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں تنگ درہ نہ تھا، اب بغا سب فوج کو لیکر چلا اس نے پیادوں کو سوار کرلیا انھوں نے اپنے نیزے اور ہتھیار راستے میں پھینکدئے اور سب پر ایک شدید وحشت اور خوف طاری ہوگیا بغا فضل بن کاؤس اور سرداروں کی جماعت فوج کے ساتھ میں رہی اتنے میں بابک کے طلائع نظر آئے۔اب فرار اور طلب کی یہ نوبت ہوئی کہ جس پہاڑ سے ابھی یہ جماعت اترتی بابک کے طلائع اس پر چڑھتے کبھی دونوں حریف ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگتے اور کبھی اوجھل ہوجاتے مگر وہ برابر ان کے آثار پر چلے آرہے تھے اندازاً وہ دس سوار تھے چلتے چلتے جب عصر وظہر کا درمیانی وقت ہوا تو بغا وضو کرنے اور نماز کے لئے ٹھیرا بابک کے طلائع بالکل قریب آگئے فوج ان کے سامنے سینہ سپر ہوگئی بغا نے نماز پڑھی اور ان کے بالکل سامنے کھڑا ہوگیا اور اسے دیکھ کر وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹک گئے بغا کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج پر یہ طلائع اس سمت سے حملہ کریں اور دشمن کی اور جماعت پہاڑ کا چکر کاٹ کر کسی تنگ گھاٹی میں دوسری سمت سے اس پر حملہ آور ہوجائے جو لوگ وہاں موجود

تھے ان سے اس نے اس بارے میں مشورہ لیا اور کہا کہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ جماعت جو ہمارے سامنے ہے محض اس لئے آئی ہے کہ اس سے الجھ کر ہم آگے نہ بڑھیں اور ان کی دوسری فوجیں ہم سے آگے نکل کر تنگ گھاٹیوں میں ہماری فوج کو آلیں۔

فضل بن کاؤس نے کہا یہ لوگ دن کے مرد نہیں ہیں رات کے دھنی ہیں البتہ رات ہو گئی تو ہمیں اپنی فوج کے لئے اندیشہ ہے، آپ داؤد سیاہ کو حکم دیجئے کہ اور تیز چلو اور جب تک تنگ درے سے ہم نہ گزر جائیں کہیں قیام نہ کرو چاہے اس میں نصف رات ہو جائے ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں جب تک ہمارا ان کا مواجہہ ہے یہ آگے نہ بڑھیں گے ہم خفیف سی ان کی مدافعت اور دفع الوقتی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اندھیرا ہو جائے اور جب رات ہو جائے گی تو ان کو ہمارا مقام معلوم نہ ہو سکے گا اس طرح ہماری فوج برابر چلتی رہیگی اور پھر گھاٹی سے ترتیب کے ساتھ نکل جائے گی اور اگر درہ ہمارے لیے مسدود کر دیا جائے گا تو پھر ہم ہشتادسر کے راستے یا کسی دوسرے راستے سے نکل جائیں گے۔

کسی اور نے بغا سے یہ کہا کہ فوج درہم برہم ہو چکی ہے ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے کہ پچھلے اگلوں کو پا سکیں سپاہیوں نے ہتھیار ڈالدئے ہیں روپیہ اور اسلحہ خچروں پر بار ہے اور اس کے ہمراہ کوئی بھی نہیں رہا ہے ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن اس پر حملہ کر کے مال اور قیدی کو لے جائے گا۔ ابن جوید ان ان کے ہاتھ میں قید تھا ان کا ارادہ تھا کہ اس کے فدیہ میں وہ عبدالرحمن بن حبیب کے اس کاتب کو جسے بابک نے قید کر لیا تھا رہائی دلائیں گے جب بغا کو مال اسلحہ اور قیدی یاد دلائے گئے تو اس نے منزل کرنے کا عزم کیا اور داؤد سیاہ سے کہلا کر بھیجا کہ تم کو جہاں کوئی سنگین پہاڑ نظر آئے تم وہاں اتر پڑنا داؤد ایک بہت ہی ناہموار پہاڑی کی طرف مڑ گیا اس میں اس قدر ڈھلاؤ تھا کہ لوگ آرام سے بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے یہاں اس نے اپنا پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کے پہلو میں ایسے مقام پر جو دیوار کے مشابہ تھا اور جس میں کوئی راستہ نہ تھا

اس نے بغا کے لئے خیمہ نصب کیا بغا اس مقام پر آکر ٹھہر گیا تمام فوج اتر پڑی وہ سب کے سب مشقت سفر کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے اور خستہ حال تھے کھانے کے لئے کسی کے پاس کچھ نہ رہا تھا رات بھر وہ چوکنے اور باخبر رہے چڑھائی کی سمت کی خوب نگہداشت رکھی مگر دشمن نے ان کو دوسری طرف سے آلیا اور وہ بالکل پہاڑ سے چپکے ہوئے بغا کے خیمہ پر جا پہنچے اس خیمہ کو انھوں نے اکھاڑ دیا اور تمام فوج پر شب خون مارا بغا پاپیادہ وہاں سے بھاگا اور بچ گیا، فضل بن کاؤس زخمی ہوا۔ جناح السکری، ابن الجوشن اور فضل بن سہل کے عزیزوں میں سے جو دو بھائی تھے ان میں کا ایک مارے گئے، بغا فرودگاہ سے تو پیدل ہی نکلا تھا مگر پھر اسے ایک گھوڑا مل گیا وہ اس پر سوار ہو لیا وہ ابن البعیث کے پاس سے گزرا وہ بغا کو ہشتادسر پر چڑھا لے گیا اور پھر وہاں سے دوسری سمت سے اسے محمد بن حمید کی فرودگاہ میں اتار لایا جہاں وہ آدھی رات کو پہنچ گیا، بابک والوں نے روپیہ، اسلحہ اور فرودگاہ کو لوٹ لیا اور ابن جعیدان کو بھی جو ان کے ہاتھ میں اسیر تھا چھڑا لے گئے البتہ انھوں نے فوج کا تعاقب نہیں کیا، یہ تمام فوج غیر منظم حالت میں شکست کھا کر بغا کے پاس آگئی وہ محمد بن حمید کی خندق میں تھا یہاں اس نے اپنی فوج کے ساتھ پندرہ دن قیام کیا اس کے بعد افشین کا خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم مراغہ واپس آجاؤ اور جو کمک میں نے تم کو بھیجی تھی وہ مجھے واپس بھیجدو بغا مراغہ واپس آگیا اور فضل بن کاؤس اور تمام وہ فوج جو اس کے ہمراہ افشین کی چھاؤنی سے بغا کی مدد کو گئی تھی افشین کے پاس آگئی افشین نے آئندہ سال کے موسم بہار تک کے لیے اپنی تمام فوج کو متفرق کر دیا اور ان کو اجازت دیدی کہ وہ جہاں چاہیں موسم سرما بسر کریں۔

اس سال بابک کا ایک سپہ سالار طرخان قتل کیا گیا،

بابک کے سردار طرخان کا قتل

اس کی بابک کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا، موسم سرما شروع ہونے کے بعد اس نے بابک سے اپنے ایک گاؤں میں جو مراغہ کی سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے کی اجازت مانگی، افشین اس کی تاک میں تھا اور چونکہ بابک اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس لیئے افشین کی یہ بڑی آرزو تھی کہ وہ اس پر قابو پائے، بابک نے اس کی درخواست منظور کی یہ اپنے ایک گاؤں میں جو ہشتادسر کی سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے چلا آیا افشین نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کے ترک غلام کو جو مراغہ میں تھا حکم دیا کہ تم رات کے وقت فلاں گاؤں میں جا کر یا تو طرخان کو قتل کردو یا اسے پکڑ کر بھیجدو، وہ ترک رات کے وقت طرخان کی طرف چلا اور وسط شب میں اس نے اسے جا لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر افشین کو بھیجدیا۔

اس سال صول ارتکین اور اس کے ملک والے پابزنجیر آئے مگر پھر ان کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور ان میں سے تقریباً دوسو آدمیوں کو سواریاں دی گئیں۔

اس سال افشین رجاء الحضاری سے ناراض ہوگیا اور اس نے اسے قید کر کے بارگاہ خلافت میں بھیجدیا۔

اس سال محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال معتصم نے جعفر بن دینار درزی کو افشین کی مدد کے لئے روانہ کیا اس کے بعد پھر ایتاخ کو روانہ کیا اور تین کروڑ درہم فوج کی معاش اور جنگ کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ افشین کو ارسال کئے۔ اس سال افشین کی فوج اور بابک کے ایک سردار آذین نامی میں لڑائی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

افشین اور آذین کی لڑائی

سنہ ۲۲۱ ہجری کا جاڑا ختم ہوا سنہ ۲۲۲ ہجری کا موسم بہار شروع ہوا معتصم نے افشین کو جو کمک اور روپیہ بھیجا تھا وہ کل اسے برزند میں موصول ہو گیا، ایتاخ روپیہ اور امدادی فوج کو جو اس کے ہمراہ بھیجی گئی تھی افشین کے حوالے کر کے پلٹ آیا البتہ جعفر الخیاط ایک مدت تک افشین کے پاس مقیم رہا موسم کے استقلال کے بعد افشین اپنے مقام سے چل کر کلاں روذ آیا وہاں اس نے خندق تیار کی اور ابوسعید کو بھی بڑھنے کا حکم بھیجا وہ برزند سے روانہ ہو کر کلاں روذ کے جس کے معنی بڑے دریا کے ہیں ہاٹ کے قریب افشین کے محاذی آکر فروکش ہوا ان دونوں کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ تھا یہ بھی خندق بنا کر اس میں فروکش ہو گیا افشین پندرہ دن یہاں مقیم رہا

اب اسے معلوم ہوا کہ بابک کا ایک سردار آذین نام اس کے سامنے آکر اُترا ہے اور اس نے اپنے بیوی بچوں کو اس پہاڑ پر جہاں سے روذالروذ نظر آتا ہے بھیجدیا ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں ان یہودیوں یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ خود قلعہ بندی کروں گا اور نہ اپنے اہل وعیال کو ان کے خوف سے کسی قلعہ میں مقیم کروں گا، اور یہ بات اس وقت ہوئی تھی جبکہ بابک نے اسے مشورہ دیا کہ تم اپنے بیوی بچوں کو کسی قلعہ میں ٹھیرادو اس نے کہا تھا بھلا میں اور یہودیوں کے مقابلہ میں کسی حفاظت کا انتظام کروں بخدا میں کبھی اپنے عیال کو کسی قلعہ میں فروکش نہ کروں گا، اس زعم میں اس نے ان کو اس پہاڑ پر بھیجدیا تھا۔

افشین نے ظفر بن العلا السعدی اور حسین بن خالد المدائنی ابوسعید کے سرداروں کو شہ سواروں اور کوہبانیہ کی ایک جمعیت کے ساتھ اس پہاڑ پر بھیجا یہ تمام رات کلاں روذ سے چل کر اس درّے میں اترے جہاں سے ایک سوار بھی بمشکل گزر سکتا تھا اکثر لوگوں نے یہ کیا کہ گھوڑوں سے اتر کر اسے آگے سے کھینچا اور ایک کے پیچھے ایک ہوکر وہاں سے گزر گئے، افشین نے حکم دیا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے وہ روذالروذ پہنچ جائیں اور وہاں سے کوہبانی جماعت پیدل دریا عبور کر کے آگے بڑھے کیونکہ سرزمین کی دشواری کی وجہ سے وہاں سوار چل نہیں سکتا تھا اور پھر پہاڑ پر چڑھے، چنانچہ یہ فوج صبح سے پہلے روذالروذ آگئی امیر نے حکم دیا کہ سواروں میں سے جو چاہے گھوڑے سے اتر پڑے اور کپڑے بھی اتار دے سواروں میں سے اکثر نے پیادہ ہوکر اس دریا کو عبور کیا، اور کوہبانی جماعت تمام کی تمام دریا کو عبور کر کے پہاڑ پر چڑھی انھوں نے آذین کے عیال کو اور اس کے لڑکوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اور یہ ان کو لے کر پھر دریا کو عبور کر آئے آذین کو اس کی خبر ہوگئی۔

جس وقت یہ پیادہ فوج اس غرض سے روانہ ہوئی اور پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں گھسی تو افشین کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ مبادا وایسی میں

اس تنگ گھاٹی میں دشمن ان کو آ لے اس لئے اس نے کوہبانیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ جھنڈے رکھیں اور پہاڑوں کی ایسی بلند چوٹیوں پر رہیں جہاں سے ان کو ظفر بن العلا اور اس کی فوج نظر آتی رہے تاکہ اگر کوئی ایسی جماعت ان کو دکھائی دے جس سے ان کو خوف ہو تو وہ جھنڈیاں ہلا دیں۔

رات کو ہبانیوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسر کی جب ابن العلا اور حسین بن خالد آذین کی گرفتار کردہ عیال کے ساتھ واپس آنے لگے تو اثنائے راہ ہی میں قبل اس کے کہ پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں وہ داخل ہوں آذین کی پیادہ فوج پہاڑ سے ان کے مقابلہ پر اتر آئی اور اس سے پہلے کہ یہ جماعت، گھاٹی میں داخل ہو انھوں نے ان کو آلیا اور حملہ کر دیا اس حملہ میں اس جماعت کے کئی آدمی مارے گئے اور انھوں نے بعض عورتوں کو بھی ان سے چھین لیا اب اس کوہبانی جماعت کی نظر جن کو افشین نے خاص خاص مقامات پر متعین کیا تھا دشمن پر پڑی آذین نے اس جماعت کے مقابلہ کے لیئے دو فوجیں بھیجی تھیں ایک وہ جو ان سے آکر مقابلہ کرے اور دوسری وہ جو اس گھاٹی میں ان سے قبل داخل ہو کر ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دے جب کوہبانیوں نے حسب ہدایت اپنے جھنڈے ہلائے افشین نے فوراً مظفر بن کیدر کو اس کے اپنے دستہ کے ساتھ اس طرف روانہ کیا یہ دستہ تیزی سے بڑھتا ہوا مقام مقصود کی طرف لپکا، مظفر کے پیچھے افشین نے ابو سعید کو بھیجا اور ان دونوں کے پیچھے اس نے بخاراخذاہ کو روانہ کیا یہ سب وہاں پہنچ گئے آذین کی وہ پیادہ سپاہ جو گھاٹی میں تھی ان فوجوں کو دیکھ کر اس مقام کو چھوڑ کر پھر اپنی مرکزی سپاہ میں جا ملی اور اس طرح ظفر بن العلا اور حسین بن خالد اور ان کے ساتھی اس خطرناک مقام سے بچ کر چلے آئے اور سوائے ان مقتولین کے جو پہلے حملہ میں ان کی فوج میں ہوئے اور کسی سپاہی کا ان کو نقصان نہ اٹھانا پڑا یہ سب افشین کے پڑاؤ میں مع ان عورتوں کے

جوان کے ہاتھ آئی تھیں چلے آئے۔

اس سال بابک کے شہر بذّ کو مسلمانوں نے فتح کیا اور اس میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا، یہ واقعہ اس سال کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں جبکہ دس دن باقی تھے جمعہ کے دن پیش آیا۔

شہر بذّ کی فتح اور اسکی تفصیل

جب کلاں روذ سے بڑھ کر بذ کے قریب پہنچنے کا افشین نے ارادہ کیا تو خلاف دستور سابق اس مرتبہ اس نے بجائے جلد جلد طے منازل کے آہستہ آہستہ پیش قدمی شروع کی اس مرتبہ وہ صرف چار میل آگے بڑھنے کے بعد کسی مقام میں جو روذ الروذ جانے والی تنگ گھاٹی پر ہوتا پڑاؤ کر دیتا اس پیش قدمی میں اگرچہ وہ اپنے پڑاؤ کے گرد خندق نہیں بناتا تھا مگر کانٹوں کی باڑ ضرور لگا لیتا، معتصم نے اسے لکھا تھا کہ تم فوج کے دستے بنا کر ان کی باریاں مقرر کردو اور جس طرح فوج رات کو گرداوری کرتی ہے یہ دستے بھی دیکھ بھال کے لئے گھوڑوں پر سوار رہیں چنانچہ اب فوج کا ایک حصہ پڑاؤ میں آرام سے قیام کرتا اور ایک حصہ رات کی طرح دن میں بھی دشمن کے اچانک حملہ کے خوف سے گھوڑوں پر سوار ہر وقت اصل پڑاؤ سے ایک میل کے فاصلہ پر دیکھ بھال کے لیے مستعد رہتا تاکہ اگر کوئی خطرہ رونما ہو تو تمام فوج مقابلہ کے لئے آمادہ رہے اور پیدل سپاہ اصل پڑاؤ ہی میں رہتی۔

ساری فوج مصائب سفر سے تنگ آگئی اور انھوں نے افشین سے کہا کہ ہم کب تک اس گھاٹی میں پڑے رہیں ہم کھلے میدان میں بیٹھے ہیں اور اگرچہ ہمارے اور دشمن کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے مگر ہم حرکتیں

وہ کر رہے ہیں کہ گویا دشمن ہمارے سامنے موجود ہے ہم کو ان لوگوں سے جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں اور جاسوسوں سے شرم آتی ہے کہ وہ ہمارے متعلق کیا کہتے ہوں گے باوجود دشمن کے چار فرسخ پر ہونے کے ہم خوف سے مرے جاتے ہیں آپ ہمیں لے کر بڑھیں اب چاہے ہمیں فتح ہو یا شکست۔

افشین نے کہا میں خود جانتا ہوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ بالکل درست ہے مگر امیر المومنین نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے اور مجھے امتثال امر کے سوا چارہ نہیں ہے۔

اس کے چند ہی روز کے بعد معتصم کا خط آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ اب یہ انتظام اور نگرانی صرف رات میں قائم رہے چند روز اور اسی طرح گزرے اس کے بعد افشین اپنی فوج خاصہ کے ساتھ روذالروذ کی طرف اترنے لگا اور خود فوج سے آگے بڑھ کر ایسے مقام پر آیا جہاں سے وہ کنواں جہاں گزشتہ سال اس کی اور بابک کی لڑائی ہوئی تھی نظر آتا تھا افشین نے وہاں نظر دوڑائی تو اسے وہاں ایک خرمی زمینہ فوج نظر پڑا مگر نہ وہ اس سے لڑے اور نہ وہ ان سے لڑا اس پر بعض گنواروں نے طعن بھی کیا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بڑھ کر آتے ہو اور پھر رک جاتے ہو مگر افشین نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیا کہ کوئی ان کے سامنے نہ جائے وہ ظہر کے قریب تک ان کے سامنے ٹھیر کر پھر اپنے پڑاؤ پلٹ آیا اور دو دن وہاں ٹھیر کر پھر پہلی مرتبہ سے زیادہ فوج کے ساتھ روذالروذ کی طرف اترا، اس نے ابوسعید کو حکم دیا کہ جس طرح میں پہلی مرتبہ ان کے سامنے جا کر ٹھیر گیا تھا آج تم وہاں جا کر ٹھیرو مگران سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اور نہ ان پر یورش کرنا۔ خود افشین روذالروذ پر ٹھیر گیا اور اس نے کوہبانیوں (پہاڑی لوگوں) کو حکم دیا کہ تم ان پہاڑوں پر چڑھ کر جن کو تم نہایت ہی مستحکم اور محفوظ خیال کرتے ہو سب طرف پھر کر دیکھو اور وہاں ایسے مقامات تلاش کرو جہاں ہم اپنی پیدل سپاہ کو

مصئون کر سکیں، اس جماعت نے پہاڑوں میں پھر کر تین پہاڑیاں جن پر کبھی قلعے تھے اور اب وہ خراب ہو چکے تھے اس کام کے لیے انتخاب کیں افشین نے ان کے انتخاب کو پسند کر لیا اور ابو سعید کو اس روز واپس بلا بھیجا دو دن کے بعد وہ اپنے پڑاؤ سے روذ الروذ کی طرف اترا اس نے اپنے ساتھ بیگاری لیے اور ان پر پانی کی مشکیں اور بسکٹ لدوا لیے یہ سب کے سب روذ الروذ پہنچ گئے اس نے ابو سعید کو پہلے دن کی طرح آج بھی حکم دیا کہ تم جا کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اس نے بیگاریوں کو حکم دیا کہ وہ پتھر لے جائیں اور ان راستوں کی قلعبندی کر دیں جو ان پہاڑیوں کو جاتے تھے جن کو پیادہ سپاہ کے قیام کے لیے انتخاب کیا گیا تھا اس استحکام سے ان کی صورت قلعوں کی سی ہوگئی نیز افشین کے حکم سے ان پتھروں کے پیچھے ان سب راستوں پر چڑھائی تک خندق بنا دی گئی اور پہاڑ پر چڑھنے کا صرف ایک راستہ کر دیا گیا اس کے بعد اس نے ابو سعید کو واپسی کا حکم دیا وہ پلٹ آیا اور پھر افشین اپنی فرودگاہ کو چلا آیا۔

جب مہینے کا آٹھواں دن آیا اور قصر مستحکم ہو گیا افشین نے بسکٹ اور ستو پیدل سپاہ کو اور کھانا اور جو سواروں کو دئیے اور ان کی حفاظت اپنی فرودگاہ میں ایک شخص کے تفویض کر کے اب سب پھر وادی کی طرف چلے اس نے پیدل سپاہ کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑیوں پر چڑھیں اور اپنے ساتھ پانی اور دوسری ضروریات زندگی لے لیں انھوں نے حسبہ بجا آوری کی، خود افشین ایک سمت میں فروکش ہوا اور اس نے ابو سعید کو پھر حسب سابق دشمن کے سامنے جا کر ٹھیرنے کا حکم دیا اور لوگوں سے کہا کہ ہتھیار بند گھوڑوں سے اتر پڑیں مگر زینیں ان پر کسی رہنے دیں پھر اس نے خندق کے لئے نشان اندازی کی اور مزدوروں کو اس نشان پر خندق کھودنے کا حکم دیا اور ان سے جلد کام کرانے کے لئے نگراں متعین کئے اب خود وہ اور تمام شہ سوار سواری سے درختوں کے سایہ میں اتر پڑے اور سایہ میں اپنے گھوڑے چرانے لگے نماز عصر پڑھ کر افشین نے مزدوروں کو پیدل سپاہ کے ہمراہ ان

مستحکم کردہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا حکم دیا اور پیدل سپاہ کو یہ ہدایت کردی کہ وہ خود نہ سوئیں ایک دوسرے کی چوکسی کرتے رہیں البتہ مزدوروں کو پہاڑوں کے اوپر سونے دیں زوال کے وقت اس نے شہ سواروں کو پھر سوار ہونے کا حکم دیا اس کے بعد اس نے ان کے کئی دستے بنائے اور اپنے چاروں طرف اس طرح کھڑا کیا کہ ایک ایک دستے کے درمیان ایک تیر کا فاصلہ چھوڑا اور ہر دستے سے یہ کہدیا کہ تم دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا بلکہ جو جہاں کھڑا کیا گیا ہے وہ وہیں جما رہے ایسا نہ ہو کہ کسی شور کی وجہ سے وہ اپنی جگہ چھوڑ دے، یہ تمام دستے صبح تک گھوڑوں پر سوار اپنی جگہ کھڑے رہے اور پیدل سپاہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اپنی چوکسی اور نگرانی کرتی رہی اس نے ان سے بھی کہدیا تھا کہ اگر رات میں تم کو کسی کی آہٹ ہو تم اس کی ہرگز پروا نہ کرنا بلکہ اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہنا اور پہاڑ اور خندق کی حفاظت کرنا، چنانچہ انھوں نے بھی صبح تک رات اسی طرح بسر کردی۔

پھر اس نے رات کے وقت فوج کے مفتش کو ان سواروں اور پیدل سپاہ کی حالت کی خبرگیری کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ آئے کہ سب لوگ ہوشیار اور بیدار رہیں دس روز خندق کھودنے میں صرف ہوئے دسویں دن افشین نے خندق کو اپنی فوج میں تقسیم کردیا اور سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اور اپنی جمعیتوں کے سامان و اسباب کو رفتہ رفتہ یہاں منگوالیں اسی اثنا میں بابک کا ایک قاصد اس کے پاس آیا اس کے ساتھ کھیرے، خربزے اور ککڑیاں تھیں اس نے بابک کا یہ پیام اسے پہنچایا کہ چونکہ آج کل تم تکلیف میں ہو اور تم اور تمھارے تمام ساتھی بسکٹ اور ستو پر گزر بسر کررہے ہیں اس لئے میں یہ چیزیں بطور تحفہ تم کو بھیجتا ہوں افشین نے اس پیامبر سے کہا تم جانتے ہو کہ اس سفارت سے میرے دوست کا کیا مطلب ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس حیلہ سے اسے ہماری چھاؤنی کا سارا حال معلوم ہوجائے مگر میں بخوشی اس کی عنایت کو قبول کرتا ہوں اور ان کے اصلی مدعا کو بھی

پورا کر دیتا ہوں بیشک مجھے معیشت کی تنگی ہے، پھر اس نے بابک کے پیامبر سے کہا یہاں کا حال تو تم دیکھ چکے مگر اب تم پہاڑ پر چڑھ کر وہاں کے انتظامات اور وہاں سے ہماری اور فرودگاہوں، موریچوں اور استحکامات کو دیکھنا چاہیئے، اس نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑے پر سوار کر کے پہاڑ پر لے جاؤ اور وہاں کی جدید خندق دکھاؤ اور وہ کلاں روذ اور برزند کی خندقیں بھی دیکھ لیں اس طرح ان کو ہماری تینوں خندقیں تفصیل سے دکھا دی جائیں کوئی بات پوشیدہ نہ رکھی جائے اور یہ موقع دیا جائے کہ یہ ان کو خوب غور سے اچھی طرح دیکھ لیں تاکہ پھر اپنے سردار کو جا کر اس کی اطلاع دیدیں۔

اس ہدایت کے مطابق بابک کے پیامبر کو سب خندقیں دکھائی گئیں وہ برزند تک گیا پھر اسے افشین کے پاس لائے اس نے اسے جانے کی اجازت دی اور کہا کہ بابک سے میرا سلام کہنا۔

خرمیہ کی ایک جماعت چھاؤنی میں رسد لانے والوں سے تعارض کرتی تھی دو تین مرتبہ انھوں نے ایسا کیا اس کے بعد خرمیہ تین دستوں میں منقسم ہو کر افشین کی خندق کی فصیل تک چلے آئے اور یہاں آ کر انھوں نے للکارا مگر افشین نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی تھی کہ کوئی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالے دو تین راتوں تک وہ اسی طرح بڑھ بڑھ کر آتے اور فصیل کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے رہے جب کئی مرتبہ وہ یہ کر چکے اور اب بے خوف ہو گئے تو افشین نے اپنی پیدل اور سوار فوج کے چار دستے ان کے مقابلہ کے لیے تیار رکھے پیدلوں میں صرف قادر انداز تھے اور ان دستوں کو اس نے پہاڑ کی وادیوں میں چھپا دیا اور دشمن کے لیے نگران متعین کئے وہ حسب دستور اپنے مقررہ وقت پر اپنے مقام سے اتر کر آئے اور انھوں نے اسی طرح ان کو للکارا اور سواری کرنے لگے عین اس وقت افشین کی متعین کردہ فوجوں نے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر عقب سے ان پر حملہ کیا اور ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا سامنے سے خود افشین نے آدھی رات میں پیدل کے دو دستے اپنی چھاؤنی سے ان کے مقابلہ پر بڑھائے وہ تاڑ گئے کہ گھاٹی

ہمارے لئے مسدود کردی گئی ہے لہٰذا اب وہ متفرق راستوں میں ہو لیئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس طرح اپنے مرکز کو چلے گئے مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اس زنوند سے انھوں نے اپنی وہ جسارت ترک کردی صبح کی نماز کے وقت اس کا تعاقب کرنے والی فوجیں روذالروذ کی خندق میں واپس آگئیں مگر ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ نہ لگا۔

اس کے بعد افشین نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ وہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو نقارے بجواتا اور مشعلیں اور مشعلچیوں کے ساتھ خندق کے دروازے تک آتا چونکہ ہر شخص اپنے دستے سے واقف ہوتا کہ وہ میمنہ میں ہے یا میسرہ میں ہے لہٰذا اس کے برآمد ہوتے ہی تمام چھاؤنی نکلکر اپنے اپنے موقع اور محل پر کھڑی ہوجاتی اس موقع پر افشین کے ساتھ بارہ بڑے بڑے سیاہ علم خچروں پر سوار ہوتے وہ اس اندیشہ سے کہ گھوڑے چمک جائیں گے علم گھوڑوں کے بجائے صرف خچروں پر سوار کرتا۔

اس کے پاس صرف بڑے نقارے اکیس تھے اور ان بڑے علموں کے علاوہ تقریباً پانچسو چھوٹے نشان تھے ایک چوتھائی رات سے اس کی تمام فوج جس میں تمام فرقے شامل ہوتے اپنے اپنے مرتبہ پر صف بستہ ہوجاتی طلوع فجر کے بعد افشین اپنے خیمہ سے برآمد ہوتا موذن اس کے سامنے اذان صبح دیتا وہ نماز پڑھتا اور دوسرے لوگ تاریکی ہی میں نماز پڑھتے نماز کے بعد وہ نقاروں پر چوب لگواتا اور پھر حملہ کی شکل میں چلتا، فوج کی کثرت اور پہاڑوں اور پہاڑی راستوں پر اپنی ترتیب کے مطابق نقل و حرکت کی وجہ سیر اور قیام کا حکم وہ نقاروں کی آواز اور ان کی خاموشی سے دیتا، پہاڑ سامنے آتا وہ اس پر چڑھ جاتے کوئی کھڈ آتا اس میں اتر جاتے البتہ اگر کوئی ایسا پہاڑ سامنے آتا جس پر وہ نہ چڑھ سکتے اور نہ وہاں سے اتر سکتے تو وہاں سے وہ اپنی اصلی فوج اور صف میں پلٹ کر آجاتے نقارہ کی آواز چلنے کا حکم تھی اور جب وہ چاہتا کہ سب فوج ٹھیر جاتے وہ نقاروں کو خاموش کرا دیتا اور اس وقت جو جمعیت یا سپاہی جہاں ہوتا چاہیے وہ

پہاڑ کی چوٹی ہو یا وادی کا عمق، وہیں ٹھیر جاتا، افشین آہستہ آہستہ بڑھتا تھا جب کوئی کوہبانی کوئی خبر لیکر آتا وہ اُسے سننے کے لیے ٹھیر جاتا طلوع فجر سے آفتاب اچھی طرح بلند ہونے تک وہ اس چھ میل مسافت کو جو روذ الروذ اور بذ کے درمیان تھی طے کرتا جب اس کنویں پر جہاں گزشتہ سال لڑائی ہوئی تھی چڑھ کر آتا تو بخارا خذاہ کو ہزار سوار اور چھ سو پیادوں کے ساتھ گھاٹی کے سرے پر اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیتا تاکہ خرمیہ کی کوئی جماعت اس پر آکر ان کا راستہ مسدود نہ کر دے، جب بابک کو معلوم ہوتا کہ حریف کا لشکر اس پر آ رہا ہے وہ اس گھاٹی کے جہاں بخارا خذاہ متعین ہوتا نیچے وادی میں اپنی پیدل سپاہ کو کمیں گاہ میں متعین کر دیتا تاکہ جو جماعت وہاں سے بڑھ کر اس پر یورش کرنا چاہے یہ فوج اسے روکے مگر افشین اس کے مقابلہ پر بخارا خذہ کو اس گھاٹی پر متعین کرتا جس پر افشین کے خلاف قبضہ کرنے کے لیے بابک اپنی جمعیت بھیجتا جب تک افشین اس کنویں تک وادی میں اترتا بخارا خذاہ برابر گھاٹی کی حفاظت کرتا رہتا، افشین نے بخارا خذاہ کو ہدایت کی تھی کہ اس کے اور بذ کے درمیان والی وادی میں وہ اس طرح مقیم رہا کرتے جس طرح کہ خندق میں رہا جاتا ہے نیز وہ ابو سعید محمد بن یوسف کو حکم دیتا کہ اپنے دستہ کے ساتھ وہ اس وادی کو عبور کر جائے جعفر الخیاط کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ وہاں ٹھیرا رہے اور احمد بن خلیل کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ ٹھیرے اس طرح وادی کی اس جانب میں جہاں سے ان کو دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ تھا تین دستے ہو جاتے، دوسری جانب سے خود بابک آذین کے ہمراہ بذ سے نکل کر ان تینوں دستوں کے مقابل ایک ٹیلہ پر آکر بیٹھتا تاکہ افشین کی کوئی فوج بذ کے دروازے تک نہ بڑھ سکے اور افشین کا ہمیشہ قصد یہی ہوتا کہ وہ بذ کے دروازے تک پہنچے مگر سردست وہ اپنی فوج کو صرف یہی حکم دیتا کہ جب وہ وادی کو عبور کر لیں تو پھر آگے نہ بڑھیں وہیں ٹھیر جائیں اور جنگ نہ کریں، بابک کو جب معلوم ہوتا کہ افشین کی فوجیں اپنی خندق سے نکل کر

اس کی طرف نقل و حرکت کر رہی ہیں وہ فوراً اپنی فوج کو پوشیدہ مقامات
میں گھات بٹھا دیتا اور اس وجہ سے اس کے پاس بہت تھوڑے
آدمی رہ جاتے افشین کو بھی اس کی خبر ہوئی مگر اسے گھات کے مقام
معلوم نہ تھے ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ خرمیہ سب کے سب نکل آئے
ہیں اور بابک کے پاس بہت ہی تھوڑی جماعت رہ گئی ہے افشین کا
ایک دستور تھا کہ وہ جب اس مقام پر چڑھ آتا تو وہاں اس کیلئے
پوستین بچھا دی جاتی اور ایک کرسی رکھدی جاتی وہ ایک ایسے بلند
ٹیکرے پر آکر بیٹھتا جہاں سے بذ کا دروازہ سامنے نظر آتا اور تمام اسکی
فوج دستوں میں منقسم ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑی ہوتی ان میں سے جو اس کے
ہمراہ وادی کی اس جانب ہوتی جدھر افشین ہوتا وہ اس سپاہ کو گھوڑوں
سے اترنے کی اجازت دیدیتا البتہ جو فوجیں ابو سعید جعفر الخیاط اور
احمد بن خلیل کے ہمراہ وادی کی دوسری جانب نکل چکی ہوتیں ان کو
دشمن کے خیال سے گھوڑوں سے اترنے کی اجازت نہ ہوتی وہ اپنی کوہانی
پیدل سپاہ کو دشمن کے گھاتوں کی تلاش کے لیے پہاڑ کی وادیوں میں
پھیلا دیتا کہ شاید کسی کمین گاہ کا پتہ چل جائے یہ تلاش ظہر کے بعد تک
جاری رہتی اس اثنا میں خرمیہ بابک کے سامنے بیٹھے ہوئے نبیذ پیتے رہتے
اور نوبت بجتی رہتی، نماز ظہر پڑھ کر افشین اپنے مقام سے اٹھ کر
اپنی روذ الروذ والی خندق کو چلدیتا سب سے پہلے ابو سعید اُدھر روانہ
ہوتا اس کے بعد احمد بن خلیل پھر جعفر بن دینار اور ان کے بعد افشین
پلٹ جاتا اس کی اس آمد و رفت سے بابک بہت چڑھ جاتا اور جب
وہ واپس جانے لگتا تو بابک کی فوج ان کا استہزا کرنے کے لیے چنگ
اور بگل بجانے لگتی، تاوقتیکہ تمام فوج بحار اخذاہ کے مقام سے بخیریت
گزر نہ جاتی وہ کھائی سے نہ ہٹتا سب کے بعد وہ پلٹ کر چلا جاتا۔

چند روز جب اور اسی طرح بغیر لڑائی بھڑائی کے گزر گئے تو
اس نقل و حرکت اور صف بندی اور تلاش و تفتیش سے خرمیہ تنگ آگئے

ایک دن اور اسی طرح بغیر لڑائی کے افشین حسب عادت واپس ہو گیا اور سب دستے اپنی اپنی ترتیب سے پلٹنے لگے ابو سعید نے وادی کو عبور کر لیا تھا احمد بن خلیل بھی عبور کر آیا تھا اور جعفر کے دستے کے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ خرمیہ نے اپنی خندق کا پھاٹک کھولا اس میں سے دس شہسواروں نے برآمد ہو کر جعفر کی بقیہ فوج پر اس جگہ حملہ کر دیا فوج میں ہنگامہ برپا ہوا جعفر خود اپنے دستے کو لیکر پھر مقابلہ پر پلٹ آیا اور اس نے بذات خود ان سواروں پر حملہ کر کے ان کو بذ کے دروازے تک پسپا کر دیا اس کے بعد پھر فوج میں ایک ہنگامہ برپا ہوا اب افشین اور جعفر اور ان کی فوجیں اس طرف سے لڑتی ہوئی پلٹ آئیں اس سے پہلے جعفر کے دستے کے بعض لوگ نکل کر جا چکے تھے خود بابک بھی چند سواروں کے ساتھ لڑنے نکل آیا اس وقت نہ افشین کے پاس پیدل سپاہ تھی اور نہ بابک کے ساتھ پیادے تھے صرف سوار ہی لڑ رہے تھے کبھی یہ ان پر حملہ آور ہوتے اور کبھی وہ ان پر حملہ کرتے بہت سے آدمی طرفین کے زخمی ہوئے افشین پلٹ کر پھر اپنی جگہ آکر ٹھیر گیا اس کے لیے حسب دستور چمڑا اور کرسی رکھا دی گئی وہ اسی مقام پر جہاں بیٹھا کرتا تھا پھر بیٹھ گیا اور جعفر پر برہم ہونے لگا کہ تم نے میری تمام تیاری اور منصوبے غارت کر دئے اتنے میں اور شور سنائی دیا، ابو دلف کے دستے میں بصرے وغیرہ کے مجاہد رضا کاروں کی بھی ایک جماعت تھی جب انھوں نے جعفر کو مصروف پیکار دیکھا تو یہ رضا کار افشین کے حکم کے بغیر وادی میں اتر کر اسے عبور کر کے بذ کی سمت اتر گئے تھے اور خود شہر بذ سے جمٹ کر انھوں نے اسے کچھ نقصان بھی پہنچا دیا تھا بلکہ قریب تھا کہ فصیل پر چڑھ کر بذ میں داخل ہو جائیں، جعفر نے افشین سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھے پانسو پیدل قادر انداز بھیجدیں مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں بذ میں داخل ہو جاؤں گا کیونکہ میں اپنے سامنے سوائے اس آذین کے دستے کے جسے آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور کوئی فوج مزاحمت کرنے والی نہیں دیکھتا۔

افشین نے اسے کہلا کر بھیجا کہ تم نے میری تمام تجویز برباد کردی رفتہ رفتہ
تم اس مقام سے اپنے کو اور اپنی فوج کو باہر لے آؤ اور پلٹ آؤ، اسی
اتنا میں جب رضا کاروں نے خود بخود یورش کردی تو ایک شور برپا
ہوگیا بابک کی گھاٹ والی فوجوں نے خیال کیا کہ اب تو جنگ پوری طرح
شروع ہوچکی ہے انھوں نے نعرے بلند کئے اور بخارا خذاہ کی فوج
کے نیچے سے ایک دم وہ برآمد ہوئے اسی طرح سے بابک کی ایک دوسری
گھاٹ اس کنویں کے عقب سے جس پر افشین بیٹھا کرتا تھا نکل آئی ان کو
دیکھ کر خرمیہ جماعت سب کی سب حرکت میں آگئی مگر مسلمانوں کی فوجیں
اب تک بغیر کسی اضطراب اور بے چینی کے اطمینان کے ساتھ اپنی
اپنی جگہ جوں توں کھڑی رہیں یہ دیکھ کر افشین نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ
اس طرح ہمیں دشمن کے چھپنے کے مقامات کا پتہ چل گیا، جعفر پلٹ آیا
اس کی فوج اور رضا کار بھی واپس آئے جعفر افشین کے پاس آیا اور کہنے لگا
کہ میرے آقا امیر المومنین نے مجھے اس جنگ کے لیے جس کا موقع آگیا تھا
بھیجا ہے نہ اس لیے بھیجا ہے کہ یہاں آرام سے بیٹھا رہوں آپ نے
عین ضرورت کے وقت میری امداد سے دستکشی کی اگر آپ صرف پانسو
پیدل قادر انداز مجھے بھیجدیتے تو میں نہ صرف بذ بلکہ بابک کے گھر کے
اندر داخل ہوجاتا کیونکہ میں دیکھ چکا تھا کہ میرے سامنے بہت تھوڑی
فوج مقابلہ کے لئے تھی۔ افشین نے کہا اسے مت دیکھو کہ سامنے کون ہے
یہ دیکھو کہ پیچھے کس قدر ہیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ بخارا خذاہ اور اس کی فوج
پر دشمن کی ایک پوشیدہ فوج نے اپنی گھاٹ سے نکل کر اچانک حملہ کردیا تھا
اس پر فضل بن کاؤس نے جعفر سے کہا اگر اس لڑائی کا انتظام تمھارے
ہاتھ میں ہوتا تو تم سے یہ بھی نہ ہوسکتا کہ تم اس مقام تک چڑھ آتے جہاں
تم اب کھڑے ہو یہ کیا باتیں بناتے ہو کہ میں یہ کرتا اور یہ کرتا جعفر نے
کہا یہ جنگ ہے اور جس کا جی چاہے آجائے ہم اس کے لیے یہاں موجود
ہیں فضل نے غصے میں کہا اگر امیر یہاں نہ ہوتے تو میں تم کو بتاتا کہ تم کون ہو

اس پر افشین نے دونوں کو ڈانٹا اور وہ دونوں خاموش ہو گئے۔
افشین نے ابودلف کو حکم دیا کہ رضا کاروں کو شہر کی فصیل سے واپس لے آئے اس نے ان کو واپسی کا حکم دیا ان میں سے ایک شخص ایک پتھر لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اب تم ہم کو یہاں سے واپسی کا حکم دیتے ہو جبکہ میں نے خود شہر کی فصیل سے یہ پتھر اکھیڑ لیا ہے، اس نے کہا جس وقت واپس چلو گے تم کو معلوم ہو گا کہ ہمارے راستے میں کون دشمن حائل ہے اس سے اس کی مراد بابک کی وہ فوج تھی جس نے بخارا خذاہ کے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا تھا۔
افشین نے ابوسعید سے جعفر کے روبرو کہا اللہ تم کو اس کی تمہاری اپنی اور امیر المومنین کی خیر خواہی کی جزائے خیر دے میں نہیں جانتا تھا کہ تم جنگی امور اور اس کی سیاست سے اسقدر باخبر ہو کہ ہر عمامہ باندھنے والا اس بات کا مستحق نہیں کہ وہ یہ رائے زنی کرے کہ کس اہم اور ضروری مقام میں محض وقوف کرنا غیر ضروری مقام میں جنگ کرنے سے بہتر ہے یہ آسان کام نہیں اس نے اس گھاٹ کی طرف جو پہاڑ کے نیچے تھی اشارہ کر کے کہا کہ بتاؤ اگر یہ فوج ان رضا کاروں پر جو محض کرتے پہنے ہوئے ہیں نکل پڑتی تو ان کی اور ان کے سردار کی کیا گت بنتی اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو دشمن سے بچا لیا یہاں ٹھیرے رہو اور جب تک یہاں ایک آدمی بھی ہو یہاں سے حرکت نہ کرنا۔
یہ کہہ کر افشین پلٹا اس کی عادت تھی کہ جب وہ مراجعت شروع کرتا تو پوری فوج کا علم اور خیمہ اس کے سوار اور پیدل واپس ہوتے اس اثنا میں دوسرا دستہ اس کے سامنے کھڑا رہتا اور ان دونوں کے درمیان صرف ایک تیر کا فاصلہ رہتا وہ اس وقت تک اس گھاٹی اور تنگ درے کے قریب نہ جاتا جب تک کہ وہ یہ نہ دیکھ لیتا کہ سامنے جانے والے دستے کے تمام آدمی وہاں سے عبور کر گئے ہیں اور اس کیلئے راستہ صاف کر چکے ہیں اس کے بعد وہ گھاٹی کے قریب جاتا اور پھر وہ

دوسرے دستہ سپاہ کے ساتھ اپنی سوارہ اور پیادہ جمعیت کے ساتھ اس گھاٹی میں اترتا، ہمیشہ اس کا یہی دستور رہا اس نے تمام دستوں کو یہ بتادیا تھا کہ وہ کس کے پیچھے واپس ہوا کریں اس وجہ سے کوئی دستہ اپنی نوبت کے بغیر کسی دوسرے پر نہ مقدم ہوتا اور نہ اس سے موخر رہتا اور اس طرح جب بخاراخذاہ کے دستہ کے علاوہ اور تمام فوجیں اس گھاٹی سے گزر جاتیں تو اب بخاراخذاہ اس گھاٹی کو چھوڑ کر اپنی خندق کو پلٹتا چنانچہ آج بھی وہ اسی ترتیب سے مقام مصاف سے پلٹا۔ ابو سعید سب کے آخر میں تھا ہر فوج جو بخاراخذاہ کے مورچے سے گزرتی اسے وہ گھات نظر آئی جہاں دشمن ان کی تاک میں چھپا ہوا تھا ان کو اب معلوم ہوا کہ ان کے پھانسنے کے لیے کیا جال بچھایا گیا تھا وہ کفار بھی اپنی اپنی راہ ہو گئے جو چاہتے تھے کہ اس مقام کو جس کی حفاظت بخاراخذاہ کے ذمے تھی اپنے قبضہ میں کر لیں، چند روز افشین اپنی روذالروذوالی خندق میں بغیر کسی جنگی کارروائی کے خاموش بیٹھا رہا رضا کاروں نے چارہ کی قلت اور خرچ اور توشہ کی کمی کی اس سے شکایت کی اس نے ان سے کہا جو تم میں صبر کر سکتا ہو وہ صبر کرے اور جو نہ کر سکتا ہو وہ خوشی سے چلا جائے میرے ساتھ سرکاری فوج موجود ہے وہ بہر حال اپنی معاشوں میں سردی اور گرمی ہر حالت میں میرے ساتھ ہیں، برف پڑنے تک میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا، اس جواب کو سن کر رضا کار اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے اور کہنے لگے کہ اگر افشین ہم کو اور جعفر کو ہمارے حال پر چھوڑ دیتا تو ہم نے بذ فتح کر لیا ہوتا یہ تو جنگ میں صرف ٹال مٹول کر رہا ہے، افشین کو بھی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ یہ رضا کار اس پر خوب زباں درازیاں کر رہے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں کہ افشین ان سے لڑنا ہی نہیں چاہتا وہ تو معاملہ کو طول دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ کسی نے یہ بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں افشین سے کہہ دوں کہ یا تو تم فوراً اس شخص سے پوری مستعدی کے ساتھ لڑائی لڑو

ورنہ میں پہاڑوں کو حکم دوں گا کہ وہ تم کو سنگسار کر دیں، اس خواب کو لوگوں نے راز سمجھ کر چھاؤنی میں علانیہ طور پر بیان کرنا شروع کیا افشین نے رضا کاروں کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اسے میرے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے اب دوسروں کو بھی بڑے بڑے خواب نظر آنے لگے ہیں، وہ اس شخص کو ایک جماعت کے ساتھ افشین کے پاس لائے افشین نے اسے سلام کیا اور اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور کہا کہ تم بغیر کسی لحاظ اور باک کے صاف صاف اپنا خواب مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہوگا وہی تم کہو گے اس نے اپنا خواب بیان کر دیا افشین نے کہا ہر شخص سے پہلے اللہ ہر بات سے واقف ہے اور وہی اس بات کو جانتا ہے کہ اس مخلوق سے اس کا کیا ارادہ ہے اگر اللہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ پہاڑوں کو کسی پر سنگساری کا حکم دے تو سب سے پہلے وہ اس کافر کو سنگسار کرا کر ہمیں اس کی طرف سے مطمئن کر دیتا تا وقتیکہ میں اس کافر کی زباں درازی اور تکلیف سے اللہ کو بے فکر نہ کر دوں تاکہ اسے پھر اس بات کی ضرورت ہی نہ رہے کہ میں اس سے لڑتا پھروں اس وقت تک وہ مجھے کیوں سنگسار کرنے لگا، اللہ پر کوئی خفی سی خفی بات بھی پوشیدہ نہیں ہے وہ میرے قلب سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ اے مساکین میں تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہوں، اس پر ایک دیندار مجاہد نے کہا جناب والا اگر شہادت کا موقع آگیا ہے تو آپ ہمیں اس سے محروم نہ کریں ہم محض اللہ کے ثواب اور اس کی رضا جوئی کے لئے آئے ہیں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آگے بڑھیں مگر آپ کی اجازت کے بعد شاید اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا کر دے افشین نے کہا مجھے آپ کی نیت صادق معلوم ہوتی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو بات اللہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے وہ انشاء اللہ بہتر ہوگی آپ بھی جوشیلے ہیں اور سب لوگوں میں جوش موجزن ہے، مگر اللہ واقف ہے کہ میری رائے یہ نہیں تھی جو

اس وقت آپ کے کلام سے مترشح ہوئی ہے اب البتہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس بات کا موقع آگیا ہے کہ یہ جذبہ پورا ہو جائے آپ اللہ کا نام لیکر جس روز چاہیں اس کام کے لیے آمادہ ہوں ہم سب چلیں گے " وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ " اس گفتگو کے بعد مجاہدین ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ آئے اور انھوں نے چھاؤنی میں آکر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بشارت دی اسے سنکر جو لوگ واپسی کا ارادہ کر چکے تھے وہ ٹھیر گئے اور جو لوگ چھاؤنی سے چل کر چند دن کی مسافت پر چلے گئے تھے وہ بھی اسے سن کر واپس آگئے۔

افشین نے ایک دن کے لئے وعدہ کیا کہ اس روز دشمن کے مقابلہ پر کوچ ہوگا اس نے تمام فوج کو رسالہ۔ پیدل اور تمام لوگوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دیدیا اور ظاہر کیا کہ اس مرتبہ وہ ضرور دشمن سے لڑے گا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ تمام مال و متاع لیکر اپنی قیامگاہ سے نکلا چھاؤنی میں جس قدر زخمی تھے ان پر اس نے زخمیوں کے لئے محمل رکھوائے طبیبوں کو ساتھ لیا بسکٹ ستو اور دوسری تمام ضروریات جنگ اور معیشت ساتھ لیں اب سب نے مشترکہ طور پر بذ پر چڑھائی کی اس نے بخارا خذاہ کو گھاٹی پر اسی جگہ جہاں وہ پہلے اسے متعین کیا کرتا تھا متعین کردیا اس کے بعد اس کے مقررہ مقام پر حسب دستور سابق چمڑہ اور کرسی اس کے لیے بچھا دی گئی اور وہ حسب عادت کرسی پر بیٹھ گیا اس نے ابو دلف سے کہا کہ رضا کاروں سے کہو کہ جو سمت تم کو سب سے سہل معلوم ہو تم صرف اسی پر اکتفا کرو اور جعفر سے کہا کہ تمام فوج تمھارے سامنے موجود ہے قادر انداز اور آگ لگانے والے بھی تمھارے سامنے ہیں اگر تم کو ان کی ضرورت ہو تو میں یہ تم کو دئیے دیتا ہوں تمھاری جو حاجت ہو یا جو کچھ تم چاہو وہ میں پورا کردیتا ہوں تم اللہ کا نام لیکر جس جگہ سے جانا چاہو بڑھو، جعفر نے

کہا میں اس مقام پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ جہاں میں متعین ہوتا تھا افشین نے کہا بسم اللہ جائیے، اس کے بعد اس نے ابوسعید کو بلایا اور کہا تم اور تمہاری فوج میرے سامنے کھڑی رہے اور یہاں سے تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اس نے احمد بن خلیل کو بھی بلا کر یہی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ جما رہے اور جعفر اور اس کی مجاہد جماعت کو وادی عبور کر کے آگے بڑھنے دے خود اپنی جگہ کھڑا رہے تاکہ اگر جعفر کو پیدل سپاہ یا سوار دنکی امداد کی ضرورت ہو تو ہم ان کو کمک بھیجدیں اس نے ابو دلف اور اس کے رضا کار مجاہدین کو پیش قدمی کا حکم دیا یہ وادی میں اتر کر پہلی مرتبہ جس جگہ اور سمت سے چڑھے تھے اس مرتبہ بھی بذ کی فصیل کی طرف چڑھنے لگے اور وہاں پہنچکر حسب سابق فصیل سے جا لپٹے جعفر نے ایک شدید حملہ کر کے اس مرتبہ بھی پہلے حملہ کی طرح شہر کے دروازے پر جا کر ضرب لگائی اور وہیں ٹھیر گیا اچھی خاصی دیر تک کفار بھی وہیں اس کے مقابلہ پر جمے رہے، افشین نے ایک آدمی کے ہاتھ دیناروں کی ایک تھیلی یہاں بھیجی اور اس سے کہا کہ تو جعفر کے مجاہدین کے پاس جا اور کہہ کہ جو آگے بڑھیگا اسے ایک مٹھی بھر اشرفیاں دی جائیں گی۔ اس نے اپنے ایک دوسرے آدمی کو ایک اور تھیلی دی اور کہا کہ تم یہ روپیہ طوق اور کنگن لیکر رضا کاروں کے پاس جاؤ اور ابو دلف سے کہو کہ رضا کاروں اور دوسرے مجاہدین میں تم کو جو ایسا نظر آئے جس نے جنگ میں اچھی خدمات انجام دی ہوں اسے جو مناسب سمجھو اس میں سے دو، نیز اس نے مہتمم آبدار خانہ کو بلا کر حکم دیا کہ ستو اور پانی لیکر عین لڑائی میں فوج کے ساتھ جا ملو اور جسے ضرورت ہو اسے یہ چیزیں دو تاکہ سپاہیوں کو پیاس کی وجہ سے واپس نہ آنا پڑے، نیز افشین نے جعفر کی جمعیت کو بھی پانی اور ستو مہیا کرا دیا، اس نے کلغر یہ فوج کے سردار کو بلا کر اس سے کہا کہ دوران جنگ میں جس رضا کار کے ہاتھ میں تم کو تیر نظر آئیں اسے پچاس درہم عطا کروں گا اس کے لیے

اس نے درہم کی ایک تھیلی اس کے حوالے کی جعفر کی جمعیت کے ساتھ بھی اس نے اسی سلوک کا حکم دیا اور فوج کے پاس اس نے کلغریہ دستے کو روانہ کیا جن کے پاس تبر تھے، اس نے طوق اور کنگنوں سے بھرا ہوا ایک صندوق جعفر کو بھیجا اور کہا کہ اپنے آدمیوں میں سے جسے چاہو یہ انعام میں دو اس کے علاوہ میں بعد میں اور بھی انعام و اکرام اپنے پاس سے ان کو دوں گا نیز جس کسی سے تم معاش کے اضافہ کا اقرار کرو میں اسے بھی پورا کروں گا اور امیر المومنین کو ان کے نام لکھ بھیجوں گا۔

بذ کے دروازے پر دیر تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی آخر کار خرمیہ دروازہ کھول کر جعفر کی جمعیت پر حملہ آور ہوئے اور ان کو دروازے سے ہٹا دیا نیز انھوں نے ایک دوسری سمت سے رضا کاروں پر حملہ کر کے ان کے دو علم چھین لئے ان کو فصیل سے ڈھکیل دیا اور پتھروں سے ان کو اس قدر زخمی کیا کہ وہ متاثر ہو کر جنگ سے دور ہٹ کر ٹھیر گئے جعفر نے اپنی جماعت کو للکارا آگے بڑھو ان میں سے تقریباً سو آدمی جھپٹ کر آگے بڑھے اور وہ اپنی ڈھالوں کی آڑ میں گھٹنوں کے بل دشمن کو روک کر کھڑے ہو گئے اب یہ شکل ہوئی کہ نہ یہ ان پر بڑھتے تھے اور نہ وہ ان پر پیش قدمی کرتے تھے نماز ظہر تک لڑائی کی یہی صورت قائم رہی افشین عرادے بھی ساتھ لایا تھا اس نے ایک عرادہ جعفر کے مقابل دروازے کے سامنے نصب کیا تھا اور ایک وادی کی جانب سے رضا کاروں کی جمعیت کے قریب نصب کیا تھا جعفر کی سمت والے عرادہ کی اس نے پوری طرح مدافعت کی مگر وہ کسی طرح جعفر کی فوج اور خرمیہ کے درمیان جا پڑا اور دیر تک دونوں کے بیچ میں رہا مگر آخر کار جعفر کی جمعیت نے سخت جدوجہد کے بعد اسے دشمن کے نرغے سے نکالا اور پھر اسے اکھاڑ کر اصل فرودگاہ کو واپس کر دیا۔ اب تک دونوں فریق

ایک دوسرے کو روکے ہوئے تھے کسی کو پیش قدمی کا موقع نہ ملا البتہ تیر اور پتھر ایک دوسرے پر چلا رہے تھے جعفر کے تیر اور پتھر ان کی فصیل اور دروازے پر پڑتے اور یہ لوگ میدان میں ڈھالوں کی آڑ لئے ہوئے تھے اس کے بعد پھر لڑائی ہونے لگی اس پر افشین کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ دشمن اس کی فوج پر دست آز دراز کرے اب اس نے اس پیدل فوج کو جسے اس نے پہلے سے تیار رکھا تھا اور وہ رضا کاروں کی جگہ مورچہ زن تھے کمک کے لیے بھیجا اور جعفر کی کمک کے لیے ایک پیدل کا دستہ روانہ کیا جعفر نے کہا فوج کی کمی کی وجہ سے مجھ پر یہ یورش نہیں ہوئی ہے میرے ساتھ بڑے جیالے دست بہادر ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ان کو آگے بڑھنے کا موقع و محل ہی نہیں ہے یہ جگہ اس قدر تنگ ہے کہ یہاں صرف ایک یا دو آدمی اچھی طرح سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں جنگ رک گئی افشین نے کہلا کر بھیجا کہ واپس آجاؤ جعفر پلٹ آیا، افشین نے اپنے محمل بردار خچر میدان جنگ میں بھیجے وہ زخمیوں کو اور ان لوگوں کو جو پتھروں کی چوٹوں سے خود چلنے سے معذور تھے ان محملوں میں بٹھا کر لے آئے، اب افشین نے ساری فوج کو مراجعت کا حکم دیا اور یہ سب اپنی روذ الروذ والی خندق میں چلے آئے، لوگ اس سال فتح سے مایوس ہو گئے اور اس وجہ سے رضا کاروں کی ایک بڑی جماعت چھاؤنی سے چلی گئی۔

دو جمعوں کے بعد افشین نے پھر حملہ کی تیاری کی وسط شب میں اس نے ایک ہزار پیدل تادر انداز وں کو طلب کر کے ان میں سے ہر ایک کو چھاگل اور بسکٹ دئے اور ان میں سے بعض کو سیاہ اور دوسرے رنگ کے جھنڈے بھی دئے اس تیاری کے بعد اس نے اس فوج کو غروب آفتاب کے وقت رہنماؤں کے ساتھ آگے روانہ کیا وہ ساری رات نہایت دشوار گزار اور مکلف پہاڑوں میں عام راستے سے ہٹ کر چلتے رہے اور اس طرح ان پہاڑوں کو

گھوم کر وہ اس بلند پہاڑ کے پیچھے پہنچ گئے جس پر آذین آکر ٹھیرتا تھا افشین نے انھیں حکم دیا تھا کہ اس قدر خاموشی سے نقل و حرکت کریں کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہونے پائے اور جب ہمارے علم تم کو نظر آئیں اور تم صبح کی نماز پڑھ چکو اور جنگ بھی ہونے لگے اس وقت تم ان جھنڈوں کو اپنے نیزوں کے سروں پر باندھ کر ہلانا نقارے بجانا اور پہاڑ پر سے اتر کر دشمن پر پتھر اور تیر کا منہ برسا دینا اور اگر تم کو ہمارے علم نظر نہ آئیں تو تم اپنی جگہ سے اس وقت تک جنبش نہ کرنا جب تک کہ میری اطلاع تم کو نہ موصول ہو۔

اس جماعت نے حسبہ عمل کیا وہ طلوع فجر کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے وادی میں سے ان مشکیزوں کو بھر لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے ابھی کچھ رات باقی تھی کہ افشین نے اپنے افسروں کو حکم بھیجا کہ سب مسلح ہو جائیں میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا نیز ابھی رات باقی تھی کہ اس نے بشیر الترکی اور اس کی ساتھی فراغنہ جمعیت کے ایک سردار کو آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ اس وادی کے سب سے زیریں حصے میں جہاں سے لوگوں نے پانی لیا تھا اور جو اس پہاڑ کے نیچے واقع تھی جہاں آذین آکر ٹھیرتا تھا مسلسل چل کر پہنچ جائیں افشین کو یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ جب کبھی ہماری فوج بابک پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہمیشہ اس مقام میں اپنی جمعیت کو گھات میں بٹھا دیتا ہے اس ہدایت کے بموجب بشیر اور فراغنہ اس مقام کی طرف جس کے متعلق معلوم تھا کہ وہاں بابک کی ایک فوج گھات میں بیٹھا کرتی ہے رات ہی میں چل دئے ان کی اس روانگی کا علم خود چھاؤنی کے اکثر لوگوں کو نہ ہو سکا، ان کے جانے کے بعد افشین نے تمام افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ مسلح ہو کر سواری کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا چنانچہ علی الصباح وہ اور تمام فوج فرودگاہ سے مسلح ہو کر چلی اس نے دستور کے مطابق مشعلین اور مشعلچیوں کو بھی ساتھ لیا نماز صبح

ادا کی اس کے بعد نقارے پر چوب پڑی وہ سوار ہو کر اسی جگہ آیا جہاں وہ ہر دفعہ آکر ٹھیرا کرتا تھا حسب عادت وہاں اس کے لئے کھال اور کرسی رکھدی گئی بخارا خذاہ اپنی عادت کے مطابق اس گھاٹی پر آکر کھڑا ہوتا جہاں وہ ہر روز کھڑا ہوتا تھا مگر آج افشین نے اسے مقدمۃ الجیش میں ابو سعید، جعفر الخیاط اور احمد بن خلیل کے ساتھ کر دیا ایسے وقت میں اس تبدیلی کو دیکھ کر تمام فوج اچنبھے میں پڑ گئی، افشین نے ان سب سرداروں کو حکم دیا کہ تم اس ٹیلہ کو جس پر آذین مقیم ہے چاروں طرف سے حلقے میں لے لو حالانکہ آج سے پہلے وہ ان کو اس بات سے روکا کرتا تھا یہ تمام دستہ اپنے مذکورۂ بالا چاروں سرداروں کی قیادت میں بڑھا اور اس نے اس ٹیلے کو گھیر لیا، جعفر الخیاط بذ کے دروازے کے قریب تھا ابو سعید اس سے ملا ہوا تھا اور بخارا خذاہ اس سے متصل تھا اور احمد بن خلیل بن ہشام بخارا خذاہ کے متصل تھا، اس طرح انھوں نے اس ٹیلے کو چاروں طرف سے اپنے حلقے میں لے لیا اتنے میں وادی کے اسفل سے ایک شور اٹھا کیونکہ آذین والے ٹیلے کے نیچے جو گھات تھی اس نے بشیر اور فراغنہ پر اپنی کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا تھا بشیر اور اس کے ساتھی ان سے لڑنے لگے اور تھوڑی دیر تک خوب گھمسان لڑائی ہوتی رہی، اصل فوج نے جب شور سنا تو ان میں اضطراب پیدا ہوا افشین نے حکم دیا کہ منادی کر دی جائے کہ یہ بشیر الترکی اور فراغنہ ہیں جن کو میں نے ہی اس سمت کو بھیجا ہے اور انھوں نے دشمن کی گھات کو برآمد کیا ہے یہ وہی شور ہے لہذا تم لوگ اپنی جگہ اطمینان سے رہو، مگر جب ان قادر انداز پیدلوں نے جو پہلے سے پہاڑوں پر بھیجدیے گئے تھے اس شور کو سنا انھوں نے افشین کی ہدایت کے مطابق اپنے علم جوڑے لوگوں نے دیکھا کہ بلند پہاڑ سے سیاہ علم آرہے ہیں اس فوج اور اس پہاڑ کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ تھا، اب ان پیدل قادر اندازوں نے آذین کی سمت اترنا شروع کیا آذین کی

فوج والوں کی نظر ان پر پڑی اس نے اپنے ہمراہی بعض خرمی پیادوں کو دریافت
حال کے لیے ان کی طرف بھیجا ادھر افشین کی فوج میں ان کو دیکھ کر خوف
واضطراب پیدا ہوا افشین نے اپنی فوج کو مطلع کیا کہ یہ ہمارے اپنے
آدمی ہیں ان کو ہم نے آذین پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا ہے
اب جعفر الخیاط اور اس کی جمعیت نے آذین اور اس کی فوج پر یورش
کر دی یہ پہاڑ پر چڑھ کر ان پر جا پڑے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ آذین اور
اس کی فوج کو وادی میں اولٹ دیا ابوسعید کی سمت سے ایک شخص
معاذ بن محمد یا محمد بن معاذ نے چند آدمیوں کے ساتھ آذین پر حملہ کیا حملہ کے
اثنا میں ان کو معلوم ہوا کہ ان کے گھوڑوں کے سم کے تلے کنوئیں کھدے
ہوئے ہیں گھوڑوں کے اگلے پاؤں ان میں پڑتے ہی ابوسعید کے شہسوار
ان میں گر پڑے افشین نے کلغریہ جماعت کو بھیجا تا کہ دشمنوں کے بنائی ہوئی
دیواریں گرا کر ان کنوؤں کو پاٹ دیں کلغریہ نے حسبہ عمل کیا اور ان کے
پٹ جانے کے بعد اب تمام فوج نے ملکر ایک دم ان پر حملہ کر دیا پہاڑ کے
اوپر حملہ آوروں کے لیے آذین نے ایک چرخ تیار کر رکھا تھا جس پر
ایک بہت بڑا پتھر بار تھا جب فوج نے اس پر حملہ کیا اس نے اس
چرخی سے وہ پتھر ان پر لڑھکایا تمام لوگ اس کا راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے
یہاں تک کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا گزر گیا اس کے بعد سب نے ہر طرف سے
اس پر یورش کر دی بابک نے جب دیکھا کہ میری سپاہ گھر گئی ہے وہ
بذ سے افشین کی سمت والے دروازے سے جہاں سے افشین کا ٹیلہ
ایک میل فاصلہ پر رہا ہوگا نکلا' بابک ایک جماعت کے ساتھ افشین کو
دریافت کرتا ہوا سامنے آیا ابو دلف کے سپاہیوں نے پوچھا یہ کون ہے
جو افشین کو دریافت کرتا ہے خرمیہ نے کہا بابک ہے یہ افشین سے
ملنا چاہتے ہیں ابو دلف نے افشین کو اس کی اطلاع بھیجی اس نے شناخت
کے لیے ایک ایسے شخص کو جو بابک کو پہچانتا تھا اس کے پاس بھیجا
اس نے بابک کو دیکھ کر افشین سے آکر کہا کہ بے شک وہ بابک ہے

اب افشین گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے اس قدر قریب چلا آیا جہاں سے اسے بابک اور اس کے ہمراہیوں کی گفتگو سنائی دیتی تھی اس اثنا میں آذین کی سمت میں خوب جنگ ہو رہی تھی۔ بابک نے افشین سے کہا میں امیر المومنین سے امان کی درخواست کرتا ہوں افشین نے کہا جب چاہو میں امان دینے کے لیے تیار ہوں اس نے کہا آپ اسی وقت مجھے امان دیں اور اتنی مہلت بھی دیں کہ میں اپنے اہل و عیال کو سوار کروں اور سفر کی تیاری کر لوں۔ افشین نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ تمھاری بھلائی کی بات کہی ہے مگر تم نے میری نصیحت آج تک نہیں مانی اور میں اب بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج امان لے کر تمھارا یہاں سے چلا جانا اس سے بہتر ہے کہ تم کل جاؤ، بابک نے کہا جناب والا میں نے آپ کی نصیحت قبول کی اور میں اس پر قائم ہوں، افشین نے کہا اچھا تو وہ یرغمال ہمارے پاس بھیجو جن کا میں نے مطالبہ کیا ہے اس نے کہا بہتر ہے ان میں سے فلاں اور فلاں تو اسی ٹیلے پر موجود ہیں آپ اپنی فوج کو حکم دیں کہ وہ ذرا توقف کرے۔

افشین نے فوج کو واپس بلانے کے لئے اپنا آدمی بھیجا مگر جب اس سے کہا گیا کہ فراغنہ کے جھنڈے بذ میں داخل ہو چکے ہیں اور انھوں نے وہ جھنڈے محلوں پر چڑھا دئے ہیں افشین خود گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کو للکارتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور تمام فوج شہر کے اندر گھس پڑی اور لوگ علم لے کر بابک کے محلوں پر چڑھ گئے، بابک نے اپنے ان چار محلوں میں چھ سو آدمی چھپا رکھے تھے حملہ آوروں نے ان کو جا لیا اور اپنے علم ان محلوں پر بلند کر دئے بذ کی تمام سڑکیں اور میدان آدمیوں سے بھر گیا اور اب ان لوگوں نے جو ان محلوں میں چھپے بیٹھے تھے ان کے دروازے کھولے اور پیدل نکل کر ان سے لڑنا شروع کیا اس اثنا میں بابک اس وادی میں جو ہشتادسر سے متصل ہے چلا گیا اور افشین اور اس کے تمام دوسرے سردار محلوں کے دروازوں پر لڑنے میں مشغول رہے

یہاں خرمیہ نے نہایت شدید مقابلہ اور مقاتلہ کیا افشین نے آتش زن طلب کیئے انھوں نے ان پر آگ برسانا شروع کی اور دوسرے لوگ قصر ڈھانے لگے یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس مقام پر قتل کردئے گئے ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا افشین نے بابک کی اولاد اور متعلقین کو جو بذ میں تھی گرفتار کرلیا اتنے میں شام ہوگئی اس نے فوج کو واپسی کا حکم دیا تمام فوج پلٹ آئی اس وقت خرمیہ جماعت اکثر گھروں میں چھپی بیٹھی رہی افشین اپنی روذ الروذ والی خندق میں واپس چلا آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بابک اور اس کے ساتھ وادی میں اترنے والے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ افشین اپنی خندق کو واپس چلا گیا ہے وہ بذ میں پلٹ آئے اور یہاں اگر انھوں نے جس قدر زاد راہ ہوسکا اور مال اپنے ساتھ لیا اور پھر ہشتاد سر سے ملی ہوئی وادی میں اتر گئے۔

دوسرے دن افشین اپنی خندق سے چل کر بذ آیا وہ قریہ میں ٹھیر گیا اور اس نے تمام قصروں کے انہدام کا حکم دیا اس نے اپنے پیادے قریہ کے اطراف میں بیگار پکڑنے کے لئے بھیجے مگر ان کو کوئی گنوار ہمدست نہ ہوا اب افشین نے اپنی کلغریہ جماعت کو اس کام کے لیے حکم دیا انھوں نے قصروں کو منہدم کرکے ان کو جلا ڈالا تین دن تک وہ اس کام کو کرتے رہے جس سے بابک کے تمام قصر اور دفینے جل کر خاک ہوگئے ان میں ایک حجرہ یا مکان بھی بربادی سے نہ بچا اس کے بعد افشین اپنی فرودگا کو واپس آگیا۔

افشین کو معلوم ہوا کہ بابک اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ بچ کر نکل گیا اس نے ارمنیا کے روساء اور زمینداروں کو لکھا کہ بابک چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا ہے اور وہ وادی میں سے ہوکر آرمنیا کی سمت جا رہا ہے اور ضرور تمھارے قریب سے گزرے گا لہٰذا تم تمام راستوں کی اچھی طرح نگہداشت کرو کسی کو وہاں سے گزرنے نہ دو جو گزرے

اسے پکڑ لو اور جب تک شناخت نہ کرو آگے نہ جانے دو، اسی اثناء میں جاسوسوں نے افشین سے آکر کہا کہ بابک وادی میں فلاں مقام پر موجود ہے اس مقام میں گھاس اور جنگل بہت ہی گھنا تھا اس کا ایک طرف آرمینیا سے اور دوسرا آذربیجان سے ملا ہوا تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ رسالہ وہاں جا سکے نیز وادیوں اور جنگل کی کثرت کی وجہ سے وہاں چھپنے والا نظر بھی نہیں آتا تھا یہ مسلسل ایک جھاڑی تھی جسے غیضہ کہتے تھے افشین نے ہر ایسے مقام پر جہاں سے اس جنگل میں راستہ جاتا تھا یا جہاں سے اس بات کا امکان تھا کہ اس سمت سے بابک نکل جائے گا ایک ایک دستہ فوج جس میں چار سو سے پانسو تک جنگجو تھے متعین کر دیا نیز ان سب کے ساتھ راستہ بتانے کے لیے کوہبانیوں کو بھی متعین کیا اور حکم دیا کہ وہ راستوں پر ٹھیریں اور رات کے وقت ان کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہیں تاکہ وہاں سے کوئی نکلنے نہ پائے، افشین نے ان تمام فوجوں کو اپنی مرکزی فرودگاہ سے اشیاء معیشت مہیا کر دیں یہ پندرہ دستے تھے یہ اسی طرح اس جھاڑی کو گھیرے ہوئے پڑے تھے کہ امیر المومنین معتصم کا سونے سے مہر شدہ مراسلہ جس میں بابک کے لیے امان تھی افشین کو موصول ہوا اس نے بابک کے ان لوگوں کو جنھوں نے اس کے ہاں پناہ لی تھی اور جس میں بابک کا سب سے بڑا لڑکا بھی تھا اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے اور دوسرے قیدیوں سے کہا کہ مجھے تو اس بات کی توقع نہ تھی کہ اس حال میں امیر المومنین اسے اس طرح امان دیدیں گے تم میں سے جو جا سکے اس مراسلہ کو لیکر بابک کے پاس جائے، اس بات کے لیے ان میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوا اور کسی نے کہا جناب والا ہم میں کسی کی یہ جرأت نہیں کہ وہ اس وعدۂ امان کو لیکر اس کے سامنے جائے، افشین نے کہا اس میں کیا حرج ہے وہ تو اس سے خوش ہوگا انھوں نے کہا جناب والا یہ صرف آپ سمجھتے ہیں، افشین نے کہا مگر بہرحال تم کو یہ کام میری خاطر انجام دینا ہوگا چاہے اس میں تمھاری جان جائے یہ سن کر ان میں سے

دو شخص کھڑے ہوئے اور انھوں نے افشین سے کہا آپ اس بات کی ضمانت کریں کہ ہمارے بیوی بچوں کی پرورش کریں گے اس نے باقاعدہ اس بات کا وعدہ کیا اب وہ دونوں خط لے کر بابک کی تلاش میں چلے اور اس جنگل میں پھرتے پھرتے کسی نہ کسی طرح بابک کے پاس پہنچ گئے اور وہ خط اسے دیدیا۔

معتصم کے اس خط کے علاوہ خود بابک کے لڑکے نے بھی ایک خط ان دونوں کے ہاتھ اپنے باپ کو بھیجا تھا جس میں اسے پوری کیفیت سے مطلع کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ وہ امان قبول کرکے مقابلہ سے باز آئیں یہ ان کے لیے بہتر ہے، ان دونوں نے اس کے لڑکے کا خط بابک کو دیا بابک نے اسے پڑھا اور پھر ان سے سوال کیا کہ اب تک تم کیا کرتے رہے انھوں نے کہا جناب والا آج رات میں ہمارے تمام اہل و عیال گرفتار کرلئے گئے ہمیں آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خدمت میں حاضر ہوجاتے جب ہم ایسے مقام میں ٹھہر گئے جہاں خود ہمیں اپنے قید ہونے کا اندیشہ ہوگیا تو ہم نے ان سے امان لے لی۔

بابک نے اس شخص سے جس کے پاس خط تھا کہا یہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بتا کہ تجھے یہ جرات کیسے ہوئی کہ تو اس فاحشہ زادے کا خط لے کر میرے پاس آیا پھر بابک نے اسے پکڑ کر اس کی گردن اڑادی اور اس خط کو ویسے ہی مہر زدہ اس کے سینے پر باندھ دیا اسے کھول کر بھی اس نے نہ دیکھا اور اس کے بعد اب اس نے دوسرے سے کہا کہ تو جا اور اس فاحشہ زادے سے جس سے اس کی مراد اس کا بیٹا تھا جاکر کہدے کہ اب تیری یہ مجال ہوئی کہ تو مجھے لکھنے لگا نیز بابک نے اسے یہ بھی لکھا کہ اگر تو مجھ سے آملتا اور اس تحریک کی اس وقت تک اتباع کرتا جبکہ کسی دن تجھے حکومت ہی مل جاتی تو بیشک تو میرا بیٹا تھا مگر آج مجھے معلوم ہوگیا کہ تیری ماں چھنال تھی اور تو اسی چھنال کی اولاد ہے حرامی ہے ممکن ہے کہ میں کل مرجاؤں تو اس وقت تو ہی

رئیس کہلاتا اور جہاں ہوتا یا جہاں تیرا ذکر ہوتا وہاں بادشاہ کے لقب سے پکارا جاتا مگر معلوم ہو گیا کہ تیری اصل ہی ٹھیک نہیں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے، ایک دن کی ریاست چالیس سال ذلت کی حالت میں زندگی سے بہتر ہے۔

بابک اس کے بعد فوراً اس جگہ سے چلا گیا اس نے تین آدمی اس پیامبر کے ساتھ کر دیئے جو اسے بہت سی جگہوں میں سے ایک جگہ چڑھا لائے اور پھر بابک سے آملے، جب تک سامان معیشت ختم نہ ہو گیا وہ اسی جنگل میں چھپا رہا اس کے بعد اسے مجبوراً وہاں سے سفر کرنا پڑا وہ ایک ایسے راستے کے قریب سے چلا جس پر افشین کا لشکر متعین تھا مگر چونکہ یہ راستہ ایک پہاڑ پر سے گزرتا تھا جہاں پانی بالکل میسر نہ تھا اس لیے وہ فوج اس مقام سے پانی کے دور ہونے کی وجہ سے وہاں قیام نہ کر سکی اور اسے چھوڑ کر پانی کے قریب ہٹ گئی اس فوج نے اس راستہ کی نگہداشت کے لئے دو کوہبانی اور دو سوار وہاں مقرر کر دئیے اس مقام اور اصل فوج میں تقریباً ڈیڑھ میل کا فاصلہ تھا اور اس کے لیے روزانہ نوبت بدلتی رہتی تھی انھیں ایام میں ایک دن عین دوپہر کے وقت بابک اور اس کی جماعت اپنی جائے پناہ سے برآمد ہوئی چونکہ یہاں ان کو کوئی نظر نہیں آیا اور نہ پہرے کے سوار اور کوہبانی دکھائی دیئے اس لیے انھوں نے خیال کیا کہ یہاں اب کوئی فوج نہیں ہے لہذا اب بے خطر وہ اور اس کے بھائی عبداللہ اور معاویہ اس کی ماں اس کی ایک بیوی جسے انبتہ الکلدانیہ کہتے تھے اس راستے سے برآمد ہوئے اور آرمینیا کی سمت ہو گئے اب ان پہرہ والوں نے ان کو دیکھا اور اپنی اصل فوج میں جو ابوالساج کی قیادت میں تھی کہلا کر بھیجا کہ ہم نے کچھ شہ سوار جاتے دیکھے ہیں مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون لوگ ہیں اس خبر کے معلوم ہوتے ہی تمام فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر اس سمت چلی اور دور سے انھوں نے ان کو دیکھ لیا وہ اس وقت پانی کے

ایک چشمہ پر اترے ہوئے دن کا کھانا کھا رہے تھے جب انھوں نے
اس فوج کو دیکھا تو بابک فوراً لپک کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے اور
ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور اس طرح وہ نکل کر بچ گیا، البتہ معاویہ، بابک
کی ماں اور اس کی بیوی گرفتار کر لی گئیں بابک کے ساتھ صرف ایک
غلام رہ گیا ابو الساج نے ان دونوں عورتوں کو چھاونی میں بھیجدیا۔
بابک چلتے چلتے آرمینیا کے پہاڑوں میں داخل ہوا وہ اس
تمام سفر میں پہاڑوں میں چھپتا رہتا اب اسے سامان خوراک کی
ضرورت ہوئی آرمینیا کے تمام بطریقوں نے اپنے اپنے راستوں اور
ناکوں پر پہرے بٹھا دیئے تھے اور تھانوں کو حکم دیا تھا کہ جو گزرے
اسے گرفتار کر لیا جائے اور جب تک اس کی شناخت نہ ہو جائے اسے
قید رکھا جائے ان ہدایات اور احکام کی وجہ سے تمام چوکی دار اور تھانہ دار
ہر وقت مستعد اور ہوشیار تھے جب بابک کو سخت بھوک معلوم ہوئی وہ
اپنے مکمن سے برآمد ہوا وہاں ایک کسان ایک ترائی میں ہل چلا رہا تھا
بابک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو دینار و درہم اپنے ساتھ لے کر اس
کسان کے پاس جا اور اگر اس کے پاس روٹی ہو تو اسے لیکر یہ روپیہ
اسے دیدے۔

اس کسان کا ایک دوسرا شریک بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے
گیا ہوا تھا، بابک کا غلام اس کسان کے پاس اتر کر آیا اس کے
شریک نے بھی دور سے اس غلام کو دیکھ لیا مگر بجائے اس کے کہ وہ اپنے
ساتھی کے پاس آتا وہ خوف زدہ دور ہی کھڑا رہا اور دیکھتا رہا کہ دوسرا
کسان کیا کرتا ہے، غلام نے اس کسان کو کچھ دیا کسان وہاں سے آیا اور اسنے
اپنی روٹی لے جا کر غلام کو دی اس کا شریک دور سے یہ معاملہ دیکھتا رہا اور
اسے یہ گمان ہوا کہ یہ شخص میرے ساتھی کی روٹی زبردستی غصب کر کے لے گیا،
اسے اس کی خبر نہ تھی کہ غلام نے اسے کچھ دیا اس خیال کے تحت وہ سیدھا
دوڑتا ہوا تھانے آیا اور اس نے آکر اطلاع دی کہ ایک مسلح شخص نے آکر

ترائی میں میرے شریک کی روٹی چھین لی یہ سنتے ہی تھانے دار گھوڑے پر سوار ہو کر اس سمت لپکا یہ پہاڑ ابن سنباط کے تھے نیز اس نے سہل بن سنباط کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجدی وہ خود بھی اپنی جمعیت کے ساتھ گھوڑوں پر سوار جھپٹا ہوا اس کسان کے پاس آگیا اس وقت تک بابک کا غلام وہاں موجود تھا اس نے کسان سے دریافت کیا کیا ہوا اس نے کہا اس غلام نے آکر مجھ سے روٹی مانگی میں نے اسے روٹی دیدی، ابن سنباط نے غلام سے پوچھا تمھارے مالک کہاں ہیں اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہاں موجود ہیں ابن سنباط اس کے پیچھے ہولیا اور بابک کے پاس جو کہ ٹھیرا ہوا تھا پہنچا اس کی صورت ہی سے اس نے بابک کو پہچان لیا اور اس کے اعزاز میں وہ گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا اے ہمارے سردار آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں بابک نے کہا میں رومی علاقے میں یا کسی اور مقام کا اس نے نام لے کر کہا کہ میں وہاں جانا چاہتا ہوں ابن سنباط نے کہا آپ کو کوئی مقام یا کوئی اور شخص ایسا نہ ملے گا جو مجھ سے زیادہ آپ کی خاطر اور حفاظت کر سکے گا میں سرکار کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ کوئی سرکاری عہدے دار میرے ہاں دخل دیتا ہے آپ میری آزاد حالت اور میرے علاقے سے خوب واقف ہیں جتنے بطریق یہاں ہیں وہ سب آپ کے رشتہ دار ہیں ان سے آپ کی اولاد ہوئی ہے، واقعہ یہ تھا کہ بابک کی یہ عادت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ کسی بطریق کی بیٹی یا بہن خوبصورت ہے وہ اسے اس سے طلب کرتا اگر وہ بطریق اس مطالبہ میں عورت کو بھیجدیتا تو خیر تھی ورنہ بابک اس پر اچانک حملہ کر کے اسے زبردستی چھین لیتا نیز اس کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیتا اور اس طرح غصب کر کے اپنے شہر لے آتا۔

ابن سنباط نے اس سے کہا آپ میرے پاس میرے قلعہ میں قیام کریں وہ آپ ہی کا مکان ہے اور میں آپ کا غلام ہوں سردی تو یہاں بسر کریں

اس کے بعد جیسی رائے ہو' چونکہ خود بابک بھی مصائب و شدائد سفر سے
خستہ و ناتوان ہو رہا تھا وہ ابن سنباط کی دعوت پر مائل ہو گیا مگر اس نے
کہا یہ تو مناسب نہیں کہ میں اور بھائی دونوں ایک جگہ رہیں ممکن ہے کہ
ہم میں سے ایک گرفتار ہو جائے تو دوسرا تو باقی رہے میں تمھارے
پاس ٹھیر جاتا ہوں اور میرا بھائی عبد اللہ' ابن اصطفانوس کے پاس
چلا جائے ہم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہوگا ہمارے خلاف بھی کچھ ایسے
نہیں کہ جو ہماری اس تحریک کو پھر زندہ رکھیں' ابن سنباط نے کہا آپ کے
تو بہت سی اولاد ہے بابک نے کہا ان میں سے کوئی کار آمد نہیں ہے
اب اس نے یہ عزم کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو ابن اصطفانوس کے قلعہ میں
بھیجدے کیونکہ یہ اس پر پورا اعتماد رکھتا تھا اور خود وہ ابن سنباط کے ساتھ
اس کے قلعہ میں رہ گیا دوسرے دن صبح کو عبد اللہ ابن اصطفانوس کے
قلعہ روانہ ہو گیا اور بابک ابن سنباط کے ساتھ ٹھیر گیا۔ ابن سنباط نے افشین
کو بابک کے آنے کی خبر بھیجدی افشین نے اسے لکھا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو
میں اور خود امیر المومنین تم کو خوش کر دیں گے اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے'
افشین نے بابک کا حلیہ اپنے ایک خاص معتمد شخص سے بیان کر کے اسے
ابن سنباط کے پاس بھیجا اور اسے لکھا کہ میں اپنے اس معتمد کو تمھارے
پاس بھیجتا ہوں تاکہ یہ بابک کو خود دیکھ کر مجھے اطلاع دے' ابن سنباط نے
اس بات کو نامناسب سمجھا کہ وہ ایک اجنبی کی موجودگی سے بابک
کو پریشان خاطر کر دے اس لئے اس نے اس شخص سے کہا کہ تم اسے
صرف اس وقت دیکھ سکتے ہو جب وہ سر نیچا کئے دن کا کھانا کھاتا ہو
اور یوں اچانک سامنے جانا ممکن نہیں لہذا جب ہم کھانا مانگیں تم ہمارے
گنوار باورچیوں کا لباس پہن کر دستر خوان پہ سربراہی کے لیے حاضر ہو جانا
اور جب وہ کھانے کے لیے جھکے اس وقت بغور اسے دیکھ لینا اور پھر
اپنے امیر سے جا کر بیان کر دینا' اس شخص نے کھانے کے وقت حسبہ
عمل کیا بابک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے دل میں اس کی

طرف سے شبہ ہو گیا اس نے پوچھا یہ کون ہے ابن سنباط نے کہا یہ خراسان کا ایک نصرانی ہے جو عرصہ دراز سے ہمارے یہاں آکر رہ گیا ہے ابن سنباط نے یہ بات اس اشروسنی سے پہلے سے کہہ دی تھی کہ میں تمہارے متعلق ایسا کہوں گا۔

بابک نے اس شخص سے پوچھا کتنے عرصے سے تم یہاں ہو اس نے کہا فلاں سنہ سے یہاں ہوں اس نے پوچھا پھر اتنے عرصے سے یہاں کیسے مقیم رہے اس نے کہا میں نے یہاں شادی کر لی ہے۔ بابک نے کہا تم نے سچ کہا جب کسی سے پوچھا جائے کہ اس کا وطن کہاں ہے اور وہ کہے کہ جہاں میری بیوی ہے وہی میرا مقام ہے تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔

اب اس نے افشین سے آکر پورا واقعہ بیان کر دیا افشین نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اپنے ایک خط کے ساتھ ابن سنباط کے پاس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ جب تم ابن سنباط سے کچھ فاصلہ پر رہ جاؤ تو اپنے جانے سے پہلے یہ خط اسے بھجوا دینا اور جو مشورہ اور ہدایت ابن سنباط تم کو دے اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا۔ ان ہدایات کے ساتھ یہ دونوں چلے اور انھوں نے ان پر عمل کیا، ابن سنباط نے ان کو لکھا کہ تم فلاں مقام میں میرے پیامبر کے آنے تک قیام کرو چنانچہ یہ دونوں ابن سنباط کے بتائے ہوئے مقام میں ٹھیرے رہے اس نے ان کو سامان و ضروریات زندگی اپنے ہاں سے بھجوا دیں، ایک دن بابک کا جی شکار کے لیے چاہا ابن سنباط نے کہا آپ اس قلعہ کی چار دیواری میں مغموم رہتے ہیں باہر ایک بہت خوش فضا وادی ہے مناسب ہوگا کہ ہم آپ باز اور شاہین اور شکار کی دوسری ضروریات لے کر تفریحاً صبح کے وقت اس وادی میں چلیں اور کھانے کے وقت پر قلعہ میں واپس آجائیں، بابک نے کہا جب چاہو چلو چنانچہ دوسرے دن صبح کو شکار کی ٹھیر گئی، ابن سنباط نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اطلاع دیدی کہ ہم کل شکار کو آئیں گے تم میں سے ایک پہاڑ کی اس جانب سے

اور دوسرا دوسری جانب سے اپنی فوجوں کے ساتھ ہم کو آکر گھیر لے تم لوگ نماز صبح کے ساتھ ہی چھپتے ہوئے چلے آؤ اور جب میرا آدمی تمھارے پاس آئے تم وادی کے اوپر آجانا اور ہمیں دیکھتے ہی اس میں اتر پڑنا۔ چنانچہ جب ابن سنباط اور بابک دن نکلے شکار کے لیے قلعہ سے چلے اس نے اپنا ایک آدمی ابو سعید کے پاس اور ایک بوزبارہ کے پاس بھیجدیا اور ہر ایک سے کہدیا کہ جاکر ان سے کہدو کہ تم اس مقام پر آجاؤ اور تم اس مقام پر آؤ اور پھر ہمارے سامنے برآمد ہونا اور جب تم ہمیں دیکھو تو کہنا یہی ہیں ان کو پکڑ لو اس چال سے اس کا مطلب یہ تھا کہ بابک کو اصل سازش کا راز کبھی بھی معلوم نہ ہوسکے بلکہ ابن سنباط کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کریں رسالہ نے آکر ایک دم ہم کو گرفتار کرلیا وہ اپنی بدنامی کی وجہ سے یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ خود بابک کو اپنے گھر سے ان کے حوالے کردیتا اسلیے اس نے یہ تمام جال بچھایا تھا۔

اس کے دونوں پیامبر ابو سعید اور بوزبارہ کے پاس پہنچے اور وہی ان کو وادی کے اوپر لے آئے یہاں بابک اور ابن سنباط موجود تھے بابک کو دیکھتے ہی وہ دونوں اپنی جمعیتوں کو لیے ہوئے ایک اس طرف سے اور دوسرا دوسری سمت سے بابک کے لیئے وادی میں اترے اور انھوں نے اسے اور ابن سنباط کو گرفتار کرلیا شاہین ان کے ساتھ تھے بابک اس وقت ایک سفید کرتا پہنے اور سفید عمامہ باندھے تھا اور ایک چھوٹا موزہ پہنے تھا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود بابک کے ہاتھ پر شاہین تھا جب اس نے ان فوجوں کو دیکھا کہ انھوں نے اسے اب گھیر لیا ہے وہ اپنی جگہ ٹھیر گیا اور دونوں امیروں کو غور سے دیکھا انھوں نے کہا اترو اس نے کہا تم کون ہو ان میں سے ایک نے کہا میں ابو سعید ہوں اور دوسرے نے کہا میں بوزبارہ ہوں اس نے کہا اچھا اور پھر وہ پاؤں موڑکر گھوڑے سے اتر گیا ابن سنباط اسے دیکھ رہا تھا اس نے ابن سنباط کی طرف دیکھا اور اسے گالیاں دیں اور کہا تو نے مجھے تھوڑے سے

مال کے عوض یہودیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا اگر تجھے ایسی ہی روپیہ کی خواہش تھی
اور تو اسے طلب کرتا تو میں تجھے اس سے کہیں زیادہ دیدیتا جو یہ دینے والے
ہوں گے' ابو سعید نے کہا کھڑا ہو اور گھوڑے پر بیٹھ جا اس نے کہا اچھا
چنانچہ یہ اسے اس طرح قید کر کے افشین کے پاس لے آئے جب وہ
اس کی فرودگاہ کے قریب آ گیا افشین برزند پر چڑھا وہاں اس کے لیے
ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور اس نے تمام فوج کو حاضری کا حکم دیا جو
دو صفوں میں مرتب ہو گئی افشین ایک میدان میں بیٹھا اب بابک کو
اس کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اس موقع پر حکم دیا تھا کہ کسی عرب
کو دونوں صفوں کے درمیان نہ آنے دیا جائے کہ مبادا ان میں سے کوئی
اپنے کسی عزیز کی جان کے بدلے میں یا کسی اور اذیت کے عوض اسے
قتل یا مجروح کر دے اس سے پہلے افشین کے پاس بہت سی عورتیں اور
بچے آ گئے تھے اور انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں بابک نے اسیر کر لیا تھا
ہم عرب اور مقامی زمینداروں کی شریف زادیاں ہیں افشین نے
ان کے لیے ایک علیحدہ باڑہ بنا کر اس میں ان کو ٹھیرا دیا اور ان کا کھانا
مقرر کر دیا اور کہا کہ تم اپنے اولیا کو جہاں ہوں اپنی حالت لکھ بھیجو
اس اطلاع کے بعد جو شخص آ کر ان کا دعویٰ کرتا اور دو آدمیوں کی شہادت
پیش کرتا کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ عورت یا بچہ یا لونڈی
اسی کی ہے یا یہ اس کی محرمات میں ہے یا قرابت دار ہے افشین
ان کو اس کے حوالے کر دیتا اس طرح بہت سے آدمی تو اپنے
متعلقین کو شناخت کر کے لے جا چکے تھے اور بہت سی اب بھی باقی
تھیں جو اپنے اولیا کے آنے کی منتظر تھیں' جب یہ دن آیا جس میں
افشین نے اپنی فوج کو صف بندی کا حکم دیا اور بابک کے اور اسکے
درمیان نصف میل کا فاصلہ رہ گیا بابک کو گھوڑے سے اتار دیا گیا
اور اب وہ پیادہ اپنے کرتے عمامے اور دونوں موزوں میں دونوں
صفوں کے بیچ میں چلتا ہوا افشین کے سامنے پیش کیا گیا افشین نے

اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ہماری فرودگاہ لے جاؤ لوگ اسے سوار کر کے وہاں لائے جب ان عورتوں اور بچوں نے جو باڑے میں فروکش تھے بابک کو اس حال میں دیکھا انھوں نے اپنے منہ پیٹ لیے اور آہ و بکا کا ایک شور بلند کر دیا اس پر افشین کہنے لگا کہ کل تک تم یہ کہہ رہی تھیں کہ اس نے ہمیں اسیر کر لیا تھا اور آج اس پر روتی ہو تم پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے کہا وہ ہمارے ساتھ احسان کرتا تھا' افشین نے اس کے قید کر دینے کا حکم دیدیا وہ ایک کوٹھری میں ٹھرا دیا گیا اور کچھ آدمی نگران متعین کر دیئے گئے۔

اس کا بھائی عبداللہ اس کے ابن سنباط کے پاس قیام کے زمانے میں عیسیٰ بن یوسف بن اصطفانوس کے پاس چلا گیا تھا افشین نے اسے لکھا کہ تم عبداللہ کو میرے پاس بھیجدو اس نے اسے بھی افشین کے پاس بھیجدیا جب وہ بھی اس کے قابو میں آگیا افشین نے اسے بھی بابک کے ساتھ ایک ہی حجرے میں قید کر دیا اور پہرہ بٹھا دیا اس کے بعد اس نے معتصم کو ان دونوں کی گرفتاری کی اطلاع دی معتصم نے اسے لکھا کہ تم دونوں کو لیکر میرے پاس آؤ اور جب افشین نے عراق جانے کا ارادہ کیا بابک کو کہلا بھیجا کہ میں تم کو لے کر جانیوالا ہوں لہذا علاقۂ آذربیجان میں جس بات کی آرزو ہو پوری کر لو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اپنے شہر کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں افشین نے چاندنی رات میں ایک جماعت کے ساتھ اسے بذ بھیجدیا وہ ساری رات صبح تک شہر میں پھرتا رہا اور وہاں اس نے مقتولین اور اپنے محلوں کو دیکھا پھر یہ لوگ اسے افشین کے پاس لے آئے' جب پہلے افشین نے اپنے ایک آدمی کو بابک پر متعین کیا تو بابک نے افشین سے درخواست کی کہ آپ اس سے مجھے معاف کر دیں افشین نے پوچھا تم اسے کیوں گوارا نہیں کرتے اس نے کہا یہ میرے پاس آتا ہے اور اس کے ہاتھ چکنائی سے بھرے ہوتے ہیں اور میرے سرہانے سوتا ہے

اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، افشین نے اس کی درخواست قبول کی اور اس شخص کو وہاں متعین نہ رہنے دیا۔

۱۰ شوال کو بابک برزند میں افشین کی خدمت میں حاضر ہوا بوزبارہ اور دیوزاد اسے اپنے بیچ میں لیے ہوئے تھے، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال افشین ۳ صفر جمعرات کی رات کو بابک اور اس کے بھائی کو لے کر سامرا میں معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا، جس وقت سے افشین برزند سے روانہ ہوا تھا اس کے سامرا پہنچنے تک معتصم روزانہ ایک گھوڑا اور خلعت فاخرہ اسے بھیجا کرتے تھے، چونکہ معتصم کو بابک کے معاملہ سے خاص تعلق خاطر تھا وہ چاہتے تھے کہ اس کی خبریں اُن کو جلد سے جلد معلوم ہو جایا کریں اور برف وغیرہ کی وجہ سے بھی چونکہ راستہ خراب تھا اس لیے انھوں نے سامرا سے حلوان کی گھاٹی تک ہر فرسخ پر تیز رو گھوڑوں کی خبر رسانی کے لیے ڈاک بٹھادی تھی اور ہر منزل پر ایک ہرکارہ مقرر تھا جو خبر کے موصول ہوتے ہی گھوڑے کو اوڑاتا ہوا دوسرے ڈاک رسان کو دست بدست اطلاع دیدیتا تھا اور حلوان کے اس طرف سے آذربیجان تک خبر رسانی کے لیے پہاڑی گھوڑے مقرر تھے جو ایک دن یا دو دن مسلسل سفر کرکے بدل دئیے جاتے تھے ان پر پہاڑی نوجوان ہر فرسخ پر باری باری سوار ہو کر خبر لے جاتے تھے

ان کی حفاظت کے لیے پہاڑوں پر پہرے مقرر کر دیے گئے تھے جو دن اور رات ہوشیار رہتے اور ان کو یہ حکم تھا کہ جب خبر ان کو ملے وہ نہایت بلند آواز سے پکار دیں تا کہ اس آواز کو سن کر دوسری چوکی ڈالا خبر رسانی کے لیے مستعد ہو جائے اور خبر کی نقل میں دیر نہ ہونے پائے چنانچہ ابھی یہ ڈاکیہ دوسری منزل پر نہیں پہنچتا تھا کہ وہاں کا ہرکارہ راستے ہی میں تیار کھڑا ہوتا اور خریطہ لے کر اپنی دوڑ پر دوڑ جاتا اس انتظام سے افشین کی فرودگاہ سے سامرا میں چار دن یا اس سے بھی کم مدت میں خبر پہنچ جاتی۔

جب افشین حذیفہ کے پلوں کے پاس پہنچا یہاں ہارون بن المعتصم اور معتصم کے کنبے والوں نے اس کا استقبال کیا، بابک کو لے کر سامرا آجانے کے بعد افشین نے اسے اپنے مطیرہ کے قصر میں فرودکش کیا عین وسط شب میں احمد بن ابی داؤد ہیئت بدل کر بابک کو دیکھنے آیا اور اس نے جا کر معتصم سے اس کی اطلاع کی اور شکل و صورت بیان کی ان کو صبر نہیں آیا بلکہ وہ خود ہی اسی وقت سوار ہو کر جیسر میں دونوں فصیلوں کے درمیان سے گزر کر صورت بدل کر بابک کے پاس آئے اور اسے خوب غور سے دیکھا بابک ان کو پہچانتا نہ تھا۔ دوسرے دن صبح کو جو دوشنبہ یا جمعرات کا دن تھا معتصم نے اس کی حاضری کے لیے دربار کیا باب العامہ سے مطیرہ تک تمام لوگ صف بستہ ہوئے معتصم چاہتے تھے کہ اس کی تشہیر کی جائے اور سب لوگ اسے دیکھ لیں انھوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کہ تشہیر کے لیے مناسب طریقہ کیا ہوگا حزام نے کہا امیر المومنین ہاتھی سے بڑھ کر کوئی شئے اس کام کے لیے مناسب نہیں معتصم نے کہا ٹھیک کہتے ہو انھوں نے حکم دیا کہ اس کام کے لیے ایک ہاتھی تیار کیا جائے نیز ان کے حکم سے بابک کو دیباکی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنائی گئی مطیرہ سے باب العامہ تک تمام لوگ اس کو دیکھنے کے لیے برآمد ہوئے وہ دربار عام میں امیر المومنین کی

خدمت میں پیش کیا گیا' ایک قصائی اس کے دست و پا قطع کرنے کیلئے بلایا گیا پھر انھوں نے حکم دیا کہ جلاد حاضر کیا جائے حاجب نے باب العامہ سے باہر کر نود نود آواز دی بابک کے جلاد کا یہی نام تھا اب نود نود کا ایک شور برپا ہو گیا یہاں تک کہ وہ دربار عام میں حاضر ہو گیا امیر المومنین نے اسے بابک کے دست و پا قطع کر دینے کا حکم دیا اس نے حکم کی بجا آوری کی بابک گر پڑا پھر ان کے حکم سے ایک نے اسے ذبح کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا معتصم نے اس کا سر خراسان بھیجدیا اور سامرّا میں کھائی کے پاس اس کے بدن کو سولی دے دی جہاں اسے سولی دی گئی تھی وہ جگہ مشہور ہے۔

اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق انھوں نے حکم دیا کہ اسے ابن الشروین الطبری کی حفاظت میں اسحٰق بن ابراہیم مدینۃ السلام میں ہمارے نائب کے پاس پہنچا دیا جائے اور وہ اس کی گردن مار دے اور اس کے ساتھ وہی عمل ہو جو اس کے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے اور پھر اسے سولی دیدی جائے جب طبری اسے لے کر بردان آیا تو اس نے اسے وہاں کے قصر میں ٹھیرایا عبداللہ نے ابن شروین سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں طبرستان کے بادشاہ شروین کا بیٹا ہوں اس پر عبداللہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میرا قتل ایک میرے ہم قوم رئیس کے متعلق کیا گیا اس نے کہا یہ نود نود تمھارے قتل کے لیے متعین ہوا ہے اسی نے بابک کو قتل کیا تھا عبداللہ نے کہا یہ تو گنوار ہے مگر میں تو تمھیں کو سمجھتا ہوں اچھا یہ کہو تمھیں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ تم مجھے کچھ کھلاؤ اس نے کہا ہاں جو چاہو کھا سکتے ہو اس نے کہا میرے لیے فالودہ بنواؤ شروین کے حکم سے وسط شب میں اس کے لیے فالودہ تیار ہوا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھا لیا اور کہا اے ابو فلاں انشاء اللہ کل تم کو ثابت ہو جائے گا کہ میں پکا دہقان ہوں پھر اس نے کہا کیا آپ مجھے نبیذ پلا سکتے ہیں اس نے کہا ہاں مگر زیادہ نہیں عبداللہ نے کہا

زیادہ تو میں بھی نہیں پیا کرتا چار رطل شراب منگوائی گئی وہ اسے پینے بیٹھ گیا اور وقفہ وقفہ سے صبح ہونے تک سب پی گیا علی الصباح یہ سب یہاں سے روانہ ہو کر مدینتہ السلام پہنچے اور ابن شروین اسے پل پر لے آیا اسحٰق بن ابراہیم کے حکم سے اس کے دست و پا کاٹے گئے مگر اس نے آہ تک نہیں کی اور ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا پھر اس کے حکم سے دونوں پلوں کے درمیان مدینتہ السلام کی جانب شرقی میں اسکے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

طوق بن احمد کہتا ہے کہ جب بابک بھاگ کر سہل بن سنباط کے پاس پہنچا افشین نے ابو سعید اور بوزبارہ کو اس کے پاس بھیجا انھوں نے بابک کو اس سے چھین لیا، سہل نے بابک کے ساتھ اپنے بیٹے معاویہ کو بھی افشین کے پاس بھیجا افشین نے معاویہ کو ایک لاکھ درہم اور سہل کو دس لاکھ جن کے لیے اس نے امیر المومنین سے پہلے ہی اجازت حاصل کر لی تھی ایک جواہر سے مرصع ٹیکہ اور بطریقوں کا ایک تاج صلہ میں دیا اسی وجہ سے سہل روسا میں شامل ہوا۔ بابک کا بھائی عبداللہ، عیسیٰ بن یوسف رئیس بیلقان کے پاس تھا جو ابن اخت اصطفانوس کے نام سے مشہور ہے۔

علی بن مر کہتا ہے کہ ایک عرب ڈاکو مطر نام نے مجھ سے کہا کہ ابوالحسن بخدا بابک میرا بیٹا ہے میں نے پوچھا کیسے، اس نے کہا ہم ابن الرواد کے ہمراہ تھے اس کی ماں رومیہ کانی اس کی رعایا میں سے تھی، میں اس کے ہاں ٹھیرا کرتا تھا وہ نہایت تنومند تھی میری خدمت کرتی تھی اور میرے کپڑے دھوتی تھی ایک دن میری نظر اس پر پڑی ایک مدت تک سفر میں رہنے اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے میں شہوت کی وجہ سے بیتاب ہو گیا اور اس پر چڑھ بیٹھا جس سے حمل رہ گیا اسکے بعد میں ایک عرصہ تک پھر وہاں نہ رہا پھر جب ہم وہاں آئے تو میں نے دیکھا کہ اس کا زمانہ ولادت قریب ہے میں ایک دوسرے مکان میں

ٹھیر گیا وہ ایک دن میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے حاملہ کر کے اب تم یہاں فروکش ہوئے اور مجھے چھوڑ بیٹھے اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہوگئی ہے میں نے کہا اگر میرا نام لیا تو میں مار ڈالوں گا اس دھمکی سے وہ خاموش ہوگئی اس طرح بخدا وہ میرا بیٹا ہے۔

جب تک افشین نے بابک کے مقابلہ پر قیام کیا علاوہ معاش مراعات اور دوسرے اخراجات کے جس روز وہ سوار ہو کر مقابلہ پر بڑھتا سر کارسے اُسے دس ہزار درہم یومیہ کے حساب سے دئے جاتے اور جس روز وہ اپنی فرودگاہ میں مقیم رہتا اس روز پانچہزار دئے جاتے بابک نے اپنی بیس سالہ مدت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانسو آدمی قتل کئے تھے یحییٰ بن معاذ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد پر اس نے فتح پائی اور احمد بن جنید کو اس نے شکست دی اور قید کر لیا اور زریق بن علی بن صدقہ محمد بن حمید الطوسی اور ابراہیم بن اللیث بھی اس سے مغلوب ہوئے بابک کے ہمراہ تین ہزار تین سو نو آدمی قید کئے گئے اور جن مسلمان عورتوں اور ان کے بچوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی ملی ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی بابک کے سترہ بیٹے اور تیئیس ۲۳ بہو بیٹیاں گرفتار ہوئیں معتصم نے حسن خدمت کے صلہ میں افشین کو تاج پہنایا اور دو جواہر ہار عطا کئے دو کروڑ درہم نقد انعام دیا اس میں سے ایک کروڑ فوج کو انعام دینے کیلئے اور ایک کروڑ خود اس کی ذات کے لیے مخصوص تھا نیز اسے سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا اور شعرا سے کہا کہ وہ جا کر اس کی شان میں قصائد پڑھیں اور ان کی مدحوں کے صلے اپنے پاس سے دئے یہ ۱۳ ربیع الآخر جمعرات کے دن ہوا۔

اس سال توفیل بن میخائیل شاہ روم نے اہل زبطرہ پر یورش کر کے ان کو اسیر کر لیا اور ان کے شہر کو برباد کر ڈالا اور اس کے بعد ہی اس نے فوراً وہاں سے ملطیہ جا کر اس کے باشندوں پر غارت گری کی نیز اس کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے قلعوں میں سے بھی چند قلعوں کے

باشندوں پر غارت گری کی، بیان کیا گیا ہے کہ ان یورشوں میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان عورتوں کو رومیوں نے لونڈی بنا لیا اور جو مسلمان ان کے ہاتھ لگے ان کے دست و پا قطع کرا دیئے، ان کو نابینا کر دیا اور ان کے کان ناک کاٹ لیئے۔

بادشاہ روم کے اس حملے کے اسباب اور واقعات

جب افشین نے بابک کو ہر طرف سے گھیر کر بالکل تنگ اور مجبور کر دیا اور وہ اسے ہلاکت کے قریب لے آیا اور اب خود بابک کو بھی اس کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور ہلاکت کا یقین آگیا اس نے توفیل بن میخائیل بن جبر جس بادشاہ روم کو لکھا کہ ملک العرب نے اپنی تمام فوجیں اور جنگجو میرے مقابلہ پر بھیجدے ہیں یہاں تک کہ اس نے اپنا درزی جس سے اس کی مراد جعفر بن دینار تھا اور باورچی بھی جس سے اس کی مراد ایتاخ تھا میرے مقابلہ پر بھیجدیا ہے اور اب اس کے دروازے پر کوئی باقی نہیں ہے اس لیے اگر تم اس پر چڑھائی کرنا چاہو تو تمہارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کیونکہ کوئی تمھاری مزاحمت کرنے والا نہیں ہے، اس خط کے لکھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر روم کے بادشاہ نے اس وقت فوجی نقل و حرکت شروع کی تو اس کے مقابلہ پر جو فوجیں ہیں ان میں سے معتصم بعض کو بادشاہ روم کے مقابلے کے لیے منتقل کردیں گے اور اس طرح اس پر سے دباؤ کم ہوجائے گا۔

توفیل ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ حملہ کے لیے بڑھا اس فوج میں ستر ہزار سے کچھ زیادہ تو باقاعدہ سپاہی تھے باقی شاگرد پیشہ

وغیرہ تھے یہ اس لشکر کے ساتھ زبطرہ آیا اس کے ہمراہ وہ محمرہ جماعت بھی تھی جس نے علاقہ جبال میں اسلامی حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اور جب اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو خوب مارا تو وہاں سے بھاگ کر وہ رومی علاقہ میں چلے گئے تھے بارسیس ان کا سردار تھا بادشاہ روم نے ان کے وظائف مقرر کر دیئے تھے اور وہیں انھوں نے شادیاں کر لی تھیں اور ان کو جنگجو سپاہ میں شمار کر کے ان سے اپنے اہم امور میں مدد لیتا تھا، زبطرہ میں داخل ہو کر اس نے وہاں کے مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا اور پھر اسے جلا ڈالا اس واقعہ کی اطلاع فوراً سامرا پہنچی نیز اس واقعہ کی اطلاع پر سوائے ان کے جن کے پاس سواری یا اسلحہ نہ تھے شام اور جزیرہ کی سرحدی آبادی اور تمام اہل جزیرہ دشمن کے مقابلہ پر نکل کھڑے ہوئے خود معتصم اس واقعہ سے بہت متفکر ہوئے اور جب ان کو اس کی نفیر پہنچی انھوں نے خود اپنے قصر میں اس کی بانگ دی اور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے پیچھے باگ ڈور لوہے کی میخ اور توبرہ باندھ لیا مگر یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ وہ بغیر پوری تیاری کے جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوں اس لیے انھوں نے اب دربار عام کیا اور اس میں مدینۃ السلام کے دونوں قاضی عبدالرحمٰن بن اسحٰق اور شعیب بن سہل کو طلب کیا نیز ان کے ہمراہ انھوں نے تین سو اٹھائیس اہل عدل وورع کو دربار میں بلایا اور ان کو اپنی جائداد اور املاک کے وقف پر شاہد بنایا اس کے تین حصے کئے ایک ثلث اپنی اولاد کو دیا، ایک ثلث اللہ کی راہ میں وقف کیا اور ایک ثلث اپنے موالیوں کو دیا اس کے بعد انھوں نے جہاد کے لیے دجلہ کے مغرب میں اپنی چھاونی قائم کی، یہ ۲ جمادی الاولیٰ دو شنبہ کا دن تھا۔ انھوں نے عجیف بن عنبسہ عمر الفرغانی اور محمد کوتہ کو دوسرے اور سرداران فوج کے ساتھ زبطرہ کے باشندوں کی مدد کے لیے بھیجا، جب یہ وہاں پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ روم زبطرہ کو تباہ و برباد کر کے اپنے علاقے میں واپس چلا گیا ہے یہ سردار چند روز وہاں ٹھیرے یہاں تک کہ اس نواح کے باشندے اپنے اپنے

قریوں میں واپس آ گئے اور مطمئن ہو گئے۔

جب معتصم نے بابک کا خاتمہ کر دیا تو انھوں نے پوچھا کہ رومی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر کونسا شہر ہے لوگوں نے عموریہ کا نام لیا اور کہا کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی مسلمان نے اس شہر سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے یہ نصرانیت کی اصل اور جان ہے اور عیسائی اسے قسطنطنیہ سے بھی زیادہ اشرف سمجھتے ہیں۔

اس سال معتصم رومی علاقے میں جہاد کے لیے گئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۴ھ ہجری میں سامرا سے روانہ ہوئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۲ھ ہجری میں بابک کے قتل کرنے کے بعد جہاد کے لیے گئے۔

معتصم کا جہاد

اس جہاد کے لیے جس سازوسامان، اسلحہ، آلات حرب، پکھالیں، خچر، مشک، چھاگلیں فولادی آلات اور نفط اور کثرت سپاہ کا جو انتظام اور سربراہی معتصم نے کی تھی کسی خلیفہ نے اس سے پہلے نہیں کی انھوں نے اشناس کو اپنے مقدمہ پر مقرر کیا اس کے پیچھے محمد بن ابراہیم کو کیا اپنے میمنہ پر ایتاخ کو اور میسرہ پر جعفر بن دینار بن عبداللہ الخیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا۔

بلاد روم میں داخل ہو کر معتصم نہر اللمس پر جو سلوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے اور اس کے اور طرسوس کے درمیان ایک دن کی مسافت ہے مقیم ہوئے یہ وہی نہر ہے جس پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوتا تھا۔ معتصم نے افشین حیدر بن کاوس کو سروج بھیجا اور حکم دیا کہ تم وہاں سے بڑھ کر درۂ حدث کی راہ فلاں دن رومی علاقے میں داخل ہونا اور اس مسافت کا اندازہ کر کے جوان فوجوں

اور انقرہ کے درمیان تھی جہاں اس سب کا اجتماع مقصود تھا انھوں نے افشین اور اشناس کی پیش قدمی کے لیے ایک ایک دن مقرر کر دیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر اللہ انقرہ کو فتح کرا دے تو پھر وہاں سے سب مل کر عموریہ پر دھاوا کریں کیونکہ بلاد روم میں یہی دو شہر اس قدر اہم اور بڑے تھے جن کی تسخیر کو وہ اپنی غرض و غایت بناتے، انھوں نے اشناس کو طرسوس کے درّہ سے بڑھنے کا حکم دیا اور ہدایت کر دی کہ وہ صفصاف میں ان کا انتظار کرے، چنانچہ اشناس بدھ کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں اپنے مقام سے روانہ ہوا، معتصم نے ایک خدمت گار کو اس کے پیچھے اپنے مقدموں پر قائد بنا کر روانہ کیا اور وہ خود جمعہ کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو گئے۔

اشناس مرج الاسقف پہنچا تھا کہ اسے مطامیر سے معتصم کا خط ملا جس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ بادشاہ روم میرے سامنے ہے وہ چاہتا ہے کہ جب ہماری تمام فوجیں لمس سے گزر جائیں تو وہ دریا کے عمیق حصے پر ٹھیر کر ایک دم ان پر حملہ کر دے لہذا تم مرج الاسقف میں تا حکم ثانی ٹھیرے رہو، جعفر بن دینار معتصم کے ساقہ پر متعین تھا انھوں نے اشناس کو یہ بھی اپنے خط میں لکھا کہ وہ فوج کے ساقہ کے آنے کا انتظار کرے کیونکہ تمام سامان، منجنیقیں اور زاد راہ وغیرہ اسی فوج میں ہے اور وہ اب تک درّے کے تنگ مقام میں ہے جہاں سے وہ نکل نہیں سکی ہے لہذا تم اس وقت تک وہیں ٹھیرے رہو جب تک کہ ساقہ کا سردار اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ درّے کے تنگ مقام سے نکل نہ آئے اور پھر صحرا کے راستے بلاد روم میں داخل ہو۔

اس حکم کی وجہ سے اشناس تین دن تک مرج الاسقف میں ٹھیرا رہا پھر معتصم کا ایک اور خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک سردار کو تھوڑی جمعیت کے ساتھ ایسے کسی رومی کی تلاش میں

بھیجے جس سے وہ بادشاہ روم اور اس کی فوج کی کیفیت دریافت کر سکیں،
اثنا میں اس نے عمر الفرغانی کو دو سو سواروں کے ساتھ اس غرض سے دشمن کے
علاقے میں بھیجا یہ جماعت ساری رات چل کر حصن قرۃ پہنچی اور وہاں انھوں
نے قلعہ کے گرد ایسے شخص کی تلاش کی نگران کو کامیابی نہ ہوئی اور قلعدار ان کو
بھانپ گیا وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنے ان تمام سواروں کو لے کر جو
قلعہ میں اس کے تحت موجود تھے نکلا اور قرۃ اور درہ کے درمیان والے
اس بڑے پہاڑ میں جو رستاق قرۃ کو محیط ہے حریف کی تاک میں گھات بیٹھ گیا
عمر والفرغانی کو بھی اس بات کا علم ہو گیا کہ دشمن نے ہمیں تاڑ لیا ہے لہذا وہ
فوراً درہ بڑھ کر وہاں رات بھر کمینگاہ میں بیٹھا رہا علامات صبح نمودار ہوتے ہی
اس نے اپنی جمعیت کو تین دستوں میں تقسیم کیا اور انکو حکم دیا کہ تم نہایت تیزی
سے اُڑے ہوئے جاؤ اور کسی ایسے شخص کو گرفتار کر کے حاضر کرو جس سے بادشاہ
روم کی خبر و حالت معلوم ہو سکے اور ان سے کہدیا کہ اس کام کو انجام دیکر
تم میرے پاس فلاں مقام میں جس کی رہنماؤں نے پہلے سے نشان دہی
کر دی تھی اس اسیر کو لے آنا اس نے ہر دستے کے ہمراہ دو راہنما بھی ساتھ کئے
صبح ہوتے ہی یہ تینوں دستے تین طرف چلدیے اور انھوں نے اس دوڑ
میں کئی آدمی پکڑے جن میں بعض تو خود شاہ روم کے فوج کے آدمی تھے اور
بعض ان کے متعلقین میں سے تھے، خود عمرو نے ایک رومی کو گرفتار کیا جو
قرۃ کے بہادروں میں تھا اور اس سے خبر پوچھی اس نے بیان کیا کہ بادشاہ
اور اس کی فوج تمھارے قریب ہے وہ لمس کے پیچھے چار فرسخ پر فروکش
ہیں اور اسی نے یہ بات بھی عمرو سے کہی کہ قرۃ کا قلعدار ان کو تاڑ گیا تھا
اور وہ ان کی تاک میں اس پہاڑ کی چوٹیوں پر کہیں چھپا بیٹھا ہے، عمرو
اسی جگہ ٹھیرا رہا جہاں اس نے اپنی دوسری جماعتوں سے آکر ملنے کا وعدہ
کیا تھا اس نے اپنے ہمراہی راہنماؤں کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑوں کی
چوٹیوں میں پھیل جائیں اور ان دستوں کو دشمن کی گھات سے باخبر کر دیں
تاکہ ایسا نہ ہو کہ قرۃ کا قلعدار ان میں سے کسی ایک دستے پر اچانک نکل کر

حملہ کر دے، ان راہنماؤں نے انھیں دیکھ لیا اور واپسی کا اشارہ کر دیا وہ سب کے سب عمرو کے پاس چلے آئے مگر عمرو کا یہ وہ مقام نہ تھا جہاں ملنے کا اس نے پہلے وعدہ کیا تھا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ دستے اپنے اصل مرکز کی طرف چل دئے خود شاہ روم کی فوج کے کئی آدمی انھوں نے پکڑ لئے تھے یہ ان کو لے کر اشناس کے پاس لسں آئے اشناس نے ان سے خبر پوچھی انھوں نے بتایا کہ بادشاہ تیس دن سے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ معتصم دریا عبور کر کے آگے بڑھیں اور پھر وہ ان پر ایک دم یورش کرے اس کا مقدمۃ الجیش لسں میں موجود ہے نیز بادشاہ کو یہ بھی اطلاع ہو چکی ہے کہ آرمینیا سے ایک زبردست فوج اس کے علاقے میں در آئی ہے اس سے مراد افشین کی فوج تھی اور وہ بادشاہ کے عقب میں پہنچ گئی ہے بادشاہ نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنی فوج پر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ خود اپنی اصل فوج کے ایک دستے کے ساتھ افشین کی سمت چلا گیا ہے۔

اشناس نے یہ خبر سنتے ہی اس شخص کو معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اس نے معتصم کو ساری بات سنا دی انھوں نے اپنی فوج کے راہنماؤں سے چند کو اپنا خط دے کر افشین کے پاس بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ خط اسے پہنچ گیا تو میں تم میں سے ہر شخص کو دس دس ہزار درہم انعام دوں گا۔

معتصم نے اس خط میں افشین کو لکھا کہ میں ابھی مقیم ہوں اور تم بھی سردست اپنی جگہ ٹھیر جاؤ ان کو اندیشہ یہ تھا کہ مبادا شاہ روم افشین کو اچانک جالے نیز انھوں نے اشناس کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے ان راہنماؤں میں سے جو پہاڑوں اور راستوں سے واقف ہیں اور جو صورت و شکل میں رومیوں سے مشابہت رکھتے ہیں ایک قاصد بھیج دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ خط مرسل الیہ کو پہنچا دیا گیا تو میں ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار درہم انعام دوں گا نیز انھوں نے خود اشناس کو لکھا کہ بادشاہ روم تمھارے سامنے آ گیا ہے لہذا جب تک ہمارا دوسرا خط تم کو نہ ملے تم وہیں اپنی جگہ ٹھیر جاؤ۔

پیامبر افشین کی سمت چل دیئے مگر چونکہ وہ رومی علاقے میں

بہت دور تک گھس گیا تھا اس لیے ان میں سے ایک بھی اس کے پاس نہ پہنچ سکا۔
اب معتصم کے تمام آلات حرب اور دوسرا ساز و سامان ساقہ فوج کے افسر کے ساتھ ان کی چھاونی میں پہنچ گیا انھوں نے اشناس کو پیش قدمی کا حکم بھیجا وہ آگے بڑھا اس کے پیچھے ایک منزل کے فاصلہ سے معتصم چلے جس مقام میں یہ منزل کرتے اشناس وہاں سے کوچ کرتا جب تک کہ وہ انقرہ سے تین منزل نہ رہ گئے ان کو افشین کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اس سفر میں ان کی فوج کو پانی اور چارہ کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی، اپنی پیش قدمی کے اثناء میں اشناس نے چند رومیوں کو گرفتار کیا تھا اس کے حکم سے ان سب کو قتل کر دیا گیا صرف ایک بہت بوڑھا شخص باقی رہا اس نے اشناس سے کہا کہ مجھے مار کر تم کو کیا فائدہ ہوگا تم خود اس وقت پریشان ہو اور تمھاری فوج کو بھی پانی اور خوراک کی تکلیف ہے یہاں کچھ لوگ بادشاہ عرب کی یورش کے خوف سے انقرہ سے چلے آئے ہیں وہ ہمارے قریب ہی فروکش ہیں ان کے ساتھ چارہ، اشیائے خوراک اور جو کثرت سے ہے آپ میرے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے میں ان کو ان کے حوالے کر دوں گا اور مجھے چھوڑ دیجیے۔
اشناس کے نقیب نے اعلان کیا کہ جو خوشی سے اس کام کے لیے جانا چاہے وہ سوار ہو کر چلے تقریباً پانسو شہسوار اس غرض کے لیے روانہ ہوئے، اشناس اپنی فرودگاہ سے چل کر ایک میل فاصلہ پر آیا اس کے ساتھ یہ جماعت بھی روانہ ہوئی وہاں سے اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور تقریباً دو میل تک وہ اسی طرح نہایت تیز دوڑتا ہوا چلا گیا اس کے بعد اس نے ٹھیر کر اپنے پیچھے نظر دوڑائی اور جو سوار اپنی سواری کی کمزوری کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دے سکے اس نے ان کو اصل مرکز میں واپس بھیج دیا اور اب اس قیدی کو اس نے مالک بن کیدر کے حوالے کیا اور کہا جب یہ تم کو اس قید ہونے والی جماعت اور کثیر غنیمت دکھا دے تم ہمارے وعدہ کے مطابق اسے چھوڑ دینا۔ وہ بڈھا اس جماعت کو لے کر عشا تک چلتا رہا۔

ایک وادی میں لے کر اترا جہاں کثرت سے گھانس تھی لوگوں نے اپنے جانور چرانے کے لیے اس میں چھوڑ دیے اور وہ خوب شکم سیر ہو گئے خود سواروں نے بھی رات کا کھانا کھالیا اور پانی سے سیراب ہو گئے پھر وہ بڈھا ان کو اُس بیہڑے سے لیکر آگے بڑھا دوسری طرف اثنا اس اپنے مقام سے انقرہ کی طرف چلا اس نے مالک بن کیدر اور اس کے ہمراہی راہنماؤں کو یہ کہدیا تھا کہ وہ انقرہ میں اس سے آملیں وہ رومی بڈھا بقیہ رات انکو پہاڑ میں لیئے پھرتا رہا اس پر مالک بن کیدر کے راہنماؤں نے اس کی شکایت بھی کی مالک نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے میرے راہنما یہ کہتے ہیں اس نے کہا ہاں وہ سچے ہیں بات یہ ہے کہ جس جماعت پر ہم چھاپا مارنا چاہتے ہیں وہ پہاڑ کے باہر ہے مجھے یہ خوف ہے کہ اگر ہم رات ہی میں پہاڑ سے اترے تو ہمارے گھوڑوں کی چٹانوں پر ٹاپوں کی آواز سے وہ بھاگ جائینگے آپ اطمینان رکھیں اگر پہاڑ سے نکلنے کے بعد ہمیں کوئی دکھائی نہ دے تو آپ مجھے قتل کردیں میں یہی چاہتا ہوں کہ رات بھر اسی پہاڑ میں آپ کو پھراتا رہوں اور صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل کر میں اس جماعت کو دکھادوں تاکہ اپنے قتل سے بچ جاؤں۔ مالک نے کہا تو فضول چکر لگانے سے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ تم ہم کو اسی پہاڑ میں ٹھیرادو تاکہ ہم آرام کرلیں اس نے کہا آپ کی مرضی۔

مالک اور اس کی فوج ایک بڑی چٹان پر اتر پڑی اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی لگام تھامے رکھی طلوع فجر کے بعد اس بڈھے نے کہا دو شخصوں کو بھیجو کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھ کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہے اور جو وہاں ہو اسے پکڑ لائیں چار پیادے اس کام کے لیے چڑھے وہاں ان کو ایک مرد اور ایک عورت ملی انھوں نے ان کو نیچے بلا لیا اور اس بڈھے نے ان سے پوچھا کہ انقرہ والوں نے کس جگہ رات بسر کی انھوں نے وہ مقام بتادیا اس نے مالک سے کہا کہ چونکہ ہم ان سے معافی کا وعدہ کرچکے ہیں اور اسی بنا پر انھوں نے ہمیں پتہ دیا ہے آپ ان کو چھوڑدیں مالک نے ان کو

چھوڑ دیا اب وہ بڈھا اس فوج کو لے کر نشاں دادہ مقام کی طرف لے کر چلا
اور ایسے مقام پر لے آیا جہاں سے انقرہ والوں کا لشکر نظر آرہا تھا وہ ایک
نمک کے کارخانے کے کونے میں مقیم تھے اس فوج کو دیکھتے ہی انھوں نے
اپنی عورتوں اور بچوں کو للکارا کہ بھاگو وہ تو کارخانے میں گھس گئیں اور یہ
حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیئے بانس کے ڈنڈے لے کر اس کارخانے کے
کنارے کھڑے ہو گئے وہاں نہ پتھر تھے کہ ان سے لڑتے اور نہ میدان تھا
کہ رسالہ کام کرتا ان میں سے انھوں نے کئی قیدی گرفتار کیئے ان میں
ایسے بھی تھے جو پہلے سے زخمی تھے مسلمانوں نے ان سے ان زخموں کو دریافت
کیا انھوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کے ساتھ افشین کے مقابل نبرد آزما ہوئے
تھے اسی لڑائی میں ہمیں زخم آئے ہیں انھوں نے ان سے کہا کہ اس جنگ
کی پوری کیفیت تو بیان کرو قیدیوں نے کہا کہ بادشاہ لمس سے چار فرسخ
کے فاصلہ پر فروکش تھا ایک قاصد نے آکر اس سے بیان کیا کہ آرمیناق
کی سمت سے ایک زبردست فوج ہمارے علاقے میں درآئی ہے بادشاہ
نے اپنے ایک عزیز قریب کو اپنی چھاونی پر اپنا نائب مقرر کردیا اور اسے
ہدایت کی کہ وہ یہیں ٹھیرا رہے اگر ملک عرب کا مقدمۃ الجیش اس پر
حملہ آور ہو تو وہ اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس طرح خود بادشاہ بلا مزاحمت
اس فوج کے مقابلہ پر جائے جو آرمیناق میں داخل ہو گئی ہے اس سے
مراد افشین کی سپاہ تھی اس بات کو ہمارے اس سردار نے تسلیم کرلیا میں اس فوج
میں جو بادشاہ کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہو گئی تھی تھا نماز صبح کے وقت ہم نے
ان کو جا لیا ان کو شکست دی ان کی تمام پیادہ فوج کو قتل کردیا ہماری
فوجیں ان کے تعاقب میں غیر مرتب ہو گئیں ظہر کے وقت انکے شہسواروں
نے پلٹ کر ہم سے اس قدر شدید جنگ کی کہ ہمارے چھکے چھوٹ گئے
انھوں نے ہماری فوج کو چیر دیا اور وہ ہم میں گڈمڈ ہو گئے ہمیں اب
یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہمارا بادشاہ کس دستہ فوج میں ہے عصر تک اسی طرح
گھمسان لڑائی ہوتی رہی اس کے بعد ہم اس مقام پر پلٹ کر چلے آئے

جہاں بادشاہ کی فرودگاہ تھی مگر چونکہ ہم نے اسے یہاں نہیں پایا اس لیے ہم اس کی اس چھاؤنی میں آئے جو لس پر تھی مگر یہاں آکر بھی ہم نے دیکھا کہ چھاؤنی درہم برہم ہو چکی ہے اور تمام لوگ بادشاہ کے اس عزیز کا جسے وہ اپنا نائب بنا آیا تھا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس رات تو ہم وہیں رہے صبح کے وقت خود بادشاہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ ہم سے آملا اس نے دیکھا کہ اس کی فرودگاہ بالکل خراب ہو چکی ہے اس نے اپنے نائب کو پکڑ کر اسکی گردن ماردی اور تمام شہروں اور قلعوں کو حکم بھیجدیا کہ ہماری فوج کا جو مفرور وہاں آئے اسے کوڑوں سے پٹوا کر ہمارے پاس فلاں مقام میں واپس کر دیا جائے اس کے لیے اس نے ایک مقام متعین کر لیا تھا تاکہ سب فوج وہاں جمع ہو جائے اور پھر وہ ان کو لے کر بادشاہ عرب سے لڑے، اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک خدمت گار کو جو خصی تھا اس لیے انقرہ بھیجدیا کہ اگر ملک العرب اس مقام پر حملہ آور ہو تو یہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کرے اور اس کے لیے وہیں قیام کرے۔

وہ خصی انقرہ آیا، ہم بھی اس کے ہمراہ تھے ہم نے آکر دیکھا کہ باشندوں نے شہر خالی کر دیا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ گئے ہیں خصی نے بادشاہ کو اسکی اطلاع دی اس کے جواب میں بادشاہ نے اسے عموریہ چلے جانے کا حکم دیا۔

مالک بن کیدر کہتا ہے کہ میں نے ان قیدیوں سے دریافت کیا کہ انقرہ والے کہاں چلے گئے انھوں نے بتایا کہ وہ نمک کے کارخانے میں چلے آئے چنانچہ ہم نے وہیں ان کو جا لیا۔ میں نے فوج میں منادی کرادی کہ جتنے آدمی تم نے پکڑے ہیں بس ان کو لے لو اور باقی چھوڑ دو چنانچہ لوگوں نے اپنے غلام چھوڑے اور لڑائی بھی ختم کر دی اور اشناس کے پاس آنے کے لیے وہاں سے پلٹے اور راستے میں سے انھوں نے بہت سی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل پکڑ کر اپنے ساتھ لے لیے۔

اس بڈھے کو مالک نے رہا کر دیا اور وہ قیدیوں کو لے کر اشناس کی فوج سے آملا اور انقرہ پہنچ گیا۔ ایک دن اشناس نے قیام کیا دوسرے دن

معتصم بھی وہاں آ گئے اس نے اس قیدی کے بیان کو معتصم سے نقل کیا وہ سن کر بہت خوش ہوئے تیسرے دن خود افشین کے ہاں سے اس کی خیریت کی اطلاع ان کو مل گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خود انقرہ میں ان کی خدمت میں آرہا ہے' اس کے ایک دن کے بعد وہ معتصم کے پاس آگیا چند روز یہ سب یہیں ٹھیرے رہے اس کے بعد انھوں نے اپنی طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا میسرہ کی فوج میں اشناس میمنہ میں افشین اور خود معتصم قلب میں رہے ان فوجوں کے درمیان انھوں نے دو دو فرسخ کا فاصلہ قائم رکھا اور خود ان فوجوں کو بھی میمنہ اور میسرہ قائم کرنے کی ہدایت کی اور حکم دیا کہ اپنی گزر کے تمام دیہات جلا ڈالیں اور ان کو برباد کر دیں اور جو ملے اسے پکڑ کر غلام بنا لیں' اقامت کے وقت تمام دستے اپنے اپنے سرداروں اور قائدوں سے آملیں انقرہ سے عموریہ تک جن کے درمیان سات منزل فاصلہ تھا یہی انتظام عمل پذیر رہا اب یہ سب فوجیں عموریہ جا پہنچیں۔

سب سے پہلے اشناس آیا یہ جمعرات کو دن چڑھے وہاں پہنچا یہ عموریہ کے گرد ایک چکر لگا کر اس سے دو میل کے فاصلہ پر ایک ایسے مقام میں جہاں پانی اور چارہ وافر تھا اتر پڑا اس کے تیسرے دن افشین وہاں پہنچا امیر المومنین نے شہر کو حملہ کے لیے اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا ان کی فوج کی تعداد کو پیش نظر رکھ کر اس کے برج ان کے سپرد کر دیئے اس طرح دو برجوں سے لے کر بیس برجوں تک ایک قائد کے تفویض تھے اہل عموریہ نے بھی قلعبندی کر کے مدافعت کی تیاری کی۔

اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ اہل عموریہ نے ایک مسلمان کو اسیر بنا لیا تھا اس نے نصرانی ہو کر وہیں شادی کر لی تھی اس موقع پر لڑنے کے بجائے وہ علیحدہ ہو کر چھپ گیا تھا جب اس نے امیر المومنین کو دیکھا وہ نکل کر مسلمانوں میں آملا اور اس نے معتصم سے آ کر بیان کیا کہ شہر کا ایک موقع ایسا ہے جہاں فصیل کو دریا کے ایک مرتبہ شدید سیلاب نے منہدم کر دیا تھا اور بادشاہ نے عامل کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی مرمت کر دے

مگر اس نے اس کی دوبارہ تعمیر میں تساہل برتا مگر جب بادشاہ قسطنطنیہ سے
چل کر آگے بڑھا تو اب اس عامل کو یہ خوف ہوا کہ ممکن ہے کہ اس کا گزر
یہاں بھی ہو اور وہ اس حصۂ فصیل کو منہدم حالت میں دیکھے اور ناراض
ہو جائے اس ڈر سے اس نے خلف معمار کو اس کی فوری تعمیر پر مقرر کیا
اس نے باہر کے رخ ایک پتھر کی فصیل تیار کر دی اور شہر کے رخ اس میں
ملبہ بھر دیا اور اس فصیل پر اسی طرح کنگرے بنا دئے جیسے پہلے تھے۔
اس شخص نے معتصم کو فصیل کا وہ حصہ اچھی طرح بتا دیا معتصم نے
اسی کے سامنے اپنا خیمہ نصب کرایا اور وہیں منجنیقیں لگا دیں ان کی وجہ
سے وہاں سے فصیل کھل گئی یہ دیکھ کر اہل شہر نے وہاں بڑے بڑے شہ تیر
ایک دوسرے سے آویزاں کر کے نصب کر دیئے جب منجنیق کا پتھر ان پر
گرتا اور اس شہ تیر کو توڑ ڈالتا وہ دوسرا شہ تیر اس کی بجائے رکھ دیتے
فصیل کی حفاظت کے لیے انھوں نے ان شہ تیروں پر موٹے موٹے نمدے
چڑھائے تھے مگر منجنیقوں کی مسلسل ضرب سے اس مقام کی فصیل آخر کار
بالکل پاش پاش ہو گئی۔ یاطس اور خصی نے اس کی اطلاع بادشاہ کو
لکھی اور اپنا خط ایک رومی غلام اور ایک ایسے شخص کے ہاتھ روانہ کیا
جو عربی خوب بولتا تھا ان دونوں کو انھوں نے فصیل سے چلتا کیا
یہ خندق کو طے کر کے مسلمانوں کی فوج کے اس مقام میں بڑھے جہاں
عمرو الفرغانی کے ساتھ سلاطین زادے تھے جب یہ دونوں خندق سے
آگے نکلے انھوں نے ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھا اور پوچھا تم کون انھوں نے
کہا ہم تمھارے ہی آدمی ہیں انھوں نے پوچھا کس جمعیت سے تعلق ہے
چونکہ ان کو مسلمانوں کے کسی سردار کا نام معلوم نہ تھا کہ اس کا نام بتائے
وہ چپ ہو گئے اس پر سمجھ لیا گیا کہ یہ دشمن کی جماعت کے ہیں ان کو
عمرو الفرغانی بن ارنجا کے پاس پیش کیا گیا عمرو نے ان کو اشناس
کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو معتصم کی خدمت میں بھیجدیا معتصم نے
ان سے استفسار کیا اور ان کی تلاشی لی ان کے پاس وہ خط برآمد ہوا

جو یاطس نے بادشاہ روم کو لکھا تھا اور جس میں اسے مطلع کیا تھا کہ دشمن کی ایک کثیر فوج نے شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اور اب ہمارے لیے یہ مقام تنگ ہے میرا یہاں آنا ہی غلط تھا۔ بہرحال اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ خود اور اپنے خاص آدمیوں کو ان گھوڑوں پر جو قلعہ میں ہیں سوار کر کے رات کی وقت چپکے سے قلعہ کے دروازے کھول کر نکلوں اور پھر دشمن کی فوج پر حملہ کر دوں اب چاہے اس میں کچھ بھی ہو جائے جو بچ کر نکل جائیں گے وہ نکل جائیں گے اور جو مارے جائیں وہ مارے جائیں اور اس طرح اس محاصرہ سے نکل کر آپ کے پاس آجاؤں۔

خط پڑھ کر معتصم نے اس شخص کو جو عربی بولتا تھا اور اس رومی غلام کو جو اس کے ساتھ تھا ایک ایک تھیلی دلوائی وہ دونوں اسلام لے آئے معتصم نے ان کو خلعت سے سرفراز کیا اور طلوع آفتاب کے بعد ان کے حکم سے ان کو عموریہ کے گرد گھمایا گیا انھوں نے اس برج کو بتایا جہاں یاطس رہا کرتا تھا معتصم کے حکم سے اسی برج کے سامنے ان دونوں کو بہت دیر تک ٹھیرا رکھا گیا دو آدمی ان درہموں کی تھیلیاں لیے ہوئے ان کے ساتھ رہے معتصم کا عطا کردہ خلعت ان کے زیب تن تھا اور یاطس کا خط بھی ان کے ساتھ تھا اس ہیئت سے یاطس اور تمام رومی اصل واقعہ سمجھ گئے کہ راز افشا ہو گیا اس پر فصیل سے انھوں نے ان دونوں کو گالیاں دیں معتصم کے حکم سے وہ اب وہاں سے ہٹا دئے گئے۔

معتصم نے حکم دیا کہ اس مقام پر رات کے وقت پہرہ متعین کر دیا جائے اس طرح کہ مسلح پہرہ دار گھوڑوں پر سوار رہ کر پہرہ دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ رات کے وقت شہر کا دروازہ کھول کر کوئی بھی شہر سے نکل جائے چنانچہ حسب الحکم پہرہ متعین ہو گیا اور لوگ نوبت بہ نوبت اسلحہ لگائے گھوڑوں پر زین کسے ساتھ رات بھر جاگتے رہتے یہاں تک کہ فصیل کا وہ حصہ جو دونوں برجوں کے درمیان تھا اور جس کی کمزوری کی معتصم کو نشاں دہی کی گئی تھی بالکل منہدم ہو گیا ملبہ کے گرنے کی آواز سے فوج والے

سمجھے کہ شاید دشمن نے اچانک شہر سے نکل کر ہمارے کسی دستہ پر یورش کی ہے اصل حقیقت سے آگاہ کرنے اور فوج کو مطمئن کرنے کے لیے معتصم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ تمام چھاونی کی گشت کرکے لوگوں کو بتائے کہ یہ فصیل کے گرنے کی آواز تھی یہ معلوم کرکے وہ سب مطمئن ہوگئے۔

عموریہ آکر معتصم نے دیکھا کہ اس کی خندق بہت وسیع اور فصیل بہت بڑی ہے راستے میں سے وہ بیشمار بھیڑ بکریاں ساتھ لائے تھے اسلیئے انھوں نے اس معاملہ میں یہ تدبیر کی کہ فصیل کی بلندی کے برابر بڑی بڑی منجنیقیں جن میں چار چار آدمی سما سکتے تھے اور جو نہایت درجہ مضبوط اور مستحکم بنائی گئی تھیں اور پہیئے دار تخت پر نصب تھیں وہاں طلب کیں ان بھیڑوں کو تمام فوج میں ہر شخص کو ایک کے حساب سے تقسیم کردیا اور کہا کہ اسے ذبح کرکے گوشت کھالیں اور اس کی کھال میں مٹی بھر کر لائیں تاکہ ان سے خندق کو پاٹ دیا جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

اسی طرح انھوں نے بڑے بڑے گھروندے جن میں دس آدمیوں کی گنجائش تھی اور بہت ہی مستحکم بنائے گئے تھے اس کام کے لیے طلب کئے کہ ان کو مٹی بھری کھالوں پر لڑھکایا جائے اور اس طرح خندق پٹ جائے یہ تدبیر بھی کی گئی اور اب وہ کھالیں خندق میں ڈالی گئیں مگر رومیوں کی پتھروں کی زد کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوسکا کہ وہ اُوپر تلے ڈالی جاسکیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علیحدہ علیحدہ پڑیں ان کو برابر نہیں کیا جاسکا اس کے لیے معتصم نے حکم دیا کہ ان پر اس قدر مٹی ڈالدی جائے کہ وہ برابر ہوجائیں اس کے بعد گھروندے کو آگے لاکر ان پر ڈھکیلا گیا اس نے نصف خندق طے کی تھی کہ اس کے پہیئے ان کھالوں میں اولجھ گئے اور وہ وہیں رہ گیا جو لوگ اس میں تھے وہ بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکے اور وہ گاڑی عموریہ کی فتح تک پھر وہیں اڑی رہی کسی طرح وہاں سے نکالی نہ جاسکی البتہ فتح کے بعد جب تمام منجنیقیں، سیڑھیاں اور دوسرے گھروندے وغیرہ توڑ پھوڑ کر جلا دئے گئے تب اسے بھی جلا دیا گیا۔

دوسرے دن معتصم نے رومیوں سے اسی شگاف پر لڑائی شروع کی آج سب سے پہلے اشناس اور اس کی فوج نے جنگ کی ابتدا کی چونکہ یہ جگہ بہت ہی تنگ تھی اس لیے وہ اچھی طرح یہاں لڑ نہ سکے معتصم نے ان تمام منجنیقوں کو جو فصیل کے گرد مختلف مقامات پر نصب تھیں اسی شگاف پر جمع کیا اور برابر برابر لگا کر حکم دیا کہ اس شگاف پر سنگ باری کی جائے۔

اس کے دوسرے دن افشین اور اس کی فوج کو لڑنا پڑا انھوں نے بہت عمدہ لڑائی لڑی اور کچھ آگے بھی بڑھے معتصم اسی شگاف کے مقابل اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے تھے اشناس، افشین اور ان کے دوسرے خاص خاص فوجی سردار بھی وہاں موجود تھے اور سوار تھے، البتہ ان کے علاوہ دوسرے اور سردار پیادہ کھڑے تھے معتصم نے کہا آج کی لڑائی خوب ہوئی اس پر عمرو الفرغانی نے کہا بیشک آج کی لڑائی کل کے مقابلہ میں بہت اچھی لڑی گئی ہے، اس جملہ کو اشناس نے بھی سنا مگر وہ خاموش رہا دوپہر کو معتصم معرکہ سے اپنے خیمہ میں چلے آئے اور انھوں نے کھانا کھایا دوسرے سردار بھی کھانے کے لیے اپنے اپنے خیموں کو چلے گئے، جب اشناس اپنے خیمہ کے قریب پہنچا تو تعظیماً حسب دستور تمام سردار اپنی سواریوں سے اتر پڑے ان میں عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل بھی تھے یہ اتر کر حسب عادت اشناس کے آگے آگے خیمہ کے قریب تک چلے اشناس نے ان سے کہا اے حرامزادو آج تو تم اس طرح ادب کے ساتھ میرے سامنے چلتے ہو یہ نہ ہوا کہ کل دل کھول کر جنگ میں کوشش کرتے اور پھر امیر المومنین کی جناب میں حاضری کے وقت کہتے ہو کہ آج لڑائی کل سے بہتر ہوئی ہے گویا کل تمھارے علاوہ کوئی اور لڑنے آیا تھا اپنے خیموں کو جاؤ، وہ دونوں وہاں سے پلٹے ایک دوسرے سے کہنے لگا دیکھا آج اس حرامزادے نے ہمارے ساتھ کیا گستاخی کی ہے کیا ان آج کی گالیوں کے سننے سے یہ بہتر نہیں کہ ہم رومیوں کے علاقے میں جا کر پناہ گزیں

ہو جائیں۔

عمرو الفرغانی نے جسے راز کی بات معلوم تھی احمد بن خلیل سے کہا عنقریب اللہ اس حالت سے نجات دے گا اطمنان رکھو احمد کو گمان ہوا کہ ضرور عمرو کسی بات سے واقف ہے اس نے باصرار اس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے عمرو نے اسے اس سازش کی اطلاع دی جس میں وہ خود شریک تھا اور کہا کہ عباس بن مامون کا معاملہ پختہ ہو چکا ہے ہم عنقریب علانیہ اس کی بیعت کر کے معتصم اور اشناس وغیرہ کو قتل کر دیں گے میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ تم پہلے سے عباس سے جا ملو تاکہ تم بھی اس کے اور جانب داروں میں ابھی سے شریک ہو جاؤ، احمد نے کہا میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں کامیابی نہ ہوگی عمرو کہنے لگا ابھی سب کچھ ہو چکا ہے تم ذرا حارث السمرقندی سے تو جا کر ملو یہ سلمہ بن عبید اللہ بن الوضاح کے اقربا میں تھا اور یہی شخص اس کام پر متعین تھا کہ وہ لوگوں کو عباس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے لیے ان سے بیعت لے عمرو نے کہا میں تم کو اس شخص سے ملاتا ہوں تاکہ تم ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ، احمد نے کہا اچھی بات ہے میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ یہ معاملہ ہمارے درمیان آج سے دس دن کے اندر تکمیل کو پہنچ جائے اور اگر اس مدت میں یہ بات نہ ہو سکی تو پھر میں بری الذمہ ہوں تمھاری شرکت مجھ پر لازم نہ رہیگی حارث نے عباس سے آکر کہا کہ عمرو نے احمد سے ہماری تحریک بیان کر دی ہے عباس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ ہماری کسی بات سے واقف ہو تم خاموش رہو اور اسے ہرگز اپنے معاملہ میں ذرا سا بھی شریک نہ کرو اور اب اس معاملہ کو انھیں دونوں میں رہنے دو، اس کے بعد انھوں نے احمد سے کوئی بات نہیں کہی۔

تیسرے دن خود امیر المومنین کی فوج خاصہ کو لڑنا پڑا ان کے ساتھ اہل مغرب اور ترک بھی تھے ایتاخ اس فوج کا منتظم تھا انھوں نے خوب ہی داد مردانگی دی اور لڑ کر فصیل کے شگاف کو اور وسیع کر دیا جنگ اسی طرح ہوتی رہی رومیوں کے ہزار ہا آدمی مجروح ہو گئے، معتصم کے عموریہ پر حملہ

کرنے کے وقت بادشاہ روم کے سپہ سالاروں نے شہر کی مدافعت کے لیے اس کے برج آپس میں بانٹ لیے تھے ایک سردار اور اس کی جمعیت کے تفویض کئی برج تھے جس مقام پر فصیل میں شگاف پڑا تھا وہ مقام وندوا نام جس کے معنی عربی میں ثور (بیل) کے ہیں ایک رومی سردار کے تفویض تھا اس نے اور اس کی فوج نے دن و رات نہایت بہادری اور جانفشانی سے اس مقام پر جنگ کی اور حملہ کا اصل دباؤ اس پر اور اس کی فوج پر ہی تھا نہ یاطس نے اور نہ کسی اور رومی سردار نے اس کی کسی قسم کی مدد کی وہ اکیلا لڑتا رہا جب رات ہو گئی وہ سردار رومیوں کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ جنگ کا سارا زور مجھ پر اور میری فوج پر پڑا ہے اب میرے پاس کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا جو زخمی نہ ہو چکا ہو لہذا تم اپنی فوجوں کو فصیل کے شگاف پر بھیجو تاکہ یہ کچھ دیر سنگ باری کریں اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب رسوا ہو جاؤ گے اور شہر ہاتھ سے نکل جائیگا مگر سب نے اسے صاف جواب دیدیا کہ ہم ایک آدمی بھی تمھاری امداد کو نہیں دیتے اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس کی فصیل تو سالم ہے اور ہم اس کے لیے تم سے مدد نہیں مانگتے لہذا تم جانو اور تمھارا کام ہم کچھ نہیں کرتے۔

اس کورے جواب پر اس نے اور اس کی جمعیت نے تہیہ کرلیا کہ وہ امیر المومنین معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی بچوں اور متعلقین کے لیے امان لے لے اور اس کے معاوضہ میں قلعہ کو مع تمام سامان نقد و جنس اور اسلحہ وغیرہ کے ان کے حوالے کردے' چنانچہ صبح کو اس نے اپنی فوج کو شگاف کے دونوں پہلوؤں پر کھڑا کیا اور خود وہاں سے نکل کر اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے ملنا چاہتا ہوں اور اپنی فوج کو ہدایت کردی کہ جب تک میں واپس نہ آجاؤں وہ نہ لڑیں وہ شہر سے نکل کر معتصم کی خدمت میں باریاب ہوا حملہ آور اس شگاف پر بڑھتے تھے رومیوں نے ان کی مدافعت نہیں کی بلکہ ہاتھ کے اشارے سے کہتے تھے کہ آگے نہ آؤ انھوں نے نہ مانا

اور اصل فصیل تک جا پہنچے اور اس وقت رومی سردار وندوا معتصم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا معتصم نے ایک گھوڑا اس کے لیے منگوایا اسے اس پر سوار کیا اور وہ خود آگے بڑھے یہاں تک کہ تمام فوج ان کے ہمراہ اس شگاف کے کنارے پہنچی عبدالوہاب بن علی معتصم کے آگے آگے تھا اس نے ہاتھ سے لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کا اشارہ کیا تمام فوج شہر میں در آئی وندوا نے مڑکر دیکھا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ مارا معتصم نے کہا کیوں اس نے کہا کہ میں تو آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا کہ آپ پہلے میری بات سنتے اور مجھے اس کا جواب دیتے مگر آپ نے میرے ساتھ بدعہدی کی معتصم نے کہا جو تم کہو میں اسے منظور کروں گا کہو کیا چاہتے ہو میں تمہارے کسی مطالبہ کی مخالفت نہیں کروں گا اس نے کہا جبکہ تمام فوج شہر میں داخل ہو گئی ہے اب میں کیا کہوں اور کس بات کی آپ مخالفت نہ کریں گے معتصم نے کہا لاؤ ہاتھ پر ہاتھ مارو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب بھی جو تم چاہو مجھے منظور ہے میں تمہارے ہر مطالبہ کو قبول کرتا ہوں کہو کیا چاہتے ہو یہ سنکر وہ معتصم کے خیمہ میں ٹھیر گیا۔

یاطس اپنے ہی برج میں موجود تھا اور رومیوں کی ایک جماعت اسکے پاس تھی اور انکی ایک جماعت ایک بڑے کنیسہ میں جو عموریہ کے ایک زاویہ میں واقع تھا جمع تھی انھوں نے حملہ آوروں کا نہایت سخت مقابلہ کیا اور خوب بہادری سے لڑے مسلمانوں نے اس کنیسہ میں آگ لگادی جس سے وہاں کے تمام لوگ جل مرے، اس اثناء میں یاطس اپنے برج میں رہا اس کی فوج والے اور دوسرے رومی اس کے گرد جمع تھے یہاں مسلمانوں کی تلواریں ان پر بری طرح پڑ رہی تھیں جس سے وہ مقتول و مجروح ہو رہے تھے اس وقت خود معتصم سوار ہو کر یہاں آئے اور یاطس کے مقابل آکر ٹھیر گئے جو اشناس کی فوج کے قریب مقیم تھا لوگوں نے یاطس کو پکارا کہ امیرالمومنین تشریف فرما ہیں رومیوں نے برج پر سے کہا کہ یہاں یاطس نہیں ہے حملہ آوروں نے کہا وہ یہیں ہے اس سے جاکر کہدو کہ امیرالمومنین یہاں تشریف رکھتے ہیں اس پر پھر رومیوں نے یہی کہا کہ یاطس یہاں نہیں ہے یہ سن کر معتصم غضبناک ہو کر

آگے بڑھے وہ آگے ہی بڑھے تھے کہ اب رومیوں نے شور مچایا کہ یاطس ہے یاطس ہے
یہ سن کر معتصم پھر اس جگہ پلٹ آئے اور برج کے گرد پہنچکر کھڑے ہوگئے پھر انہوں
نے ان نردبانوں کے لانے کا حکم دیا جو پہلے سے تیار رکھیں ایک سیڑھی
اٹھا کر لائی گئی اور وہ اسی برج پر رکھی گئی۔ حسن الرومی ابو سعید محمد بن یوسف
کا غلام اس پر چڑھا۔ یاطس نے اس سے باتیں کیں۔ حسن نے اس سے کہا کہ
یہ دیکھو امیر المومنین موجود ہیں تم ان کے حکم پر اپنے کو ان کے حوالے کر دو نیز
حسن نے سیڑھی سے اتر کر معتصم سے کہا کہ میں نے یاطس کو دیکھا اور اس سے
باتیں بھی کی ہیں معتصم نے اس سے کہا کہ جا کر کہو کہ وہ ہتھیار رکھدے، حسن
دوبارہ چڑھا۔ یاطس برج کے اندر سے تلوار لگائے برآمد ہوا معتصم اسے
دیکھ رہے تھے اب اس نے اپنی گردن سے تلوار نکال کر حسن کو دیدی اور
پھر خود وہاں سے اتر کر معتصم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا معتصم نے کوڑے کو
صرف اس کے سر پر اٹھایا اس کے بعد وہ اپنے خیمہ میں چلے آئے اور کہا
کہ اسے لے آؤ وہ تھوڑی دور تک پیدل چلا تھا کہ ان کا دوسرا آدمی اس
حکم کے ساتھ آیا کہ اسے سواری پر لایا جائے چنانچہ یاطس گھوڑے پر سوار
معتصم کے خیمہ میں آگیا۔

اس کے بعد دوسرے مجاہدین اپنے اپنے جنگی قیدیوں اور لونڈی
غلاموں کو لے کر ہر سمت سے چھاؤنی میں آنے لگے جس سے پوری چھاؤنی پر
ہوگئی معتصم نے بسیل مترجم کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کو شناخت کرے تاکہ جوان ہیں یا
ذی وجاہت اور شریف ہوں ان کو دوسرے رومیوں سے علیحدہ کر دیا جائے
بسیل نے اس حکم کی بجا آوری کی اور ان کو شناخت کر کے علیحدہ علیحدہ کر دیا
پھر ان کے حکم سے تمام مال و اسباب غنیمت ان کے سپہ سالاروں کے
سپرد کیا گیا اشناس، افشین، جعفر الخیاط اور ایتاخ کے سپرد وہ سامان کیا گیا
جو ان کی سمت سے برآمد ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ اسے نیلام کر دیں
احمد بن داؤد کی طرف سے ایک ایک شخص ان سب سپہ سالاروں کے
ساتھ اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ تمام سامان و اسباب کا شمار کرے پانچ روز میں

جس قدر فروخت ہوسکا وہ بیچدیا گیا باقی کو آگ لگادی گئی اس کے بعد معتصم وہاں سے سرزمین طرسوس کی طرف پلٹے۔

معتصم کے روانہ ہونے سے پہلے جو دن ایتاخ کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ اس روز وہ مال غنیمت کو فروخت کرے لوگ اس کے مقبوضہ غنیمت گاہ پر لوٹنے کے لیے چڑھ دوڑے یہی وہ دن بھی تھا جس دن کے لیے عجیف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم معتصم کو قتل کردیں گے اس ہنگامہ کو سنکر خود معتصم گھوڑا دوڑاتے ہوئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیے اس ہنگامے میں آئے لوگ ان کو دیکھ کر ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور انھوں نے اس غنیمت گاہ کو لوٹنے سے اپنے ہاتھ روک لیے اس بندوبست کے بعد معتصم اپنے خیمہ میں پلٹ آئے دوسرے دن انھوں نے حکم دیا کہ لونڈی غلاموں کو نیلام کردیا جائے اور صرف تین آوازیں ان پر کردی جائیں تین کے بعد جو اضافہ کرے وہ لے لے ورنہ بیع معلق رہے یہ حکم انھوں نے اس لیے دیا تھا کہ بیع میں سہولت اور عجلت ہو چنانچہ پانچویں دن اب اسی طرح سے بیع ہوئی لونڈی غلاموں پر پانچ پانچ اور دس دس کرکے بولی ہوتی تھی اور سامان اور اسباب کے بڑے بڑے انبار کو ایک دم نیلام کردیا جاتا تھا۔

عموریہ کا محاصرہ کرنے کے ابتدا ہی میں شاہ روم نے اپنا ایک نمائندہ ان کے پاس بھیجا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ ان کے پاس آئے انھوں نے اسے اس چشمۂ آب کے کنارے جہاں سے ان کی فوج پانی لیتی تھی اور جو عموریہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا ٹھیرا دیا تھا اور جب تک انھوں نے شہر فتح نہ کرلیا اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی اب عموریہ کی فتح کے بعد انھوں نے اسے واپس جانے کی اجازت دی وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا۔

معتصم وہاں سے اپنے سرحدی استحکامات کی طرف پلٹے ان کو اطلاع ملی تھی کہ بادشاہ روم ان کے تعاقب میں بڑھنا چاہتا ہے یا اس کا ارادہ ہے کہ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو وہ فوج کو دق کرے وہ شاہراہ عام پر صرف ایک منزل طے کر چکے تھے کہ پھر عموریہ پلٹ آئے اور دوسری فوجوں کو مراجعت

کا حکم دیا اور راب کی مرتبہ شاہراہ چھوڑ کر وادی الجور کے راستے سے واپس روانہ ہوئے انھوں نے تمام قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا تھا ان کا ایک ایک گروہ ایک ایک قائد کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ ان کی حفاظت کرتے رہیں سرداروں نے حفاظت کے لیے ان کو اپنے سپاہیوں کے سپرد کر دیا تھا جس راستے سے یہ تمام فوج واپس آنے لگی اس میں چالیس میل ایسے آئے جہاں پانی میسّر نہ تھا پیاس کی شدت سے اس علاقے میں جس قیدی نے پیادہ چلنے سے انکار کیا اس کی گردن ماردی گئی اس وادی الجور کے راستے میں یہ تمام فوج ایک ایسے صحرا میں پہنچی جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا آدمی اور جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہو کر راستے میں گر پڑے بلکہ بعض قیدیوں نے اپنے محافظ سپاہیوں کو قتل کر دیا اور بھاگ گئے معتصم اصل فوج سے کچھ آگے نکل آئے تھے وہ اپنی منزل سے پانی لے کر فوج کے پاس آگے بڑھ کر آئے بہت سے آدمی پیاس سے اس وادی میں ہلاک ہو گئے فوج نے آکر معتصم سے شکایت کی کہ ان قیدیوں نے بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا ہے معتصم نے بسیل الرومی کو حکم دیا کہ ان میں جو صاحب قدر و منزلت ہوں وہ علیحدہ کر دیے جائیں چنانچہ وہ علیحدہ کر لیے گئے باقیوں کو ان کے حکم سے پہاڑوں پر چڑھا کر کھڈوں میں ڈھکیل دیا گیا جس سے وہ سب کے سب جن کی تعداد چھ ہزار تھی ہلاک ہو گئے، ان کو دو جگہ قتل کیا گیا ایک وادی الجور میں اور ایک دوسرے مقام میں۔

یہاں سے چل کر معتصم اپنی سرحد کی طرف چلے اور طرسوس میں داخل ہو گئے یہاں ان کی چھاؤنی کے گرد چمڑے کے حوض لگائے گئے تھے جو پانی سے بھرے ہوئے تھے اور یہ انتظام اب ان کے عموریہ کی فرودگاہ تک کیا گیا تھا جہاں سے سپاہی آزادی سے سیر ہو کر پانی پی لیتے اور اب ان کو پانی کی تلاش میں کوئی دقت اور زحمت باقی نہ رہی تھی۔

اس سال ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ جمعرات کے دن افشین اور بادشاہ روم میں بڑی سخت لڑائی ہوئی تھی

معتصم نے ۱۶ رمضان جمعہ کے دن عموریہ پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ پچپن دن کے بعد اسے فتح کر کے واپس آئے۔ حسین بن الضحاک الباہلی نے اس موقع پر افشین کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا اور اس میں اس لڑائی کا ذکر کیا ہے جو اس کی بادشاہ روم سے ہوئی تھی۔ اس سال معتصم نے عباس بن مامون کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر لعنت بھیجی جایا کرے۔

معتصم کی عباس بن مامون پر ناراضی اور اس کی قید

اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلامی شہر زبطرہ کی بادشاہ روم کے ہاتھوں تباہی اور قتل و غارت کے بعد جب معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو رومی علاقے میں عمرو بن اریخا الفرغانی اور محمد کوتہ کے ہمراہ روانہ کیا تو اسے اخراجات جنگ کے صرف کرنے میں وہ آزادی نہ دی تھی جو افشین کو حاصل تھی نیز معتصم کو اس کے اپنے فرائض کی بجاآوری میں کوتاہی بھی نظر آئی اور انھوں نے اس کے افعال کو غیر اطمینان بخش محسوس کیا اس بات کی اطلاع عجیف کو بھی ہو گئی کہ امیر المومنین اس کی طرف سے اب حسن ظن نہیں رکھتے اس لیے اس نے عباس کو خوب بُرا بھلا کہا اور اس بات پر ملامت کی کہ کیوں اس نے مامون کی وفات کے وقت ابو اسحٰق کی بیعت کی اور اس بات پر جرائت و ہمت دلائی کہ وہ اپنے کیے کی تلافی کرے عباس نے یہ بات مان لی اور ایک شخص حارث السمرقندی کو جو عبید اللہ بن الوضاح کے قرابتداروں میں تھا اور جس سے عباس مانوس تھا اس نے اس کام کے لیے اپنے ساتھ کیا یہ شخص بڑا ادیب، فرزانہ اور با اخلاق اور متواضع تھا عباس نے اس کو

امرائے فوج کے پاس نامہ وپیام بری کے لیے اپنا قاصد بنایا یہ چھاؤنی میں گشت لگاتا تھا رفتہ رفتہ امرا کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی اور اس کے خاص خاص لوگوں نے اس کی بیعت کرلی عباس نے معتصم کے تمام سرداروں کو ایک ایک کرکے اپنے ان بیعت کرنے والے دوستوں سے نامزد کردیا اور سپرد کردیا اور ہدایت کردی کہ جب میں حکم دوں تم فوراً اپنے اپنے آدمی کو اچانک قتل کردینا ان سب نے اس کا عہد کرلیا اور اب بیعت اس طرح لی جاتی کہ بیعت کرنے والے سے یہ اقرار لیا جاتا کہ تم فلاں کو قتل کروگے جب وہ اس کا اقرار کرلیتا تو بیعت کرتا معتصم کے خاص مصاحبین میں سے جس نے عباس کی بیعت کی تھی اس نے اسی کو معتصم کے قتل کا کفیل بنایا اسی طرح افشین کے خاص لوگوں میں سے جس نے عباس کی بیعت کی عباس نے اسی کو افشین کے قتل کا ذمہ دیا اور اشناس کے ترکوں میں سے جنھوں نے اس کی بیعت کی عباس نے اشناس کے قتل کو انھیں کے سپرد کردیا۔ ان سب نے اپنے مفوضہ کام کا اقرار کرلیا۔

جب تمام فوج انقرہ اور عموریہ آنے کے ارادے سے درّے میں داخل ہوئی اور افشین ملطیہ کی سمت سے بلاد روم میں داخل ہوا عجیف نے اس موقع پر عباس کو معتصم پر اچانک حملہ کرکے قتل کردینے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اس وقت بہت تھوڑی فوج اس کے ساتھ ہے دوسری تمام فوجیں اس سے دور جا پڑی ہیں یہاں اس کا کام تمام کرکے بغداد پلٹ چلو جہاد سے بچ کر اس واپسی کو تمام فوج خوشی سے قبول کرے گی عباس نے نہ مانا اور کہا کہ میں اس جہاد میں فساد نہیں پیدا کرنا چاہتا سب لوگ رومی علاقے میں در آئے عموریہ فتح ہوگیا عجیف نے عباس سے اب پھر کہا کب تک پڑے سوتے رہوگے عموریہ فتح ہوچکا ہے اور اب معتصم کا قتل کرنا آسان ہے ایک جماعت کو چپکے سے سمجھا دو کہ وہ اس مال غنیمت کے انبار کو لوٹنے لگیں معتصم اس ہنگامہ کی خبر پاتے ہی فوراً یہاں آئیں گے اسی وقت تم ان کو قتل کرادینا۔ عباس نے اسے بھی نہ مانا اور کہا کہ پھر درّے کا موقع آنے دو

جب وہ وہاں نہ پھر حسب سابق تنہا رہ جائیں گے اس وقت ان کا قتل کر دینا
یہاں سے سہل تر ہوگا، مگر خود عجیف نے کچھ لوگ سامان کے انبار کو لوٹنے
کے لیے متعین کر دئے تھے ایتاخ کی چھاؤنی کا کچھ سامان لٹا معتصم گھوڑا دوڑاتے
ہوئے وہاں آئے ان کو دیکھ کر سب لوگ ٹھنڈے پڑ گئے جن لوگوں کو ان پر
قاتلانہ حملہ کے لیے تیار کیا گیا تھا عباس نے ان کو ان پر ہاتھ چھوڑنے کی
اجازت نہ دی اس لیے انھوں نے کوئی حرکت نہیں کی اور اس بات کو
نامناسب سمجھا کہ عباس کے حکم کے بغیر کچھ کر گزریں،

عمرو الفرغانی کو آج کے واقعہ کی اطلاع ملی اس کا ایک کم سن نوجوان
عزیز معتصم کے ملازمین خاص میں تھا وہ اس کے بیٹوں کے پاس آکر اس
رات میخواری کرنے لگا اور ان سے کہا کہ آج امیر المومنین بڑی ضرورت سے
جلد سوار ہو کر برآمد ہوئے ہیں ان کے آگے آگے دوڑتا ہوا چلا وہ بہت
ناراض تھے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ تلوار نیام سے باہر نکال لوں اور جو سامنے
آئے اسے قتل کر دوں، عمرو نے اس نوجوان کی یہ گفتگو سن پائی اور اس ڈر سے کہ کہیں
مفت میں نہ مارا جائے اس نے کہا اے میرے بچے تم احمق ہو تم رات میں
امیر المومنین کے پاس نہ رہو اس سے اپنے کو علیحدہ کر لو اور اپنے ہی خیمہ میں
شب باش ہوا کرو اور اگر تم کو کبھی پھر آج کا سا شور و غوغا سنائی دے تم چپ چاپ
اپنے خیمہ میں بیٹھے رہنا تم ابھی بالکل ناسمجھ نوجوان ہو تم کو اب تک فوجی
نقل و حرکت کا حال معلوم نہیں، وہ نوجوان عمرو کی بات کو اچھی طرح
سمجھ گیا۔

معتصم عموریہ سے اپنی سرحد کی طرف پلٹے، افشین نے ابن الاقطع کو
معتصم کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ فلاں موضع پر
غارتگری کر کے تم پھر مجھ سے اثنائے راہ میں آملو وہ اپنی مہم پر چل دیا۔ معتصم
چلتے چلتے ایک مقام پر آئے جہاں وہ ذرا دم لینے کے لیے ٹھیر گئے اور اس لیے
بھی کہ تمام فوج درے کے دشوار گزار حصے سے نکل آئے ٹھیرے ابن الاقطع بھیڑ بکریاں
لوٹ کر پھر افشین کے ساتھ آملا۔ معتصم کی فرودگاہ علیحدہ تھی اور افشین کی علیحدہ

اور دونوں کے درمیان دو میل یا کچھ زیادہ کی مسافت تھی، اشناس بیمار ہو گیا معتصم صبح کی نماز کے وقت خود اس کی عیادت کو اس کے خیمہ آئے اور اسکی مزاج پرسی کی اب تک افشین ان سے آکر نہ مل سکا تھا۔ یہ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں وہ آتا ہوا ملا انھوں نے کہا کیا ابو جعفر کی عیادت کو جاتے ہو؟ معتصم جب اشناس کی عیادت کر کے واپس آئے تو عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل افشین کی فرودگاہ کی طرف چلے تاکہ ابن الاقطع کی غنیمت میں لائی ہوئی لونڈیوں کو دیکھیں اور جو پسند آئے خریدیں یہ دونوں افشین کی فرودگاہ کی طرف جا رہے تھے افشین اشناس کی عیادت کے لیے جا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ دونوں گھوڑوں سے اتر پڑے اور سلام کیا اشناس کے حاجب نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا افشین اشناس کے پاس ہو کر چلا گیا وہ دونوں سیدھے اس کی فرودگاہ کو ہو لیے مگر چونکہ اب تک لونڈیاں باہر نہیں لائی گئی تھیں اس لیے وہ دونوں ایک طرف کو کھڑے ہو گئے کہ جب ان کا نیلام شروع ہوگا تو جو پسند آئے گی خریدیں گے اشناس کے حاجب نے اس سے جا کر کہا کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل دونوں کا افشین سے آمنا سامنا ہوا وہ اس کی فرودگاہ کو جا رہے تھے مگر اسے دیکھ کر تعظیماً گھوڑوں سے اترے اور سلام کر کے پھر اپنی راہ چلے گئے، اشناس نے محمد بن سعید السعدی کو بلا کر حکم دیا کہ تم افشین کے لشکر جاؤ اور دیکھو کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل کہاں ہیں کس کے پاس مقیم ہیں اور کیوں گئے ہیں اس نے دیکھا کہ وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہوئے ہیں اس نے پوچھا آپ یہاں کیوں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم ابن الاقطع کی لائی ہوئی باندیوں کی خریداری کے انتظار میں ٹھیرے ہوئے ہیں اس نے کہا کسی اور شخص کو اس کام پر مقرر کر دیجے کہ وہ آپ کے لیے خریدے انھوں نے کہا نہیں ہم چاہتے ہیں کہ خود دیکھ کر پسند کر کے خریدیں، محمد بن سعید نے واپس آکر اشناس سے یہ بات کہی اس نے اپنے حاجب سے کہا کہ ان سے جا کر کہدو کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرنے سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے لشکر میں رہو حاجب نے جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دی جسے سنکر وہ رنجیدہ ہوئے اور دونوں نے یہ تصفیہ کیا کہ

صاحب الخبر کے پاس چل کر درخواست کریں کہ وہ ان کو اشناس کی ماتحتی سے نکال دے چنانچہ انھوں نے اس سے جاکر کہا کہ ہم امیر المومنین کے غلام جاں نثار ہیں وہ ہمیں کسی دوسرے کے ماتحت کردیں' اس شخص نے ہماری اہانت کی اور ہمیں گالیاں دیں اور دھمکی دی ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر اقدام کرے گا ہماری درخواست ہے کہ امیر المومنین دوسرے جس شخص کو پسند کریں ہمیں اس کے ماتحت کردیں صاحب الخبر نے اسی دن یہ اطلاع معتصم کو دی نماز صبح کا وقت کوچ کا متعین تھا اور قاعدہ یہ تھا کہ جب تمام فوج چلتی تو مختلف فوجیں اپنے اپنے دور میں بڑھتیں مگر اشناس' افشین اور دوسرے سپہ سالار خود تو امیر المومنین کی فوج میں ہوتے اور ان کے نائب ان کی توجوں کی قیادت کرتے افشین میسرہ اور اشناس میمنہ میں ہوتا جب اشناس آج امیر المومنین کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ عمر الفرغانی اور احمد بن خلیل کو ذرا ٹھیک کرو وہ پاگل ہوگئے ہیں اشناس دوڑتا ہوا اپنی فرودگاہ میں آیا اور اس نے ان دونوں کو دریافت کیا عمرو تو ملا مگر ابن الخلیل میسرہ کے ساتھ رومیوں سے آگے نکل جانے کے لیے جاچکا تھا' لوگ عمرو کو اس کے پاس لائے اس نے کوڑا منگوایا عمرو بہت دیر تک ننگا کھڑا رہا کوئی کوڑا ہی لاکر نہیں دیتا آخر اس کے چچا نے بڑھ کر اشناس سے اس کی سفارش کی اس کا چچا اعجمی تھا اس وقت تک عمرو کھڑا ہوا تھا اس کی سفارش پر اشناس نے حکم دیا کہ اسے لادلیا جائے اور ایک کرتا پہنا دیا جائے ایک خچر پر قبہ میں اسے سوار کیا گیا اور لشکر کی طرف نے چلے اتنے میں احمد بن الخلیل بھی گھوڑا دوڑاتا ہوا آپہنچا اشناس نے حکم دیا کہ اسے بھی عمرو کے ساتھ قید کردو اسے بھی گھوڑے سے اتار کر خچر پر عمرو کے مقابل بٹھادیا گیا اور دونوں کو محمد بن سعید السعدی کی حفاظت میں دیدیا گیا یہ ان کے لیے میدان میں لشکر سے الگ تھلگ ڈیرہ لگادیتا اور وہاں ایک حجرہ بنادیتا دسترخوان لگادیتا گدے بچھاتا اور پانی کا حوض بنادیتا اور ان کا اپنا سارا سامان اور غلام خود اصل چھاؤنی میں رہے ان میں سے کسی چیز کو چھیڑا نہیں گیا اسی حالت میں وہ جبل الصفصاف آئے اشناس ساقہ میں تھا اور بغا معتصم کے ساتھ میں تھا صفصاف آکر اس نوجوان فرغانی کو جو عمرو کا

رشتہ دار تھا عمرو کے قید کئے جانے کی خبر ہوئی اس نے معتصم سے وہ گفتگو دہرائی جو اس رات کو
جب یہ اس کے ہاں گیا تھا اس کی عمرو سے ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ
اگر تجھے کوئی شور و غوغا سنائی دے تو اپنے خیمہ میں چپ بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا
یہ سنکر معتصم نے بغا سے کہا کہ کل صبح کو تم اس وقت تک کوچ نہ کرنا جبتک
کہ اشناس یہاں نہ آجائے اور اس سے عمرو کو لیکر میرے پاس پیش کرنا یہ حکم
صفصاف میں دیا گیا حسبہ بغا کوچ کے لیے تیار اپنے نشان لیے اشناس
کے انتظار میں ٹھیرا رہا محمد بن سعید جس کے ہمراہ عمرو اور احمد بن الخلیل تھے
آگیا بغا نے اشناس سے کہا کہ امیرالمومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی وقت
عمرو کو لیکر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، وہ خچر سے اتار لیا گیا اور
احمد بن الخلیل کے مقابل دوسری طرف ایک اور شخص قبہ میں بٹھا دیا گیا،
بغا عمرو کو معتصم کے پاس لے چلا احمد بن الخلیل نے اپنے ایک غلام کو عمرو
کے پاس بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اس نے واپس آکر
احمد سے بیان کیا کہ عمرو کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا تھوڑی دیر تک وہ
ان کے روبرو کھڑا رہا پھر اسے ایتاخ کے سپرد کیا گیا اس کے آنے کے بعد
امیرالمومنین نے اس گفتگو کو جو اس کی اس کے نوجوان رشتہ دار سے ہوئی تھی
دریافت کیا اس نے انکار کیا اور کہا کہ وہ نشہ میں بالکل ہوشیار تھا
اس لیے وہ میری بات نہیں سمجھا اور میں نے کبھی وہ بات نہیں کہی جو
اس نے مجھ سے منسوب کی ہے اس پر انھوں نے اسے ایتاخ کے
سپرد کر دیا۔

آتے آتے معتصم بدندون کی دشوار گزار گھاٹیوں کے منہ پر آئے
تین دن تک اشناس چونکہ ساقہ پر تھا بدندون کی گھاٹی میں اس لیے
ٹھیرا کہ امیرالمومنین کی تمام فوجیں ان تنگ مقامات سے بحفاظت
گزر آئیں احمد بن الخلیل نے اشناس کو ایک پرچہ لکھا کہ مجھے امیرالمومنین
کی خیر خواہی کی ایک بات معلوم ہے، اشناس اب تک بدندون کی
تنگ گھاٹیوں میں ٹھیرا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے احمد بن الخصیب

اور ابو سعید محمد بن یوسف کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس بات کو اس سے پوچھیں مگر اس نے ان کو بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا ان دونوں نے اشناس سے آکر یہ بات کہدی اس نے ان کو پھر اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ جاکر کہدو کہ امیر المومنین کی جان کی قسم ہے اگر تم مجھ سے وہ بات بیان نہ کرو گے تو میں اس قدر کوڑوں سے پٹواؤنگا کہ تم مرجاؤ انھوں نے پھر احمد بن الخلیل سے آکر یہ پیام سنایا اب اس نے ان سے معتصم کے خلاف سازش کی پوری کیفیت بیان کر دی، عباس کی شرکت اور حارث السمرقندی کی کارروائی تفصیل سے کہدی، انھوں نے اشناس سے آکر سارا واقعہ بیان کیا اشناس نے لوہار طلب کئے فوج کے لوہار حاضر ہوئے اس نے ان کو لوہا دیا اور کہا کہ تم ابھی ایک بیڑی احمد بن الخلیل کی بیڑی کے مماثل اس میں سے بنادو انھوں نے وہ تیار کر دی رات کے وقت اشناس کا حاجب محمد بن سعید السعدی کے ساتھ احمد بن الخلیل کے پاس شب بسر کرتا تھا اس رات کو جب عشا کا وقت ہوا حاجب حارث السمرقندی کے خیمہ میں گیا اور اسے وہاں سے لے کر اشناس کے پاس لایا اشناس نے اسے اسی وقت مقید کر کے حاجب کو حکم دیا کہ اسے ابھی امیر المومنین کے پاس لے جاؤ حاجب نے حسبہ بجا آوری کی دوسرے دن نماز صبح کے وقت اشناس اپنے مقام سے روانہ ہو کر معتصم کی فرودگاہ آیا یہاں اسے حارث معتصم کے ایک آدمی کے ہمراہ خلعت پہنے ملا اشناس نے پوچھا یہ کیا ہوا۔ اس نے کہا جو بیڑی میرے پاؤں میں ڈالی گئی تھی وہ اب عباس کے ڈالدی گئی، واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب وہ معتصم کے پاس آیا انھوں نے اس سے اصل واقعہ دریافت کیا اس نے صاف صاف اقرار کر لیا کہ بے شک میں عباس کا مخبر خاص تھا نیز اس نے تمام کارروائی من وعن بیان کر دی اور جن امرا نے اس سازش میں شرکت کی تھی ان سب کے نام ظاہر کر دیئے معتصم نے اسے نہ صرف رہا کر دیا بلکہ خلعت سے بھی سرفراز کیا اسی کیساتھ چونکہ حارث نے اس قدر کثرت سے امرا اور سرداروں کو اس سازش میں ملوث بتایا تھا کہ معتصم انکے نام اور کثرت تعداد

ہی سے معتصم کو انکی شرکت کا یقین نہیں آیا وہ عباس کے معاملہ میں متحیر ہو گئے کہ کیا کریں قردے
سے روانہ ہوتے ہوئے انھوں نے عباس کو بلایا اسے قید سے آزاد کیا اسے ممنون کیا اور اشارتاً
جتا دیا کہ میں نے تمھاری خطا معاف کردی ہے نیز انھوں نے اسی کے ساتھ کھانا
تناول کیا اور اسی کے خیمہ میں بھیجدیا رات کو پھر بلایا اور نبیذ پینے میں شریک
کیا اور اس قدر پلادی کہ وہ بالکل بے ہوش ہو گیا اور اب اسے قسم دی کہ
وہ اپنی اس سازش کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے عباس نے پورا واقعہ بیان
کر دیا اور ان تمام لوگوں کے نام بتا دیے جنھوں نے اس معاملہ میں تگ و دو
کی تھی اور یہ بھی بتا دیا کس وجہ سے ان میں سے فرداً فرداً ہر شخص اس سازش
میں شریک ہوا تھا، معتصم نے اس کے بیان کو قلمبند کر کے محفوظ کر لیا اسکے بعد
انھوں نے حارث السمرقندی کو طلب کر کے اس سے اس سازش کے اسباب پوچھے
اس نے وہی بیان کیا جو عباس نے کہا تھا اس کے بعد انھوں نے پھر
عباس کو قید کر دینے کا حکم دیا اور حارث سے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ تیری
زبان سے کوئی جھوٹ بات نکلے اور پھر میں اس کی پاداش میں تجھے
قتل کر دوں مگر تو صاف بچ گیا اس نے کہا جناب والا میں کبھی جھوٹ
نہیں بولتا، معتصم نے عباس کو افشین کے سپرد کر دیا۔

اب معتصم نے ان سرداروں کا تعاقب شروع کیا جو اس سازش
میں شریک تھے اور سب کو پکڑ لیا، احمد بن الخلیل کے متعلق حکم دیا کہ اسے
ننگی پیٹ بغیر زین کے خچر پر سوار کیا جائے اور جب مقام ہو اسے
بغیر سایہ کے دھوپ میں ڈالدیا جایا کرے اور روزانہ صرف ایک روٹی
دی جائے۔ اور سرداروں کے ساتھ عجیف بن عنبسہ بھی گرفتار ہوا یہ انکے ساتھ
ایتاخ کے حوالے ہوا اور ابن الخلیل اشناس کے حوالے ہوا عجیف اور
اس کے ساتھ تمام دوسرے قیدی اثنائے سفر میں بغیر گدے اور نمدے کی
زین کے خچروں پر لاد دیئے جاتے تھے، شاہ بن سہل اور یہی راس بن الراس ہے
جو خراسان کے قریۂ سجستان کا رہنے والا تھا گرفتار کر کے معتصم کی جناب میں
پیش ہوا اس وقت عباس وہاں موجود تھا معتصم نے اس سے کہا اے

فاحشہ زادے میں نے تیرے ساتھ احسان اور نیکی کی مگر تو نے اس کا شکر ادا نہیں کیا اس نے کہا اس عباس نے اگر مجھے اجازت دیدی ہوتی تو آج تجھے یہ موقع نہ ملتا کہ اس طرح دربار میں بیٹھکر مجھے فاحشہ زادے کہتا معتصم نے اس کے قتل کا حکم دیدیا اس کی گردن ماردی گئی اس سازش میں سب سے پہلے یہی سردار قتل ہوا حالانکہ اس کے ساتھ اس کی جمعیت والے موجود تھے۔

معتصم نے عجیف کو ایتاخ کے حوالے کردیا تھا اس نے عجیف کو خوب بیڑیاں پہنا کر بغیر گدے کی محمل میں خچر پر سوار کرلیا۔ عباس افشین کے ہاتھ میں تھا جب معتصم منبج آئے اس نے بھوکا ہونے کی وجہ سے کھانا مانگا بہت سا کھانا اس کے سامنے رکھا گیا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھایا مگر جب اس نے پانی مانگا تو اس سے انکار کردیا گیا اور اسے موٹے کمبل میں لپیٹ دیا اور اسی طرح دم گھٹ جانے سے منبج ہی میں وہ ہلاک ہو گیا اس کے کسی بھائی نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔

عمرو الفرغانی کا یہ حشر ہوا کہ جب معتصم لقیبین کے ایک باغ میں فروکش ہوئے انھوں نے باغ والے کو بلا کر ہاتھ کے اشارے ایک مقام پر قد آدم گڈھا کھودنے کا حکم دیا اس نے کھودنا شروع کردیا اس کے بعد انھوں نے عمرو کو بلایا وہ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کئی قدح نبیذ پی چکے تھے نہ انھوں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ عمرو نے کوئی لفظ زبان سے کہا جب یہ انکے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا انھوں نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کردیا جائے اسے برہنہ کیا گیا ترک اسے کوڑے مارنے لگے وہ گڈھا اس اثناء میں کھد رہا تھا مکمل ہونے کے بعد باغ والے نے معتصم کو اس کی اطلاع کی اب انھوں نے حکم دیا کہ اس کے منہ اور بدن پر ڈنڈے مارے جائیں اتنے ڈنڈے لگے کہ وہ گر پڑا پھر حکم دیا کہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لیجاؤ اور گڈھے میں ڈالدو آج اس تمام واقعہ کے اثنا میں عمرو نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا وہ مر گیا اور اس گڈھے میں ڈال کر اسے توپ دیا گیا۔

عجیف کا یہ حشر ہوا کہ وہ بلد سے کچھ ہی اوپر مقام باعینا تا پہنچنے پایا تھا کہ

اپنی محل ہی میں مرگیا اسے تھانیدار کے پاس پٹک دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اسے دفنا کر دے اس نے ایک ویرانے کی دیوار کے پہلو میں اسے ڈال دیا اور پھر اسے قبر میں دفن کر دیا گیا۔

علی بن حسین الزیدانی کہتا ہے کہ عجیف محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس قید تھا معتصم نے اسے دریافت کیا اور کہا کہ اب تک وہ زندہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین آج اس کا خاتمہ ہے وہ اس کے خیمہ میں آیا اور پوچھا ابو صالح کس چیز کی خواہش ہے اس نے کہا اسفید باج اور حلوائی فالوذج محمد نے حکم دیا کہ یہ دونوں چیزیں تیار کر دی جائیں عجیف نے ان کو کھایا اور پانی مانگا مگر پانی اسے نہ دیا گیا اس کا پیٹ پھول گیا وہ پانی مانگتا ہی رہا آخر اسی حالت میں مرگیا اور باعیناثا میں دفن کر دیا گیا۔

ترکی کا جسے عباس نے اشناس کے قتل کا ضامن بنایا تھا یہ حشر ہوا کہ چونکہ اشناس اسکی بہت عزت کرتا تھا اور وہ اس کا ایسا ندیم خاص تھا کہ دن اور رات کسی وقت اس کے لیے روک ٹوک نہ تھی معتصم کے حکم سے اشناس نے اسے اپنے ہی پاس قید کر کے اسے ایک کوٹھری میں دروازہ تیغہ کر کے بند کر دیا روزانہ ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اوپر سے اسے دیدیا جاتا تھا اسی قید کے اثناء میں اس کا بیٹا ایک دن وہاں آیا اور ترکی نے اس سے دیوار کے پیچھے سے کہا کہ اگر تو مجھے ایک چھری لا کر دے سکے تو میں اس قید سے رہائی پاسکوں گا اس کے بیٹے نے اس کام سے اسے باز رکھنے کے لیئے بہت خوشامد کی مگر اس نے نہ مانا اس کے بیٹے نے ایک چھری اسے پہنچا دی جس سے اس نے خودکشی کرلی۔

سندی بن بختاشہ کو معتصم نے اس کے باپ بختاشہ کی وفاداری اور جاں نثاری کی وجہ سے معاف کردیا کیونکہ بختاشہ نے عباس کی سازش میں قطعی شرکت نہیں کی تھی اس لیے معتصم کہنے لگے کہ اس کے بیٹے کی وجہ سے اسے کیوں تکلیف دی جائے لہذا انھوں نے اسے رہا کر دیا۔

احمد بن الخلیل کو اشناس نے محمد بن سعید السعدی کے سپرد کیا تھا

اس نے سامرا کے جزیرہ میں اس کے لیے ایک گڑھا کھدوایا تھا ایک دن معتصم نے اسے دریافت کیا اشناس نے کہا وہ محمد بن سعید کے پاس ہے اس نے اسے ایک کنوئیں میں بند کر رکھا ہے اور اس کے منہ پر صرف اس قدر سوراخ باقی رکھا گیا ہے کہ اس میں سے اسے روٹی اور پانی دیا جایا کرے، معتصم کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے وہ موٹا ہو گیا ہے اشناس نے محمد بن سعید کو اس کی اطلاع کی محمد نے حکم دیا کہ اس کنوئیں میں اس پر اس قدر پانی ڈالا جائے جس سے وہ مر جائے اور کنواں بھر جائے، پانی ڈالا جانے لگا مگر جتنا پانی پڑتا ریت اسے جذب کر لیتی جس سے نہ وہ غرق ہوا اور نہ کنواں پر ہوا اشناس نے حکم دیا کہ اسے غطریف الخجندی کے سپرد کر دیا جائے وہ اس کے حوالے ہوا اور چند روز زندہ رہکر مر گیا۔

ہرثمہ بن نصر الختلی والی مراغہ کے متعلق جسے عباس نے اپنا شریک بتایا تھا معتصم نے حکم دیا تھا کہ اسے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر حاضر کیا جائے مگر افشین نے اس کی سفارش کر کے ان سے اس کے لیے معافی حاصل کر لی اور اسے لکھا کہ امیر المومنین نے تم کو میرے لیے بخش دیا ہے جہاں تم کو میرا یہ خط ملے وہاں کی ولایت تم کو عطا کی ہے یہ خط عشا کے وقت اسے دینور میں ملا وہ اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا کسی سرائے میں پڑا تھا رات کی تاریکی میں اسے خط ملا اور صبح کو وہ دینور کا والی ہوا۔

باقی اور فراغنہ، تدک اور دوسرے سردار جن کے نام یاد نہیں سب کے سب قتل کر دیے گئے، معتصم صحیح و سالم نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ سامرا آ گئے اور اسی روز عباس کو لعین خطاب دیا گیا مامون کے وہ بیٹے جو سندس سے تھے ایتاخ کے حوالے کئے گئے اس نے ان کو اپنے مکان کے سرداب میں قید کر دیا اس کے بعد وہ مر گئے۔

اس سال کے ماہ شوال میں اسحٰق بن ابراہیم اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے زخمی ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مازیار بن قارن بن وندا ہرمز نے طبرستان میں معتصم کے خلاف بغاوت برپا کردی اور دامن کوہ کے باشندوں اور وہاں کے شہریوں سے جنگ کی۔

مازیار بن قارن کی معتصم سے بغاوت کے اسباب اور واقعات

اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ مازیار آل طاہر سے نفرت کرتا تھا اور ان کو خراج لاکر نہیں دیتا تھا معتصم اسے لکھتے بھی تھے کہ تم عبداللہ بن طاہر کو خراج لے جاکر دو مگر وہ کہتا تھا کہ میں اس کے پاس لے کر نہیں جاتا امیر المومنین کو دینے کے لیئے تیار ہوں چنانچہ جب وہ زر خراج ان کو بھیجتا اور وہ مال ہمدان آجاتا معتصم اس کی وصول یابی کے لیے کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیتے اور وہ ان سے وصول کر کے پھر عبداللہ بن طاہر کے آدمی کو دیدیتا جو اسے خراسان بھیجدیتا ہر سال یہی ہوتا رہا جس کی وجہ سے آل طاہر کے اور اس کے تعلقات نہایت ہی خراب ہو گئے افشین کبھی کبھی معتصم کی زبان سے ایسے الفاظ سنا کرتا جس سے یہ پتہ چلتا کہ وہ آل طاہر کو برطرف کرنا چاہتے ہیں، جب اس نے بابک کو شکست دیکر اسے پکڑ لیا تو

اب اس کی وقعت و منزلت معتصم کے ہاں اس قدر بڑھ گئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی آرزو پیدا ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مازیار اور آل طاہر کے تعلقات کشیدہ ہیں اس سے اس نے یہ توقع کی کہ شاید اسی وجہ سے عبداللہ بن طاہر برطرف کیا جائے افشین نے خوشامد اور لطف آمیز خط مازیار کو لکھے اور ان میں اپنی مودت جتائی اور لکھا کہ مجھ سے خراسان کی ولایت کا وعدہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے اب مازیار نے عبداللہ بن طاہر کو خراج ارسال کرنا بھی ترک کر دیا اس نے معتصم کو متواتر کئی خط مازیار کی شکایت میں لکھے جس سے معتصم بہت ہی پریشان ہوئے اور مازیار پر بگڑے اب مازیار نے علانیہ بغاوت ہی کر دی خراج روک لیا طبرستان کے تمام کوہستان اور اس کے اطراف کے سارے علاقہ پر اپنا انتظام قائم کر دیا ان تمام واقعات سے افشین دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور اپنے والی خراسان مقرر ہونے کی آرزو کر رہا تھا معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو مازیار سے لڑنے کا حکم دیا اور افشین نے مازیار کو عبداللہ سے لڑنے کی ہدایت لکھی اور وعدہ کیا کہ معتصم کے ہاں تمام معاملہ کو میں سنبھال لوں گا تم کچھ فکر نہ کرو مازیار نے بھی اس پر اپنی آمادگی اسے لکھ بھیجی جس سے اب افشین کو یقین تھا کہ وہ ضرور عبداللہ کا مقابلہ کرے گا اور پھر مجبوراً معتصم کو اسے یا کسی دوسرے کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا پڑ جائے گا۔

محمد بن حفص الثقفی الطبری بیان کرتا ہے کہ جب مازیار نے حکومت سے بغاوت کا عزم کر لیا اس نے تمام لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے طلب کیا لوگوں نے باکراہ بیعت کی اس نے نیک چلنی کے لیے ان سے یرغمال لئے اور اُن کو اصبہذ کے برج میں مقید کر دیا اور کاشتکاروں کو حکم دیا کہ تم زمینداروں کو قتل کر کے ان کی تمام املاک پر قبضہ کر لو، اس نے بابک سے بھی مراسلت کی اور اسے مقابلہ پر جمے رہنے کی ترغیب دی اور امداد کا وعدہ کیا۔ جب معتصم بابک کے قضیہ سے فارغ ہوئے لوگوں نے مشہور کیا کہ وہ قرماسین جا کر افشین کو مازیار سے لڑنے کے لیے روانہ کر رہے ہیں مازیار کو ان افواہوں کی اطلاع

ہوئی اس نے جدید بندوبست کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ استمراری کاشتکاروں کے علاوہ اور سب پر تیس فی صدی لگان بڑھا دیا جائے لہٰذا جو اس شرح سے کم ادا کرتے تھے اُن پر اضافہ کر دیا گیا مگر جو پہلے سے زیادہ ادا کرتے تھے ان کے ساتھ کمی نہیں کی گئی، اس کے بعد اس نے اپنے عامل خراج شاذان بن الفضل کو یہ خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتواتر معلوم ہوا ہے کہ خراسان اور اور طبرستان کے جاہل ہمارے متعلق جھوٹی افواہیں مشہور کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے بھی خبریں بنا کر ان کو شہرت دیتے ہیں اور منتظر ہیں کہ ہماری حکومت ختم ہو اور ہمارا انتظام بگڑے وہ لوگ فتنہ و فساد کی توقع اور ہماری حالت کے بڑے انقلاب کے لیے ہمارے دشمنوں سے مراسلت کر رہے ہیں اس طرح وہ ہماری نعمتوں کے منکر ہیں اور اس امن وسلامتی اور دولت و فراغت کی کچھ بھی قدر نہیں کرتے جو اللہ نے ہماری حکومت کی بدولت ان کو دے رکھی ہے، جو سردار یا شرف کرتے جاتا ہے یا جو چھوٹا بڑا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اس کے آتے ہی یہ لوگ عجیب وغریب خبریں اڑاتے ہیں اور اس کی طرف اپنی گردنیں اٹھاتے ہیں انھوں نے فتنہ برپا کرنے کی بہت کوشش کی مگر اللہ نے بار بار ان کی بری نیتوں اور امیدوں کو ملیا میٹ کر دیا مگر پھر بھی ان سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک مثال سے آئندہ کے لیے سبق لیں اور اللہ سے ڈر کر اور خود اس کے عواقب کے خوف سے آئندہ کے لیے احتراز کریں ہم ان سب باتوں کو طرح دیتے ہیں اور اس کے تلخ جرعے محض اس لیے پیتے جاتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ عام خونریزی کی جائے بلکہ چاہتے ہیں کہ سب ہی صحیح وسالم امن و امان سے رہیں مگر ہماری اس مروت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے اس برے طرز عمل پر زیادہ مصر ہیں اور ہم نے ان کی تادیب سے اب تک جو احتراز کیا اس سے وہ اور زیادہ آمادہ فساد ہو گئے اگر ہم ان کی سہولت اور آسانی کی خاطر تحصیل لگان میں تاخیر کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص معزول ہو گیا ہے

اور اگر تحصیل میں مستعدی کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ خراج وصول کر رہا ہے غرضکہ سختی و نرمی کسی بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا اب ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف اپنے معاملات رجوع کرتے ہیں اسی لیے ہم نے آمل اور رویان کے تعہد داروں کو لکھوا دیا ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے خراج کی تشخیص کر کے ختم ماہ تیر تک بیباق کر دیں تم بھی اس بات کو سمجھ لو اور اپنے ہاں کی تمام و کمال مالگزاری اس مدت میں وصول کر لو ختم تیر تک ایک درہم بقایا نہ رہنے پائے اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی تو ہم تم کو سولی کی سزا دیں گے لہذا اپنی جان کے خیال سے تم نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دو اور اسی کے مطابق تم خود عباس کو بھی خط لکھ دو، اس کی بجا آوری میں مشکلات پیش کرنے سے احتراز کرنا، اس حکم کی بجا آوری میں تمھاری مستعدی اور عجلت کا جو اثر نمایاں ہو اس سے اطلاع دینا، میں سمجھتا ہوں کہ ادائی لگان کے مشغلہ میں پڑ کر ان لوگوں کو اس قسم کی بڑی اور جھوٹی افواہیں اڑانے کا موقع نہ ملے گا جس میں اب تک وہ مصروف رہے ہیں آج کل انھوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ امیر المومنین اکرمہ اللہ فرماسین آ کر افشین کو رے بھیجنے والے ہیں بخدا اگر وہ ایسا کریں تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تشریف آوری باعث اطمینان ہوگی انکی سخاوت و عنایت سے جس کے ہم خوگر ہیں ہم کو اور فوائد ہوں گے اور ان کے اور ہمارے دشمنوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور کسی چغلخور یا جھوٹی خبروں کے اڑانے والے کی وجہ سے جو ان کے عاملوں اور خاص عہدہ داروں کے لیے افواہیں شائع کرتا ہے وہ اپنے علاقوں اور سرحدوں کے انتظام اور تصرف میں کوئی کمی یا سستی گوارا نہ کریں گے کیونکہ جب وہ کسی اپنی فوج یا امیر کو کسی مہم پر بھیجتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسی کے مقابلہ پر بھیجا کرتے ہیں جو ان کا مخالف ہوتا ہے۔

تم ہمارے اس خط کو ان مالگزاروں کو جو تمھارے پاس موجود ہوں پڑھ کر سنا دو تاکہ وہ دوسروں کو اس سے مطلع کر دیں کہ وہ اپنی کل واجب بے باق کر دیں

اور جو کل نہ ادا کر سکے وہ اس کی وجہ بیان کر دے تاکہ اس کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق وہ عمل کیا جا سکے جو اس ایسے دوسروں کے ساتھ مرعی رکھا گیا ہے ان کے لیے اہل رے جرجان اور ان کے متعلقہ علاقوں کے باشندوں کی مثال موجود ہے کہ چونکہ خلفا کو اہل جبال کی جنگ اور گمراہ دیلموں کے جہاد میں ان سے امداد لینا پڑی اس لیے انھوں نے خراج اور دوسرے ابواب مالگزاری ان کو معاف کر دیئے تھے مگر اب جبکہ یہ تمام لوگ امیر المومنین کی فوج اور سپاہ ہو گئے ہیں اس لیے اب اس کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

مازیار کا یہ خط شاذان بن الفضل اس کے عامل خراج کو موصول ہوا اس نے مالگزاری کی وصولیابی شروع کی اور دو ماہ میں ایک سال کا پورا لگان وصول کر لیا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ چار ماہ میں ایک ثلث وصول کیا جاتا تھا اسی موقع پر علی بن یزداد العطار جس سے ضمانت میں یرغمال لے لیے گئے تھے مازیار کے علاقے سے بھاگ کر چلا گیا ابو صالح سرخاستان کو جو مازیار کا ساریہ پر نائب تھا اس کی اطلاع دی گئی اس نے شہر ساریہ کے تمام اعیان و اکابر کو جمع کیا ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا اور کہنے لگا کہ حکومت تمھارے سہارے کیسے چل سکتی ہے اور تم پر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے یہ دیکھو علی بن یزداد نے دوسروں کی طرح ادائی کا حلف کیا تھا بیعت کی تھی اور ضمانت داخل کی تھی مگر پھر بھی اس نے نقض عہد کیا اور یہاں سے نکل کر بھاگ گیا اس نے اپنے مرہون کو بھی چھوڑا اب بتاؤ ایسی حالت میں ملک کا انتظام کیسے برقرار رہے گا تم لوگ اپنی قسموں کو پورا نہیں کرتے خلاف ورزی عہد کو برا نہیں جانتے تم پر کیسے اعتماد ہو اور اس حالت میں سلطنت سے جن فوائد کو تم چاہتے ہو وہ کیسے تم کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے کہا ہم اس کے ضامن کو قتل کیے دیتے ہیں تاکہ آیندہ کسی دوسرے کو بھاگنے کی جرات نہ ہو سکے عامل نے کہا کیا واقعی تم اس کے لیے تیار ہو انھوں نے کہا ہاں اس نے صاحب الرہائن کو لکھا کہ حسن بن علی بن یزداد کو بھیجدو یہ اپنے باپ کا یرغمال تھا جب اسے ساریہ لایا گیا تو اب اہل ساریہ اپنے اس مشورہ پر جو انھوں نے

ابوصالح کو دیا تھا نادم ہوئے اور اس شخص کو برا بھلا کہنے لگے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

سرختان نے ان کو پھر طلب کیا وہاں وہ یرغال بھی موجود تھا اس نے شہر والوں سے کہا کہ تم نے ایک بات کی ضمانت کی تھی یہ ضمانت موجود ہے اسے قتل کرو، عبدالکریم بن عبدالرحمان الکاتب نے عرض کیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جو اس علاقے سے باہر گئے ہیں دو ماہ کی مہلت دی ہے یہ ضمانت آپ کے پاس ہے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اسے بھی دو ماہ کی مہلت دیدیں اگر اس اثنا میں اس کا باپ پلٹ آئے تو خیر ورنہ پھر آپ جو چاہئیں اس کے ساتھ عمل کریں۔

اس جواب پر وہ سب پر برہم ہوا اس نے اپنے کوتوال رستم بن یارویہ کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو سولی پر چڑھا دے اس نے درخواست کی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دینی چاہیے اس کی اجازت ملی اس نے نماز کو بہت طول دیا وہ خوف سے کانپ رہا تھا اور سولی کا تختہ اس کے لیے تیار ہو چکا تھا ابھی اس کی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسے گھسیٹ کر سولی پر چڑھا دیا اس کی گردن اس سے باندھ دی جس سے اس کا دم گھٹا اور وہ مر گیا۔

سرختان نے اہل ساریہ کو حکم دیا کہ تم سب آمل جاؤ اس نے تھانیداروں کو احکام بھیج دیئے تھے کہ خندقوں کے ابناء اور عرب حاضر کئے جائیں چنانچہ وہ سب بھی بلائے گئے سرختان اہل ساریہ کو لیکر آمل چلا اس نے ان سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اہل آمل کا اور ان کو تمہارا شاہد بناؤں اور تمہاری تمام زمینیں اور مال تم کو دیدوں نیز اگر تم وفادار اور سچے خیر خواہ رہو تو تم کو اپنے پاس سے اس سے دو چند دوں جسقدر کہ تم سے ہم نے لیا ہے۔

آمل آکر اس نے ان سب کو خلیل بن وندا سنجان کے قصر میں جمع کیا اہل ساریہ کو دوسروں سے علٰحدہ رکھا اور ان کو الکوزجان کے حوالے کر دیا اس نے تمام آمل والوں کے نام لکھ لیے جس سے وہ ہر شخص سے واقف ہو گیا پھر اس نے اسم وار سب کو طلب کر کے ان کی حاضری لی جب سب ہی آگئے

اور کوئی باقی نہ رہا اس نے مسلح فوج سے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا ان کی صف باندھی گئی اور ایک ایک آدمی پر دو مسلح سپاہی متعین کر دیئے اور محافظ کو حکم دیا کہ جو پیدل چلنے سے رہ جائے اس کا سر ساتھ لے لے اب وہ ان کی مشکیں بندھوا کر ایک پہاڑ پر جس کا نام ہرمزد اباذ تھا اور جو ساریہ اور آمل سے آٹھ آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا لے کر آیا اس نے ان کو بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد بیس ہزار تھی، محمد بن حفص کے بیان کے مطابق یہ ۲۲۵ھ ہجری کا واقعہ ہے مگر دوسرے ارباب سیر و تاریخ نے ۲۲۴ھ کہے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ دوسرا بیان زیادہ صحیح ہے کیونکہ مازیار ۲۲۵ھ ہجری میں قتل کر دیا گیا لہذا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ جو حرکت کی وہ اپنے قتل سے ایک سال قبل کی ہوگی۔

محمدؒ بن حفص کے بیان کے مطابق اس نے دُرّی کو لکھا کہ تمہارے ساتھ مرو میں جو انباء اور عرب ہوں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو اس نے ان سب کے بیڑیاں ڈلوا کر قید کر دیا اور پہرے مقرر کر دیئے جب اسے پوری طرح تسلط حاصل ہو گیا اور اس نے ان سب کا انتظام کر لیا اس نے اپنے آدمی جمع کئے اور سرخاستان کو آمل کی فصیل کی بربادی کو حکم بھیجا سرخاستان نے بیانگ دہل اور مزامیر فصیل کو ڈھا دیا پھر وہ ساریہ آیا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی سلوک کیا اس کے بعد مازیار نے اپنے بھائی قوہیار کو شہر طمیس بھیجا جو طبرستان ہی کے علاقے میں جرجان کی سرحد پر واقع تھا اس نے اس شہر کی فصیل منہدم کر کے شہر کو برباد کر دیا اور اہل شہر کو لوٹ لیا ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ مارے گئے اس کے بعد سرخاستان طمیس آیا اور قوہیار وہاں سے اپنے بھائی مازیار کے پاس پلٹ آیا' سرخستان نے طمیس سے سمندر تک بلکہ سمندر کے اندر تک تین میل لانبی فصیل بنوائی اس سے پہلے اس کو اکاسرہ نے اپنے اور ترکوں کے درمیان حد فاصل کے طور پر بنایا تھا کیونکہ ان کے عہد میں ترک اہل طبرستان پر اکثر غارت گری کرتے رہتے تھے اس کو بنا کر سرخستان نے طمس کو اپنی چھاونی قرار دیا اس کے گرد مستحکم خندق بنائی

اور نگہبانی کے لیے کئی بُرج بنائے فصیل میں ایک مضبوط دروازہ قائم کیا اور پہرہ بٹھایا۔ اہل جرجان کو اپنی جان و مال کا خطرہ پیدا ہوا اور اندیشہ ہوا کہ ان کے شہر کو بھی برباد کر دیا جائے گا وہاں سے کچھ لوگ بھاگ کر نیسابور آئے ان کی خبر عبداللہ بن طاہر اور معتصم کو ہوئی عبداللہ نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو اس کے مقابلے کے لیے جرجان کی مدافعت کے لیے ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خندق بنا کر فروکش ہو حسن بن الحسین نے سرخاستان کی تیار کردہ خندق پر آکر چھاونی ڈالی اور اس طرح دونوں فوجوں میں صرف خندق حائل رہ گئی، نیز عبداللہ بن طاہر نے حیان بن جبلہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ قومس بھیجا تاکہ وہ شروین کی پہاڑوں کی حد پر جا کر فروکش ہو۔

معتصم نے اپنے ہاں سے اسحٰق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس سمت بھیجا اور سپہ سالار حسن بن قارن الطبری کو مع اُس طبریہ سپاہ کے جو باب میں تھی اس کے ساتھ کر دیا۔ انھوں نے منصور بن حسن ہار صاحب دنباوند کو رے بھیجا تاکہ وہ رے سے طبرستان میں داخل ہو۔ انھوں نے ابوالساج کو لازراہ دنباوند بھیجا۔

جب رسالہ نے ہر سمت سے مازیار کو گھیر لیا اس نے اب ابراہیم بن مہران اپنے کوتوال اور علی بن ابن الکاتب نصرانی کے ذریعہ ان مختلف شہروں کے باشندوں کے پاس جو اس کی قید میں تھے یہ کہلا کر بھیجا کہ رسالہ نے مجھے ہر سمت سے آلیا ہے میں نے تو تم کو صرف اس لئے قید کیا تھا کہ معتصم تمھارے بارے میں مجھے کوئی ہدایت دیں گے مگر انھوں نے کوئی ہدایت نہیں بھیجی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حجاج بن یوسف رئیس سندھ ایک مسلمان عورت کے بارے میں جو مسلمانوں کے ہاں سے بھوگا کر سندھ کے اندرون میں پہنچا دی گئی تھی ناراض ہوا اور اس نے سندھ پر چڑھائی کر دی اس کے لیے تمام خزانے خرچ ہو گئے آخر کار اس نے عورت کو چھڑا کر اس کے شہر بھجوا دیا ایک عورت کی خاطر تو انھوں نے یہ کچھ کیا مگر تم بیس ہزار کی ان کو کچھ پروا نہیں اور نہ اب تک انھوں نے تمھارے بارے میں مجھ سے مراسلت کی ہیں تمھارے اپنے ہاں ہونے کی وجہ سے ان کے

مقابلہ میں جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا بہتر ہے کہ تم دو سال کا خراج دیدو اور میں تم کو رہا کردیتا ہوں تم میں جو جوان قوی اور مضبوط ہوگا اس سے لڑائی میں کام لوں گا جو جنگ میں میری وفاداری اور جاں نثاری کا حق ادا کرے گا اس کا تمام مال واپس کردوں گا اور جو ایسا نہ کرے گا اس مال کو میں اس کا زرِ فدیہ سمجھ لوں گا۔ تم میں جو بڈھے اور ضعیف ہوں گے اُن سے میں پہرہ داری اور دربانی کا کام لوں گا۔

موسیٰ بن ہرمز زاہد نے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے بیس سال سے پانی نہیں پیا تھا کہا کہ میں دو سال کا خراج تم کو لائے دیتا ہوں اور اس کی ضمانت کرتا ہوں صاحب الحرس کے نائب نے احمد بن الصغیر سے کہا تم کیوں کچھ نہیں کہتے حالانکہ تمہارا اصبہبذ کے ہاں بہت رسوخ ہے اور میں نے تم کو اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور مسند لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور اسقدر عزت بادشاہ نے تمہارے علاوہ کسی دوسرے کی کبھی نہیں کی تم اس معاملہ کو سرانجام دینے کے لیے موسیٰ سے زیادہ اہلیت رکھتے ہو احمد نے کہا موسیٰ ایک درہم کے وصول کرنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا اس نے نادانی سے اس کا اقرار کرلیا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس پر اور ہم سب پر کیا مصیبت آنے والی ہے اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہوتا کہ ہمارے پاس ایک درہم بھی ہے تو وہ ہمیں قید ہی نہ کرتا اس نے ہمیں قید اس وقت کیا ہے جب اس نے ہماری تمام املاک اور ذخائر پر قبضہ کرلیا ہے اور اس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا البتہ اگر وہ اس روپیہ کے عوض ہماری زمین لینا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ دیدیں علی بن ابن نے جو بادشاہ کا پٹواری تھا اس سے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ یہ سلوک کرنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم بن مہران نے اس سے کہا اے ابو محمد مناسب تھا کہ تم یہ بات نہ کہتے اس نے کہا میں تو پہلے ہی خاموش تھا مگر کیا کروں اس شخص کی اس بات سے مجھے بھی بولنا پڑا۔

موسیٰ زاہد کی ضمانت کو قبول کرکے بادشاہ کے فرستادے اس کے پاس چلے آئے انھوں نے ماز یار کو اس کی اطلاع دی بہت سے ساعی موسیٰ کے

پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ فلاں دس ہزار اور فلاں بیس ہزار اور دوسرے اس سے کم یا زیادہ رقم ادا کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور اس طرح انھوں نے زمینداروں وغیرہ سے رقموں کا وعدہ لینا شروع کیا اس کے چند روز کے بعد مازیار نے پھر اپنے آدمی موسیٰ الزاہد کی ضمانت کے مطابق روپیہ کی وصولیابی کے لیے ان کے پاس بھیجے مگر یہاں روپیہ کی فراہمی کا کوئی پتہ نشان نہ تھا اور معلوم ہو گیا کہ احمد کی بات سچ تھی اس کا الزام موسیٰ پر عائد کیا گیا مازیار کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس دینے کو حبّہ بھی نہیں ہے اور اس ضمانت سے موسیٰ کا مطلب یہ تھا کہ مالگزاروں اور غیر مالگزار تاجر اور دستکاروں میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا جائے۔

سرخاستان نے اہل آمل کے ان نوجوان امیرزادوں اور دوسرے اصحاب میں سے جو بڑے دلاور اور بہادر تھے اور جن کو اس نے چن چن کر اپنے پاس نظر بند کر رکھا تھا دو سو ساٹھ ایسے جوانمردوں کو جن کی قربت سے وہ خائف تھا اپنے محل میں مناظرہ کے بہانے بلایا نیز دہقانوں میں سے منتخبہ زمینداروں کو بلا بھیجا ان سے کہا کہ ابناء عرب اور مسوّدہ جماعت سے لگاؤ رکھتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ غدر اور مکر کریں گے میں نے ایسے تمام مشتبہ اشخاص کو جن کی قربت سے مجھے خوف تھا یہاں بلا لیا ہے تم ان سب کو قتل کر دو تاکہ تم کو چین ملے اور تمھارے ہاں کوئی ایسا نہ رہے جس کی غرض تمھارے خلاف ہو۔ اس نے ان سب کی مشکیں بندھوا دیں اور رات کے وقت انھیں زمینداروں کے حوالے کر دیا انھوں نے ان کو ایک قنات میں لا کر جو وہاں تھی قتل کر دیا اور اسی قنات کے اندر والے کنوؤں میں ان کی لاشیں ڈالدیں اور چلے آئے، جب ان کو عقل آئی تو وہ اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور اس کے عواقب سے دہشت زدہ ہوئے۔

مازیار کو جب معلوم ہو گیا کہ اس جماعت کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے اس نے پھر ان زمینداروں کو جو دو سو ساٹھ جوانوں کو قتل کر چکے تھے طلب کیا اور کہا کہ ان نادہندوں میں جو صاحب جائداد ہیں ان کے مکان اور بیویاں

تم کو دیتا ہوں البتہ ان کی لڑکیوں میں اگر کوئی خوبصورت لڑکی ہوگی وہ بادشاہ کی
ملک سمجھی جائے تم جیل جا کر پہلے ان سب زمینداروں کو قتل کردو اور
اس کے بعد ان کے مکانات اور بیویوں پر جو میں تم کو دے چکا ہوں قبضہ کرلو
مگر ان میں سے کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہوسکی وہ خوف زدہ اور متنبہ ہوگئے
اور انھوں نے اس حکم کی بجا آوری نہیں کی۔

سرخاستان کے جو سپاہی فصیل کی حفاظت کے لیے متعین تھے وہ رات کو
حسن بن الحسین بن مصعب کے سپاہیوں سے جن کے درمیان صرف خندق کا
عرض حائل تھا باتیں کیا کرتے تھے اس طرح ان میں سے بعض میں ایک دوسرے
سے موانست ہوگئی اور ان سے اور سرخاستان کے آدمیوں سے یہ مشورہ ہوگیا
کہ وہ فصیل کو ان کے حوالے کردیں گے چنانچہ انھوں نے فصیل حوالے کردی
حسن بن الحسین کے سپاہی اس جگہ سے سرخستان کی فرودگاہ میں داخل ہوگئے
اس کی اطلاع اب تک نہ حسن کو تھی اور نہ سرخاستان کو ہونے پائی تھی حسن کی
فوج نے جب ایک جماعت کو اندر جاتے دیکھا وہ بھی ان کے ساتھ ہوگئی
اور وہاں جا کر جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اب یلغار کردی
حسن کو اس کی خبر ہوئی وہ فوراً وہاں آیا اور اس نے اپنے آدمیوں کو للکارنا
شروع کیا اور منع کیا کہ اندر نہ جائیں کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تمھاری وہی
گت نہ بنے جو داوندان کی جماعت کی ہوئی تھی مگر قیس بن رنجویہ کی جمعیت
جو خود حسن کی فوج میں شامل تھی آگے بڑھتی چلی گئی اور انھوں نے سرخستان
کی فرودگاہ میں پہنچکر فصیل پر اپنا علم نصب ہی کردیا سرخستان کو معلوم ہوا کہ
عرب اچانک فصیل توڑ کر اندر گھس آئے ہیں بھاگنے کے سوا اب اور کسی بات کی
اس میں ہمت نہ تھی وہ اس وقت حمام کررہا تھا فوج کے داخلہ کا شور سنتے ہی
وہ صرف کرتا پہنے حمام سے نکل کر بھاگا حسن جب اپنی فوج کو واپس نہ لاسکا
اس نے دعا مانگی کہ خداوندا انھوں نے میرے حکم سے سرتابی اور تیرے حکم کی
فرماں برداری کی ہے تو ان کو محفوظ رکھ اور ان کی مدد کر۔

حسن کی سپاہ دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی فصیل کے دروازے تک آئی اور

اسے توڑ کر کھول دیا اب کیا تھا حملہ آور بغیر کسی مزاحم کے اندر گھس آئے اور انھوں نے سرخاستان کی تمام فرودگاہ پر قبضہ کر لیا ایک جماعت البتہ دشمن کے تعاقب میں چلی گئی۔

زرارہ بن یوسف السجزی کہتا ہے کہ "میں تعاقب میں چلا ہم چلے جا رہے تھے کہ میں راستے کے بائیں جانب ایک مقام پر آیا اس میں چونکہ اندر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا اس سے مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ یہاں کیا ہوگا بغیر اس کے کہ مجھے وہاں کوئی نظر آیا ہو میں نے اس میں اپنا نیزہ ڈالا اور اسے ہر طرف پھرایا وہ نیزہ کسی کے لگا میں نے للکارا کون ہے اس پر ایک فربہ شیخ چلا اٹھا زینہار یعنے امان دو میں نے اس پر بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اسکی مشکیں باندھ لیں یہ ابو صالح سرخستان سپہ سالار کا بھائی شہریار تھا میں نے اسے اپنے افسر یعقوب بن منصور کے حوالے کر دیا اب رات حائل ہوگئی اس لئے تعاقب چھوڑ کر ہم سب اپنی چھاؤنی میں آئے شہریار کو حسن بن الحسین کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابو صالح اپنی فرودگاہ سے فرار ہو کر پانچ فرسنگ فاصلہ پر جا رہا وہ بیمار تھا اسے سخت پیاس اور کرب و بے چینی ہونے لگی وہ راستے کے داہنے جانب پہاڑ کے پہلو میں ایک گھنی جھاڑی میں اتر پڑا اس نے اپنا گھوڑا باندھ دیا اور لیٹ گیا اس کے ایک غلام اور ایک اور شخص جعفر بن ونداامید نے اسے دیکھ لیا اور سرخستان نے بھی نیم خواب کی حالت میں اسے دیکھا اور کہا جعفر مجھے سخت پیاس ہے پانی پلاؤ جعفر نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ اس میں یہاں سے پانی لاؤں سرخستان نے کہا میرے ترکش کا ڈھکنا لے جاؤ، جعفر کہتا ہے میں اپنے چند ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے اُن سے کہا کہ اس شیطان نے ہمیں برباد کیا ہے کیوں نہ ہم اسے پکڑ کر سرکار کے حوالے کر دیں اور اس طرح سرخروی حاصل کر کے اپنے لیے امان لے لیں انھوں نے کہا یہ کیسے ہوگا۔ میں نے کہا وہ دیکھو سرخاستان موجود ہے تم تھوڑی دیر کے لیے میری مدد کرو اور پھر ہم اس پر حملہ کر کے پکڑے لیتے ہیں

جعفر نے ایک بہت بڑی شہ تیر لی سرخاستان لیٹا ہوا تھا یہ خود اس پر چڑھ گیا اور
سب نے اسے قابو میں کر کے اس شہ تیر سے اس کی مشکیں باندھ دیں ابو صالح نے
ان سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم دیتا ہوں
عرب کچھ نہ دیں گے انھوں نے کہا لاؤ اس نے کہا ترازو لاؤ انھوں نے کہا
وہ یہاں کہاں اس نے کہا تو پھر روپیہ یہاں کہاں میرے مکان لے چلو
وہاں میں تم کو اس کے متعلق باقاعدہ دستاویز اور تحریر لکھے دیتا ہوں کہ یہ بھی
دوں گا بلکہ اس سے زیادہ دیدوں گا مگر انھوں نے نہ مانا اور اسے حسن بن الحسین
کے پاس لے چلے حسن کے رسالے نے اثنائے راہ ہی میں ان کو آملایا اور ان کے
سروں پر تلواریں مار کر سرخاستان کو ان کے ہاتھ سے چھڑا لے گئے جس پر بعد میں
ان لوگوں کو بہت رنج ہوا حسن کا رسالہ اسے حسن کے پاس لے آیا جب
اس نے ابو صالح کو حسن کے سامنے لا کھڑا کیا اس نے طبرستان کے سرداروں
مثلاً محمد بن المغیرہ بن شعبتہ الازدی عبداللہ بن محمد القطقطی الضبی اور الفتیح بن
قراط وغیرہ کو بلا کر ان سے اسے شناخت کرایا انھوں نے کہا بے شک یہی
سرخستان ہے حسن نے محمد بن المغیرہ سے کہا کہ کھڑے ہو اور اپنے بیٹے اور
بھائی کے بدلے میں اسے قتل کر دو محمد نے اس کے پاس جا کر اس پر تلوار ماری
اس کے بعد ہی اور کئی تلواریں اس پر پڑیں اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابوشاس شاعر کا قصّہ

ابوالشاس الشاعر جس کا نام الغطریف بن حصین بن حنش سے اہل عراق
سے تھا اس نے خراسان میں نشوونما پائی تھی یہ ایک سمجھدار اور ادیب آدمی تھا
سرخاستان نے اسے اپنا مصاحب بنا لیا تھا اور وہ اس سے عربوں کے اخلاق
اور آداب معلوم کیا کرتا تھا جب سرخاستان گرفتار ہو کر مارا گیا ابوالشاس
اس وقت اس کی فرودگاہ میں تھا اور سواری کے جانور اور مال و اسباب

اس کے ساتھ تھا۔ حسن کی فوج کی ایک نجاری جماعت نے اس پر حملہ کر کے اس تمام مال و اسباب پر جو ان کے ساتھ قبضہ کر لیا اس ہنگامے میں اسے بہت سے زخم آئے اس نے اپنے جرّہ کو اپنے شانہ پر بٹھایا اور کاسۂ گدائی لے کر پانی مانگتا ہوا دشمن کی آنکھ بچا کر اپنے خیمہ سے نکل بھاگا مگر زخمی تھا جب وہ حسن بن الحسین کے کاتب عبداللہ بن محمد بن حمید القطقطی الطبری کے خیمہ کے پاس گزرا ایک غلام نے اسے دیکھ لیا اور عبداللہ بن محمد کے خادموں نے اسے پہچان لیا جرہ اس کے شانے پر تھا اور وہ پانی پی رہا تھا یہ خدمتگار اسے اپنے خیمہ میں لے آئے اور انھوں نے اپنے مالک سے جا کر اس کی اطلاع کی وہ اس کے پاس پیش کیا گیا عبداللہ نے اسے سواری دی۔ خلعت دیا اور نہایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور حسن بن الحسین نے اس کی تعریف کی اور اس سے کہا کہ تم امیر کی شان میں ایک قصیدہ لکھو ابو شاس نے کہا کہ بخدا خوف کی وجہ سے میں کلام اللہ بھول گیا ہوں شعر کیا کہوں گا۔

حسن نے ابو صالح سرخاستان کے سر کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا مگر وہ خود اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا۔

محمد بن حفص نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر کا مولیٰ حیّان بن جبلہ حسن بن الحسین کے ہمراہ طمیس کی سمت آیا اس نے قارن بن شہریار سے مراسلت شروع کی اور اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کے باپ دادا کے کوہستان اس کے تفویض کر دیئے جائیں گے یہ مازیار کا بھتیجا اور اس کے سرداروں میں تھا مازیار نے اسے اپنے بھائی عبداللہ بن قارن کے ساتھ کر کے اپنے کئی معتمد علیہ اور سرداروں اور رشتہ داروں کو ان دونوں کے ماتحت کر دیا تھا۔

جب حیّان نے اسے اپنے ساتھ ملانا چاہا تو قارن نے اس بات کی ضمانت کی کہ وہ جرجان کی حد تک جبال کو اور شہر ساریہ کو حیان کے حوالے کر دیگا بشرطیکہ اس کے باپ اور دادا کے کوہستان اس کے قبضہ میں آجائیں۔ حیان نے یہ تمام معاملہ عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا اس نے اس کے لیے باضابطہ عہد نامہ

لکھ کر بھیجدیا مگر ساتھ ہی حیان کو لکھا کہ تاوقتیکہ قارن کی نیک نیتی کا پورا ثبوت نہ ملجائے تم اپنی جگہ ٹھیرے رہو اور پہاڑوں میں نہ جاؤ شاید قارن نے اس معاملہ کو کرکے کوئی چال کی ہو۔ حیان نے اس کی اطلاع قارن کو لکھ بھیجی اس نے مازیار کے بھائی عبداللہ بن قارن کو بلایا اور تمام دوسرے سرداروں کو بھی کھانے کی دعوت دی، کھانے سے فارغ ہو کر جب انھوں نے ہتھیار اوتار دیئے اور مطمئن ہو بیٹھے اس وقت اس کے مسلح جوانوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر پکڑ لیا اور ان کی مشکیں باندھ لیں قارن نے ان کو حیان کے پاس بھیجدیا اس نے ان کو بیڑیاں ڈالدیں، اب حیان اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر قارن کے پہاڑوں میں آیا مازیار کو جب اس تمام واقعہ کی خبر ہوئی اسے بہت رنج ہوا اس کے بھائی قوہیار نے اس سے کہا کہ تمھارے پاس بیس ہزار مسلمان جن میں موچی اور درزی ہیں قید ہیں تم کو ان کی بھی فکر رہتی ہے اب اس وقت تو خود تمھارے گھر والے اور عزیزوں نے تمھارے ساتھ یہ غدر کیا ہے اب ان کو قید میں رکھنے سے کیا ہو گا۔

مازیار نے حکم دیا کہ جس قدر قیدی ہمارے پاس ہیں وہ سب رہا کردیے جائیں اس نے اپنے کوتوال ابراہیم بن مہران، اپنے کاتب علی بن ابن النصرانی اپنے افسر خراج شاذان بن الفضل اور میر سامان یحییٰ بن الروزبہار کو جو اہل میدان سے تھا بلا کر کہا کہ تھاری حرم، تمھارے مکان اور زمینیں سب میدان میں واقع ہیں عرب وہاں پہنچ گئے ہیں میں نہیں چاہتا کہ تم کو مصیبت میں ڈالوں تم اپنے مکان چلے جاؤ اور امان لے لو، اس کے بعد اس نے ان سب کو صلہ دیا اور واپس جانے کی بخوشی اجازت دیدی یہ اپنے اپنے گھر آگئے اور انھوں نے امان لے لی۔

جب ساریہ کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ سرخستان پکڑا گیا اس کی چھاونی غارت ہوئی اور حیان بن جبلہ شروین کے پہاڑوں میں گھس آیا ہے انھوں نے مازیار کے ساریہ کے عامل مہربستانی بن شہریز پر ایک دم حملہ کردیا اس نے بھاگ کر جان بچائی، لوگوں نے جیل کا دروازہ توڑ کر تمام قیدی چھوڑ دیئے اس کے بعد

حیان شہر ساریہ آیا، مازیار کے بھائی قوہیار کو معلوم ہوا کہ حیان ساریہ پہنچ گیا ہے
اس نے محمد بن موسیٰ بن حفص کو جو طبرستان کا عامل اور اس کے پاس قید تھا اپنی
قید سے رہا کر کے زین کے ساتھ ایک خچر پر سوار کر کے حیان کے پاس بھیجا تاکہ
یہ اس کے لیے اس شرط پر امان لے لے کہ اس کے باپ اور دادا کے پہاڑ اس کے
قبضہ میں دیدیئے جائیں گے اور وہ مازیار کو اس کے حوالے کر دے گا اور اس
معاہدہ کے ایفا کے لیئے میں محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر کی ضمانت
پیش کرتا ہوں محمد بن موسیٰ نے حیان کو آکر قوہیار کا یہ پیام پہنچایا حیان نے پوچھا
یہ احمد کون ہے اس نے کہا یہ اس تمام علاقہ کا بہت ہی معزز آدمی ہے جسے
خلفا اور امیر عبداللہ بن طاہر بھی جانتے ہیں حیان نے اسے بلا بھیجا اور حکم دیا کہ تم
محمد بن موسیٰ کے ساتھ خرماباذ کے تھانے جاؤ۔ احمد کا ایک بیٹا اسحق تھا وہ مازیار
سے بھاگ کر دن میں جنگلوں میں چھپتا اور رات کو ساواشریان نام جاگیر میں
چلا جاتا جو اس راستے پر واقع تھا جو اصبہذ کے اس احاطہ سے جہاں مازیار کا
قصر تھا گزرتا تھا یہ اسحق بیان کرتا ہے کہ میں اسی جاگیر میں تھا کہ مازیار کے
کچھ آدمی جو گھوڑے وغیرہ لے جا رہے تھے میرے پاس سے گزرے میں ان میں سے
ایک بہت ہی عمدہ اور تنومند گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر کود کر سوار ہو لیا اور
اسے شہر ساریہ میں لے آیا یہاں میں نے اس گھوڑے کو اپنے باپ کو دیدیا،
جب احمد خرماباذ جانے لگے وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر چلے حیان کی نظر اس پر
پڑی اسے وہ گھوڑا بہت پسند آیا اس نے لوزجان سے جو قارن کے ساتھیوں
میں تھا مڑ کر کہا یہ شیخ کیسے عمدہ گھوڑے پر سوار ہے بہت کم گھوڑے ایسے عمدہ
میری نظر سے گزرے ہیں اس نے کہا یہ مازیار کا گھوڑا تھا حیان نے احمد
کے پاس آدمی بھیجا کہ ذرا دیکھنے کے لیے گھوڑا بھیجدو اس نے بھیجدیا جب
اس نے غور سے اسے دیکھا اور اس کے حسن و قبح پر نگاہ بصیرت دوڑائی تو
اسے اس کے دونوں اگلے پیروں میں سقم نظر آیا اس لیے اس نے اسے نہیں لیا
بلکہ لوزجان کے حوالے کر دیا اور احمد کے آدمی سے کہدیا کہ یہ گھوڑا مازیار کا ہے
اور اس کا تمام مال اب امیر المومنین کی ملکیت ہے اس آدمی نے واپس جا کر

احمد سے یہ بات کہدی اس بنا پر احمد بوزجان سے ناراض ہوگیا اور اسے گالیاں کہلا بھیجیں بوزجان نے کہا اس میں میری کوئی خطا نہیں ہے میں کیا کرتا اس نے نہ صرف وہ گھوڑا اسے واپس کر دیا بلکہ اور خراسانی اور شہری اسے بھیجدیے اور اس کے قاصد سے کہا کہ ان کو لیجاؤ اس نے وہ دونوں احمد کو لاکر دیدیے اب احمد کو جیان کی اس حرکت پر غصہ آیا اور کہنے لگا کہ یہ جلاہا مجھ ایسے معزز کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے اس نے قوہیار کو لکھا کہ تم کیوں اپنے معاملہ میں یہ غلطی کر رہے ہو کہ براہ راست حسن بن الحسین سے جو امیر عبداللہ بن طاہر کا چچازاد بھائی ہے یہ معاملہ نہیں کرتے اور اس رذیل جلاہے کی امان لیتے ہو اور اپنے بھائی کو اس کے حوالے کر کے اپنی اہانت کر رہے ہو نیز خود حسن بن الحسین کو چھوڑ کر اس کے ایک ادنیٰ ملازم سے توسل کر کے اسے بھی اپنا دشمن بناتے ہو۔ قوہیار نے لکھا کیا کروں پہلے ہی مجھ سے غلطی ہو چکی ہے میں نے اس شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں پرسوں اس کے پاس حاضر ہو جاؤں گا اب اگر اس کی مخالفت کروں تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھ پر یورش کر کے لڑنے لگے اور میرے مکان غارت کر دے اور تمام مال و املاک کو غصب کرے اور اگر اس سے لڑوں اور اس کے سپاہیوں کو قتل کر دوں تو باقاعدہ ہم میں پھر لڑائی شروع ہو جائے گی اور جس مقصد کے لیے میں نے یہ ساری کوشش کی ہے وہ رائگاں جائے گی احمد نے اسے لکھا کہ جو دن مقرر ہے اس میں تم اپنے ایک رشتہ دار کو اس کے ہاں بھیجدینا اور کہلا بھیجنا کہ میری طبیعت ناساز ہو گئی ہے میں آج نہیں آسکتا تین دن تک علاج کروں گا اگر وہ معاف کر دے فبہا ورنہ محمل میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا اور ہم اس سے کہیں گے کہ وہ تمہارے عذر کو قبول کرے اور پھر تین دن کے بعد تم اس کے ہاں جاؤ۔

دوسری طرف احمد بن القصیر اور محمد بن موسیٰ بن حفص نے حسن بن الحسین کو جو طمیس میں اپنی فرودگاہ میں عبداللہ بن طاہر کے حکم اور اپنے اس خط کے جواب کے انتظار میں جو اس نے سرخاستان کے قتل اور طمیس کی فتح کی اطلاع کیلئے اسے لکھا تھا مقیم تھا لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس آؤ ہم مازیار اور کوہستان کو

تمھارے حوالے کئے دیتے ہیں اگر فوراً یہاں نہ آجاؤ گے تو مازیار نکل جائے گا اور پھر ہم کسی بات کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

انھوں نے یہ خط شاذان بن الفضل کاتب کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ فوراً اسے جا کر پہنچا دے، جب یہ خط حسن کو ملا وہ اسی وقت چل کھڑا ہوا اور تین دن کی مسافت ایک رات میں ختم کر کے ساریہ آیا اور صبح ہو جانے کے بعد خرما باذ گیا یہ وہ دن تھا جو قوہیار نے اطاعت قبول کرنے کے لیے مقرر کیا تھا، حیان کو حسن کے نقاروں کی آواز آئی وہ ایک فرسنگ فاصلہ پر اس کے استقبال کے لیے آیا حسن نے اس سے کہا کہ تم یہاں پڑے کیا کر رہے ہو اور کیوں یہاں تک آئے ہو تم نے شروین کے کوہستانوں کو فتح کیا اور پھر ان کو چھوڑ کر یہاں آ رہے کیا اس بات کا تم کو اندیشہ ہے کہ دشمن کے دل میں برائی پیدا ہوا اور وہ تمھارے ساتھ بد عہدی کر گزرے اور اس طرح اب تک جو کام تم نے کیا ہے وہ سب برباد جائے تم پہاڑ کو جاؤ وہاں اس کے اطراف واکناف میں چوکیاں بٹھاؤ اور ایسے بلند مقام پر اپنی فرودگاہ قائم کرو جہاں سے دشمن نیچے ہو اور نظر آتا ہو تاکہ اگر اس کے دل میں بدی کا خیال بھی آئے تو وہ اسے بروئے کار نہ لا سکے، حیان نے کہا میں خود واپس جانیوالا ہوں اور اپنے تمام مال واسباب کو بھی لیجانا چاہتا ہوں اور پیدل سپاہ کو پہلے کوچ کا حکم دیتا ہوں حسن نے کہا تم چلے جاؤ اور میں تمھارا مال واسباب اور آدمی تمھارے پیچھے ہی بعد میں بھیجے دیتا ہوں، آج رات تم ساریہ میں بسر کرو اور جب وہ سب تمھارے پاس پہنچ جائیں تم پھر علی الصباح روانہ ہو جانا، چنانچہ حیان حسن کے حکم کے مطابق اسی وقت ساریہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کا حکم اسے ملا کہ تم لبورہ میں فروکش ہو جاؤ (یہ مقام کوہستان وندا ہرمز میں واقع ہے اور اس تمام پہاڑی سلسلہ کا سب سے مستحکم اور ناقابل تسخیر مقام ہے مازیار کا اکثر مال یہیں تھا) عبداللہ نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ ان پہاڑوں اور مال میں سے قارن جو چاہے لے اس سے کسی بات کا انکار نہ کیا جائے چنانچہ مازیار کا جس قدر مال وہاں تھا اس سب کو قارن

اٹھائے گیا اسی طرح اسپاندرہ میں مازیار کے جو ذخیرے تھے ان سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور مسلتان کے احاطہ میں سرخاستان کا جو کچھ تھا وہ بھی قارن نے اپنے قبضے میں کر لیا اس طرح اس ایک گھوڑے کی وجہ سے حیان کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اس کے بعد حیان کا انتقال ہو گیا عبد اللہ نے اس کی جگہ محمد بن الحسین بن مصعب کو اس کی فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے بھی یہ ہدایت کی کہ وہ قارن کے ہاتھ کو کسی چیز میں نہ روکے۔

حسن بن الحسین خرّماباذ آیا محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر اس کے پاس آئے اور خلوت میں اس سے ملے اس نے ان کی کارروائی کو سراہا نیز قوہیار کو لکھا کہ مجھ سے آکر ملو وہ خرّماباذ میں حسن کے پاس آیا حسن نے اس کی بہت تعظیم و تکریم اور خاطر مدارات کی اور جو اس نے سوال کیا اسے منظور کیا ایک دن دونوں کے درمیان طے پا گیا اس نے قوہیار کو پلٹا دیا وہ مازیار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے امان لے لی ہے اور اس کے ایفا کیلیے عہد و اثق کرا لیا ہے، اس کے مقابلہ میں حسن بن قارن نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کی سمت سے قوہیار سے مراسلت کی تھی اور ضمانت کی تھی کہ جو تم چاہو گے اسے امیر المومنین پورا کریں گے قوہیار نے اس کی بات مان لی اور جو اس نے دوسروں سے وعدہ کئے تھے وہی اس سے بھی کر لیے اور اس کی طرف جھک پڑا چنانچہ اس قرارداد کے مطابق محمد بن ابراہیم آمل سے روانہ ہوا حسن بن الحسین کو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی۔

ابراہیم بن مہران کہتا ہے کہ میں ابوالعدی کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب زوال کا وقت ہوا میں اپنی قیام گاہ جانے لگا میرا راستہ حسن کے خیمہ کے دروازے کے سامنے سے گزرتا تھا جب میں اس کے مقابل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور اس کے تین اتراک غلاموں کے علاوہ اور کوئی اس کے ساتھ نہیں اسے دیکھ کر میں تعظیماً گھوڑے سے کود ا اور میں نے سلام کیا حسن نے کہا سوار ہو لو میں سوار ہو گیا اس نے پوچھا آرم کا راستہ کونسا ہے میں نے کہا اس وادی پر سے ہے اس نے کہا

اچھا تم میرے آگے چلو میں حسب الحکم آگے ہو گیا چلتے چلتے میں اس درے پر پہنچا جہاں سے آرم دو میل فاصلہ پر تھا وہاں مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور میں نے حسن سے کہا کہ جناب والا یہ بہت ہی خطرناک جگہ ہے یہاں سے صرف ایک ہزار شہسوار گزرتے ہیں مناسب ہے کہ آپ واپس چلیں اور اس کے اندر داخل نہ ہوں اس نے مجھے للکارا آگے بڑھ میں مجبوراً ڈرتا ہوا آگے بڑھا خوف کی وجہ سے میرے حواس گم تھے مگر آرم تک ہمیں راستے میں کوئی بھی نہ ملا وہاں پہنچکر حسن نے مجھ سے پوچھا کہ ہرمزآباد کی راہ کونسی ہے میں نے کہا کہ اس پہاڑ پر سے یہ راستہ ہے مجھ سے کہا اُدھر چلو میں نے کہا اللہ امیر کو ہمیشہ غالب و منصور رکھے آپ اپنی ہماری اور اس مخلوق کی جانوں کا جو آپ کے ہمراہ ہے کچھ تو لحاظ کیجئے انھوں مجھے ڈانٹا کہ اے فاحشہ زادے چل میں نے کہا جناب والا آپ میری گردن کاٹ دیں میں اس بات کو اس پر ترجیح دوں گا کہ مازیار کے ہاتھوں قتل ہوں اور امیر عبداللہ بن طاہر اس تمام واقعہ کی ذمہ داری میرے سر عائد کریں اس نے مجھے بہت ہی سخت ڈانٹا جس سے میں سمجھا کہ زیادہ بولنا ٹھیک نہیں ورنہ مار بیٹھے گا اب میں نہایت خوف زدہ آگے بڑھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی ہم سب پکڑے جائیں گے اور مجھے مازیار کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ مجھے دھتکارے گا اور طعنے دے گا کہ میں ہی اس تک پہنچانے کے لیے راہبر بنا میں انھیں خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ دھوپ میں زردی آنے کے وقت ہم ہرمزآباد پہنچگئے حسن نے مجھ سے پوچھا وہ جیل کہاں ہے جہاں مسلمان قید تھے میں نے وہ مقام بتا دیا۔ حسن اتر پڑا اور بیٹھ گیا ہم سب روزے سے تھے سوار یکہ اور متفرق جماعتوں میں یکے بعد دیگرے وہاں پہنچنے لگے اس بے ترتیبی کی وجہ یہ تھی کہ حسن بغیر اطلاع کئے اکیلا چل کھڑا ہوا تھا اس کے آنے کے بعد جیسے جیسے فوج کو معلوم ہوتا گیا وہ اس کی سمت روانہ ہوتی ہوگئی۔

یہاں حسن نے یعقوب بن منصور کو بلا کر اس سے کہا اے ابوطلحہ میں چاہتا ہوں کہ تم طالقانیہ جاؤ اور ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن مصعب کے لشکر کو

اپنے لطائف الحیل سے دو تین گھنٹے یا زیادہ جس قدر تم سے بن آئے روک لو حسن اور طالقانیہ کے درمیان دو یا تین فرسنگ کا فاصلہ تھا۔
ہم حسن کے سامنے ایستادہ تھے اس نے قیس بن رنجویہ کو بلا کر اسے حکم دیا کہ تم ابھی لبورہ کے درّے جاؤ (یہ ایک فرسنگ سے بھی کم فاصلہ پر تھا) اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے رہو۔ جب ہم نے مغرب کی نماز پڑھ لی اور رات آگئی میں نے دو شہسوار لبورہ کی راہ سے حسن کے سامنے مشعلیں روشن تھیں اپنی طرف آتے دیکھے حسن نے مجھ سے پوچھا ابراہیم لبورہ کا راستہ کہاں ہے میں نے کہا اسی راہ سے مجھے شہسوار اور روشنی آتی دکھائی دی ہے میں اب تک خوف زدہ تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ دراصل بات کیا ہے اتنے میں وہ مشعلیں پاس آپہنچیں میں نے دیکھا کہ مازیار اور قوہیار آرہے ہیں اتنے میں وہ آئے اور اترے مازیار نے بڑھ کر حسن کو امیر کہہ کر سلام کیا مگر حسن نے اس کا جواب نہیں دیا اور طاہر بن ابراہیم اور اوس البلخی کو حکم دیا کہ اسے اپنے پاس گرفتار رکھو۔
ومیدوار بن خواست جیلان کے بھائی نے بیان کیا ہے کہ اس رات کو میں چند آدمیوں کے ہمراہ قوہیار سے جا کر ملا اور میں نے اس سے کہا اللہ سے ڈرو تم نے ہمارے سرداروں کی طرز عمل کو بالکل چھوڑ دیا مجھے اجازت دو تو میں ابھی ان سب عربوں کو پکڑ لیتا ہوں میری جمعیت انتقام کی بھوکی ہے اور عربوں کو بھاگنے کی کوئی راہ بھی نہیں اگر تم اس کی اجازت دیدو تو عمر بھر تمہارا تمام عزت کے ساتھ زندہ رہیگا، اس پر ہرگز اعتماد نہ کرو کہ عربوں نے جو وعدے تم سے کئے ہیں اسے وہ پورا کریں گے ان میں وفا نہیں قوہیار نے کہا ایسا نہ کرو معلوم ہوا کہ وہی عربوں کو تیار کر کے ہم پر چڑھا لایا ہے اس نے مازیار اور اس کے متعلقین کو محض اس لیے حسن کے حوالے کر دیا تا کہ بغیر کسی کی مخالفت اور خصومت کے ریاست و سرداری صرف تنہا اسی کو مل جائے۔
صبح کے وقت حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور اوس البلخی کی نگرانی میں خرّماباذ روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اسے سارویہ لے جائیں اس کے بعد خود حسن سوار ہو کر وادی بابک کی راہ کانیہ کی سمت چلا تا کہ محمد بن ابراہیم بن مصعب سے

اثنائے راہ میں مل لئے دونوں کی ملاقات ہوئی محمد ہرمزآباذ کے قصد سے جارہا تھا
تاکہ وہاں جاکر مازیار کو قبضہ میں کرے حسن نے اس سے پوچھا اے ابو عبداللہ کہاں
اس نے کہا مازیار کے پاس حسن نے کہا وہ تو ساریہ پہنچا وہ میرے پاس آگیا تھا
میں نے اسے ساریہ بھجوادیا ہے' یہ سن کر محمد متحیر ہوگیا واقعہ یہ تھا کہ قوہیار حسن سے
غدر کرکے مازیار کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کرنا چاہتا تھا مگر اطلاع ہونے کی وجہ سے
حسن پہلے آموجود ہوا اس کے آجانے کی وجہ سے قوہیار کو بدعہدی کی جرأت نہ ہوسکی
جب اس نے دیکھا کہ حسن پہاڑ کے بیچ میں آپہنچا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ اگر
میں نے اس کی مخالفت کی تو وہ مجھ سے لڑ پڑے گا اس لیے اس نے چپکے سے
مازیار کو حسب قرارداد اس کے حوالے کردیا۔ نیز احمد بن الصقیر نے بھی قوہیار
کو متنبہ کردیا تھا کہ عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بدمعاملگی اور دو رخی تمہارے لیے
اب مناسب نہیں کیونکہ اس قرارداد کی جو تم سے ہوئی ہے اسے باقاعدہ اطلاع
ہوچکی ہے اس بناء پر قوہیار اپنے ارادے سے باز آگیا اور اس نے مازیار کو
حسن ہی کے حوالے کردیا۔

اس کے بعد محمد بن ابراہیم اور حسن بن الحسین ہرمزاباذ میں آئے انھوں نے
مازیار کے قصر کو جو یہاں تھا جلا ڈالا اور اس کے مال کو ضبط کرکے وہ دونوں حسن کی
خرماباذ کی فرودگاہ میں چلے آئے انھوں نے مازیار کے بھائیوں کو بلاکر دیں مازیار
کے محل میں ان سب کو قید کردیا اور پہرے بٹھادیئے۔

حسن شہر ساریہ آکر وہاں قیام پذیر ہوگیا اور مازیار اسکے خیمہ کے قریب ہی
قید کردیا گیا' حسن نے محمد بن موسیٰ بن حفص سے دریافت کرایا کہ وہ بیڑی
کہاں ہے جو مازیار نے تم کو پہنائی تھی محمد نے وہ بیڑی حسن کو بھیجدی حسن نے
وہی اب مازیار کو ڈلوادی۔

محمد بن ابراہیم ساریہ میں حسن کے پاس آیا تاکہ مازیار کی دولت اور
اس کے خاندان کے متعلق دونوں مشورہ کریں انھوں نے اس تمام معاملہ کو
عبداللہ بن طاہر کے پاس لکھ کر بھیجدیا اور اس کے حکم کے منتظر رہے عبداللہ نے
حسن کو لکھا کہ تم مازیار اس کے بھائیوں اور متعلقین کو محمد بن ابراہیم کے حوالے

کردو تاکہ وہ ان کو امیر المومنین معتصم کی خدمت میں لے جائے عبداللہ نے ان کی دولت کے متعلق کچھ تعارض نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ تم مازیار کی تمام دولت و املاک کو اپنے قبضہ میں کرلو اور ان کی فرد بنالو حسن نے مازیار کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ کہدو اس نے اہل ساریہ کے دس عمائد اور صلحا کا نام بتایا کہ میرا روپیہ ان لوگوں کے پاس امانت ہے قوہیار کو طلب کیا گیا اور ایک تحریر لکھی گئی جس میں قوہیار کو اس بات کا ضامن بتایا گیا کہ وہ اس روپیہ کو وصول کر کے داخل کردے گا جس کی نشاندہی مازیار نے کی ہے مازیار نے اس کی ضمانت کی اور تحریر پر دستخط کردیئے اس کے بعد حسن نے دوسرے گواہوں کو جو وہاں بلائے گئے تھے حکم دیا کہ تم مازیار کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے اسکے بیان پر شہادت ثبت کردو، ان شاہدوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہی کہ جب ہم اس کے پاس آئے تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ احمد بن الصقیر ضرور اسے برا بھلا کہنے لگا میں نے احمد سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے خلاف کچھ نہ کہیں اور اس مشورہ کا ذکر نہ کریں جو آپ نے اسے دیا تھا یہ سن کر احمد خاموش رہا۔

مازیار نے کہا آپ سب لوگ شاہد رہیں کہ میرے پاس کل ۹۶ ہزار دینار ہیں سترہ دانے زمرد کے ہیں سولہ دانے یاقوت سرخ کے ہیں اور اٹھارہ چمڑے کے پٹارے ہیں جن میں مختلف قسم کے بیش بہا کپڑے ہیں تاج ہے، تلوار ہے جس پر سونا اور جواہر لگے ہیں طلائی مرصع خنجر ہے ایک بڑا پٹارہ ہے اس میں جواہر بھرے ہیں مازیار نے اسے ہمارے سامنے رکھدیا تھا اور پھر اس نے کہا کہ میں اسے محمد بن الصباح اور قوہیار کے حوالے کرتا ہوں یہ محمد بن الصباح عبداللہ بن طاہر کا خزانچی اور فوج کا وقائع نگار تھا۔ اس معاملہ کی تکمیل کے بعد اب ہم سب پھر حسن کے پاس آئے اس نے پوچھا آپ نے دیکھ لیا ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا میں نے ارادتاً یہ طرز عمل اختیار کیا ہے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کی فرومایگی اور بے قدری مجھے معلوم ہو۔

علی بن ابن النصرانی کاتب نے بیان کیا ہے کہ اس پٹارے میں جس قدر

جواہر تھے وہ میں نے مازیار کے لیے اس کے دادا کے لیے اور شروین اور شہریار کے لیے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم میں خریدے تھے، مازیار نے یہ سب حسن بن الحسین کو لاکر دیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ امان لے کر اس کے پاس آیا ہے اور حسن نے اسے اس کے مال اور اولاد کو امان دیدی ہے اور اس کے باپ کے کوہستان اسی کے تفویض کئے ہیں مگر حسن نے اس میں سے مطلقاً کچھ نہیں لیا، حسن تمام لوگوں میں درہم و دینار کے قبول کرنے میں نہایت درجہ پاکباز تھا۔

صبح کو حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور علی بن ابراہیم الحربی کی معیت میں عبداللہ بن طاہر کے پاس روانہ کیا مگر عبداللہ نے لکھا کہ اسے یعقوب بن منصور کے ساتھ بھیجا جائے، وہ لوگ مازیار کو لے کر تین منزل نکل گئے تھے حسن نے آدمی بھیجکر اسے واپس بلایا اور اب یعقوب بن منصور کے ساتھ اسے روانہ کیا۔

حسن نے مازیار کے بھائی قوہیار کو حکم دیا کہ اب تم وہ مال لے کر پیش کرو جس کے تم ضامن ہو اور اس کے لیے اس نے چھاؤنی سے خچر دیے اور یہ بھی حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ حفاظت کیلئے ساتھ بھیجدیا جائے مگر قوہیار نے اسے نہ مانا اور کہا کہ مجھے فوج کی کچھ ضرورت نہیں ہے وہ اور اس کے غلام خچر لے کر چلے اور پہاڑ میں آ کر انھوں نے خزانے کھول کر مال نکالا ابھی انھوں نے اسے بار کرنے کے لیئے آراستہ کیا تھا کہ مازیار کے دیلم غلام جو بارہ سو تھے اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے کہا کہ تو نے ہمارے آقا کے ساتھ غدر کیا ان کو عربوں کے حوالے کر دیا اور اب تو ان کا مال لینے آیا ہے انھوں نے اسے پکڑ کر بیڑیوں میں جکڑ لیا اور رات ہونے کے بعد اسے قتل کر کے اس تمام مال اور خچروں کو لوٹ لیا اس کی اطلاع حسن کو ہوئی اس نے قوہیار کے قاتلوں کی سرکوبی کے لیے ایک فوج روانہ کی قارن نے اپنی طرف سے ایک دوسری فوج ان کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجی قارن کے سردار نے ان میں سے کئی آدمی پکڑے جن میں مازیار کا چچیرا بھائی شہریار بن المصمغان بھی تھا یہی ان غلاموں کا سرغنہ اور محرک تھا قارن نے اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا یہ قومس پہنچکر مر گیا، ان دیلمیوں کی جو پہاڑ کے دامن اور جنگل میں پکڑے گئے تھے ایک جماعت دیلم جا رہی تھی

محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو تاڑا اور اپنے پاس سے طبریہ وغیرہ کی ایک جماعت ان کو روکنے بھیجی انھوں نے اثنائے راہ میں آگے بڑھ کر ان کا سامنا کیا اور ان کی راہ مسدود کر دی اس طرح وہ سب کے سب گرفتار کر لیے گئے محمد نے ان کو علی بن ابراہیم کے ساتھ ساریہ بھیجا، محمد بن ابراہیم ان پہاڑوں میں شلنبہ سے اس راستے سے داخل ہوا تھا جو روذبار ہوتا ہوا رویان جاتا ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مازیار کی ہلاکت اور بربادی اس کے ایک چچیرے بھائی کی وجہ سے جو طبرستان کے تمام کوہستان کا مالک تھا واقع ہوئی مازیار کے قبضہ میں کوہستان کے دامن تھے اور یہ تقسیم ان میں متوارث چلی آتی تھی۔

محمد بن حفص الطبری نے بیان کیا ہے کہ طبرستان میں تین کوہستان ہیں ایک وندا ہرمز کا پہاڑ جو طبرستان کے پہاڑوں کے بالکل وسط میں واقع ہے ایک اس کے بھائی وندا سنجان بن الاندا وین تاران کا پہاڑ اور تیسرا شروین بن سرخاب بن باب کا پہاڑ

جب مازیار کی شوکت و قوت بڑھ گئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی کو جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اصل میں اس کا بھائی قوہیار ہے بلا بھیجا اور اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس کے پہاڑ پر اپنی طرف سے درّی کو والی بنا دیا۔ جب اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ کے لیے سپاہ کی ضرورت ہوئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی یا بھائی قوہیار کو بلا کر اس سے کہا کہ تم اپنے پہاڑ سے سب سے زیادہ واقف ہو نیز یہ بھی کہا کہ افشین ہمارے ساتھ ہے اور میری اس سے مراسلت ہو رہی ہے تم پہاڑ کی کسی سمت میں ہو جاؤ اور میرے لیے اس کی حفاظت کرو، مازیار نے درّی کو لکھا کہ میرے پاس آ جا وہ آیا اس نے فوجیں دیکر اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ میں بھیج دیا اپنی جگہ اسے بالکل اطمینان تھا کہ پہاڑ کی حفاظت کا میں اپنے چچیرے بھائی یا خود بھائی قوہیار کے ذریعہ پورا بندوبست کر چکا ہوں کیونکہ نہایت تنگ دروں اور گھنے جنگل کی وجہ سے چونکہ وہاں کسی بڑی فوج کی نقل و حرکت ممکن نہ تھی

اس لیے یہ خیال تھا کہ اس سمت سے کوئی اس پر کامیاب یورش نہ کر سکے گا، البتہ جن دوسرے مقامات سے دشمن کی دراندازی کا اندیشہ تھا وہاں اس نے درّی اور اس کی فوج کو متعین کرکے اس سمت سے اطمینان کر لیا تھا اس نے درّی کے پاس دوسرے جنگجو اور خود اپنی فرودگاہ کی فوج بھی بھیجدی تھی۔

عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو خراسان سے ایک زبردست فوج کے ساتھ مازیار سے لڑنے کے لیے بھیجا اور معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا اس کے ساتھ انھوں نے ہادی کے مولیٰ یعقوب بن ابراہیم البوشنجی کو جو قوصرہ کے لقب سے مشہور تھا فوج کا وقائع نگار مقرر کرکے ساتھ کیا۔ محمد بن ابراہیم حسن بن الحسین سے آملا اور اب یہ سب فوجیں مازیار کی طرف بڑھیں پیشقدمی کرتے ہوئے یہ اس کے قریب جا پہنچے مگر اب تک وہ اسی اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اس مقام کی حفاظت کا جہاں سے ان کو پہاڑ ملے گا پورا انتظام کر دیا ہے، مازیار اپنے شہر میں تھوڑی سی جماعت کے ساتھ مقیم تھا اب اس کے چچیرے بھائی کے قلب میں اس کینہ اور عداوت کی آگ جو مازیار کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور اس کے پہاڑ سے اس کی علیحدگی کی وجہ سے دبی ہوئی تھی پھر روشن ہوئی اس نے حسن بن الحسین سے مراسلت کی اور مازیار کی فوجوں کی تمام حالت اور حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ افشین نے مازیار سے مراسلت کے ذریعہ سازباز کی ہے حسن نے وہ خط عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا عبداللہ نے اسے اپنے ایک معتمد شخص کے ہاتھ معتصم کے پاس بھیجدیا اور عبداللہ اور حسن نے مازیار کے چچازاد بھائی کُہ سے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ قوہیار تھا مراسلت کے ذریعہ ایک سمجھوتہ کر لیا اور وعدہ کیا کہ جو وہ چاہے گا اسے منظور کر لیا جائے گا اس نے عبداللہ بن طاہر کو بتایا کہ جس پہاڑ پر وہ اب فروکش ہے یہ دراصل اس کا اور اس کے آبا و اجداد کا ہے اور مازیار کی طرف سے ان کو ملا ہے البتہ جب مازیار نے فضل بن سہل کو طبرستان کا والی مقرر کیا اس وقت اس نے اس پہاڑ سے مجھے بے دخل کرکے اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس طرح میری توہین کی

عبداللہ نے اس سے یہ شرط کی کہ اگر وہ کسی ترکیب سے مازیار کو پکڑے تو حسب سابق وہ پہاڑ پھر اسی کو دیدیا جائے گا نیز اس کے علاوہ وہ جو کچھ مانگے گا اس کے دینے میں دریغ نہ کیا جائے گا اور نہ مخالفت کی جائے گی۔ مازیار کے بھائی نے اسے مان لیا اور اس کی بجا آوری کے لیے اس نے ایک باقاعدہ تحریر عبداللہ بن طاہر کو لکھدی جس میں اس شرط کو تسلیم کرکے اس کی بجا آوری کا باقاعدہ عہد کر لیا۔

مازیار کے چچازاد بھائی نے حسن بن الحسین اور ان کے آدمیوں سے وعدہ کیا کہ میں تم کو پہاڑ میں لے جاؤں گا چنانچہ وقت مقررہ پر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو دُرّی کے مقابلہ پر پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ایک بڑی کثیر التعداد فوج اپنے ایک سپہ سالار کی قیادت میں وسط شب میں اس غرض سے بھیجی یہ سب مازیار کے بھائی کے پاس پہاڑ میں پہنچے اس نے تمام کوہستان ان کے حوالے کرکے ان کو اس میں داخل کر دیا دُرّی اپنے مقابل فوج کے سامنے صف بستہ ہوا مازیار کو اس تمام کارروائی کی اب تک کچھ خبر نہ تھی وہ اطمینان سے اپنے قصر میں مقیم تھا کہ یکایک پیدل و رسالہ اس کے قصر کے دروازے پر آکر ٹھیرا دُرّی دوسری فوج سے مصروف پیکار تھا حملہ آوروں نے مازیار کا محاصرہ کرکے اس سے امیر المومنین معتصم کے تصفیہ پر ہتھیار رکھوالئے اور اس نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

عمرو بن سعید الطبری نے بیان کیا ہے کہ مازیار شکار کھیل رہا تھا اسی حالت میں رسالہ نے اسے جا پکڑا پھر بزور شمشیر وہ اس کے قلعہ میں گھس گئے اور ہر چیز پر جو وہاں تھی قبضہ کر لیا اب حسن بن الحسین مازیار کو لے کر چلا اس وقت تک دُرّی اپنی مقابل فوج سے مصروف پیکار تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ مازیار دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکا ہے وہ لڑائی میں اسی طرح مشغول تھا کہ یکایک عبداللہ بن طاہر کی فوج اس کے عقب میں پہنچ گئی اس کی وجہ سے دُرّی کی تمام فوجیں درہم برہم ہوگئیں اس نے شکست کھائی وہ معرکے سے دیلم کے علاقے میں جانے کے لیے بھاگا اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے خود اس کے تعاقب میں فوج چلی اور انھوں نے اسے جا ملایا اس وقت

اس کے ہمراہ بہت کم آدمی رہ گئے تھے وہ پلٹ کر ان سے لڑنے لگا اور مارا گیا اس کے سر کو کاٹ کر عبداللہ بن طاہر کو بھیجدیا گیا اس سے پہلے ہی مازیار اس کے قبضہ میں آچکا تھا عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اگر تم افشین کے خط مجھے دکھا دو تو میں امیر المومنین سے سفارش کروں گا کہ وہ تم کو معاف کردیں اور میں اس بات کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے ان خطوں کا علم ہے کہ وہ تمھارے پاس ہیں مازیار نے ان کا اقرار کرلیا تلاش کے بعد وہ مل گئے یہ کئی خط تھے عبداللہ بن طاہر نے ان پر قبضہ کرکے انھیں مازیار کے ساتھ اسحٰق بن ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ سوائے امیر المومنین کے ہاتھ میں دینے کے وہ ان خطوں اور مازیار کو ہرگز اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے تاکہ کسی طرح بھی وہ کسی اور کے ہاتھ نہ پڑ جائیں چنانچہ اسحٰق نے اس کی بہت احتیاط رکھی اور ان خطوں کو خود معتصم کے ہاتھ میں دیدیا انھوں نے مازیار سے ان کی تصدیق چاہی اس نے اقرار نہیں کیا معتصم نے اسے خوب پٹوایا یہاں تک کہ وہ مرگیا اسے بھی بابک کے پہلو میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

مامون جب مازیار کو خط لکھتے تو اس طرح شروع کرتے ' یہ خط عبداللہ المامون کی جانب سے جیل جیلان اصبہبذ اصبہبذان بشو ار خرشاد محمد بن قارن مولی امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ دُرّی کی قوت کے زوال کی ابتدا یوں ہوئی کہ مازیار کی فوج کے اس کے ساتھ آملنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا لشکر دنباوند پر فوج کش ہوا ہے اس نے اپنے بھائی بزرجشنس کو اس سمت بھیجا اور رستم الکلاری کے بیٹے محمد اور جعفر اور بعض اور سرحدی اور اہل رویان والوں کو اس کے ساتھ کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم رویان اور رے کی سرحد پر جاکر ٹھیرو اور محمد بن ابراہیم کی فوج کو روکو' حسن بن قارن نے رستم کے بیٹے محمد اور جعفر کو مراسلت کے ذریعے لالچ دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا یہ دونوں دُرّی کے خاص امرا میں تھے غرضکہ جب دُرّی اور محمد بن ابراہیم کی فوجوں کا مقابلہ ہوا یہ دونوں بھائی دونوں سرحدوں والے اور اہل رویان دُرّی کے بھائی بزرجشنس پر پلٹ پڑے

اسے پکڑ کر قید کر لیا اور پھر محمد بن ابراہیم کے ساتھ شریک ہو کر اس کے مقدمہ میں متعین ہو گئے اس وقت دری مرو نام ایک موضع میں اپنے قصر میں اہل وعیال اور اپنی پوری فوج کے ساتھ مقیم تھا جب اسے معلوم ہوا کہ خود میرے سرداروں اور فوج نے اس طرح میرے بھائی کے ساتھ دھوکہ کیا اور اسے پکڑ لیا ہے اسے اس کا سخت رنج واندوہ ہوا اس واقعہ کا اس کی فوج پر بہت ہی برا اثر ہوا انھوں نے ہمت ہار دی اور ان کے دل اس قدر مرعوب اور پست ہوے کہ وہ سب کے سب اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرنے کے لیے چلتے بنے دری نے ویلموں کو بلا بھیجا چار ہزار اس کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے اس نے ان کو بہت لالچ دلائی۔ انعام واکرام دیا اور اب سوار ہو کر چلا روپیہ بھی ساتھ لادا اور اس طرح بڑھا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے بھائی کو محمد کے ہاتھ سے چھڑانے جا رہا ہے حالانکہ در اصل اس کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے ویلم کے علاقے میں چلا آئے اور وہاں ان سے محمد کے خلاف مدد لے مگر خود محمد ہی آگے بڑھ کر اس کے سامنے آگیا اور یہاں دونوں میں ایک نہایت شدید معرکہ ہو گیا۔

دری کے چلے جانے کے بعد جیل کے محافظ بھاگ گئے قیدیوں نے اپنی بیڑیاں توڑیں اور نکل بھاگے اور اپنے وطن چلے گئے جس روز اہل ساریہ جو مازیار کی قید میں تھے جیل خانے سے نکلے تھے عین اسی دن یہ لوگ جو دری کے ہاں قید تھے نکل گئے یہ واقعہ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق ۱۲ شعبان ۲۲۵ھ کا ہے دوسرے راویوں نے ۲۲۴ھ ہجری بتایا ہے۔

داؤد بن قحذم محمد بن رستم کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان جھیل کے کنارے جو ویلم سے بالکل ملی ہوئی تھی محمد بن ابراہیم اور دری کا مقابلہ ہوا دری ایک نہایت ہی دلاور بہادر تھا وہ بذات خود محمد کی فوج پر اس بے جگری سے حملے کر رہا تھا کہ ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا تھا اس کے بعد کنائی کاٹتا ہوا شکست کھائے بغیر اس گھنے جنگل میں گھسنے کے ارادے سے اس نے پھر ان پر حملہ کیا مگر اس مرتبہ محمد بن ابراہیم

کے ایک سپاہی فند بن حاجبہ نے اس پر حملہ کر کے اسے زندہ پکڑ لیا اور پلٹا لایا
فوج نے اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا اور جس قدر مال۔ اسباب جانور اور
اسلحہ اس کے پاس تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن ابراہیم نے دڑی کے بھائی
بزر جشنس کے قتل کا حکم دیدیا اس کے بعد دڑی کو آواز دی گئی اس نے اپنا
ہاتھ بڑھایا وہ کہنی سے قطع کر دیا گیا اس نے پاؤں پھیلایا اسے گھٹنے پر سے
کاٹ دیا گیا اسی طرح دونوں دوسرے ہاتھ پاؤں قطع کئے گئے اب وہ اپنے
چوتڑ پر بیٹھ گیا مگر اس کے ضبط و تحمل کا یہ عالم تھا کہ اس تمام قطع و برید میں
نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ وہ بے چین و بے قرار نظر آیا۔ محمد
کے حکم سے اس کی گردن ماردی گئی۔ محمد نے اس کے تمام ساتھیوں کو پکڑ کر
ان کے بیڑیاں ڈلوادیں۔

اس سال جعفر بن دینار یمن کا والی مقرر ہوا۔ اس سال حسن بن الافشین
کی شادی اترنجہ بنت اشناس سے ہوئی اور وہ جمادی الآخر کے آخر میں معتصم کے
قصر عمری میں اپنی بیوی کے پاس گیا اترنجہ کی شادی میں سامرا کے تمام باشندے
مدعو تھے بیان کیا گیا ہے کہ چاندی کے ایک بڑے کڑھاؤ میں غالیہ بھرا ہوا تھا
جو تمام براتیوں کے لگایا جاتا تھا خود معتصم مہمانوں کی خاطر میں عملاً شریک تھے

اس سال عبداللہ الورثانی نے ورثان میں حکومت کے مقابلہ میں
سرتابی کی۔ نیز اسی سال منکجور الاشروسنی نے جو افشین کا رشتہ دار تھا آذربیجان
میں علم مخالفت بلند کیا۔

منکجور الاشروسنی کی بغاوت

افشین جب بابک کے قضیئے سے فارغ ہو کر جبال سے واپس آیا اس نے
آذربیجان پر جو اس کے تحت تھا اس منکجور کو والی مقرر کیا اسے بابک کے قریہ
میں اس کے ایک مکان میں بہت بڑی دولت ملی جسے اس نے خود ہی رکھ لیا

نہ افشین کو اس کی اطلاع کی اور نہ معتصم کو عبداللہ بن عبدالرحمن ایک شیعہ آذربیجان کا عامل
تھا اس نے معتصم کو اس مال کی خبر لکھ بھیجی منکجور نے اس کی تکذیب کی اس طرح اس میں
اور عبداللہ بن عبدالرحمن کا میں مناظرہ ہو گیا منکجور نے اسے قتل کر دینا چاہا اس نے اہل اردبیل کے
ہاں پناہ لی انھوں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا منکجور ان سے لڑ پڑا معتصم کو اس کی
اطلاع ہوئی انھوں نے افشین کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو بھیجکر اسے برطرف کر دے افشین نے
اپنے ایک سردار کو زیر دست فوج کے ساتھ اس غرض سے بھیجا منکجور کو اس فوج کی آمد کا
علم ہوا اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت سے ڈاکو اس کے پاس جمع ہوئے یہ
اردبیل سے نکلا تھا کہ اس سردار نے اسے دیکھ لیا اور فوراً حملہ کر دیا منکجور نے شکست کھائی
وہ بھاگ کر آذربیجان کے ایک مستحکم قلعہ میں جو ایک بلند اور دشوار گزار پہاڑ میں واقع تھا
اور جسے بابک نے برباد کر دیا تھا پناہ گزین ہوا اس نے قلعہ کی مرمت کی اسے پھر بنا لیا
اور وہیں قلعبند ہو گیا۔ ایک ماہ سے کم گزرا تھا کہ خود اسکے ہمراہیوں نے اسے پکڑ کر افشین کے
سردار کے حوالے کر دیا وہ اسے سامرا لایا معتصم نے اسے قید کر دیا اور اس کے معاملہ
کی وجہ سے وہ افشین سے بدظن ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس سردار کو اس کے مقابلہ کیلئے
بھیجا گیا تھا وہ خود بغا الکبیر تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے دیکھتے ہی خود منکجور
امان لے کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔

اس سال یاطس الرومی مر گیا اسے بابک کے پہلو میں سامرا میں سولی پر لٹکا دیا گیا
اس سال رمضان میں ابراہیم بن المہدی کا انتقال ہوا معتصم نے اس کی نماز جنازہ
پڑھی۔ اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں ورثانی امان لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس سال

بغا منکجور کو سامرا لے آیا اس سال معتصم بن گئے اور انھوں نے اشناس کو اپنا نائب بنایا۔ اس سال ربیع الاول میں انھوں نے اشناس کو ایک کرسی پر بٹھایا خود اس کے روبرو ہوئے اور اپنے ہاتھ سے بکلوس باندھا۔ اس سال غنام المرتد کو جلایا گیا۔ اس سال معتصم جعفر بن دینار سے اس لئے خفا ہو گئے کہ اس نے ان کے ایک خاص خدمتگار پر قاتلانہ حملہ کیا تھا، انھوں نے اسے پندرہ دن اشناس کے ہاں قید رکھا، اسے یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ایتاخ کو والی یمن مقرر کیا مگر پھر انھوں نے جعفر کی خطا معاف کر دی اور خوش ہو گئے۔

اس سال افشین فوج خاصہ کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا معتصم نے اس منصب پر اسحٰق بن یحیٰی بن معاذ کو مقرر کیا۔ اس سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بارگاہ خلافت میں روانہ کیا اسحٰق بن ابراہیم دسکرہ تک لینے آیا اور شوال میں وہ مازیار کو سامرا میں لے کر آیا، معتصم نے حکم دیا کہ اسے ہاتھی پر سوار کر کے لایا جائے مگر مازیار نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اب وہ خچر پر پالان میں بٹھا کر لایا گیا ۵ ذی قعدہ کو معتصم نے دربار عام کیا اور حکم دیا کہ اسے اور افشین کو ایک وقت میں حاضر کیا جائے اس سے ایک روز پہلے افشین قید کر دیا گیا تھا مازیار نے اس بات کا اقرار کیا کہ افشین سے میری مراسلت ہوتی تھی اور افشین میری بغاوت کو حق بجانب ٹھیراتا تھا اور اغوا کرتا تھا معتصم نے افشین کے متعلق حکم دیا کہ اسے پھر اس کے قید خانے میں واپس لے جاؤ اور مازیار کو پٹوایا چار سو پچاس کوڑے اس کے لگے اس نے پانی مانگا اور پلاتے ہی اسی وقت وہ مر گیا اس سال معتصم افشین سے ناراض ہوئے اور انھوں نے اسے قید کر دیا۔

افشین سے معتصم کی ناراضی کے اسباب اور واقعات

افشین کی یہ عادت تھی کہ بابک کی جنگ اور اس کے علاقہ میں قیام کے

زمانے میں اہل آرمینیہ جو ہدیہ اسے بھیجتے وہ اسے براہ راست اشروسنہ روانہ کردیتا چونکہ وہ چیزیں عبداللہ بن طاہر کے ہاں سے گزرتیں اس کو ان کا علم ہوجاتا وہ معتصم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجتا معتصم ہدایت کرتے کہ افشین جس قدر ہدایا اشروسنہ بھیجے تم ان سب کو قلمبند کرلو عبداللہ اس پر کاربند رہا افشین کا یہ طریقہ تھا کہ جب اس کے پاس رقم مہیا ہوجاتی وہ دیناروں کی ہمیانیاں بقدر برداشت اپنے آدمیوں کی کمر میں بندھوا دیتا اس طرح ایک شخص ایک ہزار یا اس سے زیادہ دینار اپنی کمر میں باندھ کر لیجاتا عبداللہ کو اس کی بھی خبر کردی گئی انھیں دنوں میں افشین کے قاصد مال لیے ہوئے نیشاپور اترے تھے عبداللہ بن طاہر نے ان کو گرفتار کراکر ان کی جامہ تلاشی لی ان کی کمر میں ہمیانیاں پائی گئیں عبداللہ نے ان پر قبضہ کرلیا اور پوچھا کہاں سے ملیں انھوں نے کہا یہ افشین کے نذرانے اور اس کا مال ہے عبداللہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اگر میرے بھائی افشین اس قدر روپیہ بھیجنا چاہتے تو وہ مجھے ضرور اس کے متعلق لکھدیتے تاکہ میں اس کی حفاظت اور بدرقہ کا انتظام کرتا یہ تو بڑی رقم ہے تم چور معلوم ہوتے ہو۔

عبداللہ بن طاہر نے وہ روپیہ لے کر اپنی فوج میں جو اس کے پاس اس وقت تھی تقسیم کردیا اور افشین کو لکھا کہ اس روپیہ کے متعلق ان لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ وہ تم نے بھیجا ہے میں اس بات کو باور نہیں کرتا کہ تم اس قدر کثیر رقم اشروسنہ بھیجو اور اس کے متعلق مجھے نہ لکھو اور نہ اس کی حفاظت کے لیے کوئی بدرقہ ساتھ کرو اگر وہ روپیہ تمھارا نہ تھا تو میں نے اسے اس روپیہ کے بجائے جو سالانہ امیرالمومنین مجھے بھیجا کرتے ہیں فوج میں تقسیم کردیا ہے اگر وہ تمھارا ہے جیسا کہ ان لانے والوں کا بیان ہے تو جب امیرالمومنین کے ہاں سے رقم آئے گی میں تم کو واپس کردوں گا ورنہ اگر اس کے علاوہ کچھ اور بات ہے تو امیرالمومنین اس مال کے سب سے زیادہ مستحق ہیں میں نے اسے ان کی فوج کو دیدیا ہے کیونکہ میں اسے ترکوں کے علاقے میں بھیجنا چاہتا ہوں' افشین نے جواب میں لکھا کہ میرا اور امیرالمومنین کا ایک ہی مال ہے اس میں کچھ فرق نہیں تم ان لوگوں کو چھوڑدو کہ وہ اشروسنہ چلے جائیں عبداللہ نے ان کو جانے دیا وہ چلے گئے اس واقعہ سے افشین اور

عبداللہ کے تعلقات خراب ہو گئے اور اب عبداللہ اس کی کمزوریوں کی تلاش میں لگ گیا۔

افشین گاہے گاہے معتصم کی زبان سے کچھ ایسی باتیں سنا کرتا تھا جس سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ آل طاہر سے بد دل ہو گئے ہیں اور ان کو خراسان سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اس سے خود اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی طمع پیدا ہوئی اسی منصوبے کی وجہ سے اس نے مازیار سے ساز باز شروع کی اسے حکومت کی مخالفت پر برانگیختہ کیا اور اطمینان دلایا کہ خلیفہ کو میں تمہاری طرف سے ہموار کر کے باز رکھوں گا اس کا خیال یہ تھا کہ اگر مازیار نے بغاوت کر دی تو معتصم مجبوراً اسی کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجینگے اور عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کو مقرر کر دیں گے مگر مازیار کا جو حشر ہوا وہ گزر چکا ہے منکجور کا آذربیجان میں جو حشر ہوا اسے بھی ہم بیان کر آئے ہیں ان تمام واقعات سے معتصم کو افشین کی خفیہ سازش مازیار سے مراسلت اور منکجور کا اغوا اچھی طرح ثابت ہو گیا اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ در پردہ افشین کے حکم اور اشارے سے ہوا ہے وہ افشین سے کشیدہ خاطر ہو گئے اسے بھی اس تغیر کا احساس ہوا مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کرے آخر کار اس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے قصر میں بہت سے پیپے تیار رکھے اور جس دن معتصم اور ان کے امرا شغل میں ہوں وہ کسی حیلہ سے موصل کی راہ لے اور دریائے زاب کو ان پیپوں پر عبور کر کے آرمینیا ہوتا ہوا بلاد خزر میں جا پہنچے مگر یہ بات بھی اس سے نہ بن پڑی۔ اسکے بعد اس نے بہت سا زہر مہیا کیا اور ارادہ کیا کہ معتصم اور ان کے امرا کی کھانے کی دعوت کرے اور پھر ان کو زہر دیدے اور اگر خود معتصم دعوت قبول نہ کریں تو جس روز وہ شغل میں ہوں اس روز وہ ان سے اجازت لے کر ان کے ترک امرا اشناس اور ایتاخ وغیرہ کو کھانے کی دعوت میں بلائے ان کو کھلا پلا کر زہر دے جب وہ اس کے پاس سے چلے جائیں وہ اول شب میں روانہ ہو اور پیپے اور دریا کے عبور کرنے کے اور سامان کو جانوروں پر بار کر کے ساتھ لے دریائے زاب پہنچکر اپنا تمام اسباب و سامان تو ان پیپوں پر عبور کرائے اور ممکن ہو تو سواری

کے جانور دریا کو تیر کر عبور کریں پھر ان پیپوں کو آگے بھیجے تاکہ انھیں کے ذریعہ وہ دجلہ کو عبور کر سکے اور وہاں سے وہ آرمینیا میں جس کی ولایت اسی کے تفویض تھی داخل ہوا اور وہاں سے امان لے کر خزر کے علاقے میں آئے اور وہاں سے گھوم کر بلاد ترک ہوتا ہوا بلاد اشروسنہ پہنچ جائے اور پھر وہ خزر کو مسلمانوں کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔

وہ اس ارادے کی تکمیل میں مصروف رہا مگر اس میں دیر لگی جسکی وجہ سے اُس سے یہ بھی نہ ہو سکا، افشین کے سردار حسب دستور دربار نوبت بہ نوبت معتصم کے ہاں حاضر رہتے تھے واجس الاشروسنی اور ایک دوسرے سردار کے درمیان جو افشین کے منصوبے سے آگاہ تھا اس کے متعلق گفتگو ہوئی اور واجس نے سنکر کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کر سکے گا اور یہ بات پوری نہ ہوگی اس نے واجس کا یہ قول افشین سے جاکر بیان کیا افشین کے ان خدمتگاروں میں سے جو واجس سے اچھے تعلقات رکھتے تھے ایک شخص نے وہ بات سن لی جو اس نے واجس کے متعلق کہی جب واجس رات میں کسی وقت اپنی نوبت سے گھر واپس آیا افشین کے خدمتگار نے اس کے پاس آکر اس سے بیان کیا کہ تمھاری بات افشین کو پہنچ گئی ہے واجس کو اپنی جان خطرہ میں نظر آئی وہ اسی وقت سوار ہو کر نصف شب میں امیر المومنین کے محل آیا معتصم سو چکے تھے وہ ایتاخ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں امیر المومنین کے فائدے کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں ایتاخ نے کہا ابھی تو تم یہاں سے گئے ہو امیر المومنین سو چکے ہیں اس نے کہا میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتا ایتاخ نے ایک شخص کو دستک دے کر بیدار کیا اس نے واجس کی بات معتصم سے جاکر کہدی معتصم نے کہا واجس سے کہو کہ اب تو وہ گھر جائے علی الصباح حاضر ہو، واجس نے کہا اگر اب رات کو میں واپس ہوا تو میری جان جائیگی معتصم نے ایتاخ کو حکم بھیجا کہ تم آج رات اسے اپنے پاس سلا لو، ایتاخ نے اسے سلا لیا صبح کی نماز کے وقت اس نے واجس کو پیش کر دیا، اس نے معتصم سے پورا واقعہ جس کی اسے اطلاع تھی بیان کیا

انھوں نے محمد بن حماد بن دنقش اپنے کاتب کو افشین کے بلا لانے کے لیے بھیجا افشین سیاہ لباس پہنکر حاضر ہوا معتصم نے حکم دیا کہ یہ لباس اتار لیا جائے اور اسے قید کر دیا جائے اسے محل میں قید کر دیا گیا پھر محل کے اندر ہی اس کے لیے ایک مرتفع منزل بنائی گئی لولوہ اس کا نام رکھا جو لولوہ افشین کے نام سے مشہور ہے معتصم نے عبد اللہ بن طاہر کو لکھا کہ تم کسی طرح حسن بن الافشین کو گرفتار کرو حسن کے متعدد خط عبد اللہ بن طاہر کے پاس آچکے تھے جس میں اس نے نوح بن اسد کی شکایت کی تھی کہ وہ میری جائداد اور علاقے پر چیرہ دستی کرتا ہے آپ اس کا تدارک کریں عبد اللہ نے نوح بن اسد کو حسن کے متعلق امیر المومنین کے منشا سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم اپنی تمام جمعیت اکٹھا کر کے تیار رہو جب حسن بن الافشین اپنی ولایت کا پروانہ لے کر آئے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو دوسری طرف اس نے حسن بن الافشین کو لکھا کہ میں نوح بن اسد کو برطرف کر کے اس کی جگہ تم کو مقرر کرتا ہوں یہ اس کی برطرفی کا مراسلہ ہے حسن اس اطمینان پر صرف چند آدمیوں اور معمولی طور پر مسلح ہو کر نوح بن اسد کے پاس آیا اسے تو یقین تھا کہ اب میں اس علاقے کا والی ہوں مگر نوح نے اسے پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں اور عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھجوا دیا۔

افشین کے لیے جو قید خانہ بنایا گیا تھا وہ منارہ کے مشابہ تھا اس کے وسط میں صرف اتنی وسعت تھی کہ وہ بیٹھ سکے اس کے نیچے سپاہیوں کا پہرہ مقرر تھا جب وہ گھومتا تھا تو پہرہ بدل دیا جاتا تھا۔

ہارون بن عیسٰی بن المنصور کہتا ہے کہ میں معتصم کے ہاں آیا وہاں احمد بن ابی داؤد، اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب اور محمد بن عبد الملک الزیات موجود تھے افشین کو حاضر کیا گیا جو اب بہت سخت قسم کی قید میں نہ تھا کچھ اعیان و عمائد بلائے گئے تاکہ افشین سے مقابلہ کرایا جائے منصور کے بیٹوں کے علاوہ اہل مراتب میں سے کسی کو محل میں ٹھیرنے نہیں دیا گیا سب لوگ اٹھا دئے گئے۔ محمد بن عبد الملک الزیات نے اس سے جواب سوال شروع کیا

جن لوگوں کو تحقیق الزامات کے لیے بلایا گیا تھا ان میں طبرستان کا رئیس مازیار تھا موبذ تھا، مرزبان بن ترکش سغد کا ایک رئیس اور اہل سغد کے دو اور آدمی تھے۔ محمد بن عبد الملک نے ان آخر الذکر سغدیوں کو آواز دی ان پر روئی کے موٹے لبادے پڑے تھے اس نے پوچھا یہ کیوں پہنے انھوں نے اپنی پیٹھ کھول کر بتائی جس پر گوشت مطلق نہ تھا، محمد نے افشین سے پوچھا ان کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں ایک موذن ہے اور ایک امام ہے ان دونوں نے اشروسنہ میں ایک مسجد بنائی تھی میں نے ان دونوں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے کیونکہ میرے اور رؤسائے سغد کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کی جائے جو جس مذہب کا پیرو ہے وہ آزادانہ طریقہ پر اس پر عمل پیرا رہے مگر ان دونوں نے اہل اشروسنہ کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو نکال پھینکا اور اسے مسجد بنا لیا اس قانون اور معاہدہ سے تجاوز اور اہل اشروسنہ کو ان کے بت خانے سے بے دخل کرنے کی پاداش میں میں نے ان کو یہ سزا دی۔ محمد بن عبد الملک الزیات نے پوچھا وہ کتاب کیا ہے جسے تم نے مذہب اور مرصع کر کے دیباج میں اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے جس میں اللہ کا انکار ہے، افشین نے کہا یہ کتاب مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے اس میں عجم کے آداب اور میں سے ایک ایک ادب کا ذکر ہے، تم نے کفر کا ذکر کیا ہے تو ہوا کرے میں تو صرف اس کے ادب سے مستفید ہوتا ہوں مجھے اس کے ماسوا سے کیا جب وہ کتاب مجھے ملی تھی اسی حالت میں محلّٰی تھی مجھے اس کی ضرورت کبھی داعی نہ ہوئی کہ میں اس کی بیش قیمت اشیاء کو فروخت کرتا اس لیے جس طرح کلیلہ دمنہ اور مزدک کی کتاب تمھارے مکان میں موجود ہے اسی طرح یہ کتاب میرے پاس رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

اس کے بعد موبذ آگے بڑھا اس نے کہا کہ یہ گردن مروڑے ہوئے جانور کا گوشت کھایا کرتا تھا اور مجھے بھی اس کے کھانے کی ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ذبیحہ سے زیادہ لذیذ ہے یہ ہر چہار شنبہ کے دن ایک سیاہ

بکری مارتا تھا اس کی کمر پر تلوار مار کر اس کے دو حصے کر دیتا اور پھر انہیں چلکر اس کا گوشت کھاتا اس نے ایک دن مجھ سے یہ بات بھی کہی کہ ان مسلمانوں کی وجہ سے مجھے وہ تمام کام کرنا پڑے جن کو میں ناپسند کرتا ہوں ان کی وجہ سے میں نے زیتون کھایا اونٹ پر بیٹھا اور جوتا پہنا حالانکہ اب تک نہ میں نے بال مونڈے اور نہ ختنہ کرائی افشین نے کہا مجھے یہ بتائے کہ جو شخص ان باتوں کو بیان کر رہا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی وجہ سے ثقہ ہے (یہ موبذ مجوسی تھا اس کے بعد متوکل کے ہاتھ پر اسلام لایا اور ان کا ندیم ہوا۔) لوگوں نے کہا ہم اسے قابل وثوق نہیں خیال کرتے افشین نے کہا تو پھر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا کیا مطلب ہوا جس شخص کو نہ تم قابل وثوق سمجھتے ہو اور نہ اسے عادل جانتے ہو اس کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو اس کے بعد اس نے موبذ کو خطاب کر کے کہا کیا کبھی میرے اور تمہارے گھر کے بیچ میں کوئی دروازہ یا کھڑکی تھی جہاں سے تم میری خانگی زندگی کا مشاہدہ کرتے تھے اس نے کہا نہیں افشین نے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں تم کو اپنے پاس بلاتا تھا اپنا دلی راز کہتا عجمی مذہب کو بیان کرتا اور اس مذہب اور اہل مذہب سے اپنے میلان طبع کا اظہار کرتا اس نے کہا ہاں افشین نے کہا تو جب تم نے میرے راز کو جس کا میں نے تم کو امین بنایا تھا افشا کر دیا تو معلوم ہوا کہ نہ تم اپنے دین میں پکے ہو اور نہ اپنے عہد کے ایفا میں پورے ہو، اس کے بعد موبذ الگ ہو گیا اور اب مرزبان بن ترکش آگے بڑھا لوگوں نے افشین سے پوچھا اسے جانتے ہو اس نے کہا نہیں مرزبان سے پوچھا گیا تم اسے پہچانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے لوگوں نے افشین سے کہا کہ یہ مرزبان ہے مرزبان نے اس سے کہا اے زمانے بھر کے عیار تو کب تک نفاق اور ظاہرداری برتے گا افشین نے کہا اے دراز ریش کیا کہتا ہے اس نے کہا بتاؤ تمہاری رعایا کس طرح تم کو خطاب کرتی ہے افشین نے کہا اسی القاب و آداب کے ساتھ جس طرح وہ میرے باپ اور دادا کو کرتے تھے مرزبان نے کہا تو زبان سے کہو افشین نے کہا میں نہیں کہتا مرزبان نے کہا کیا وہ اشروسنہ زبان میں تم کو اس طرح خطاب نہیں کرتے

اس نے کہا ہاں مرزبان نے کہا کیا عربی میں اس کے معنی یہ نہیں ہیں الی الہ الآلہۃ من عبدہ فلاں بن فلاں اس نے کہا ہاں محمدؐ بن عبدالملک الزیات نے کہا کہ جب مسلمان اس بات کو گوارا کرنے لگے کہ ان کو یہ الفاظ لکھے جائیں تو اب فرعون کی کیا خطا رہی جب اس نے اپنی قوم سے کہا انا ربکم الاعلیٰ افشین نے کہا میرے باپ دادا کا یہی دستور تھا اور اسلام لانے سے پہلے خود میرا یہی آئین تھا مسلمان ہونے کے بعد میں نے اس بات کو بنا سب نہ سمجھا کہ اپنے کو ان کے سامنے فروتن کروں کیونکہ پھر وہ میرے قابو میں نہ رہتے، اسحق بن ابراہیم نے اس سے کہا حیدر! جب تم کو بھی وہی دعویٰ ہے جو فرعون کا تھا تو پھر کیوں تم ہمارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہو اور ہم کیوں تم کو مسلمان سمجھیں اور تمھاری قسم کو باور کریں۔ افشین نے کہا اے ابوالحسین اسی سورہ کو عجیف نے علی بن ہشام کے سامنے پڑھا تھا آج اسے تم مجھے سنا رہے ہو اب دیکھو کہ کل کون تم کو یہ سناتا ہے۔

اس کے بعد طبرستان کا رئیس مازیار آگے بڑھا افشین سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے اب افشین کو بتایا گیا کہ یہ مازیار ہے افشین نے کہا ہاں اب میں نے اسے پہچانا، افشین سے سوال ہوا کیا تم نے اس سے خط و کتابت کی ہے اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا کیا اس نے تم کو خط لکھا تھا اس نے کہا ہاں افشین کے بھائی خاش نے میرے بھائی قوہیار کو یہ بات لکھی تھی کہ اس ہمارے دین بیضا کی مدد میرے، تمھارے اور بابک کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تھا ہم میں سے بابک تو اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا حالانکہ میں نے کوشش کی تھی کہ وہ موت سے بچ سکے مگر اس کی حماقت نے نہ مانا اور آخر کار اسی وجہ سے مارا گیا اب اگر تم نے مخالفت کا اعلان کر دیا تو یہ ہمارے دشمن ضرور مجھے تمھارے مقابلہ پر بھیجیں گے میرے ساتھ نہایت جوانمرد اور شجاع شہسوار ہیں اگر میں تمھارے پاس چلا آیا تو اب یہاں یہ صرف تین قومیں ہم سے لڑنے کے لیے رہ جائیں گی عرب، مغربی اور ترک

عربوں کو میں کتے کے برابر سمجھتا ہوں ہڈی کا ٹکڑا ڈال کر ڈنڈے سے سر کچل دونگا۔ یہ مکھیاں یعنی مغربی ان کی کیا حقیقت ہے یہ ایک لقمہ ہیں۔ اب رہ گئے یہ شیاطین کے بچے ترک تو یہ صرف ایک گھڑی کے مرد ہیں جہاں ان کے تیر ختم ہوئے رسالہ کے ایک ہی حملہ میں ان کا بالکل صفایا سمجھو پھر ہمارے دین کو وہی عروج حاصل ہو جائے گا جو عجم کے عہد میں تھا۔

افشین نے کہا اس کا دعویٰ اس کے اپنے بھائی اور میرے بھائی پر ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر کیسے عائد ہو سکتی ہے اگر خود میں نے بھی یہ خط اسے اس غرض سے لکھا ہوتا کہ وہ میری طرف مائل ہو کر مجھ پر اعتماد کرنے لگے تو اس میں کوئی ہرج نہ تھا جبکہ میں نے اپنے زور بازو سے خلیفہ کی مدد کی تو میرے لیے یہ بات بالکل زیبا ہوتی کہ میں اپنے تدبر اور ہوشیاری سے اب بھی ان کی مدد کروں اس طرح میں اس کی گدی پکڑ کر اسے ان کی خدمت میں حاضر کر دیتا اور جس طرح عبداللہ بن طاہر نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ کے ہاں اپنی بات بڑھائی ہے میں بھی اپنا رسوخ اور اثر بڑھاتا۔ اب مازیار کو ہٹا دیا گیا۔

جب افشین نے مرزبان الترکشی اور اسحٰق بن ابراہیم کو دنداں شکن جواب دیئے تو ابن ابی داؤد نے افشین کو ڈانٹا افشین نے اُس سے کہا اے ابو عبداللہ جب تم اپنا چوغا ہاتھ سے اٹھا کر اپنے شانے پر ڈالتے ہو تو ایک جماعت کو قتل کر دیتے ہو ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا تم مُطہر ہو اس نے کہا نہیں ابن ابی داؤد نے پوچھا اب تک تم نے یہ کیوں نہیں کیا حالانکہ اس سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور اسی سے نجاست سے کامل طہارت حاصل ہوتی ہے افشین نے کہا کیا اسلام میں تقیہ جاری نہیں اس نے کہا ہاں ہے' افشین نے کہا تو اس وجہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے اس عضو کو اپنے بدن سے قطع کر دوں گا مر جاؤں گا اس نے کہا یوں تو تم نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے خوف سے کبھی لڑائی سے باز نہیں رہتے اور محض ایک زائد کھال کے کٹوا دینے سے اس قدر خائف ہو' افشین نے کہا جنگ ایک ضرورت ہے کہ جب مجھ پر

پڑ جاتی ہے مجھے لامحالہ لڑنا پڑتا ہے اور ختنہ ایسی بات ہے کہ اس کی تکلیف میں خود اپنے ہاتھوں لوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی میری جان نکل جائیگی اور اس بات کا مجھے علم نہیں کہ اگر میں غیر مختون رہوں تو اسلام سے خارج ہوجاؤنگا۔

ابن ابی داؤد نے بغا الکبیر ابو موسیٰ الترکی کو آواز دی کہ بغا اب اس کا سارا حال تم پر منکشف ہوچکا ہے تم اسے سنبھالو بغا نے ہاتھ بڑھا کر افشین کا کمر بند کھینچ لیا اس نے کہا میں آج سے پہلے سے تمھارے اس سلوک کا متوقع تھا بغا نے اس کی قبا کا دامن پلٹ کر اس کے سر پہ ڈالا قبا کے دونوں حصوں کے ملنے کی جگہ سے اس کی گردن تھامی اور پھر باب الوزیری سے نکال کر اسے اس کے محبس میں لے آئے۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حسن بن الافشین اور اترنجہ بنت اشناس کو گرفتار کر کے سامرا بھیجدیا۔

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال علی بن اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ نے جو صول اتگین کی جانب سے دمشق میں ناظم کوتوالی تھا اچانک رجاء ابن ابی الضحاک پر حملہ کر کے اسے قتل کردیا اور پھر پاگل بن گیا۔ احمد بن ابی داؤد نے اس کی سفارش کی اور وہ جیل سے رہا کردیا گیا حسن بن رجا سامرا کے راستے میں اسے حالت جنون میں دیکھا کرتا تھا۔

اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر بن الحسین کا انتقال ہوا محمد کے مکان میں معتصم نے اس کی نماز پڑھی۔
اس سال افشین مر گیا۔

افشین کی موت کا واقعہ

حمدون بن اسمٰعیل نے بیان کیا ہے کہ جب نئے پھل آئے معتصم نے فصل کے ان نئے پھلوں کو ایک طباق میں رکھ کر اپنے بیٹے ہارون الواثق سے کہا کہ تم خود ان کو افشین کے پاس لے کر جاؤ اور اسے دو، واثق ان پھلوں کو اٹھوا کر لؤلؤہ لایا جہاں افشین قید تھا افشین نے طباق دیکھا اس میں پلم یا آلو بخارے میں سے کوئی ایک پھل موجود نہ تھا افشین نے واثق سے کہا کہ طباق تو بہت ہی عمدہ ہے مگر اس میں نہ آلو بخارا ہے اور نہ پلم واثق نے کہا میں اب جا کر وہ بھی بھیجدوں گا۔

افشین نے ان پھلوں میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا اور جب وہ جانے لگا افشین نے اس سے کہا کہ آپ میرے آقا کو میرا سلام کہیں اور عرض کریں کہ وہ اپنے ایک معتمد علیہ کو میرے پاس بھیجدیں تاکہ جو میں کہوں اسے وہ آپ کے گوش گزار کردے معتصم نے حمدون بن اسمٰعیل کو حکم دیا کہ تم اس کے پاس جاؤ' یہ حمدون بن اسمٰعیل متوکل کے عہد میں اسی افشین کے محبس میں سلیمان بن وہب کی نگرانی میں قید ہوا اور قید ہی کے زمانے میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے' حمدون نے بیان کیا کہ معتصم نے مجھے اس کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ وہ طول طویل گفتگو کرے گا تم زیادہ نہ ٹھیرنا۔ میں اس کے پاس آیا پھلوں کا طباق سامنے رکھا تھا ان میں سے اس نے اب تک کسی کو ہاتھ نہ لگایا تھا کھانا تو درکنار رہا مجھ سے کہا بیٹھو میں بیٹھ گیا اب اس نے خوشامدانہ طویل تقریر شروع کی میں نے کہا کلام کو طول نہ دو امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ

میں زیادہ دیر تک یہاں نہ ٹھیروں جو کہنا ہو مختصراً کہہ دو اس نے کہا امیرالمومنین سے کہو کہ آپ نے میرے اوپر بڑے احسانات کیئے میری عزت افزائی کی اور مجھے تمام امرا پر مقدم کیا مگر پھر آپ نے میری شکایت میں جو باتیں آپ سے بیان کی گئیں ان کو بغیر تحقیق کیئے اور خود سوچے سمجھے ہوئے کہ بھلا میں کیونکر ان کا ارتکاب کرسکتا تھا باور کرلیا آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے منکجور کو بغاوت پر اندرونی طور پر ابھارا آپ نے اسے باور کرلیا آپ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سپہ سالار کو میں نے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا اسے ہدایت کردی تھی کہ وہ منکجور سے جنگ نہ کرے اور کوئی بہانہ کردے اور یہ کہ اگر ہماری قوم کا کوئی شخص اس کے مقابل آجائے تو وہ اس کے سامنے بغیر لڑے ہوئے خود پسپا ہوجائے۔ آپ خود جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں آپ لڑ چکے ہیں آپ نے فوجوں کی قیادت اور سیاست کی ہے کیا کسی سپہ سالار کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی فوج سے یہ کہدے کہ دشمن کے مقابل آتے ہی تم یہ کرنا اور یہ کرنا اور وہ بات ایسی ہو جو کسی سپاہی کو بھی گوارا نہ ہو اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی اس الزام کو آپ کا میرے دشمن کی زبان سے سن کر جس کے سبب سے آپ خود واقف ہیں قبول کرنا زیبا نہ تھا آپ میرے مالک اور آقا ہیں میں آپ کا ادنیٰ غلام اور ساختہ پرداختہ ہوں میری اور آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گوسالہ پالا تھا اسے خوب کھلا کر موٹا کیا وہ بڑا ہوا اور اب اس کی حالت بہت عمدہ ہوگئی اس شخص کے دوست بھی تھے جو اس گوسالہ کے گوشت کو کھانا چاہتے تھے انھوں نے اس سے کہا کہ اسے ذبح کردو مگر اس شخص نے نہ مانا تب ان سب نے آپس میں سازش کرکے ایک دن اس شخص سے کہا کہ آپ اس شیر کو کیوں پال رہے ہیں یہ تو خونخوار درندہ ہے اور درندہ جب بڑا ہوجاتا ہے وہ پھر درندوں میں مل جاتا ہے اس شخص نے کہا یہ کیا کہتے ہو یہ تو گوسالہ ہے درندہ نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا یہ درندہ ہے آپ ہم میں سے جس سے چاہیں دریافت کرسکتے ہیں اور اس سے پہلے ہی انھوں نے آپس میں ساز باز کرلیا تھا کہ جس سے دریافت کیا جائے

وہ اس گوسالہ کو درندہ بتائے چنانچہ اس شخص نے اب جس سے پوچھا کہ دیکھو یہ کیسا خوبصورت گوسالہ ہے اس نے کہا آپ یہ کیا کہتے ہیں یہ تو درندہ ہے شیر ہے آخر کار اس شخص نے اسے ذبح کرا دیا میں وہی گوسالہ ہوں میں شیر کیوں کر ہو سکتا ہوں میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں میں آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہوں آپ میرے آقا اور مالک ہیں میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کے قلب کو میرے لیے نرم کر دے۔

اس گفتگو کے بعد میں اُس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا وہ پھلوں کا طباق اسی طرح اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اس میں سے کسی پھل کو بھی اس نے ہاتھ نہ لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد کسی نے کہا کہ وہ دم توڑ رہا ہے یا ختم ہو چکا ہے معتصم نے کہا کہ اسے اس کے بیٹے کو دکھا دو اسے قید خانے سے نکال کر اس کے بیٹے کے سامنے رکھا گیا اس نے اس کی داڑھی اور سر کے بال نوچ لیے پھر معتصم کے حکم سے اسے ایتاخ کے مکان پہنچا دیا گیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے اس سے پہلے احمد بن ابی داؤد نے اس کو دیوان عام میں طلب کر کے پوچھا حیدر امیر المومنین کو اطلاع ملی ہے کہ تم ابتک غیر مختون ہو اس نے کہا جی ہاں اس سے ابو احمد بن ابی داؤد کا مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف ایک جرم ثابت کیا جائے اور توہین کی جائے اگر انکار کر کے اپنا ستر کھولے تو اس سے اس کی بے حیائی اور بے شرمی ظاہر ہو اور اگر اپنا ستر نہ کھولے تو یہ ثابت ہو جائے کہ وہ غیر مختون ہے افشین نے جواب دیا کہ ہاں میں غیر مختون ہوں اس روز دیوان عام میں تمام فوجی سردار اور عام لوگ جمع تھے یہ واقعہ واثق کے اس کے پاس پھل لے جانے اور میرے اس کے پاس جانے سے پہلے کا ہے۔

میں نے اپنی ملاقات کے وقت اس سے پوچھا کیا واقعی تم ابتک غیر مختون ہو جیسا کہ تم نے سب کے سامنے بیان کیا ہے اس نے کہا مجھے ایسی مشکل میں دیدہ و دانستہ ڈالا گیا تھا کہ اس کے اقرار کے سوا چارہ نہ تھا تمام

امراء اور عوام الناس جمع تھے ان کے سامنے مجھ سے یہ سوال ہوا مقصد یہ تھا کہ میری فضیحت ہو اگر میں کہتا کہ میں مختون ہوں تو میری بات مانی نہ جاتی اور کہا جاتا کہ ستر کھول کر بتاؤ اس طرح سب کے سامنے میری فضیحت ہوتی اس سے تو موت بہتر ہے کہ میں ایسے مجمع میں ننگا ہوتا البتہ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو میں برہنہ ہو کر بتا سکتا ہوں کہ میں مختون ہوں۔ مگر میں نے اس سے کہا کہ چونکہ میں تم کو صادق القول سمجھتا ہوں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ تم ستر کھولو۔

اُس کی ملاقات سے واپس آکر حمدون نے اس کا پیام معتصم کو پہنچا دیا انھوں نے قدر قلیل کے سوا اس کا کھانا بند کرا دیا چنانچہ اب روزانہ صرف ایک روٹی اسے دی جاتی تھی اسی حالت میں وہ مر گیا مرنے کے بعد اسے ایتاخ کے گھر لے گئے وہاں سے اسے باہر لاکر باب العامہ پر سولی پر لٹکا دیا گیا تاکہ سب لوگ دیکھ لیں اس کے بعد مع سولی کی لکڑی کے باب العامہ پر اسے گرا دیا گیا اور اسے جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں بہا دی گئی۔

معتصم نے جب افشین کو قید کر دیا انھوں نے ایک شب میں سلیمان بن وہب الکاتب کو اس لیے بھیجا کہ وہ افشین کے قصر میں جس قدر مال و متاع ہو اسے قلمبند کر لے افشین کا قصر مطیرہ میں تھا اس کے قصر میں انسان کی شکل کا ایک لکڑی کا بت ملا جس پر کثرت سے زیور اور جواہر لدے ہوئے تھے اس کے کانوں میں دو سفید پتھر جن پر سونا جڑا تھا آویزاں تھے سلیمان کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک نے ان پتھروں کو جواہر سمجھ کر لے لیا چونکہ رات تھی اسے اس کی اصلیت معلوم نہ ہو سکی صبح کو جب اس نے اس پر سے سونے کا پرت اتارا تو اسے سیپ کی قسم کا ایک پتھر جسے جرون کہتے ہیں ملا یہ سیپ کی قسم بوق کا ایک پتھر تھا اس کے مکان سے بھیانک شکل کے پیکر، بت دوسری مورتیں اور لکڑی کے وہ کٹہرے جن کو اس نے بھاگنے کے لیے تیار کیا تھا برآمد ہوئے، وزیریہ میں اس کی کچھ ملک تھی وہاں سے بھی ایک دوسرا بت برآمد ہوا اس کی کتابوں میں مجوسیوں کی مذہبی کتاب زراوہ برآمد ہوئی نیز اور کئی کتابیں برآمد ہوئیں جن میں وہ عبادت کے طریقے اور منتر درج تھے جس سے

وہ اپنے دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ شعبان ۲۲۶ھ ہجری میں افشین کی موت واقع ہوئی۔

اس سال محمد بن داؤد نے اشناس کے حکم سے حج میں امارت کی اشناس خود اس سال حج کرنے گیا تھا معتصم نے اسے ہر اس شہر کا جہاں وہ جائے والی مقرر کیا تھا اس وجہ سے سامرا سے حرمین تک جتنی بستیوں سے وہ گزرا وہاں نماز میں منبر پر اس کے لیے دعا مانگی گئی کوفہ میں محمد بن عبدالرحمان بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی۔ فَیار کے منبر پر ہارون بن محمد بن ابی خالد المروروذی نے اس کے لیے دعا مانگی۔ مدینہ کے منبر پر محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان نے اور مکہ کے منبر پر محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی، اس تمام علاقہ میں امیر کہہ کر اسے سلام کیا گیا یہ ولایت اس کی سامرا کی واپسی تک تھی۔

۲۲۷ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابو حرب المبرقع الیمانی نے فلسطین میں خروج کر کے حکومت سے بغاوت کی۔

ابو حرب کی بغاوت

حکومت سے اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی عدم موجودگی میں ایک سپاہی نے اس کے گھر میں اترنا چاہا مکان میں اس وقت اس کی بیوی یا بہن تھی اس نے سپاہی کو منع کیا سپاہی نے عورت کے کوڑا مارا اس نے

اسے ہاتھ پر روکا اور اس طرح کوڑے کا نشان ہاتھ پر پڑ گیا جب ابو حرب مکان
آیا عورت روئی اور اس نے اس حرکت کی شکایت کی اور وہ نشان دکھایا
ابو حرب اپنی تلوار لے کر اس سپاہی کی طرف چلا وہ اس وقت گھوڑا دوڑا رہا تھا
ابو حرب نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور بھاگ گیا نیز شناخت سے
بچنے کے لیے اس نے اپنے چہرہ پر برقع ڈال لیا یہ بھاگ کر اردن کے ایک
پہاڑ میں گھس گیا اگرچہ حکومت نے اس کی تلاش اور جستجو کی مگر اس کا پتہ نہ چلا
اب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دن کے وقت وہ اسی پہاڑ پر نقاب ڈالے
کسی نمایاں مقام میں بیٹھ جاتا کوئی شخص اسے دیکھ کر اگر اس کے پاس آتا یہ
اسے پند و وعظ کرتا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا حکومت
کی اپنی رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم کی شکایت کر کے ان کو بغاوت پر ابھارتا
ایک مدت کی کوشش کے بعد اس نواح کے کچھ کاشتکار اور دیہاتی اس
کے ساتھ ہو گئے اس نے اپنے اموی ہونے کا ادعا کیا تھا اس وجہ سے اسکے
پیرو کہتے تھے کہ یہی وہ سفیانی ہے جب ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی ایک
بڑی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی تب اس نے اس نواح کے شرفا اور عمائد کو
اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی یمانی سرداروں کی ایک جماعت اسکے ساتھ
ہو گئی ان میں ایک شخص ابن بیہس تھا اس کا یمنیوں پر بڑا اثر اور اقتدار تھا
دو شخص اور دمشق کے رہنے والے تھے' اس کی اطلاع معتصم کو ہوئی وہ اپنے
مرض الموت میں مبتلا تھے انھوں نے رجاء بن ایوب الحضاری کو تقریباً ایک ہزار
باقاعدہ سپاہ کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اس کے پاس پہنچکر رجاء نے
دیکھا کہ ایک خلقت اس کے ساتھ ہے اپنی قلت تعداد کو محسوس کر کے رجاء نے
اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ وہ خود اس پر حملہ کرتا مگر وہ اس کے سامنے فروکش
ہو گیا اور مقابلہ کو ٹالتا رہا جب زمینداروں اور کاشتکاروں کے لیے
زراعت کی پہلی فصل آئی تو وہ سب کے سب ابو حرب کا ساتھ چھوڑ کر اپنی
کاشت کرنے چلے گئے ابو حرب کے پاس اب تقریباً ایک ہزار یا دو ہزار
آدمی رہ گئے اب موقع پا کر رجاء نے اس پر یورش کی اور دونوں فوجوں میں

لڑائی چھڑ گئی، مڈبھیڑ کے بعد رجاء نے مبرقع کی فوج کو غور سے جانچا اور پھر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس کی تمام فوج میں اس کے سوا اور کوئی بہادر نظر نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود ہی اپنی فوج پر اپنی شجاعت کا سکہ بٹھانے کے لیے کچھ مردانگی دکھائے گا لہٰذا تم لوگ تھوڑی دیر ذرا چپ چاپ رہو اور عجلت کر کے اس پر حملہ نہ کرو۔

رجاء کے خیال کے مطابق اب خود ابو حرب نے اس کی فوج پر بڑھکر حملہ کیا رجاء نے اپنی فوج سے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ وہ ہٹ گئے وہ ان کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا جب اس نے واپسی میں پھر یورش کی تو رجاء نے پھر اپنی فوج سے کہا کہ اسے نہ روکو راستہ دیدو چنانچہ وہ ان سے گزر کر اپنی فوج میں چلا گیا رجاء نے پھر تاخیر کی اور اپنی فوج سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ دوبارہ تم پر حملہ کرے گا جب سامنے آئے ہٹ جانا اور جب واپس جانے لگے تو راستہ روک لینا اور پکڑ لینا مبرقع نے اس مرتبہ پھر حملہ کیا رجاء کی فوج سامنے سے ہٹ گئی وہ ان سے گزر کر آگے نکل گیا اور واپسی میں حملہ آور ہوا اس مرتبہ رجا کی فوج نے ہر طرف سے اسے گھیر کر پکڑ لیا اور گھوڑے سے اتار لیا۔

جب رجاء نے مبرقع سے آتے ہی جنگ شروع نہ کی اور وہ وقت ٹالنے کے لیے اس کے مقابل فروکش ہوا تو اس وقت معتصم نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے جنگ پر آمادہ کرے مگر رجاء نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اسے اپنے پاس قید کر دیا البتہ جب اسے ابو حرب کے مقابلہ میں کامیابی ہو گئی جس کو ہم بیان کر چکے ہیں تب اس نے معتصم کے فرستادے کو رہائی دی۔

رجاء ابو حرب کو لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم نے اسے اس سلوک پر جو اس نے ان کے قاصد کے ساتھ کیا تھا ملامت کی رجاء نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ نے مجھے ایک ہزار فوج کے ساتھ ایک لاکھ کے مقابلہ پر بھیجا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس حالت میں دشمن سے

جنگ چھیڑوں ورنہ میں بھی ہلاک ہو جاتا اور میری فوج بھی ہلاک ہوتی اور اس سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوتا میں نے ارادتاً تاخیر کی جب اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو گئی تب مجھے اس سے لڑنے کا موقع اور محل نظر آیا میں نے اس پر یورش کی اب اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی اور مجھے قوت حاصل تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں اسے اسیر کر کے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔

اس واقعہ کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۲۶ھ میں فلسطین یا رملہ میں خروج کیا تھا لوگوں نے کہا یہ ہی سفیانی ہے پچاس ہزار یمنی اور دوسرے قبائل اس کے ساتھ ہو گئے تھے ابن بیہس اور ردہ اور دمشقیوں نے بھی اس کا ساتھ دیا معتصم نے رجاء الحضاری کو ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اس نے دمشق میں ان پر حملہ کیا ابن بیہس اور اس کے دونوں دوستوں کے پانچ ہزار آدمی جنگ میں کام آگئے ابن بیہس پکڑ لیا گیا اس کے دونوں ساتھی مارے گئے اس کے بعد رجاء نے رملہ میں ابو حرب پہ حملہ کیا اس کے تقریباً بیس ہزار آدمی قتل کر دیے اور ابو حرب کو پکڑ کر سامرا لے آیا ابن بیہس جیل میں قید کر دیا گیا۔

اس سال جعفر بن مہرجش الکردی نے بغاوت کی معتصم نے ماہ محرم میں ایتاخ کو اس کی سرکوبی کے لیے موصل کے پہاڑوں کو بھیجا مگر خود جعفر کے ایک آدمی نے اچانک اسے قتل کر دیا۔

اس سال ماہ ربیع الاول میں بشر بن حارث الحافی نے انتقال کیا ان کا اصل وطن مرو تھا۔

اس سال ۱۸ ربیع الاول جمعرات کے دن دو گھڑی دن چڑھے معتصم کا انتقال ہو گیا۔

معتصم کا مرض الموت عمر اور سیرت

یکم محرم کو انھوں نے سینگیاں لی تھیں اسی وقت وہ بیمار پڑ گئے

زنام فن موسیقی کے ماہر نے بیان کیا کہ اسی علالت کے اثنا میں جس میں ان کا انتقال ہوا ایک دن معتصم کی طبیعت ذرا سنبھلی انھوں نے حکم دیا کہ زلال تیار کی جائے ہم کل اس میں سوار ہوں گے وہ اس میں بیٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہوا ہم دجلہ میں سیر کرتے ہوئے ان کے محلات کے سامنے سے گزرنے لگے مجھ سے فرمایا کہ یہ اشعار باجے میں ادا کرو :-

یا منزلاً لم تبل اطلاله ؛ حاشی لاطلالک ان تبلی

اے فرودگاہ جس کے بلند پائے اب تک پرانے نہیں ہوئے اور خدا کرے کہ کبھی وہ ایسے نہ ہوں۔

لم ابک اطلالک لکنّنی ؛ بکیت عیشی فیک اذ ولّی

میں نے تیرے بلند ٹیلوں پر گریہ نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے اس عیش پر نوحہ کیا ہے جس کا لطف میں نے تجھ میں اٹھایا ہے اور چونکہ اب وہ گزر گیا۔

والعیش اولی ما بکاہ الفتی ؛ لابد للمحزون ان یسلی۔

ایک شریف کو حرف عیش گزشتہ ہی پر رونا زیبا ہے، مگر اس سے کیا محزون کو صبر کے سوا چارہ نہیں۔

میں ان کو بجاتا رہا انھوں نے ایک رطلیہ صراحی منگوائی اس میں سے ایک پیالہ نوش کیا میں اب تک برابر وہی گت بجاتا رہا اور بار بار اسے ادا کرتا رہا انھوں نے رومال اٹھایا جو سامنے رکھا تھا اب وہ زار و قطار رو رہے تھے اور رومال سے آنسو پوچھتے جاتے تھے اسی حالت میں وہ اپنے مکان پلٹ آئے اور اس صراحی کو پورا نہ پی سکے۔

علی بن الجعد کہتا ہے کہ جب معتصم پر عالم احتضار طاری ہوا کہنے لگے اب کوئی حیلہ دفعیہ کا نہیں رہا یہ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔ اس راوی کے علاوہ دوسرے صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت وہ کہہ رہے تھے کہ اس

سب خلقت میں سے مجھی کو لے لیا گیا۔ خود معتصم سے یہ بات مروی ہے کہ آخر وقت میں انھوں نے کہا اگر میں جانتا کہ میری عمر اس قدر کم ہے تو کبھی میں یہ اور یہ نہ کرتا۔ مرنے کے بعد سامرا میں دفن کیے گئے آٹھ سال آٹھ ماہ دو دن مدت خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شعبان ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۱۷۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے پہلے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۶ سال ۸ ماہ اور ۱۸ دن ہوی دوسرے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۷ سال ۲ ماہ اٹھارہ دن ہوی۔ ان کا رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا، سرخ داڑھی تھی اور طویل تھی نیچے سے چوکور تھی۔ خوبصورت آنکھیں تھیں خلد میں پیدا ہوئے تھے۔

ایک راوی کہتا ہے کہ وہ ۱۷۸ھ ہجری میں آٹھویں مہینے پیدا ہوئے تھے وہ خلفائے عباسیہ میں آٹھویں تھے اور عباسؓ کی آٹھویں پشت میں تھے اڑتالیس سال عمر ہوی، آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں بعد میں چھوڑیں اور آٹھ سال آٹھ ماہ خلیفہ رہے۔

محمد بن عبد الملک الزیات اور مروان بن ابی الجنوب ابن ابی حفصہ نے انکے مرثیے لکھے۔

معتصم کے اخلاق اور سیرت کا بیان

ایک مرتبہ ابن ابی داؤد نے معتصم باللہ کا ذکر شروع کیا پھر دیر تک ان کا ذکر کرتا رہا ان کی بہت تعریف و توصیف کی ان کی وسعت اخلاق شرافت طینت، خوبی مزاج، تواضع اور مروت کی تعریف کی اور کہا کہ جب ہم عموریہ میں تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا اے ابو عبد اللہ گدر کھجور کو تم کیسا سمجھتے ہو میں نے کہا امیر المومنین ہم رومی علاقے میں ہیں اور نیم پختہ کھجور عراق میں ہیں یہاں کہاں میسر آسکتے ہیں فرمانے لگے ہاں ٹھیک کہتے ہو

میں نے مدینۃ السلام آدمی بھیجے تھے وہ دو ٹوکریاں کھجوروں کی لائے ہیں اور میں یہ جانتا تھا کہ تم ان کو بہت شوق سے کھاتے ہو ایتاخ ان میں سے ایک ٹوکری لا، ایتاخ ٹوکری لے آیا انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں سے کھجور نکالے اور مجھ سے کہا تم کو میری زندگی کی قسم ہے تم ان کو میرے ہی ہاتھ سے کھاؤ میں نے کہا میں آپ پر نثار آپ ان کو رکھ دیں میں جب جی چاہے گا کھاؤں گا کہنے لگے یہ نہ ہوگا تم کو میرے ہاتھ سے کھانا پڑے گا چنانچہ اب وہ برابر کلائی تک ہاتھ کھولے ہتھیلی پھیلائے رہے میں اس میں سے لے کر کھاتا رہا اور جب اس میں کوئی کھجور باقی نہ رہا تب انھوں نے ہاتھ اٹھایا۔ جب وہ سفر کرتے میں اکثر ان کے ساتھ سواری میں دوسری جانب سوار ہوتا ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اپنے کسی مولیٰ یا خاص بے تکلف کو اپنا شریک بنالیں تو مناسب ہو اس طرح کبھی آپ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں اور کبھی مجھ سے اس سے آپ کا دل بھی خوش ہوگا آپ مسرور رہوں گے اور آپ کو زیادہ آرام ملے گا کہنے لگے سیما الدمشقی آج میرے ساتھ سواری میں شریک ہوگا تمھارے ساتھ کون بیٹھے گا میں نے کہا حسن بن یونس کہنے لگے مناسب ہے،

میں نے حسن کو بلایا اور وہ میرے ساتھ سواری میں بیٹھ گیا اس روز معتصم خچر پر سوار ہوئے اور تنہا ہی بیٹھے اب وہ میرے اونٹ کی چال سے چلنے لگے جب مجھ سے وہ کوئی بات کرنا چاہتے تو اپنا سر میری طرف اٹھاتے اور میں ان سے باتیں کرنا چاہتا تو اپنے سر کو جھکا دیتا اسی طرح ہم ایک ندی پر آئے جس کی گہرائی سے ہم واقف نہ تھے فوج کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا تھا معتصم نے مجھ سے کہا اپنی جگہ ٹھیر جاؤ میں آگے جاتا ہوں اور پہلے پانی کا عمق دریافت کرتا ہوں تم میرے پیچھے آنا وہ بڑھ کر ندی میں گھسے اور ایسے مقام کو تلاش کرنے لگے جہاں پانی کم ہو کبھی وہ اپنے داہنی جانب مڑتے کبھی بائیں اور کبھی سامنے چلتے میں ان کے پیچھے پیچھے تھا اسی طرح ہم نے اس ندی کو عبور کیا۔

میں نے ان سے اہل شاش کے لیے بیس لاکھ درہم لیے تاکہ اس نہر کو پھر کھدوادوں جو ابتدائے عہد اسلام میں پٹ گئی تھی اور اس کی خرابی سے ان کو تکلیف تھی مجھ سے کہنے لگے اے ابو عبداللہ تم کو کیا ہو گیا ہے تم اہل شاش اور فرغانہ کے لیے میرا مال لے رہے ہو میں نے کہا امیر المومنین وہ آپ کی رعایا ہیں اور امام کی نظر عطوفت میں دور اور قریب کے یکساں ہیں۔

ابن ابی داؤد کے علاوہ ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ جب معتصم کو غصہ آتا تھا اس وقت ان کو بالکل خیال نہ رہتا تھا کہ کس کو انھوں نے قتل کیا یا کیا کام کر گزرے۔

فضل بن مروان کہتا ہے کہ عمارت کی آرایش اور زیبایش سے ان کو دلچسپی نہ تھی وہ استحکام چاہتے تھے کسی بات میں وہ اس قدر بے دریغ روپیہ صرف نہ کرتے تھے جس قدر کہ لڑائی میں خرچ کر ڈالتے تھے۔

ابو الحسین اسحٰق بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین معتصم نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا اس وقت وہ ایک کام کی ہوئی صدری پہنے تھے سونے کا پٹکہ لگائے تھے اور سرخ جوتا پہنے تھے مجھ سے کہا اسحٰق میں تمہارے ساتھ چوگان کھیلنا چاہتا ہوں مگر میری زندگی کی قسم ہے تم کو بھی ایسا ہی لباس جیسا کہ میں پہنے ہوں پہننا پڑے گا میں نے اس کے پہننے سے معافی مانگی مگر انھوں نے نہ مانا میں نے ان کا سا لباس پہن لیا ایک گھوڑا جس پہ سونے کا زین اور سامان تھا ان کے لیے لایا گیا وہ سوار ہوئے اب ہم دونوں میدان میں کھیلنے آئے۔ تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا میں تم کو کسلمند پاتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ لباس تم کو پسند نہیں میں نے کہا جی ہاں واقعہ تو یہی ہے یہ سن کر وہ اتر پڑے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ساتھ لیے ہوئے حمام کے حجرے میں آئے مجھ سے کہا اسحٰق میرے کپڑے اتارو میں نے کپڑے اتارے وہ برہنہ ہو گئے پھر مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے اس کی بجا آوری کی اب ہم دونوں حمام میں داخل ہوئے ہمارے ساتھ کوئی غلام بھی نہ تھا میں نے ان کا بدن ملا اور پھر انھوں نے اسی طرح میرا بدن ملا

اگرچہ میں برابر یہ کہتا رہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر انھوں نے نہ مانا حمام سے نکلے
تو میں نے ان کے کپڑے ان کو دئے اور خود اپنے کپڑے پہن لیے اب پھر
انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چلے اسی طرح ہم ان کے ایوان
میں آئے مجھ سے کہا اسحٰق مصلیٰ اور دو تکیے لا دو میں نے لا دیئے وہ تکیے رکھ کر
لیٹ گئے پھر مجھ سے کہا ایک مصلیٰ اور دو تکیے اور لاؤ میں لے آیا مجھ سے
کہا تکیے رکھ کر میرے برابر تم بھی سو جاؤ میں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مجھ سے
نہ ہو گا میں ان کے پاس بیٹھ گیا ایتاخ الترکی اور اشناس آئے معتصم نے
ان سے کہا اس وقت یہاں سے جاؤ میں آزاد دول آجایا اس کے بعد مجھ سے
کہا اسحٰق میرے دل میں ایک بات ہے میں عرصے سے اس پر غور و فکر کر رہا ہوں
آج میں نے تم کو خوابگاہ میں اسی لیے بلایا ہے کہ تم سے وہ بات کہہ دوں
میں نے کہا شوق سے ارشاد فرمائیے میں آپ کا ادنیٰ غلام اور غلام زادہ ہوں
انھوں نے کہا میں نے اپنے بھائی مامون کی حالت پر غور کیا انھوں نے
جن چار آدمیوں کو خاص طور پر اپنا بنایا تھا وہ اپنی وفاداری میں پورے اترے
میں نے بھی چار آدمیوں کو اپنا بنایا مگر ان میں سے ایک بھی کار آمد ثابت نہ ہوا
میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی نے کن آدمیوں کو اپنا بنایا تھا کہنے لگے
طاہر بن الحسین جیسے تم دیکھ چکے ہو اور جس کے حالات سن چکے ہو عبد اللہ بن
طاہر وہ ایسا شخص ہے جس کی نظیر نہیں تیسرے تم خود بخدا سلطان کو تمھارا
مثل نہیں مل سکتا اور تمھارے بھائی محمد بن ابراہیم جس کی نظیر نہیں اس کے
مقابلہ میں میں نے افشین کو اپنا بنایا تم کو اس کا انجام معلوم ہے، اشناس وہ
نہایت نکما اور بزدل ہے ایتاخ وہ کچھ نہیں اور وصیف وہ بھی ناکارہ ہے میں نے
کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار اگر آپ خفا نہ ہوں تو عرض کروں انھوں نے کہا
کہو میں نے کہا امیر المومنین آپ کے بھائی نے اصول کو دیکھا اس سے کام لیا
اس کا پھل اچھا ملا آپ نے محض فروع سے کام لیا، چونکہ ان کی اصل
اچھی نہ تھی اس لیے وہ بار آور نہ ہو سکے کہنے لگے اسحٰق اس تمام مدت میں
جو تکلیف اس خیال سے مجھے ہوئی ہے وہ بخدا تمھارے اس جواب سے

میرے لیے سہل تھی۔

اسحق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ ایک دن میں امیر المومنین معتصم باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک جوان باندی جسے وہ بہت چاہتے تھے ان کے پاس تھی اور گانا سنا رہی تھی میں جب سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اس سے کہا جو پہلے گا رہی تھی پھر سنا وہ گانے لگی مجھ سے کہا اسحق اس کا گانا پسند آیا میں نے کہا امیر المومنین کیوں نہیں اس کی تانین اور گٹکری نہایت عمدہ ہیں وہ ایک سے دوسری راگنی کی طرف ترقی کرتی ہے اس کی آواز کے ٹکڑے مروارید کے ہار ہے جو خوبصورت سینے پر پڑا ہو زیادہ خوبصورت اور دلفریب ہیں کہنے لگے اسحق تمھاری یہ تعریف اس سے اور اس کے گانے سے کہیں بہتر ہے پھر اپنے بیٹے ہارون سے کہا اس کلام کو غور سے سن لو۔

اسحق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ میں نے معتصم سے ایک بات کے متعلق کچھ کہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا اسحق جب انسان پر خواہش غالب ہوتی ہے اس کی عقل معطل ہو جاتی ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین میں چاہتا تھا کہ کاش میری جوانی ہوتی تو میں آپ کی وہ خدمت کر سکتا جو میں چاہتا ہوں کہنے لگے تم اب بھی اپنی کوشش سے میری خدمت کرتے ہو لہذا تمھاری جوانی اور پیری میں کچھ فرق نہیں۔

ابو حسان نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحق المعتصم کی ماں مارده نام کوفے کی پیدائش تھی۔

فضل بن مروان نے بیان کیا ہے کہ ان کی ماں مارده سغدیہ تھی اس کے باپ نے جس کا نام غالبًا بندنجین تھا سواد میں نشوونما پائی تھی ان کے علاوہ مارده سے رشید کی اور بھی اولاد تھی ابو اسمعیل اور ام حبیب اور دو اور تھیں جن کے نام معلوم نہیں۔

ابن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں اور میرے ذریعے سے صدقے اور صلے میں ایک کروڑ درہم خرچ کئے

ابو جعفر ہارون الواثق کی خلافت

معتصم کے انتقال کے دن یعنی چہار شنبہ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ ہجری ان کے بیٹے ہارون الواثق بن محمد المعتصم کی بیعت خلافت ہوئی ابو جعفر ان کی کنیت تھی' ان کی ماں ایک رومی ام ولد قراطیس نام تھی۔

اس سال توفیل بادشاہ روم مرگیا بارہ سال اس نے حکومت کی تھی' اس کے بعد چونکہ اس کا لڑکا میخائیل بالکل بچہ تھا اس کی بیوی تدورہ رومائی ملکہ بنی۔

اس سال جعفر بن المعتصم کی امارت میں حج ہوا واثق کی ماں بھی حج کے لیے اس کے ہمراہ تھی مگر ۴ ذی القعدہ کو حیرہ میں اس کا انتقال ہوگیا اور وہ کوفے میں داؤد بن عیسیٰ کے محل میں دفن کردی گئی۔

۲۲۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے رمضان میں واثق نے اشناس کی یہ عزت افزائی کی کہ اسے سامنے بٹھا کر دو ہار جواہر کے پہنائے۔

اس سال ابوالحسن المدائنی کا اسحٰق بن ابراہیم الموصلی کے گھر میں انتقال ہوا نیز اس سال مشہور شاعر حبیب بن اوس ابو تمام الطائی کا انتقال ہوا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اس سال مکہ کے راستے میں

اشیائے خوراک کا نرخ بہت گراں ہوگیا ایک رطل روٹی ایک درہم میں اور پانی کی ایک مشک چالیس درہم میں ملنے لگی عرفات میں پہلے نہایت شدید گرمی ہوئی جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی اسی گھڑی پھر شدید بارش اور ژالہ باری سے حاجیوں کو سخت مصیبت اٹھانا پڑی' قربانی کے دن منیٰ میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ اس کی نظیر نہ تھی' جمرہ عقبہ میں پہاڑ کے ایک ٹکڑے کے گر جانے سے کئی حاجی ہلاک ہوگئے' اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے اپنے اہلکاروں کو قید کر دیا اور ان کے ذمے بہت سا روپیہ عائد کیا' انھوں نے احمد بن اسرائیل کو اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ فوج خاصہ کے سردار کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسے روزانہ دس کوڑے مارے جائیں چنانچہ تقریباً ایک ہزار کوڑے مارے گئے تو اس نے اسی ہزار دینار ادا کئے' سلیمان بن وہب ایتاخ کے میر منشی سے چار لاکھ دینار وصول کئے گئے حسن بن وہب سے چودہ ہزار دینار' احمد بن الخصیب اور اس کے ماتحت اہلکاروں سے دس لاکھ دینار۔ ابراہیم بن رباح اور اس کے تحت منشیوں سے ایک لاکھ دینار' نجاح سے ساٹھ ہزار دینار اور ابوالوزیر سے سمجھوتہ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار وصول کئے گئے عاملوں سے ان کی خدمت کے نذرانے میں جو وصول کیا گیا وہ ان رقموں کے علاوہ تھا۔ محمد بن عبدالملک نے ابن ابی داؤد اور دوسرے تمام نظماء فوجداری

عداوت ٹھان لی ان کی تحقیقات ہوئی اور وہ قید کئے گئے اسحق بن ابراہیم کو ان کے حالات کی تحقیقات کے لیے عدالت عام میں اجلاس کا حکم ہوا اس نے ان کی تحقیقات کی ان کو سب کے سامنے ملزم کی حیثیت سے کھڑا کیا اور اس طرح ان کو ہر طرح کی تکلیف اور ذلت اٹھانا پڑی۔

ان اسباب کا ذکر جن کی وجہ سے اس سال واثق نے اپنے اہل قلم سے یہ سلوک کیا

عزون بن عبدالعزیز الانصاری نے بیان کیا کہ اس سال ہم ایک شب میں واثق کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے خود ہی کہا آج مجھے نیند کی خواہش نہیں ہے مگر آؤ آج ہم باتیں کریں وہ ایوان ہارونی کے بیچ کے دالان میں اس پہلی بنی ہوئی عمارت میں جسے ابراہیم بن رباح نے بنوایا تھا بیٹھ گئے۔ اس دالان کی ایک شق میں ایک سر بفلک سفید گنبد تھا جو سوائے ایک گز کے جس میں نظر گھوم سکتی تھی بالکل انڈا معلوم ہوتا تھا اس کے وسط میں منقش ساگوان جس پر لاجوردی اور سنہرا کام تھا لگا ہوا تھا اسے قبۂ منطقہ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے اس دالان کو قبۂ منطقہ والا دالان کہتے تھے۔

ہم تمام رات بیٹھے باتیں کرتے رہے واثق نے کہا تم میں سے کون اس سبب سے واقف ہے جس کی وجہ سے میرے دادا رشید نے برامکہ کا خاتمہ کیا۔ میں نے کہا میں اس کا پورا قصہ بیان کرتا ہوں رشید کو معلوم ہوا کہ عون درزی کی ایک بہت عمدہ جاریہ ہے رشید نے اسے بلا بھیجا اور اسے بغور دیکھا اس کا حسن وجمال عقل وتمیز ان کو پسند آئی انھوں نے عون سے اس کی قیمت دریافت کی اس نے کہا امیرالمومنین میں نے جو قیمت اس شخص کی ہے اسے سب جانتے ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ ایک لاکھ دینار

ایک پیسہ کم نہ لوں گا ورنہ میرے تمام مملوک اور یہ آزاد ہے اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا اس کے لیے میں نے ایسی قسم کھائی ہے کہ اس سے مجال مفر نہیں اور اس پر میں نے صادق القول اور نیک کرداروں کو شاہد کیا ہے تاکہ میں کسی طرح اس عہد کی خلاف ورزی نہ کر سکوں۔ لہٰذا اب میرے پاس کوئی حیلہ اس قسم کی خلاف ورزی کرنے کا نہیں ہے یہ اس کی قیمت ہے۔ ہارون نے کہا اچھا ہم نے ایک لاکھ دینار میں اسے خرید لیا اس کے بعد انھوں نے یحییٰ بن خالد کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ ایک لاکھ دینار بھیجدو۔ یحییٰ نے سن کر کہا یہ برائی کی ابتدا ہے اگر وہ صرف ایک جاریہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے ایک لاکھ درہم طلب کرتے ہیں تو آئندہ اسی طرح اور مانگتے رہیں گے، اس خیال سے اس نے رشید کو اطلاع دی کہ اس قدر ممکن نہیں رشید اس پر برہم ہو گئے اور کہنے لگے کیا میرے خزانے میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں انھوں نے دوبارہ یحییٰ سے اس رقم کی ادائی کا مطالبہ کیا اور کہا جس طرح ممکن ہو بھیجدی جائے یحییٰ نے اپنے ماتحت اہلکاروں سے کہا کہ اس رقم کو درہموں کی شکل میں انکے پاس لے جاؤ تاکہ اسے دیکھ کر ان کو معلوم ہو کہ ایک لاکھ دینار کیا ہوتے ہیں اور شاید وہ اتنی بڑی رقم کو دیکھ کر اس جاریہ کو پلٹا دیں اور نہ خریدیں چنانچہ اب اس نے ایک لاکھ دینار کے درہم ان کو بھیجے اور کہا کہ یہ لاکھ دینار کی قیمت ہے اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ اس روپیہ کو اس دالان میں رکھا جائے جہاں سے وہ نماز ظہر کے لیے وضو کرنے گزریں گے تاکہ خود دیکھ لیں۔

رشید ظہر کے وقت برآمد ہوئے تو ان کو تھیلیوں کے پہاڑ نظر آئے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس جاریہ کی قیمت ہے چونکہ دینار موجود نہ تھے اس لیے ان کی قیمت کے درہم حاضر ہیں رشید کو وہ رقم بہت کثیر معلوم ہوئی انھوں نے اپنے ایک خادم کو آواز دی اور کہا کہ اس رقم کو لے کر میرے لیے ایک خاص توشہ خانہ بناؤ تاکہ جس قدر رقم میں چاہوں وہاں رکھ سکوں اور اس کا نام انھوں نے بیت مال العروس

رکھا اور حکم دیا کہ وہ جاریہ عون کو واپس کردی جائے' اب انھوں نے روپیہ کی تفتیش شروع کی معلوم ہوا کہ تمام سرکاری روپیہ کو برامکہ برباد کر چکے ہیں انھوں نے برامکہ کی جانب سے بے رخی شروع کی اور ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگے برامکہ کے علاوہ اپنے دوسرے مصاحبین اور ادبا کو اپنے پاس بلاکر ان سے باتیں کرتے اور انھیں کے ہمراہ رات کا کھانا کھاتے ان لوگوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ادیب مشہور تھا اور اپنی کنیت ابوالعود سے معروف تھا دوسرے درباریوں کے ساتھ ایک رات وہ بھی حاضر ہوا اس کی گفتگو رشید کو بہت پسند آئی انھوں نے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دیا کہ تم صبح کو یحییٰ بن خالد کے پاس جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ ابوالعود کو تیس ہزار درہم دیدئے جائیں خدمتگار نے یحییٰ سے کہدیا اس نے ابوالعود سے کہا کہ میں تم کو دوں گا مگر آج کچھ نہیں ہے روپیہ آجائے تو انشاءاللہ تم کو دوں گا۔ اس کے بعد یحییٰ اس سے وعدے کر کے ٹالتا رہا اسی طرح ایک مدت گزر گئی اب ابوالعود کے دل میں برامکہ کی عداوت پیدا ہوئی اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں لگ گیا کہ جب وہ رشید کو ان کے خلاف برہم کرے اس سے پہلے ہی لوگوں میں اس بات کی شہرت ہو چکی تھی کہ رشید برامکہ کو اچھا نہیں سمجھتے ابوالعود ایک رات ان کی خدمت میں حاضر ہوا باتیں ہونے لگیں سلسلہ کلام کو وہ اپنی چال سے عمرو بن ابی ربیعہ کے ان اشعار پر لے آیا جو اس نے ان کو سنا دیئے۔

وعدت ھندٌ وما کانت تعدِ ٭ لیت ھنداً انجزتنا ما تعدِ

واستبدت مرۃً واحدۃً ٭ انما العاجز من لایستبدُ

ترجمہ:- ہند نے وعدہ کرلیا حالانکہ وہ کسی سے وعدہ نہیں کرتی کاش وہ اس وعدہ کو ہمارے لیے ایفا کرے اور صرف ایک مرتبہ اس نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور جو شخص اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا عاجز ہوا کرتا ہے رشید نے کہا ہاں نکما ہی اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا۔ جلسہ برخواست ہو گیا

یحییٰ نے رشید کے خدمتگاروں میں سے ایک خدمتگار کو دربار کی خبریں پہنچانے کے لیے متعین کیا تھا صبح کو یحییٰ رشید کے پاس آیا رشید نے کہا کل شب حاضرین میں سے ایک صاحب نے مجھے بعض شعر سنائے میرا ارادہ ہوا تھا کہ اسی وقت تم کو کہلا بھیجوں مگر پھر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تم کو دق کروں اب وہ شعر سنو۔ یحییٰ نے کہا کیا خوب کہا ہے مگر وہ اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ان اشعار سے کیا مراد ہے گھر آکر اس نے اپنے مخبر خدمتگار کو بلایا اور پوچھا کہ یہ شعر کس نے پڑھے تھے اس نے کہا ابوالعود نے یحییٰ نے اسے بلایا اور کہا کہ آپ کے روپیہ کی ادائی میں بے شک ہم نے دیر کی مگر اب روپیہ آگیا ہے پھر اپنے ایک خادم سے کہا کہ ان کو تیس ہزار درہم تو امیر المومنین کے خزانے سے دو اور بیس ہزار میری طرف سے اس تاخیر کے معاوضہ میں دو جو ان کی رقم کی ادائی میں ہم نے کی ہے نیز فضل اور جعفر سے جاکر کہو کہ یہ شخص احسان کا مستحق ہے امیر المومنین نے ان کو روپیہ دلوایا تھا میں نے دینے میں تاخیر کی اب روپیہ آیا تو میں نے نہ صرف امیر المومنین کا عطیہ بیباق کیا بلکہ اپنے پاس سے بھی صلہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی ان کو صلہ دو انھوں نے پوچھا یحییٰ نے کیا دیا ہے اس نے وہ رقم بتائی جو یحییٰ نے دی تھی ان دونوں نے بھی بیس بیس ہزار درہم اسے دئے یہ اس سب روپیہ کو اپنے گھر لے آیا۔

رشید نے ان کی گرفت میں پوری کوشش کی اور ایک دم سب کو گرفتار کرلیا ان کا تمام اقتدار اور اقبال ختم ہوگیا رشید نے جعفر کو قتل کردیا اور جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

قصہ سن کر واثق کہنے لگے کہ میرے دادا سچے ہیں بے شک جو شخص اپنی رائے پر عمل نہ کرسکتا ہو وہ عاجز ہے اس کے بعد وہ خیانت کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خائن اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں عزون کہتا ہے کہ اسی وقت میرے دل میں یہ بات جم گئی تھی کہ یہ بہت جلد اپنے عاملوں کے خلاف سخت کارروائی کریں گے چنانچہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ انھوں نے

ان سب کو پکڑ لیا ابراہیم بن ریاح، سلیمان بن وہب، ابوالوزیر، احمد بن الخصیب اور ان کی ساری جماعت گرفتار کر لی گئی۔

واثق نے ایتاخ کے کاتب سلیمان بن وہب کو گرفتار کر کے اس پر دو لاکھ درہم یا دینار کا مطالبہ عائد کیا اسے قید کر دیا گیا اور ملاحوں کا کرتا پہنا دیا گیا اس نے ایک لاکھ درہم تو اسی وقت دیدیئے اور باقی کے لیے بیس ماہ کی مہلت مانگی واثق نے یہ بات مان لی اسے رہا کر کے پھر ایتاخ کی معتمدی پر بحال کر دیا اور حسب دستور سیاہ لباس پہننے کی اجازت دی۔

اس سال ایتاخ کی طرف سے شار بامیاں یمن کا والی ہو کر ربیع الآخر میں یمن کو روانہ ہوا۔

اس سال محمد بن صالح بن العباس مدینہ کا والی مقرر ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۳۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے بغا الکبیر کو ان بدویوں کی سرزنش کے لیے جنھوں نے حوالی مدینہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا مدینہ بھیجا۔

بدویوں کی حوالی مدینہ میں فتنہ انگیزی اور اسکا تدارک

بنی سلیم نے مدینہ کے اطراف میں عرصہ سے ایک اودھم مچا رکھا تھا اور

لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا حجاز کے جس ہاٹ میں ان کا گزر ہوتا وہ جس طرح چاہتے
اجناس کو لے لیتے رفتہ رفتہ ان کی جرأت اتنی بڑھی کہ انھوں نے جمادی الآخرہ ۲۳۰ھ
میں مقام جبارہ میں بنی کنانہ اور باہلہ کی ایک جماعت پر حملہ کرکے ان کو
لوٹ لیا اور ان میں سے بعض کو قتل بھی کر دیا ان کا سرغنہ عزیزہ بن قطاب السلمی
تھا محمد بن صالح بن العباس الہاشمی اس وقت کے عامل مدینہ نے حماد بن
جریر الطبری کو جسے واثق نے دو سو جبندارہ کے ساتھ مدینہ کی بدویوں کی
دست و برد سے چوکیداری کے لیے مدینہ بھیجا تھا ان کی سرزنش کے لیے بھیجا
حماد باقاعدہ سپاہ، اہل مدینہ کے قریش، انصار ان کے موالیوں اور دوسرے
رضاکاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے چلا ان کے طلائع اسے ملے
اگرچہ بنی سلیم لڑائی سے کترا رہے تھے مگر حماد بن جریر نے ان سے لڑنے کا اپنی فوج کو
حکم دیدیا اور مقام رویثہ پر جو مدینہ سے تین منزل فاصلہ پر ہے ان پر حملہ آور ہوا
بنی سلیم اور ان کی کمک کی جو انھیں صحرا سے ملی تھی کل تعداد چھ سو پچاس تھی
ان میں زیادہ تعداد جو لڑنے آئی تھی وہ بنی سلیم کے قبیلہ بنی عوف کے لوگ تھے
اشہب بن دویکل بن یحییٰ بن حمیر العوفی اس کا چچا سلمہ بن یحییٰ اور بنی لبید کا عزیزہ
بن القطاب اللبیدی ان کے ساتھ اور ان کے قائد تھے ان میں کل ایک سو پچاس
سوار تھے، حماد اور اس کی جماعت نے ان سے جنگ شروع کی اثنائے جنگ
میں بنی سلیم کے اصل وطن سے جس کا نام اعلی الرویثہ تھا اور جو مقام جنگ سے
چار میل تھا پانسو کی اور کمک ان کو پہنچ گئی اب وہ نہایت بے جگری سے لڑے
مدینہ کے حبشی تمام لوگوں کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ گئے مگر حماد اس کی
جمعیت والے، قریش اور انصار بدستور مقابلہ پر جمے رہے اور انھوں نے
آتش جنگ کا پورا مزا چکھا حماد اور اس کی جمعیت قتل ہو گئی قریش اور انصار
کے جو لوگ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے ان کی بھی ایک معقول تعداد
کام آگئی بنو سلیم نے تمام مویشی، اسلحہ اور کپڑوں پر قبضہ کر لیا اس جنگ سے
ان کی شوکت بہت بڑھ گئی انھوں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کے تمام
قریوں اور پانی کے چشموں کو لوٹ لیا کوئی شخص اس راہ سے گزر نہیں سکتا تھا

انھوں نے آس پاس کے دوسرے قبائل عرب پر بھی شب خون مارے واثق نے بغا الکبیر ابو موسیٰ الترکی کو زرہ پوش فوج، ترکوں اور مغربیوں کے ساتھ ان کی سرزنش کے لیے حجاز بھیجا وہ شعبان ۲۳۰ھ ہجری میں وہاں آگیا ابھی شعبان کے کچھ دن باقی تھے کہ وہ حرّہ بنی سلیم کی طرف چلا اس کے مقدمتہ الجیش پر طردوش الترکی سردار تھا اس نے ان کو حرّہ کے ایک چشمہ پر آلیا اور اس کے ایک پہلو میں سوارقیہ سے ادھر جوان کا وہ قصبہ تھا جہاں وہ دشمن سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوتے تھے اور یہ بہت سے قلعے تھے جنگ ہوئی جو جماعتیں ان کے مقابل ہوئیں ان میں سے بیشتر حصہ بنی عوف کا تھا ان میں عزیزہ بن القطّاب اور اشہب بھی تھے جو آج دونوں سپہ سالاری کر رہے تھے بغا نے ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے اور اتنے ہی قید کر لیے بقیہ نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اس واقعہ سے بنو سلیم زد میں آگئے لڑائی کے بعد بغا نے ان کو امیر المومنین واثق کی منظوری کی شرط پر امان کی دعوت دی اور خود وہ سوارقیہ میں قیام پذیر ہوگیا بنو سلیم اس کے پاس آنے لگے اور جمع ہوئے، اس نے ان کو دس دو پانچ اور ایک کر کے جمع کیا ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ وہاں جمع ہوئے اس نے ان کو گرفتار کر لیا البتہ بنی سلیم کے بدمعاش اکثر بھاگ گئے اور بہت کم اس کے ہاتھ آئے یہی لوگوں کو زیادہ ستاتے اور راہزنی کرتے تھے جو لوگ اس کے ہاتھ آئے ان میں اپنی ثابت قدمی کی وجہ سے زیادہ تر بنی عوف تھے آخری آدمی جو پکڑا گیا وہ بنی سلیم کے خاندان بنی حبش کا ایک شخص تھا اس طرح جس جس کے شریر اور مفسد ہونے کی اسے اطلاع ملی تھی اس نے ان سب کو پکڑ لیا ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تک پہنچی ان کے علاوہ اس نے دوسروں کو رہا کر دیا۔

اب بغا سوارقیہ سے بنی سلیم کے قیدی اور دوسرے امان گیروں کو لے کر ذی القعدہ ۲۳۰ھ ہجری میں مدینہ آیا یہاں اس نے ان سب کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا اور ذی الحجہ میں حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوا حج کے بعد ذات عرق آیا اس نے بنی ہلال کو بھی بنی سلیم کی طرح امان کی دعوت بھیجی وہ اس کے پاس آئے اس نے ان کے تقریباً تین سو بدمعاش سرکشوں کو گرفتار کر کے

باقی چھوڑ دے پھر وہ ذات عرق سے جو لستان سے ایک منزل اور مکہ سے دو منزل ہے چلا آیا۔

اس سال دوشنبہ کے دن ۱۱ ربیع الاول کو نیسا بور میں ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کا اشناس کی موت کے صرف نو دن بعد انتقال ہوگیا۔ مرنے کے وقت وہ جنگ، شرط، علاقہ سواد خراسان اس کے توابع۔ رے۔ طبرستان اور اس کا ملحقہ علاقہ اور کرمان کا والی تھا اس تمام علاقہ کا خراج چار کروڑ اسی لاکھ تھا اس کے بعد واثق نے ان تمام خدمتوں پر اس کے بیٹے طاہر کو سرفراز کردیا۔

اس سال اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے حج کیا اور اس کا انتظام اسی کے تفویض تھا مگر حج محمد بن داؤد کی امارت میں ادا ہوا۔

سنہ ۲۳۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں مسلمانوں اور رومیوں میں زرفدیہ کی ادائی کے بعد قیدیوں کا تبادلہ خاقان خادم کے ہاتھ سرانجام پایا مسلمانوں کی تعداد ۴۳۶۲ ہوگئی تھی۔

اس سال وہ تمام بنی سلیم، جن کو بغا نے قید کیا تھا مارے گئے۔

بنو سلیم کا حالت قید میں قتل اور اسکے اسباب

جب ذات عرق میں بنو ہلال بغا کے پاس آئے اور اس نے ان میں سے اتنے لوگوں کو جو ہم بیان کر چکے ہیں پکڑ لیا تو وہ محرم کے عمرہ کو ادا کرنے روانہ ہوا

اور پھر مدینہ پلٹ آیا اور یہاں اس نے ان بنو ہلال کو بھی جن کو اس نے پکڑ لیا تھا مدینہ آکر بنو سلیم ہی کے ساتھ یزید بن معاویہ کے محل میں قید کر دیا اور سب کو بیڑیاں ڈلوا دیں بنو سلیم اس سے چند ماہ پہلے پکڑے جا چکے تھے، اس کے بعد اب بغا بنو مرہ کی طرف چلا اس وقت مدینہ میں تقریباً تیرہ سو آدمی بنو سلیم اور بنو ہلال کے قید تھے انھوں نے بھاگنے کے لیئے اس محل میں نقب لگائی اہل مدینہ کی ایک عورت نے اس نقب کو دیکھ لیا اور سب کو آواز دی تمام اہل مدینہ وہاں آگئے دیکھا کہ قیدیوں نے پہرہ داروں پر حملہ کر کے ایک یا دو کو قتل بھی کر دیا ہے اور کچھ یا ایک بڑی تعداد نے جیل سے نکل کر اپنے پہرہ داروں کے ہتھیار سنبھال لیے ہیں اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے تمام مدینہ والے جن میں شرفا اور غلام سب تھے ان کے مقابلہ میں آمادہ ہو گئے عبداللہ بن احمد بن داؤد الہاشمی اسوقت مدینہ کا عامل تھا مدینہ والوں نے ان کو قید سے نکل بھاگنے سے روک دیا اور ساری رات صبح تک اس محل کا محاصرہ کئے رہے ان قیدیوں نے جمعہ کی رات میں یہ اقدام کیا تھا اور یہ اس لیئے کہ عزیزہ بن القطاب نے ان سے کہا تھا کہ میں سنیچر کو اپنے لیئے منحوس پاتا ہوں اہل مدینہ برابر ان سے جھپٹ کر لڑتے رہے بنو سلیم نے بھی مقابلہ کیا مگر مدینہ والوں کو ان پر غلبہ حاصل ہوا اور اب انھوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

عزیزہ یہ رجز پڑھ رہا تھا،

انی انا عزیزة بن القطاب ۔ لابد من زحو وان ضاق الباب
هذا وربی عمل للبواب ۔ للموت خیر للفتی من العاب

ترجمہ:۔ اگرچہ دروازہ تنگ ہو مگر اس میں گھسنا ضروری ہے میں عزیزہ بن القطاب ہوں، نامردی سے جوانمرد کے لیئے موت بہتر ہے بخدا میں پہرہ داروں کے ساتھ یہی کرتا ہوں۔

اس کی بیڑی جسے اس نے توڑ لیا تھا اس کے ہاتھ میں تھی وہی اس نے ایک شخص کو پھینک ماری جس سے وہ بیہوش ہو کر پڑا جس قدر قیدی اس گھر میں تھے

وہ بلا استثناء سب ہی قتل کر دیئے گئے مدینہ کے حبشیوں نے اس موقع سے یہ فائدہ اٹھایا کہ جو بدوی سامان معیشت خریدنے مدینہ آئے تھے ان میں سے جسے انھوں نے شہر کی گلی کوچوں میں پایا قتل کر دیا یہاں تک کہ ایک اعرابی جو قبر نبی سے نکل رہا تھا اسے بھی ان حبشیوں نے قتل کر دیا یہ نبی ابوبکر بن کلاب کے خاندان میں عبد العزیٰ بن زرارہ کی اولاد میں تھا۔ بغا وہاں موجود نہ تھا جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ سب کے سب قتل ہو چکے ہیں یہ بات اسے بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور اسے اس قتل عام کا نہایت سخت رنج ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محافظ نے رشوت لے کر ان سے دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کی میعاد سے پہلے ہی یہ لوگ نکل پڑے وہ لڑتے جاتے تھے اور رجز میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

الموت خیر للفتی من العار　＊　قد اخذ البواب الف دینار

ترجمہ:۔ جوانمرد کے لیے موت ذلت سے بہتر ہے محافظ جیل نے ایک ہزار دینار لیئے ہیں۔

جب بغا نے ان کو پکڑا تھا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے۔

یا بُغیۃَ الخیر وسیف المنتبہ　＊　وجانب الجور البعید المشتبہ

ترجمہ:۔ اے امید گاہ خیر اور رنجہ نکا دینے والی تلوار اور ایسے افعال سے علیحدہ رہنے والے جس میں دور دراز کا بھی ظلم کا شبہ ہوتا ہو۔

من کان منا جانیاً فلست بہٖ　＊　افعل ھداک اللہ ما اُمرتَ بہٖ

ترجمہ:۔ ہم میں جو مجرم ہو میں اس کے ساتھ نہیں ہوں اللہ تم کو ہدایت دے جو تم کو حکم دیا گیا ہے ان کی بجا آوری کرو۔

بغا نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم کو قتل کر دوں۔

عزیزہ بن القطاب نبی سلیم کا ہر گروہ اپنے ساتھیوں کے قتل کے بعد

ایک کنویں میں جا چھپا تھا ایک مدنی نے وہاں پہنچکر اسے قتل کر دیا۔

جس رات مدینہ والے بنی سلیم کی نگہبانی کے لیے بیدار رہے تھے ان کے موذن نے رات ہی میں صبح کی اذان کہدی تاکہ طلوع فجر سے بنی سلیم ڈر جائیں اس پر اعرابی ہنسنے لگے اور کہنے لگے اے ستو پینے والو تم اور ہمیں رات کے متعلق وقت بتاتے ہو ہم رات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

چونکہ بغا بنی فزارہ اور بنی مرہ کی ان جماعتوں سے لڑنے جنھوں نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا گیا ہوا تھا اس لیے وہ یہاں ان لوگوں کی نگرانی کے لیے موجود نہ تھا فدک کے غاصبین کے سامنے پہنچکر اس نے بنی فزارہ کے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا تاکہ اس کی طرف سے وہ امان پیش کر دے اور اس کے نتیجہ سے آکر اطلاع دے اس فزاری نے ان کے پاس آکر انھیں بغا کی سطوت سے ڈرایا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے ان میں سے اکثر تو فدک کو چھوڑ کر بھاگے اور صحرا میں چلے گئے چند رہ گئے ان کا قصد تھا کہ خیبر جنفاء اور اس کے اطراف میں بھاگ کر چھپ جائیں ان میں سے بعض کو اس نے گرفتار کر لیا بعض کو امان دی اور بقیہ اپنے ایک سردار رکاض کی قیادت میں یہاں سے بھاگ کر بلقا چلے گئے جو دمشق کے علاقے میں ہے بغا موضع جنفاء میں جو شام اور حجاز کی سرحد پر واقع ہے تقریباً چالیس راتیں مقیم رہا اور پھر ان بنی مرہ اور فزارہ کو لے کر جو اس کے ہاتھ آگئے تھے مدینہ پلٹا۔

اس سال بنی غطفان۔ فزارہ اور اشجع کے خاندانوں کی ایک جماعت بغا کے پاس آئی اس نے ان کے پاس اور بنی ثعلبہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے تھے ان کے آنے کے بعد بغا نے محمد بن یوسف الجعفری کو حکم دیا کہ وہ ان سے سخت حلف دیکر اس بات کا عہد لے کہ جب وہ ان کو طلب کرے گا وہ آنے سے انکار نہ کریں گے انھوں نے قسمیں کھا کر یہ عہد کر لیا اس کے بعد بغا بنی کلاب کی تلاش میں خیر سیۃ روانہ ہوا اس نے اپنے پیامبر ان کے پاس بھیجے ان کے تقریباً تین ہزار آدمی اس کے پاس آگئے ان میں سے اس نے تیرہ سو مفسدوں کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دیا وہ ان کو لے کر رمضان ۲۳۱ھ ہجری میں مدینے آیا اور یہاں آکر اس نے

ان کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بغا مکہ روانہ ہوا اور وہاں حج کے زمانے تک قیام پذیر رہا بغا کی غیر موجودگی کے زمانے میں بنی کلاب جیل میں پڑے رہے اور اس مدت میں کسی قسم کی معاش ان کو نہیں دی گئی مدینہ واپس آکر اس نے ثعلبہ، اشجع اور فزارہ کے ان لوگوں کو جنھوں نے قسمیں کھا کر اطاعت کا عہد کیا تھا طلب کیا مگر وہ نہ آئے اور متفرق علاقوں میں منتشر ہو گئے بغا نے ان کی گرفتاری کے لیے مہم بھیجی مگر ان میں سے کچھ زیادہ ہاتھ نہ لگے۔

اس سال بغداد میں عمرو بن العطاء کے محلہ میں ایک جماعت نے حکومت کے خلاف حرکت کی اور انھوں نے احمد بن نصر الخزاعی کے لیے بیعت کی۔

احمد بن نصر کی بغاوت

احمد بن نصر مالک بن الہیثم الخزاعی کا جو بنی عباس کا ایک نقیب تھا پوتا تھا محدثین میں سے یحییٰ بن معین، ابن الدورقی اور ابن خیثمہ جیسے اصحاب اس سے ملنے جاتے تھے باوجود اس بات کے کہ اس کے باپ کا بنی عباس کی حکومت سے خاص تعلق تھا اور اسے اس حکومت میں خاص منزلت حاصل تھی مگر یہ قرآن کو مخلوق ماننے والوں کا سخت مخالف تھا اور ان کے خلاف بہت نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتا تھا اس کے برخلاف واثق ایسے لوگوں کے بہت ہی مخالف تھے انھوں نے ایسے سب لوگوں کا امتحان لیا تھا اور احمد بن ابی داؤد نے احمد بن نصر پر مباحثہ میں غلبہ پایا تھا۔

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک دن اسی زمانے میں احمد بن نصر کے پاس گیا بہت سے لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے کسی نے واثق کا ذکر کیا نام سنتے ہی احمد بن نصر کہنے لگا اس خنزیر نے ایسا کیا یا اس نے کافر کہا یہ بات ظاہر ہو گئی اسے لوگوں نے حکومت کی گرفت سے ڈرایا اور کہا کہ امیر المومنین کو

تمھارے کاموں کی اطلاع ہو چکی ہے احمد بن نصران کی طرف سے خوف زدہ ہو گیا۔ جو لوگ اس سے ملنے آیا کرتے تھے ان میں ایک ابو ہارون السراج تھا دوسرے کا نام طالب تھا اور ایک اور خراسانی تھا جو اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کوتوال کی جمعیت سے تعلق رکھتا تھا اور یہ بھی عقائد میں اس کا ہمخیال تھا بغداد کے جو محدث اور خلق قرآن کے منکر اس کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے انھوں نے احمد کو ترغیب دی کہ وہ خلق قرآن سے علانیہ انکار کرے چونکہ اس کے باپ و دادا کا دولت بنی عباس میں ایک خاص اثر تھا اور خود ان کا بغداد میں بہت اثر اور نفوذ تھا اس لیے دوسروں کو چھوڑ کر صرف اسی کو اس مقصد کے لیے آمادہ کیا گیا نیز اس وجہ سے بھی کہ ۲۰۱ھ ہجری میں جب مدینۃ السلام میں بدمعاشوں کی کثرت ہوئی اور اس وقت فتنہ و فساد برپا ہوا جبکہ مامون ابھی تک خراسان میں تھے اس کے ہاتھ پر بھی بغداد کے سمت مشرقی والوں نے نیکی کی تلقین اور برائی سے احتراز کرنے کے لیے بیعت کی تھی اس تمام واقعہ کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اس وقت مامون کے ۲۰۴ھ ہجری میں بغداد آنے تک اس کے اثر کا وہی حال تھا انھیں اسباب کی وجہ سے لوگوں نے اب بھی یہ امید کی کہ اگر یہ متحرک ہو گا تو عوام اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

چنانچہ جب اس سے یہ بات کہی گئی اس نے اسے مان لیا مذکورہ بالا دونوں شخص لوگوں میں اس کی تحریک پھیلاتے پھرتے تھے انھوں نے ایک قوم کو بہت سا روپیہ بھی دیا ان کے ہر شخص کو ایک ایک دینار تقسیم کیا اور یہ قرارداد ہو گئی کہ فلاں رات نقارہ بجے اس کی صبح میں سب لوگ جمع ہو کر حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، طالب بغداد کی سمت غربی میں اپنے ساتھ دینے والوں کے ساتھ اور ابو ہارون جانب شرقی میں مقیم تھا، جہاں ان دونوں نے دوسروں کو دینار دئیے تھے وہاں ابو ہارون نے تقسیم کرنے کے لیے ابوالاشرس القائد کے خاندان کے دو شخصوں کو بہت سے دینار دئیے تھے تاکہ وہ اسے اپنے ہمسایوں میں بانٹ دیں ان میں سے ایک نے خوب نبیذ پی اور بھی کئی شخص نبیذ پینے کے لیے اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب

نشہ نے ان کو مدہوش کر دیا انھوں نے بدھ کی رات میں شب میعاد سے ایک رات قبل ہی اجتماع کے لیے نقارہ بجا دیا حالانکہ اس کے لیے ۳؍ شوال ۲۳۱ھ ہجری جمعرات کی رات مقرر کی گئی تھی مگر یہ بے ہوش اسی خیال میں رہے کہ آج ہی وہ رات ہے جو خروج کے لیے مقرر ہے اس لیے وہ مسلسل نقارہ بجاتے رہے مگر کوئی بھی ان کی بانگ پر برآمد نہ ہوا، اس وقت اسحٰق بن ابراہیم کوتوال شہر بغداد سے باہر گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی محمدؐ بن ابراہیم اس کی نیابت کر رہا تھا اس نے اپنے غلام رخش کو ان کے پاس بھیجا اس نے اُن کے پاس آکر پوچھا یہ کیا ہے اور کون نقارہ بجا رہا ہے مگر کسی نے ان کا پتہ نہیں دیا آخر کار اس نے پتہ چلا کر ایک کانے عیسیٰ الاعور کو جو اکثر حماموں میں پھرا کرتا تھا گرفتار کیا اور اسے مار کی دھمکی دی اس نے بنی اشرس کے دونوں شخصوں۔ احمدؐ بن نصر بن مالک اور بعض اور لوگوں کے نام بتائے کہ یہ ان کی سازش ہے رخش نے اسی رات ان سب کی تلاش کی اور ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اس نے طالب کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور ابو ہارون السراج کو جس کا مکان سمت غربی میں تھا گرفتار کیا اور جن کے نام عیسیٰ الاعور نے بتائے تھے ان کو انھیں دونوں اور راتوں میں تلاش کر کے پکڑا۔ اور جو جس سمت کا تھا اور جہاں گرفتار ہوا تھا اسے اسی سمت میں قید کر دیا۔ اس نے ابو ہارون اور طالب کے پیروں میں ستر ستر رطل کی فولادی بیڑیاں ڈلوائیں اشرس کے دونوں بیٹوں کے مکانوں میں اثنائے تفتیش میں دو سبز علم ملے جو ایک کنویں میں چھپائے گئے تھے محمدؐ بن عیاش عامل سمت غربی کے ایک سپاہی نے اسے کنویں سے نکالا۔ اس وقت سمت شرقی کا عامل عباس بن محمدؐ بن جبریل القائد الخراسانی تھا۔

پھر احمد بن نصر کا ایک خواجہ سرا گرفتار کیا گیا اور جب اس کو سزا کی دھمکی دی گئی اس نے عیسیٰ الاعور کے بیان کی تصدیق کی رخش احمدؐ بن نصر کے پاس آیا وہ حمام میں تھا اس نے حکومت کے ملازمین سے کہا میرا یہ مکان موجود ہے اس کی تلاشی لے لو اگر یہاں تم کو کوئی نشان سامان یا ہتھیار جس سے فتنہ کی تیاری ثابت ہوتی ہو دستیاب ہو تو میرے مکان کی ضبطی اور میرا قتل

تمھارے لیے حلال ہے' اس کے مکان کی تلاشی ہوئی مگر کوئی مشتبہ شے وہاں سے برآمد نہ ہوئی یہ اسے محمدؒ بن ابراہیم بن مصعب کے پاس لائے انھوں نے اس کے دو خواجہ سرا دو بیٹے اور ایک اور شخص اسماعیل بن محمدؒ بن معاویہ بن بکر الباہلی کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا گرفتار کر لیا' یہ چھ آدمی امیر المومنین واثق کی خدمت میں بغیر نمدے کی زین کے خچروں پر سوار کر کے سامرا بھیجد یے گئے' احمدؒ بن نصر کو دوہری بیڑیاں ڈالی گئی تھیں یہ بغداد سے جمعرات کے دن جبکہ ماہ شعبان ۲۳۱ھ ہجری کے ختم ہونے میں صرف ایک شب رکھی تھی سامرا بھیجے گئے۔

واثق کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ہو چکی تھی اور انھوں نے ابن ابی داؤد اور ان کے دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا ان کے آنے کے بعد انھوں نے ان کے عقائد کے امتحان اور تحقیقات کے لیے دربار عام منعقد کیا سب لوگ حاضر ہو گئے احمدؒ بن ابی داؤد ظاہر میں اس کے قتل سے پہلو بچانا چاہتا تھا اسی لئے جب احمدؒ بن نصر کو دربار میں پیش کیا گیا تو واثق نے اس سے اس کی غداری یا بغاوت کے ارادہ کے متعلق جس کی ان کو شکایت پہنچی کوئی سوال نہیں کیا بلکہ پوچھا احمد قرآن کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد نہا دھو کر خوشبو لگا کر اس یقین کے ساتھ کہ ضرور قتل کیا جائے گا دربار میں آیا تھا۔ واثق نے پوچھا یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ اللہ کا کلام ہے واثق نے پوچھا اس مسئلہ میں تمھاری کیا رائے ہے کیا تم اپنے رب کو قیامت میں دیکھو گے اس نے کہا امیر المومنین رسول اللہ صلعم سے یہ اثر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو قیامت میں اسی طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو بغیر کسی تکلیف کے دیکھتے ہو ہم رسول اللہ کی اس خبر کو مانتے ہیں۔ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث مرفوع بیان کی کہ انسان کا قلب اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے وہ پھیرتا رہتا ہے' اسی لیے رسول اللہ صلعم دعا کرتے تھے اے مقلب القلوب تو میرے قلب کو اپنے دین پر قائم رکھ' اسحٰق بن ابراہیم نے اس سے کہا ذرا سوچ سمجھ کر

بات کہو اس نے کہا جو تم نے ہدایت کی تھی وہی کہہ رہا ہوں اسحق نے کہا یہ کیا کہا میں نے کب تجھے اس بات کے کہنے کی ہدایت کی تھی اس نے کہا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ امیر المومنین سے خلوص برتوں اور صحیح بات کہوں میں امیر المومنین کی بھلائی اس میں سمجھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ کی حدیث کی مخالفت نہ کریں واثق نے پاس والوں سے پوچھا اس کے متعلق کیا کہتے ہو لوگوں نے خوب دل کھول کر اس کے خلاف زہر اُگلا عبدالرحمن بن اسحق نے جو پہلے جانب غربی کا قاضی تھا اور پھر برطرف کر دیا گیا تھا اور اس وقت دربار میں موجود تھا اور احمد بن نصر کا خاص دوست تھا کہا امیر المومنین اس کا خون حلال ہو گیا' ابو عبداللہ الارمنی ابن ابی داؤد کے دوست نے کہا امیر المومنین اس کا خون مجھے پلائیے واثق نے کہا ہاں ایسا ہی ہو گا اطمینان رکھو ابن ابی داؤد نے جو اس بات کو نہ چاہتا تھا کہ محض ایک عقیدے کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے کہا کہ امیر المومنین یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے ممکن ہے کہ کسی مرض یا تغیر عقل کی وجہ سے اس کا یہ خیال ہو' واثق نے کہا جب میں اس کی طرف جانے کے لیے کھڑا ہوں تو تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کیونکہ میں ان تک چل کر اپنے قدم شمار کروں گا۔

انھوں نے عمرو بن معدی کرب الزبیدی کی مشہور تلوار صمصامہ طلب کی یہ تلوار سرکاری توشہ خانے میں موجود تھی یہ موسیٰ الہادی کو کسی نے تحفہ میں نذر کی تھی انھوں نے مشہور شاعر سلم الخاسر سے کہا کہ اس کی تعریف میں شعر کہو اس نے شعر کہے ہادی نے اس کا صلہ دیا۔

واثق نے صمصامہ اٹھالی وہ چوڑی تھی نیچے کے حصے میں جوڑ لگا ہوا تھا جو تین کیلوں سے جڑا ہوا تھا' واثق تلوار لے کر اس کی طرف چلے وہ صحن کے وسط میں تھا انھوں نے چمڑا منگوایا جو اس کی کمر میں لپیٹ دیا گیا اور رسی منگوائی جس سے اس کا سر باندھا گیا اب رسی کھینچی گئی واثق نے خود تلوار ماری مگر وہ شانے کی رسی پر پڑی اس کے بعد انھوں نے دوسرا ہاتھ سر پر مارا پھر سیما الدمشقی نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اس کی گردن ماردی اور سر کاٹ لیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغا الترابی نے دوسرا ہاتھ مارا تھا اور واثق نے تلوار کی نوک کو اس کے پیٹ میں بھونک دیا پھر اسے لپیٹ کر اٹھا کر اس احاطہ میں لے آئے جہاں بابک مصلوب تھا اسے بھی یہاں سولی پر لٹکا دیا گیا اس وقت تک دہری بیڑیاں اس کے پیروں میں پڑی ہوئی تھیں اور پائجامہ اور کرتا اس کے بدن میں تھا' اس کے سر کو بغداد لا کر پہلے چند روز تک سمت شرقی میں نصب کر دیا گیا پھر سمت غربی میں چند روز نصب رہا اسکے بعد پھر اسے سمت شرقی ہی میں منتقل کر کے اس کے گرد ایک احاطہ گھیر دیا گیا اور وہاں خیمہ نصب کر کے پہرہ بٹھا یا گیا یہ مقام راس احمد بن نصر کے نام سے مشہور ہو گیا ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھ کر اسے اس کے کان میں آویزاں کر دیا گیا۔

"یہ سر کافر' مشرک' گمراہ احمد بن نصر بن مالک کا ہے اللہ نے اسے عبداللہ ہارون الامام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھ سے خلق قرآن اور ذات الٰہی سے نفی تشبیہ پر اس کے خلاف حجت قائم کرنے اور اسے توبہ اور رجوع الی الحق کا موقع دینے کے بعد جس سے اس نے انکار کر کے صاف طور پر اپنے معاندانہ عقائد کا اقرار کیا قتل کرایا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اسے جلد ہی اپنی دوزخ اور دردناک عذاب کی طرف کھینچ لیا' امیر المومنین نے ان امور کا اس سے استفسار کر لیا تھا اور جب اس نے تشبیہ کا اقرار کیا اور کفر بکا امیر المومنین نے اس کا خون حلال سمجھا اور اس پر لعنت کی"

واثق نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے پیرو اور مصاحب تھے ان سب کو پکڑ لیا جائے چنانچہ ان سب کو قید کر دیا گیا اس طرح تقریباً بیس آدمی جرائم کے جیل میں ڈال دئیے گئے اور قیدیوں کو جو صدقہ ملتا تھا اس سے بھی ان کو محروم کر دیا گیا نیز جو لوگ ان سے ملنے جاتے قیدیوں کو ان سے ملنے کی بھی ممانعت کر دی گئی اور بھاری بیڑیاں ان کے ڈلوا دی گئیں ابو ہارون السراج اور ایک دوسرے شخص کو اس کے ہمراہ سامرا لائے پھر ان کو بغداد واپس کر کے جیل میں قید کر دیا گیا۔

احمد بن نصر کے سلسلے میں اتنے اشخاص کی گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ

اس محلہ کے ایک دھوبی نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب سے آکر کہا کہ میں آپ کو احمد بن نصر کے دوستوں کا پتہ بتاتا ہوں اس نے اپنے آدمی ان لوگوں کی تلاش اور گرفتاری کے لیے اس دھوبی کے ساتھ کر دیئے مگر جب سب اکٹھا ہوئے تو خود اس دھوبی کا ایسا جرم ثابت ہوا کہ اس کی پاداش میں وہ بھی انکے ساتھ قید کر دیا گیا مہزار میں اس کے کھجور تھے وہ قطع کر دیئے گئے اور اس کے مکان کو ضبط کر لیا گیا، اس کی وجہ سے عمرو بن اسفندیار کی اولاد میں سے کچھ لوگ قید کئے گئے تھے یہ سب حالت قید ہی میں ہلاک ہو گئے۔

اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوئے انھوں نے عمرو بن الفرج کو راستے کو دیکھ کر اس کی درستی کے لیے آگے روانہ کیا اس نے واپس آکر اطلاع دی کہ راستہ میں پانی کی قلت ہے اس خیال سے واثق نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اس سال واثق نے جعفر بن دینار کو یمن کا والی مقرر کیا جعفر شعبان میں یمن روانہ ہوا اس نے اور بغا نے اس سال حج کیا اس زمانے میں موسم حج میں قیام امن وامان کا والی بغا الکبیر تھا جعفر چار ہزار شہسوار اور دو ہزار پیدل سپاہ کے ساتھ یمن روانہ ہوا تھا اسے چھ ماہ کی معاش دی گئی تھی۔

اس سال محمدؐ بن عبدالملک الزیات نے اسحٰق بن ابراہیم بن ابی خمیصہ اہل اضاخ کے بنی قشیر کے مولیٰ کو یمامہ بحرین اور اس مکہ کے راستے کا جو بصرہ سے ملا ہوا ہے دارالخلافہ میں بیٹھ کر والی مقرر کیا، محمدؐ بن عبدالملک الزیات کے علاوہ کسی اور شخص کے متعلق یہ بات اب تک نہیں سنی گئی تھی جس نے خلیفہ کے سوا دارالخلافہ میں ایسا منصب کسی کو دیا ہو،

اس سال چوروں نے دیوان عام کے خزانے میں جو قصر کے بالکل وسط میں واقع ہے نقب زنی کر کے ۴۲ ہزار درہم اور کچھ دینار چرا لیے مگر وہ پکڑ لیے گئے ایتاخ کے خلیفہ یزید الحلوانی کوتوال نے ان کو ڈھونڈ کر گرفتار کیا تھا۔

اس سال محمدؐ بن عمرو الخارجی نے جو بنی زید بن تغلب سے تھا تیرہ آدمیوں کے ساتھ دیار ربیعہ میں خروج کیا۔ غانم بن ابی مسلم بن حمید الطوسی موصل کا

سپہ سالار اتنے ہی آدمی ساتھ لے کر اس کے مقابلہ پر نکلا اُس نے خارجیوں کے چار آدمی قتل کر دیے اور محمد بن عمرو کو زندہ گرفتار کر لیا اور سامرا بھیجا گیا پھر اسے بغداد کے سرکاری جیل میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے ساتھیوں کے سر اور ان کے نشان باباب کی سولی کے تختے کے پاس نصب کر دیئے گئے۔

اس سال وصیف الترکی اصبہان جبال اور فارس سے دار الخلافہ آیا یہ ان کردوں کی تلاش میں گیا تھا جنھوں نے ان اطراف میں لوٹ مار مچا رکھی تھی یہ اپنے ساتھ پانسو نفوس قیدی جن میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اپنے ساتھ بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنا کر لایا تھا واثق نے ان سب کو قید کر دیا اور ۷۵ ہزار دینار نقد ایک تلوار اور خلعت وصیف کو انعام دیا۔

اس سال مسلمانوں اور بادشاہ روم کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ بادائی زر فدیہ سر انجام پایا مسلمان اور رومی دریائے لامس پر جو سلوقیہ پر طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے جمع ہوئے۔

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ

احمد بن ابی قحطبہ رشید کے خادم خاقان کے دوست نے جس نے سرحد میں نشوونما پائی تھی بیان کیا کہ یہ خاقان واثق کے پاس آیا اس کے ساتھ اہل طرسوس وغیرہ کے چند عمائد بھی تھے انھوں نے اپنے ناظم فوجداری کی جس کی کنیت ابو وہب تھی شکایت کی اسے دربار میں بلایا گیا۔ محمد بن عبدالملک الزیات دربار برخواست ہونے کے بعد دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اسے اور انھیں دیوان عام میں سماعت مقدمہ کے لیے بلاتا تھا اور ظہر تک اجلاس کرنے کے بعد عدالت برخواست ہو جاتی تھی طویل کارروائی کے بعد وہ شخص اپنی خدمت سے برطرف کر دیا گیا۔

واثق نے حکم دیا کہ ان اہالی سرحد کا قرآن کے متعلق عقیدہ پوچھ لیا جائے

چار آدمیوں نے سوا اور سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا، بن چار آدمیوں نے اسکا اقرار نہیں کیا تھا واثق نے انکو قتل کرا دیا۔ واثق نے ان لوگوں کو خاقان کی رائے کے مطابق انعام و خلعت سے سرفراز کیا، وہ لوگ تو جلدی اپنی سرحدوں کو پلٹ گئے خاقان ان کے بعد کچھ روز اور امیر المومنین کے ہاں ٹھیرا رہا اسی اثنا میں بادشاہ روم میخائیل بن توفیل، بن میخائیل بن الیون بن اجورہ شہ کے سفرا واثق کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس جو مسلمان قیدی ہیں ان کا تبادلہ کر لیجئے، واثق نے خاقان کو اس کام کے لیے بھیجدیا چونکہ اس نے رومی سفرا سے اس کام کے لیے محرم کی دس تاریخ کو ملاقات کرنے کا اقرار کیا تھا اس لیے وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سنہ ۲۳۱ ہجری کے آخر میں اس کام کے لیے دار الخلافہ سے روانہ ہو گیا اس کے بعد واثق نے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبۃ الباہلی کو سرحدی چوکیوں اور قلعہ بند شہروں کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ بھی قیدیوں کے تبادلہ کے وقت موجود رہے چنانچہ وہ سترہ ڈاک کے گھوڑوں پر اس کام کے لیے چلا۔

جو سفرا تبادلہ کے لیے آئے تھے ان میں اور ابن الزیات میں اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم بوڑھوں اور بچوں کو معاوضہ میں قبول نہ کریں گے چند روز یہ بحث رہی آخر انھوں نے اس بات کو مان لیا کہ ایک نفس کے عوض ایک نفس دیا جائے۔

واثق نے بغداد اور رقہ اپنے آدمی روانہ کیے تا کہ وہاں جو غلام بکنے آئیں یہ ان کو خرید لیں، اس طرح بہت سے غلام خرید لیے گئے مگر جب ان سے بھی تعداد پوری نہ ہو سکی تو واثق نے اپنے قصر سے رومی بڑھیوں وغیرہ کو نکالا اور اس طرح تعداد پوری کی، انھوں نے ابن ابی داؤد کے ہمراہ یحییٰ بن آدم الکرخی ابو رملہ اور جعفر بن العدا کو ساتھ کیا اور ان کے ساتھ پیشی کے کاتب طالب بن داؤد کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اور جعفر مسلمان قیدیوں کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اسے فدیہ دے کر رہا کرا لیا جائے اور جو اس سے انکار کرے اسے رومیوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے۔ واثق نے

پانچ ہزار درہم طالب کو دلوائے اور حکم دیا کہ فدیہ کے معاوضہ میں جو لوگ آزاد کیے جائیں ان میں ہر شخص کو جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو ایک ایک دینار اس روپیہ میں سے دیا جائے جو اس غرض سے ان کے ساتھ کیا گیا تھا، ان ہدایات کے بعد یہ جماعت اب اس کام کے لیے روانہ ہوئی۔

خدمتگار خاقان کے دوست ابن ابی قحطبہ نے جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان تبادلہ اساری کے لیے سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا اور جو معاوضہ کے سرانجام ہونے سے پہلے مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے کے لیے روم بھیجا گیا تھا بیان کیا ہے کہ میں بادشاہ روم کے پاس آیا اور میں نے مسلمانوں کی تعداد دریافت کی ان کی تعداد تین ہزار مرد اور پانسو عورتیں ہوئی واثق نے ان کے تبادلہ کا حکم دیا اور احمد بن سعید کو فوراً ڈاک کے ذریعہ اس غرض سے روانہ کر دیا تاکہ تبادلہ کی کارروائی اس کے ہاتھوں عمل پائے نیز انھوں نے بعض لوگوں کو مسلمانوں کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے بھی اس وفد کے ساتھ کیا کہ یہ سب کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اور اس بات کو مانتا ہو کہ اللہ عزوجل کو آخرت میں دیکھا نہ جائے گا اس کا معاوضہ دے کر تبادلہ کرا لیا جائے اور جو ان عقائد کا قائل نہ ہو اسے بدستور رومیوں کے پاس چھوڑ دیا جائے، محمد بن زبیدہ کے زمانے ۱۹۴ھ یا ۱۹۵ھ کے بعد سے اب تک اور کوئی معاوضہ کی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

۱۰ محرم ۲۳۱ہجری کے دن مسلمان اپنے ساتھ کے کافروں کو لئے ہوئے اور رومیوں کے دو سردار انقاس اور طلسوس مقام لامس پر جمع ہوئے مسلمانوں کی تعداد مع رضا کاروں کے چار ہزار تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں تھے۔

محمد بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبۃ الباہلی نے بیان کیا کہ میرے باپ کا خط میرے پاس آیا جس میں انھوں نے لکھا کہ مسلمانوں کے چار ہزار چھ سو آدمی رومیوں سے رہا کرائے گئے ان میں مسلمانوں کے ذمی بھی تھے، چھ سو عورتیں اور بچے تھے اور پانسو سے کم ذمی تھے باقی تمام ممالک کے مرد تھے۔

ابو قحطبہ نے جسے خاقان نے بادشاہ روم کے پاس مسلمان قیدیوں کی

تعداد معلوم کرنے اور میخائیل بادشاہ روم کی اس کارروائی کے اصل مقصد و غرض کو دریافت کرنے روم بھیجا تھا بیان کیا ہے کہ تبادلہ سے قبل قسطنطنیہ وغیرہ میں تین ہزار مرد اور پانسو عورتیں اور بچے رومیوں کے ہاں قید تھے ان میں محمد بن عبداللہ الطرسوسی اور دوسرے وہ لوگ جن کو رومی پہلے ہی لے آئے تھے شامل نہیں ہیں احمد بن سعید بن سلم اور خاقان نے محمد بن عبداللہ الطرسوسی کو اور عمائد کے ساتھ جو رومیوں کے ہاں قید تھے اور اب آزاد ہو کر آئے تھے وفد کی شکل میں واثق کی خدمت میں بھیجا انھوں نے انہیں سے ہر شخص کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم عطا کئے۔

خود یہ محمد بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ میں تیس سال رومیوں کے ہاں قید رہا میں رامیہ کے جہاد میں قید ہوا چونکہ میں بہم رسانی کی جمعیت میں تھا پکڑ لیا گیا اور اب اس معاوضہ کے وقت مجھے بھی رہائی ملی ۱۰ محرم کو لامس کے کنارے جو سلوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے ہمارا تبادلہ ہوا ہم کل چار ہزار چار سو ساٹھ آدمی تھے ان میں آٹھ سو عورتیں، بیویاں اور بچے اور سو سے کچھ زیادہ ذمی تھے ایک نفس کے عوض ایک نفس کا تبادلہ عمل میں آیا اب اس میں چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا خاقان نے جس قدر مسلمان تمام رومی سلطنتوں میں تھے اور جن کا پتہ اسے معلوم ہو سکا تھا ان سب کو آزاد کرا لیا۔

جب باہمی تبادلہ کے لئے سب جمع ہو گئے مسلمان دریا کے مشرقی کنارے اور رومی مغربی کنارے پر ٹھیر گئے دریا پایاب تھا اب یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک طرف سے مسلمان رومیوں کی جانب سے اور دوسری سمت سے رومی مسلمانوں کی جانب سے دریا میں گھستے اور دریا کے وسط میں ملاقی ہوتے جب مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ میں آتا وہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اس کے مقابلہ میں رومی بھی تکبیر کی طرح کوئی نعرہ لگاتے۔

حسین خدمتگار کے موالی سندی نے بیان کیا کہ اس دریا پر مسلمانوں نے ایک پل باندھا تھا اور رومیوں نے ایک پل باندھا تھا ہم رومی کو ادھر سے

اپنے پل سے روانہ کرتے اور رومی مسلمانوں کو اپنے پل سے ہمارے پاس بھیجدیتے اس طرح تبادلہ عمل میں آیا۔
اس راوی نے لوگوں کے دریا میں گھس کر اسے عبور کرنے سے انکار کیا ہے۔

محمدؒ بن کریم کہتا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے پاس آگئے جعفر اور یحییٰ نے ہمارے عقائد کا امتحان لیا ہم نے اظہار کر دیا اس پر ہمیں دو دو دینار دیئے گیے جو دو بطریق مسلمان قیدیوں کو معاوضہ کے لئے لے کر آئے تھے ان کے برتاؤ میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی پہلے تو رومی اپنی قلت اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر خائف تھے مگر خاقان نے ان کو اس سے بالکل اطمینان دلا دیا اور معاہدہ کیا کہ چالیس دن تک جب تک کہ رومی اطمینان سے اپنے مقامات کو واپس نہ چلے جائیں گے مسلمانوں کی جانب سے کوئی کارروائی نہ کی جائے گی چار دن میں تبادلہ سرانجام پایا جن رومیوں کو مسلمانوں کے معاوضہ میں دینے کے لیے امیرالمومنین نے مہیا کیا تھا ان کی ایک بڑی تعداد تبادلہ کے بعد خاقان کے پاس فاضل بچ گئی ان میں سے خاقان نے سو رومی اپنی طرف سے بلا معاوضہ اس لیے رومی سردار کو دیدیئے تاکہ انقضائے مدت تک اب وہ کسی مسلمان کو قید نہ کریں بقیہ طرسوس لاکر فروخت کر دیئے، تبادلہ کے لیے ہمارے ساتھ تین مسلمان ایسے بھی آئے تھے جو رومیوں کے علاقے میں نصرانی ہو گئے تھے ان کا بھی تبادلہ کیا گیا۔

جب چالیس دن کی عارضی صلح کی مدت ختم ہوئی احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ نے موسم سرما میں جہاد شروع کر دیا مگر برف و بارش نے ان کو آلیا اور تقریباً دو سو نفوس اس سے ہلاک ہو گئے بہت سے دریائے بدندون میں غرق ہو گئے تقریباً دو سو رومیوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گئے امیرالمومنین واثق اس وجہ سے اس سے بہت سخت ناراض ہوئے اس تمام کارروائی میں پانسو آدمی مختلف اسباب سے ہلاک ہو گئے۔

احمدؒ بن سعید جس کے ہمراہ سات ہزار فوج تھی جب اس کے مقابلہ پر

رومیوں کا ایک بڑا بطریق آیا وہ اس کے مقابلہ سے کنائی کاٹ گیا اس پر فوج کے عمائد نے اس سے کہا کہ جس لشکر میں سات ہزار جوانمرد ہوں اس کے لئے کوئی خوف نہیں اگر آپ اس کے سامنے نہیں بڑھتے تو دوسری سمت سے ان کے علاقوں پر یورش کیجئے۔ یہ یوں ہی لیت و لعل میں رہا وہ بطریق اسکی تقریباً ایک ہزار گائیں اور دس ہزار بکریاں پکڑ کر چلتا بنا۔ واثق نے اسے برطرف کر کے سہ شنبہ کو جبکہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی رہگئی تھیں نصر بن حمزۃ الخزاعی کو سپہ سالار مقرر کیا۔

اس سال رمضان میں طاہر بن الحسین کے بھائی حسن بن الحسین کا طبرستان میں انتقال ہوا۔ اس سال خطاب بن وجہ الفلس کا انتقال ہوا۔ اس سال ابو عبداللہ ابن الاعرابی راویہ نے اسّی سال کی عمر میں بدھ کے دن ۱۳ ؍شعبان کو وفات پائی۔ اس سال علی بن موسیٰ الرضاؒ کی بہن اُم ابیجا بنت موسیٰ نے انتقال کیا۔ اس سال مشہور گویا مخارق، ابو نصر احمد بن حاتم اصمعی کے راوی عمرو بن ابی عمرو الشیبانی اور محمد بن سعدان النحوی نے انتقال کیا۔

سنہ ۲۳۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال بغا نے بنی نمیر پر یورش کر کے ان کو سخت سزا دی۔

بنی نمیر کے خلاف بغا کی پیشقدمی

اس واقعہ کے متعلق ہمارا اپنا سلسلۂ بیان تو کچھ اور رہے البتہ

احمد بن محمد بن خالد نے جو اس مہم میں بغا کے ہمراہ رہا تھا اور جس نے اس کارروائی کی سب سے زیادہ تفصیل بیان کی ہے یہ بیان کیا کہ بنی نمیر کے خلاف بغا کی یورش کا سبب یہ ہوا کہ عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر بن الخطفی نے واثق کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور دربار میں بار پا کر اسے ان کو سنایا واثق نے تیس ہزار درہم انعام دیا اور سرکاری مہمان بنایا اس نے بنی نمیر کی واثق سے شکایت کی اور کہا کہ انھوں نے اپنے نواح میں ایک اودھم مچا رکھا ہے، فساد برپا کر رکھا ہے لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں اور خود یمامہ اور اس کے آس پاس کے علاقے پر غارتگری کرتے رہتے ہیں اس شکایت پر واثق نے بغا کو حکم بھیجا کہ تم بنی نمیر کو جا کر سزا دو۔

مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے اس نے راہبری کے لیے محمد بن یوسف الجعفری کو ساتھ لیا اور اب یمامہ روانہ ہو گیا شریف پر ان کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوئی، طرفین میں لڑائی ہوئی بغا نے ان کے پچاس سے زیادہ آدمی قتل کر ڈالے اور تقریباً چالیس گرفتار کر لیے وہاں سے وہ خُظیان آیا اور پھر یمامہ کے علاقہ میں بنی تمیم کے قریہ مراۃ نام آ کر وہاں فروکش ہو گیا اب اس نے مسلسل کئی سفیر بنی نمیر کے پاس بھیجے تاکہ وہ ان کو وعدہ امان دے کر حکومت کی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دیں مگر وہ برابر اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرتے اور اس کے سفرا کو گالیاں دیتے رہتے اور ادھر ادھر سے اس سے لڑنے کے لیے جمع ہوتے رہے سب کے آخر میں بغا نے دو آدمیوں کو جن میں ایک قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عدی سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی نمیر سے تعلق رکھتا تھا اُن کے پاس سمجھانے بجھانے کے لیے بھیجا انھوں نے تمیمی کو قتل کر ڈالا اور نمیری کو زخمی کر دیا اس کے بعد بغا مراۃ سے یکم صفر ۲۳۲ ہجری کو ان کی طرف چلا اور بطن نخل میں ٹھیرتا ہوا انخیلہ آیا یہاں سے پھر اس نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے کہ تم میرے پاس چلے آؤ مگر بنی نمیر کے بنی ضبّہ نے اس کے حکم کو نہ مانا اور اپنے پہاڑوں پر جو جبال السود کے جو یمامہ کے پیچھے واقع ہے بائیں جانب واقع تھے چڑھ گئے اس کے اکثر باشندے باہلہ تھے

بغا نے ان کو بلا بھیجا مگر انھوں نے آنے سے انکار کیا بغا نے ایک سریہ ان کے
مقابلہ پر بھیجا مگر ان کو نہ پا سکا پھر اس نے کئی مہمیں روانہ کیں جنھوں نے ان کو
قتل بھی کیا اور قید بھی کیا اس کے بعد خود بغا نے اپنی ہمراہی جمعیت کے ساتھ
جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی ان میں وہ ناتواں اور خدمت گار شامل نہ تھے
جو پڑاؤ میں رہ گئے تھے پیش قدمی کی اسکے مقابلہ کے لئے بنی نمیر بھی بڑی تعداد میں سب
طرف سے سمٹ کر تقریباً تین ہزار کی تعداد میں روضۃ الابان اور بطن السر میں جو القریتین
سے دو منزل کے فاصلہ پر اور اضاخ سے ایک منزل پر ہے جمع ہوئے تھے
انھوں نے بغا کے مقدمہ کو مار بھگایا اور اس کے میسرہ کو ہٹا دیا اور اس کے
ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی قتل کر دیئے، اس کی چھاؤنی کے تقریباً
سات سو اونٹ اور سو گھوڑے ذبح کر ڈالے اس کے سامان کو لوٹ لے گئے
نیز اس کثیر روپیہ میں سے جو اس کے ساتھ تھا کچھ لے گئے۔

بغا کی اس ناکامی کی وجہ احمد نے یہ بیان کی ہے کہ مقابلہ ہوتے ہی
بغا نے ان پر حملہ کر دیا اتنے میں رات ہو گئی بغا ان کو اللہ کا واسطہ دے کر
امیرالمومنین کی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دینے لگا محمد بن یوسف الجعفری
ان سے تقریر کرتا تھا انھوں نے اس کے جواب میں کہا اے محمد بن یوسف
بخدا تم ہماری اولاد ہو مگر تم نے اپنی اس قرابت کا کوئی خیال نہیں کیا اور پھر
تم ان غلاموں اور گنواروں کو ساتھ لے کر ہم سے لڑنے آئے ہو بخدا ہم تم کو
اس کی قابل عبرت سزا دیں گے یا اسی مفہوم کا کوئی جملہ کہا صبح کے قریب
محمد بن یوسف نے بغا سے کہا صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی تم ان پر حملہ
کر دو ورنہ یہ ہماری تعداد کی کمی دیکھ کر ہم پر چیرہ دست ہو جائیں گے بغا نے یہ بات
نہ مانی جب صبح نمودار ہو گئی ان کو بغا کی جمعیت نظر آ گئی انھوں نے اپنی جماعت
کی ترتیب یہ رکھی تھی کہ سب سے آگے پیدل تھے ان کے پیچھے سوار ان کے
پیچھے ان کے جانور اور مویشی تھے اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور شکست دی
ہم بھاگ گئے اور وہ بڑھتے ہوئے ہماری فرودگاہ تک چلے آئے نوبت یہ آئی کہ ہم کو
اپنی ہلاکت کا یقین آ گیا۔

بغا کو اطلاع ملی تھی کہ ان کا رسالہ ان کے علاقے کے کسی مقام میں موجود ہے اس نے اپنے تقریباً دو سو شہسوار اُن کے مقابلہ کے لیے بھیجدیے تھے، ہم اسی مایوسی کی حالت میں تھے بغا اور اُسکی فوج کو شکست ہو چکی تھی عین اسوقت یہ دو سو شہسواروں کی جماعت جن کو بغا نے بنی نمیر کے رسالہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا وہاں سے پلٹ کر عین ان کے عقب میں برآمد ہوئی وہ بغا اور اس کی جمعیت کو مار کر بھگا چکے تھے مگر اس رسالہ نے وہاں آتے ہی اپنے بگل بجائے ان کی آواز سن کر جب بنی نمیر نے دیکھا کہ دشمن نے ان کو عقب سے آلیا ہے وہ کہنے لگے بخدا اس غلام (بغا) نے اپنی شکست کی تلافی کر دی اور اب وہ بغیر لڑے منہ موڑ کر میدان سے فرار ہو گئے ان کا رسالہ جواب تک پوری طرح اپنے پیدلوں کی حفاظت کرتا رہا تھا ایک دم ان کو دشمن کی زد میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ پیدلوں میں سے کوئی بھی بچ کر نہ بھاگ سکا سب کے سب وہیں کھیت رہے البتہ سوار گھوڑوں پر بیٹھ کر اوڑتے بنے

احمد بن محمد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۳ رجمادی الآخر ۲۳۲ھ سہ شنبہ کے دن صبح سے نصف النہار تک بغا اور اس کی جمعیت شکست کھاتی رہی اس کے بعد بنی نمیر لوٹ مار اور اونٹ اور گھوڑوں کے ذبح کرنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں بغا کی شکست خوردہ جماعتیں اور وہ لوگ جو اس سے دور ہو گئے تھے پھر اس کے پاس اکٹھا ہو گئے اب اس نے اپنی اس جمعیت کے ساتھ دشمن پر جوابی حملہ کیا اور مار بھگایا اس نے زوال سے لے کر عصر کے وقت تک بنی نمیر کے تقریباً پندرہ سو آدمی قتل کر دئے اس کے بعد بغا موقع کارزار پر جو پانی پر واقع اور بطن السر کے نام سے مشہور تھا ٹھیر گیا یہاں تک کہ بنی نمیر کے مقتولین کے تمام سر اس کے پاس جمع کئے گئے اور تین دن تک اس نے اور اس کی فوج نے یہاں آرام کر لیا۔

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنی نمیر کے ان سواروں نے جو اس لڑائی سے بھاگ گئے تھے بغا کے پاس امان کی درخواست بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے پاس چلے آئے اور اس نے ان کو قید کر کے اپنے ہمراہ لے لیا۔

اس راوی کے علاوہ دوسروں نے یہ بات بیان کی ہے کہ موقع جنگ سے بغا لوگوں کی تلاش میں جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے چلا مگر اسے صرف کمزور اور ناتوان جن میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اور کچھ مویشی اور اونٹ دستیاب ہوئے اور وہ حصن باہلہ پلٹ آیا بنی نمیر میں سے بنو عبداللہ بن نمیر، بنو بُسرہ، بنو ملجحاج، بنو قطن بنو سلاہ، بنو شریح۔ اور ان کے جانشینوں کے دوسرے خاندان بغا سے لڑنے آئے تھے اس جنگ میں اس قبیلہ بنو نمیر کے بنو عامر کی بہت ذرا سی جماعت تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بنو عامر کاشتکار اور چرواہے تھے غارتگر نہ تھے بنو نمیر میں قبیلہ بنو عبداللہ بن نمیر سے عربوں کی ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنو نمیر کے ان لوگوں نے جو بغا کی امان لے کر اس کے پاس آگئے تھے اور جن کو قید کر کے بغا نے اپنے ہمراہ لیا تھا راستے میں ہنگامہ برپا کیا اور بیڑیاں توڑ کر فرار ہو جانا چاہا بغا نے حکم دیا کہ ان کو ایک ایک کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ جب ان میں سے کوئی سامنے آتا وہ اسے چار سو سے پانسو تک یا اس سے کم کوڑے لگواتا، اس کے متعلق ایک ایسے شخص نے جو اس وقت موجود تھا بیان کیا ہے کہ باوجود اس قدر مار کے ان میں سے ایک نے بھی تکلیف سے اُف نہیں کیا، اسی سلسلہ میں ان کا ایک ضعیف العمر شخص جس کے گلے میں قرآن پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا محمد بن یوسف بغا کے پہلو میں بیٹھا تھا اسے دیکھ کر وہ خوب ہنسا اور اس نے بغا سے کہا اللہ آپ کو توفیق دے یہ اپنے گلے میں قرآن لٹکا کر آیا ہے یہ ان میں سب سے زیادہ پاجی معلوم ہوتا ہے بغا نے اسے چار سو یا پانسو کوڑے لگوائے مگر نہ اس نے آہ کی نہ فریاد۔

اس لڑائی میں بنی نمیر کے ایک بہادر کا جو مجنون پکارا جاتا تھا بغا سے مقابلہ ہو گیا اس نے بغا کے نیزہ مارا مگر ایک ترک نے اس کو تیر مارا وہ میدان جنگ سے تو بھاگ گیا مگر تین دن زندہ رہ کر اس تیر کے زخم سے ہلاک ہو گیا۔

واجن الاشروسنی الصغدی سات سو اشروسنی اور اشتیخنی سپاہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لیے آگیا بغا نے اسے اور محمد بن یوسف الجعفری کو ان کے تعاقب میں بھیجا بنی نمیر دور دراز علاقے میں بھاگ گیے تبالہ اور اس کے متصل یمن کے حدود میں جا گھسے، اور واجن کے ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ آیا صرف چھ سات بنی نمیر کے آدمی اس کے ہاتھ لگ سکے تھے اور اب بغا حصن باہلہ میں قیام پذیر ہو گیا یہاں سے اس نے بنی نمیر کے کوہستان اور میدان ہلان اور السود وغیرہ کو جو یمامہ کے علاقہ میں واقع ہیں ان لوگوں سے لڑنے کے لیے جنھوں نے باوجود امان حاصل کرنے کے اب تک اطاعت قبول نہیں کی تھی مہیں روانہ کیں انھوں نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو قید کر لیا۔ ان کے چند سردار صرف اپنے اور اپنے خاندان کیلیے امان لینے بغا کی خدمت میں آئے بغا نے ان کو امان دی اور ان کو آئندہ کے لیے بالکل مطمئن کر دیا، وہ اس وقت تک وہاں ٹھیرا رہا جب تک کہ وہ تمام اشخاص جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ اس نواح میں تھے اس کے پاس آنہ گئے، اس نے ان کے تقریباً آٹھ سو آدمی پکڑ لیے اور ان کو فولادی بیڑیاں پہنا کر ذی القعدہ ۲۳۲ھ ہجری میں بصرہ بھیجدیا اور صالح العباسی کو مدینہ لکھا کہ تمھارے پاس وہاں جو بنی کلاب، مُرّہ، فزارہ اور ثعلبہ وغیرہ قید ہیں ان کو لے کر میرے پاس آجاؤ چنانچہ صالح العباسی بغداد میں بغا سے آملا اور اب یہ سب محرم ۲۳۲ھ ہجری میں سامرا آگئے۔ صرف ان عربوں کی تعداد جن کو بغا اور صالح العباسی زندہ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے تھے دو ہزار دو سو تھی ان میں بنو نمیر، بنو کلاب، مُرّہ، فزارہ، ثعلبہ اور طے تھے اور جو لوگ ان لڑائیوں میں جن کو ہم بیان کر آئے ہیں مارے گئے، بھاگ گئے یا اپنی موت مرے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

اس سال حاجیوں کو واپسی میں زبدہ تک کی چار منزلوں میں پانی کی کمیابی سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی ایک پیاس پانی کی قیمت کئی کئی دینار ہو گئی اور بیشمار مخلوق پیاس سے ہلاک ہو گئی۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن مصعب فارس کا والی مقرر ہوا۔
اس سال واثق نے سمندر کی کشتیوں سے عشر کی تحصیل موقوف کردی۔
اس سال ۵، مارچ کو اس قدر شدید سردی ہوئی کہ پانی جم گیا اس سال
واثق کا انتقال ہوگیا۔

واثق کی موت

واثق کو استسقاء ہو گیا تھا ان کا علاج یہ کیا گیا کہ گرم تنور میں انکو بٹھایا گیا
اس سے ان کے مرض میں کچھ کمی ہوئی اور ان کو آرام ملا، دوسرے دن پھر یہی
عمل کیا گیا مگر آج تنور کو زیادہ گرم کیا گیا اور کل کے مقابلہ میں آج ان کو اور
زیادہ دیر تک اس میں بٹھایا گیا جس سے ان کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی اس سے
نکال کر ان کو لحاف میں لٹادیا گیا، فضل بن اسحٰق الہاشمی اور عمر بن فرج وغیرہ
تو پہلے سے ان کے پاس موجود تھے پھر ابن الزیات اور ابن ابی داؤد بھی
آگئے کسی کو اب تک علم نہ تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے البتہ جب لحاف
چہرہ پر سے ہٹا دیا گیا تب سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔
بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن ابی داؤد ان کے پاس موجود تھا ان کی
پتلی اوپر چڑھ گئی اور ان کا وقت تمام ہو گیا اس نے ان کی آنکھیں بند کیں اور
ان کو سیدھا کر دیا۔ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ ان کا
انتقال ہوا وہ اپنے ہارونی والے قصر میں دفن کئے گئے، اسی نے ان کے
دفن کا سارا انتظام کیا نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اتارا۔

چونکہ واثق بہت بیمار تھے اور خود عیدگاہ نہ جاسکے اور اسی علالت سے
ان کا انتقال ہوا انھوں نے اس سال عید الضحیٰ کی نماز میں امامت کے لیے
احمد بن داؤد کو حکم دیا اور اسی نے اس سال عیدگاہ میں نماز پڑھائی۔

واثق کا حلیہ عمر اور عہد خلافت

سرخی مائل گورا رنگ تھا، خوبصورت چہرہ، سڈول اور خوبصورت جسم تھا، بائیں آنکھ ابھری ہوئی تھی اس میں سفید نکتے تھے، ۳۶ سال عمر ہوئی بعض نے ۳۲ سال بتائی ہے پہلے بیان کے مطابق ۱۹۶ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے پانچ سال پانچ ماہ نو دن خلافت کی، بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کئے ہیں۔ یہ مکہ کے راستے میں پیدا ہوئے تھے ان کی ماں ایک ام ولد رومیہ قراطیس نام تھی۔ نام ہارون تھا۔ کنیت ابوجعفر تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے اور استسقا ہو گیا نجومیوں کو طلب کیا، حسن ابن سہل فضل بن سہل کا بھائی، الفضل بن اسحٰق الہاشمی اسمٰعیل بن نوبخت، محمد بن موسیٰ الخوارزمی المجوسی القطربلی محمد بن الہیثم کا دوست سند اور دوسرے نجوم دیکھنے والے حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کی بیماری، طالع اور پیدائش کو دیکھ کر کہا کہ یہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہیں گے بلکہ ابھی پچاس سال ان کی زندگی کے اور بتائے مگر اس حکم کو ابھی صرف دس دن گزرے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

واثق کے خاص واقعات

حسن بن ضحاک نے بیان کیا کہ میں واثق کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم کو مرے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے اور واثق نے آج پہلا دربار کیا تھا سب سے پہلے جو گانا ان کو سنایا گیا وہ یہ شعر تھے جو ابراہیم بن المہدی کی جاریہ شاریہ نے گا کر سنائے۔

ما دری الحاملون یوم استقلوا ❊ نعشہ للثواء ام للفناء

ترجمہ: جس روز اٹھانے والے اس کی نعش کو اٹھا لے گئے ان کو معلوم نہ تھا کہ وہ اسے قیام دوام کے لیے لے جا رہے ہیں یا فنا کے لیے۔

فَلیقُل فیکِ باکیاتک مَا　＊　شئن صباحاً ووقت کل مساءِ

ترجمہ:- اب صبح و شام تیری رونے والیاں جو چاہیں تیرے بارے میں کہتی رہیں۔

ان اشعار کو سنکر واثق رونے لگے ہم ان کے ساتھ رو پڑے اور اسقدر ماتم برپا ہوا کہ کسی کو اس بات کا خیال ہی نہ رہا کہ ہم کیوں جمع ہوئے تھے پھر کسی اور گویے نے یہ شعر گایا۔

ودّع ھریرۃ ان الرکب مُرتحلُ　＊　وھل تطیق وداعاً ایّھا الرجلُ

ترجمہ:- قافلہ جانے والا ہے اب ہریرہ کو وداع کر دے۔ مگر یہ وداع تجھسے ہو سکتا ہے۔

یہ شعر سنکر واثق اور زیادہ رونے لگے، میں نے اس سے پہلے کبھی کسی باپ کی موت کی ایسی دل پذیر تعزیت نہیں سنی تھی اس کے بعد واثق مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

واثق کے خلیفہ ہونے کے بعد علی بن الجہم نے ان کی شان میں یہ شعر کہے۔

قد فاز ذوالدنیا وذوالدین　＊　بدولۃ الواثق الھارونِ

ترجمہ:- دیندار اور دنیا دار دونوں ہارون واثق کی حکومت میں کامیاب ہوئے۔

افاض من عدلٍ ومن نائل　＊　ما احسن الدنیا مع الدین

ترجمہ:- اس نے عدل وجود کو بہا دیا ہے۔ دین کے ساتھ اس کی دنیا کس قدر عمدہ ہے۔

قدعَمَّ بالاحسان فی فضلہ ؞ فالناس فی خفضٍ وفی لین

ترجمہ:- اس کے فضل میں احسان شریک ہے۔ اور اس وجہ سے تمام لوگ عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ما اکثر الداعی لہ بالبقا ؞ واکثر التالی بآمین

ترجمہ:- کس قدر لوگ اس کی بقائے عمر کے لیے دعا گو ہیں اور کس قدر اس دعا پر آمین کہہ رہے ہیں،

اسی شاعر نے یہ شعر بھی ان کی شان میں کہے تھے۔

وثقت بالملک الوا ؞ ثق باللہ النفوس

ترجمہ:- واثق باللہ نے لاکھوں جانیں بچالیں۔

ملک یشقی بہ الما ؞ لُ ولا یشقی الجلیس

ترجمہ:- وہ بادشاہ ہے جو مال کو جدا کر دیتا ہے مگر دوست کو محروم نہیں کرتا

أنس السیف بہ واستوحش العِلقُ النفیسُ

ترجمہ:- تلوار ہر وقت اس کی انیس ہے مگر بیش بہا مال کو اس سے وحشت ہے کہ کبھی پاس نہیں ٹھیرتا۔

اسد تضحک عن شدّاتہ الحرب العبوس

ترجمہ:- وہ ایسا بہادر ہے کہ نہایت سخت لڑائی اس کے حملوں سے کھسیانی ہو جاتی ہے۔

یا بنی العباس یابیٰ اللہ الّا ان تسوسوا

ترجمہ:- اے بنی عباس اللہ کو صرف مقصود یہی ہے کہ تم جہانبانی کرو۔

صالح بن عبدالوہاب کی جاریہ قلم نے حسب ذیل دو شعر اور محمد بن کناسہ کے شعروں کو راگ میں بٹھا کر ادا کیا۔

جالستُ اھل الوفا والکرمِ ❊ فی انقباضٍ وحشمۃ فاذا

ترجمہ:- حالت انقباض اور شرم میں جب میں اہل وفا اور اہل کرم کی محبت میں ہوتا ہوں۔

وقلتُ ماشئتُ غیر محتشمِ ❊ ارسلتُ نفسی علی سجیتھا

ترجمہ:- میں اپنی طبیعت کو آزادی دیدیتا ہوں اور بے باکانہ جو چاہتا ہوں کہدیتا ہوں۔

واثق نے ان کو گوا کر سنا اور پسند کیا ابن الزیات کو بلا کر پوچھا جانتے ہو یہ صالح بن عبدالوہاب کون ہے تم اس کو بلا کر ہمارے پاس بھیجو اور کہو کہ وہ اپنی جاریہ کو بھی ساتھ لائے، دوسرے دن صبح کو صالح جاریہ کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ان کے سامنے پیش ہوئی اس نے گانا سنایا واثق نے اسے پسند کیا اور صالح سے پچھوایا کہو اس کی کیا قیمت ہے اس نے کہا ایک لاکھ دینار اور مصر کی ولایت اس قیمت کو انھوں نے نہ مانا اور اس جاریہ کو واپس کردیا۔

صالح کے بھائی احمدؒ بن عبدالوہاب نے یہ شعر واثق کے لیے کہے۔

اجدّک ما رأیتَ لھا مُعینا ❊ ابت دار الاحبۃ ان تبینا

ترجمہ:- مجلس احباب اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ وہ جدا ہو مگر تم اس باب میں اس کی اعانت نہیں کرتے۔

نفوس ما اُثبن ولا جُزینا ❊ تُقطّع حسرۃً من حبّ لیلیٰ

ترجمہ:- لیلیٰ کی محبت میں بہت سے نفوس جن کو کوئی صلہ اور اجر نہیں ملا ہے

حسرت سے پاش پاش ہو رہے ہیں۔
صالح کی جاریہ قلم نے اسے خاص راگ میں بٹھا کر ادا کیا اور پھر زرزر الکبیر نے وہ راگ واثق کو گا کر سنایا واثق نے پوچھا یہ کس کا گانا ہے اس نے کہا قلم نے گایا ہے واثق نے ابن الزیات کو حکم بھیجا اس نے صالح اور اس کی جاریہ کو بلا بھیجا جب وہ واثق کے پاس پیش ہوئی انھوں نے پوچھا کیا یہ تمھارے اشعار ہیں اس نے کہا جی ہاں واثق نے کہا اللہ تجھے برکت دے اور صالح سے کہلا کر بھیجا کہ یہ معاملہ ختم کرو اور اتنی قیمت کہو کہ جو آسانی سے تم کو مل جائے اس نے کہلا کر بھیجا کہ میں اس جاریہ کو امیر المومنین کی نذر کرتا ہوں کہ وہ آپ کو مبارک ہو واثق نے کہا میں نے اسے قبول کر لیا اور پھر محمدؐ بن عبد الملک الزیات سے کہا کہ اسے پانچ ہزار دینار دیدو، واثق نے اس کا نام اغتباط رکھا ابن الزیات نے اس قیمت کے ادا کرنے میں تاخیر کی اس جاریہ نے دوبارہ یہ راگ ابت دار الاحبۃ واثق کو سنایا خوش ہو کر انھوں نے کہا تجھ پر اور تیرے پرورش اور تربیت کرنے والے پر اللہ کی برکت نازل ہو اس نے کہا اے میرے مالک میرے پرورش کرنیوالے کو کیا نفع ہوگا آپ نے اسے کچھ دلوایا تھا مگر اب تک وہ اسے نہیں ملا واثق نے سیمانہ سے کہا دوات دینا اور پھر اسی وقت اپنے ہاتھ سے ابن الزیات کو لکھا کہ صالح بن عبد الوہاب کو وہ پانچ ہزار دینار جو ہم نے اغتباط کی قیمت میں اسے دلوائے ہیں ابھی اسے مضاعف کر کے دیدو۔
صالح کہتا ہے میں ابن الزیات کے پاس گیا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ یہ پانچ ہزار سابقہ تو ابھی لے لو دوسرے پانچ ہزار جمعہ کے بعد میں تم کو دیے دیتا ہوں اگر اس اثنا میں اس کے متعلق تم سے پوچھا جائے تو تم یہی کہہ دینا کہ وہ رقم مجھے وصول ہو گئی ہے مگر اس بات کو اچھا نہ سمجھ کر کہ مجھے خلاف واقعہ اقرار کرنا پڑے میں اپنے گھر میں چھپا رہا یہاں تک کہ اس نے وہ بقیہ رقم بھی مجھے دیدی، سیمانہ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ روپیہ تم کو وصول ہو گیا میں نے کہا ہاں۔

واثق کو اغتباط سے اس قدر لطف اور دلچسپی ہوئی کہ انھوں نے سلطنت کا کام چھوڑ دیا اور اب خود کسی امر میں حصہ نہیں لیتے تھے اسی طرح ان کا انتقال ہوگیا۔

صحت نامہ

تاریخ طبری جلد سوم حصّہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۷	۸	ابی طاطب	ابی طالب	۸۹	۹ و ۱۱	ماموں	ماموںؔ
۲۲	۲	شہور	مشہور	۱۰۲	۱	شاہ ولیم	شاہ دیلم
۳۴	۱۴	قصیدہ سے	قصیدے	〃	۱۳	قوس اور	قومس اور
۳۵	۲۱	ابی حعفر	ابی جعفر	۱۰۶	۱۰	اوددبستہ	اندر دبستہ
۳۹	۲	اندلسہ	اندیشہ	۱۰۹	۱۳	درّے ہیں	درّے میں
۴۳	۱	بہم رسانی	بہم رسانی	〃	۱۴	مسلم بن قعتیہ	مسلم بن قتیبہ
۴۹	۲	دینے	دیئے	۱۱۸	۲۲	آگے	آگئے
۷۰	۱۶	کی قریب	کے قریب	۱۲۵	۶	مانت	دیانت
۷۷	۹	میری پاس	میرے پاس	〃	۱۷	لسی	کسی
۸۱	۱	کیل کانٹنے	کیل کانٹے	۱۲۶	۲۲	میں سے	میں نے
۸۶	۹	اولاکمر	اولاد کو	〃	۲۴	گوں کے	لوگوں کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۳۱	۱۶	نھوں	انھوں	۲۰۸	۴	شماسبہ	شماسیہ
۱۵۲	۶	اس اور اس انعام	اس انعام	۲۱۹	۲۳	علیٰ	علی
۱۵۳	۴	آسے	آئیے	۲۲۱	۶	بچیں	بچیں
۱۵۶	۱۴	ساتھ	سات	۲۲۲	۱۱	آپ کو	آپ
۱۵۷	۴	قرافیر	قیراقیرہ	۲۲۶	۸	تمام کا	تمام کام
"	۶	قرعرے	قرقرے	۲۲۹	۱۷	آب	اب
"	۱۰	درتے	ڈرتے	۲۳۸	۱۹	ہونی	ہوتی
"	۱۹	اعتنبار	اعتبار	۲۴۷	۵	اسیلی	اسی کی
۱۵۹	۲۱	فرمون	فرعون	"	۱۷	عبدالرحمان الانیاری	عبدالرحمان الانباری
۱۶۰	۲۳	بھیجی	بھتیجی	۲۵۰	۶	ماموں	مامون
۱۶۳	۱۶	انھوں	انھوں نے	۲۶۶	۱	فوجہ	فوجوں
۱۶۴	۲۴	فستمہ	فستّمہ	۲۷۳	۴	نہردیا اسے پر	نہردیا اسی پر
۱۶۸	۸	ابوتواس	ابونواس	۲۷۴	۱۲	بدعہدہی	بدعہدی
"	۱۶	مان	بیان	"	۱۸	عہدے	عہد
۱۷۲	۱۳	اس کی	اس کے	۲۸۶	۹	جاملی	جاملے
۱۸۱	۱	فضل ین سھل	فضل بن سہل	۲۸۷	۷	فیہ الرحہ	فیہ الرّحمۃ
۱۸۴	۱۱	بلکہ اسے	بلکہ اس کے	۳۱۸	۱۶	بےبہی	بےبسی
۱۸۷	۲۴ و ۲۵	اس نے اس نے کہا	کہ اس نے کہا	۳۴۴	۲۳	قعطل	تعطل
				۳۵۳	۱۷	سموسے	سموسے
				۳۵۵	۱۵	مرّ لا	مرۃ
۱۸۸	۷	آخرکا	آخرکار	۳۶۴	۱۳	ولیدالمرومی	ولیدالرومی
۱۹۳	۶	ندے	رتے	۳۸۸	۱۲	کرہے تھے	کررہے تھے
۱۹۸	۲۲	ان کی	ان کو	۴۳۲	۱۳	جص	جس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۳۵	۹ ۱۷	میانہ روئی	میانہ روی
۴۲۶	۹	بدیۂ	بدیۂ
۵۱۸	۲۴	کر	کو
۶۰۴	۳	باہرکر	باہر آکر
۶۱۳	۱۹	نک	تک
۶۲۹	۱۸	ڈور	دور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۳۵	۳	ستریک	شریک
۶۸۶	۱۷	ذوکس	فروکش
۶۹۰	۱۷	بیھے	بیٹھے
۷۰۳	۱	لستان	بُستان
۷۲۵	۶	اکو	انکو